

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَنْ كَانَ فِي حَالٍ مِنْ حَالَاتِ
الْإِسْلَامِ

الْكَامِلِ
فِي
مَعَارِفِ
الْإِسْلَامِ

مِنْ مَطْلَعِ شَيْخِ الْإِسْلَامِ
إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
مُحَمَّدٍ



بعد حمد و سپاس خدای عزوجل و لغت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ نبی مرسل و منقبت
 شیر خدا علی مرتضیٰ علیہ السجۃ و الثناء و محبت ائمہ ہدیٰ اراکین شریعت عراگتہای فقیر حقیر سیّد
 منظر علی اسیر کہ درینولا اکثر دوستان صادق الولا اور شنایان باصدق و صفا فقیر خاں
 میں جمع ہوئے اور بیشتر تذکرہ اشعار اردو و ادبیات فارسی کا اور مسائل علم عروض اور توانی کا
 بایکہ دیگر راچناچہ صحیفہ رشیقہ اعنی کتاب معیار الاشعار تصنیف عالم کامل فخر ماجد و امثال رئیس الحکماء
 اسناد الکملاء محقق طوسی علیہ الرحمۃ کہ اسی صناعت میں ہوا اور اسپر بعضے کلاسے اصحاب خلت و
 براعت فراغی مولوی سعد اللہ صاحب (حاشیہ لکھا ہے اور انصاف کو بالا سے طاق رکھ کر چاہا
 و اعتراض کیے ہیں اور شرح شیخ ہمدی علی زکی مشہور ملک الشعرا کی بھی ہو بار صحبت میں پڑھا گیا
 بعض مطالب زیادہ حاشیہ اور شرح سے ذہن میں آئے اور معلوم ہوا کہ بعض مقامات کتاب کے
 صحت سے بھی نہ گئے ہیں لہذا بہ تکلیف بعض احباب اور بمباد و کان حقاً علینا نصر المؤمنین حق تعالیٰ
 مطالبہ نو و کمین عبارت اردو میں بطریق ترجمہ لکھے اور نام اسکا **رکاب کامل** عیاں رد ترجمہ معیار الاشعار

اور کہیں کہیں عبارت حاشیہ و شرح بھی بعینہ لکھ دی اسلئے کہ دریافت کرنا اوسکا مقصد یوں کو سہل ہو
اور جس جس مقام میں عبارت متن چچیدہ اور حاشیہ و شرح میں بسبب عدم فہم کے خلاف واقع ہو گیا
منستیون پر حال اوسکا منکشف ہو جائے طرز تحریر یہ ہے کہ میم اشارہ عبارت متن کا اور نے
عبارت اپنے ترجمے سے اور حے نشان عبارت حاشیہ کا اور شین علامت سے شرح کی و بالذات توفیق
ہم الحمد للہ الشاکرین والصلوٰۃ علی محمد سید المرسلین وآلہ الطاہرین ت سب تعریفیں ثابت ہیں
واسطے خدا میقالے کے تعریفیں شکر کرنے والوں کی اور درود کا ملہ نازل ہوا پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے جو سرداران نبیائے مرسل کے ہیں اور اوپر ان کی اولاد کے جو طاہرین معلوم ہو کہ حمد الشاکرین
مفعول مطلق ہے اور منصوب اور حمد میں مقابلہ نعمت کا ضرور نہیں ہے اور شکر میں مقابلہ نعمت کا
ضرور ہے پس جو حمد کہ مقابلہ نعمت ہے البتہ فضل حمد ہے اور انسان نعمت الہی سے کسی وقت خالی
نہیں علی الخصوص وقت تالیف کہ قوت تالیف بھی عمدہ نعمت الہی ہے حمد ستودن اور ستائش
اور صلوة دعا اور رحمت اور آمرزش اور آل بالمد فرزند ان تینوں نعمت منتخب سے ہم ابا بعد این مختصری
در علم عروض و قوافی شعر تازی و فارسی کہ بالتماس بعضہ دوستان مرتب کردہ شدہ آئنا معیار الاقوال
نام نہادہ آدیت یہ ایک سالہ محقق علم عروض اور علم قوافی شعر عربی و فارسی میں ہے کہ بالتماس
بعضہ دوستان کے مرتب کیا گیا اور نام اوسکا معیار الاقوال شعر کا عروض بالفتح نام ایک علم کا ہے
کہ میزان شعر موزون اور ناموزون ہر منتخب سے اور عروض کر سول یعنی عروض اور صلاہ اوسکا
مخدوف یعنی عروض علیہ کسوا سطلے کہ اشعار کو اوس پر عرض کرتی ہیں کہ موزون ناموزون سے
جدا ہو کذا فی القاموس اور وجہ تسمیہ عروض سالہ سیفی وغیرہ سالہ اسے عروض میں بکثرت لکھو
ہیں مگر بہتر سب سے یہی ہے جسکا ذکر ہوا اور قوافی جمع قافیہ اور قافیہ بمعنی ازپی روندہ سے
اور اوسکو قفوسے لیا ہے بمعنی ازپی رفتن جو بیشتر یہ قافیہ پیچھے باقی الفاظ یا پیچھے اکثر باقی الفاظ
واقع ہوتا ہے گویا پیچھے اونکے جاتا ہے لہذا قافیہ نام رکھا اور اصطلاح میں عبارت سے
اوس سب سے جو تکرار پائے الفاظ متشابهہ الاوخر میں یا ایک لفظ متغایر المعانی میں اوخر صریح
یا ابیات کذا فی الغیاث اور رسالہ عطای و دیگر رسائل قافیہ اور معیار بالکسر ہمانہ و اندازہ و جاشی
مگر رفتن زروسم وآلہ راست گرفتن تر از و منتخب اور کشف سے ہم و این مختصر مشتمل بر مقدمہ و دو

مقدمہ در بیان ماہیت شعر و ذکر صناعتی کہ شعر را بدان تعلق باشد و آن سہ فصل است **فصل اول در حد**
شعر و تحقیق آن است اور اس مختصر میں ایک مقدمہ اور دو فن ہیں مقدمہ بیان ماہیت شعر میں اور ذکر
 صنائع میں کہ شعر سے تعلق رکھتے ہیں اور سمین تین فصلیں ہیں **فصل اول تعریف اور تحقیق شعر** میں
 مقدمہ بالضم میم و کسر وال مشد پیش رونده ہے یا وہ مطلب جو پیشتر کہا جائے وہ سب آسانی مطالب
 آئندہ کے کذا فی المدا و المومید و المنتخب و الغیث اور ماہیت کبسر او تشبیر یا تخانی معنی حقیقت شن
 مستعمل ہے اور یہ مصدر جہلی ہے ترشیدہ اہل منطق اور اہل حکمت کا اور معنی افعلی ماہیت کو چست
 این سخن میں مرکب یا موصولہ اور لفظ ہی سے کبسر اور فتح یا ضمیر موند واحد اور یا مشد و علامت جہل جو
 اور تا مصدر سی مگر یا لفظ ہی بہت اجتماع یا ات حذف ہوئی ہے کذا فی الغیث اور صناعت کبسر
 پیشہ اور کام اور اصطلاح میں اطلاق اسکا علم پر شائع ہے کذا فی الصراح و المنتخب و الکشف اور حد
 بنفع و تشدید وال حائل میان دو چیز اور نہایت اور کنارہ ایک چیز کا اور اصطلاح منطق میں تعریف شی بذاتیا
 جیسے کہ تعریف انسان کی بحیوان ناطق بخلاف رسم کے کہ وہ تعریف ہے بضرایات جیسے کہ تعریف
 انسان کی بآشیضا حک غیث سے ہم شعر نزد منطقیان کلام مخیل موزون باشد و در عرف جمہور کلام
 موزون مقفیات شعر نزدیک منطقین کے کلام مخیل متبدل ہے اور عرف جمہور میں جو نزدیک شعر کے
 کلام موزون بوزن عروضی اور مقفے ہے کلام سخن گفتن و سخن متخف سے اور مخیل خیال کردہ شدہ جس کو
 تخیل ہو مقفہ وہ کلام جو قافیہ رکھتا ہو اور معنی ان لفظوں کے آئندہ متن میں مفصل مرقوم ہیں ^{۱۲} ^{۱۳}
 صاحب حاشیہ نے یہ شبہ کیا ہے کہ قول مخیل موزون باید دانست کہ وزن نزد منطقیان از امور
 مقصودہ بالذات نیست آری از امور مقصودہ بالعرض است کہ معین و مفید نحو از تخیل باشد کہ
 مقصود بالذات است و از حیث کشید در منطق الشفا آوردہ لا نظر للمنطقی فی شی من ذلک الا فی کونہ کلاماً مخیلاً
 و در جہا دیگر گفته اند لا یمنظر المنطقی فی الشعر من حیث ہو مخیل و لہذا بعضی قد ما وزن را داخل حد شعر نکرده اند
 چنانکہ محقق خود در اساس الاقتباس میگوید بعضی قد ما کلام مخیل را شعر گفته اند اگرچہ وزن حقیقی در آن باشد
 چنانکہ بعضی اشعار چمنان ست و در دیگر لغات قدیم مانند عبری و سریانی و فرس ہم وزن حقیقی اعتبار
 نکرده اند و اعتبار وزن حقیقی اول عرب را بودہ و دیگر اہم متابعت ایشان کردہ اند و نظر جناب صاحب
 بہ تخیل و وزن را از ان جہت اعتبار کنند کہ بوجہی اقصای تخیل کند و صناعت منطق باحت بالذات

از تحسین شعرست و بالعرض از دیگر احوال تم کلام اور صاحب شمس نے اوسکا جواب یوں لکھا ہے شمس
 باید دانست کہ شعر جزوی از اجزای منطق است زیرا کہ قیاس را از علم منطق پرستج نوع قسمت کرده اند و شوم
 جزوی از همان اجزای پنجگانه است و این بجهت مناسبت تحسین است تم کلام نہ پس کیفیت جواب کی ظاہر ہے
 اس وجہ سے کہ یہ عبارت خارج از بحث ہے اور اعتراض سے بالکل تعلق نہیں کہنی بہر کیف فقیر نے
 اس باب میں قہ ولوی عبد الرزاق صاحب کی خدمت میں لکھا اور مولوی صاحب موصوف نے جواب
 اوسکا یوں لکھ بھیجا کہ فی الواقع شعر در اصطلاح منطقیین کلام تحسین کہ باعث انبساط النفس یا انقباض بہ
 ہست پس مراد از لفظ موزون عرف عام یعنی دلچسپ گرفتہ نہ متعارف صرفیان و عروضیان پس این شبہ
 شبہ محض است و بس اور جناب سید علی محمد صاحب خلف الشیخ جناب قبلہ و کعبہ مجتہد العصر والرائد امام المسلمین
 نے اس جگہ یہ عبارت تحریر فرمائی ہے کہ کجی اطلاق تحسین کا اوس مقام پر ہوتا ہے کہ ایک شی انسان کے
 خیال میں گذری چنانچہ یہ معنی لغوی ہیں اور کبھی تحسین سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اثر کرے سخن نفس میں
 اور زورے انقباض یا انبساط کے چنانچہ یہ معنی اصطلاحی ہیں اور وزن کے معنی لغت میں معتدل کے بھی
 آئے ہیں چنانچہ کتاب مجمع البحرین میں تفسیر آیہ وافی ہدایہ وابتنا فیہا من کل شی موزون لکھے ہیں اور عرف عام
 میں کہتے ہیں قدر موزون اور بنا بر صلاح جمہور شعر اسکے ایک ہیات تے تابع نظام حرکات و سکات و غیر
 کی چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا جب یہ محمد بن ابیہ معلوم ہو کہ یہ شبہ جب ہوتا ہے کہ تحسین اور
 وزن کے معنی اصطلاحی ہوں اور اگر تحسین سے مراد معنی لغوی ہوں اور موزون سے مراد معتدل و معنی
 تمام عبارت کے یہ کہیں کہ شعر بنا بر اہل منطق کے کلام تحسین یعنی خیال کردہ شدہ اور معتدل جو میں
 قلیل یا احوال مضمر نو فہم مطالب میں اور یہ کلام البتہ اثر کرے نفس میں بہ انقباض یا بہ انبساط یا یہ کہ
 تحسین کے معنی اصطلاحی ہوں مگر تجرید کرین اوس سے سخانی کو بعد از ان اوس لفظ کو ذکر کریں کہ وہ لائق
 اوں سخنوں پر چنانچہ و تقشیر سنہ جلو والذین الایہ میں بخوبی کی جو پس بنا بر این اعتراض مذکور مرفوع اور
 شبہ مسطور مدفوع ہے فقال لعل اللہ یحیث بعد ذلک امر اتم اور فقیر کے ذہن میں یہ آتا ہے
 کہ اس تکلف اور تاویل کی حاجت نہیں شعر کے واسطے وزن ضرور ہے اور یہی وزن فارسی چودریان
 شعر اور نظم کے وزن کلام تحسین و موزون میں چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے یا علینا الشوریٰ نیا و ختم پیغمبر
 صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را شعر شک نہیں کہ کلام خدا میں بھی شعر سے مراد کلام موزون ہے اور منطقی کو

عین بیان نیست این اثر شمس

نور کا دلدار ترجمہ جہانگیر شاہ

غرض اور بحث قضا یا تنجیہ سے جو نظم ہونا شعر مگر تعریف نظم اور شری اور سکے نزدیک بھی علاحدہ علاحدہ ہے
 نہ فقط کلام مخیل ہے اور نظم کلام مخیل موزون جو اہل عروض کے نزدیک ہر بحث وزن سے کام اہل عروض کا
 ہے نہ کام اہل منطق کا جیسا کہ مثلاً فقہ جب ذکر اسکا علم فقہ میں ہو گا فقہ کو غرض اور بحث اور سکے حلال اور
 حرام میں ہوگی مگر جب تعریف فقہ کی فقہ سے ہو جیسے ہی تعریف فقہ کی کر لگا جو اہل موسیقی نے کی ہے
 اگرچہ اسکو غرض اور بحث اوس سے نہیں ہے وہ کام اہل موسیقی کا ہے پس محقق علیہ الرحمہ تعریف شعر نیز
 فرماتے ہیں کہ شعر نزد منطقیاں مخیل موزون ہے غرض اور بحث منطق بیان نہیں کرتی اور شک نہیں کہ اگر
 قید موزون کی نہو شریخی نظم میں داخل ہو جائے کہ کوئی کلام تجہیل سے خالی نہیں نظم ہونا خواہ شرا و حال
 اہل منطق کا اس باب میں یہ ہے کہ متقدمین اور نہیں دو فرقے ہیں بعضوں نے فقط کلام مخیل کو شعر کہا ہے
 اور انکو اپنے مطلب سے مطلب سے معترض ثانی نے وزن کو معتبر جانا ہے تا فارق ہو در میان شرا و
 نظم کے چنانچہ یہ دعوی ہمارا عبارت معترض سے کہ لہذا بعضے قد ما وزن را داخل حد شعر نہ وہ لہذا عبارت
 اساس الاقتباس سے کہ بعضے قد ما کلام مخیل را شعر کہتے ہیں اگرچہ وزن حقیقی مذکور شدہ باشد صاف پیدا ہے
 کہ اسے کہ جب کہا بعض قدما نے اعتبار نہیں کیا لازم آیا کہ بعض دیگر نے اعتبار کیا ہے اور متاخرین
 اہل منطق کا یہ حال ہے کہ کل اونکے وزن کو اعتبار کرنے میں بلکہ قافیہ کو بھی چنانچہ عبارت مشرح
 تجریدی کہ یہ ہے متن والشعر من الصناعات وهو عند القدماء کلام مخیل وعند المتجددین کلام موزون متساوی الارکان
 المقفی اشخ الشعر صناعة من الصناعات وهو عند القدماء کل کلام مخیل نقیض النفس لفظاً او قبضاً اما المتجددون
 فاشعر عندہم کل کلام موزون متساوی الارکان متفادوسری جگہ مشرح نکور میں لکھا ہے والشعر التام سہی کی
 بالکلام المخیل بالوزن وبالنغمۃ المنا سبتہ ان قافیہ تمام کلام سہی کی اما بالفاظ وباللحانی او بہما اور وزن
 کی بھی کئی صورتیں ہیں وزن صری اور وزن موسیقی اور وزن عروضی اور سوا اسکے اعتدال بھی ایک وزن ہے
 چنانچہ عبارت مشرح تجریدی کہ یہ ہے وآمانی الامم القدیمہ من الیونانیین والعربیین واسرائیلیین من
 یقولون قد ما یم شعر اسوزنا بہذہ الاوزان العروضیۃ بل باوزان بالشعر شبہ وقوا قیہا غیر متفقت
 اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قدما جیسے نزدیک شعر فقط کلام مخیل ہے وہ بھی اعتدال کو داخل حد
 جانتے ہیں وہ بھی ایک وزن جو میں ان ویلون سے نزدیک متادل کے پیدا ہے کہ شعر کو وزن سے
 چارہ نہیں اور اہل منطق بھی اسکو داخل حد جانتے ہیں ہر چند غرض اور بحث اور تنجیہ سے ہے پس

تو حق سچ کھڑا قائل ہم اما کلام الفاظی باشد مولف از حروف کہ بحسب ضح بر معنی مقصودہ دال باشد
 و شعر فی الفاظ تصور توان کرد و اگر کسی بہ تکلف فعلی غیر ملفوظ را مانند حرکتی از دست یا چشم مثلاً جزوے
 از اجزای شعر گرداند حکم آن فعل حکم الفاظ باشد از ان جهت کہ مشتمل باشد بر حدوث صوتی یا خیال صوتی
 دال بر مراد است پس کلام الفاظ ہین مولف حروف سے کہ بحسب ضح معنی مقصودہ پر دال ہوں اور
 شعر فی الفاظ نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی بہ تکلف ایک فعل غیر ملفوظ کو مثل حرکت دست یا حرکت چشم کی
 ایک جزو اجزای شعر سے مقرر کرے حکم اسکا حکم لفظ کا ہے کہ حدوث صوت یا خیال صوت اور سہ
 ایک مراد پر شامل ہے پس کلام کے معنی لغوی سابق لکھے گئے اور اصطلاح اہل نحو میں لفظ ہے
 متضمن دو کلمہ یعنی مرکب دو اسم سے یا فعل سے اور اسم سے کہ نسبت ایک کی دوسرے سے ہو
 اس طرح کہ فائدہ نام ہے جیسے زید قائم اور قائم زید منتخب اور غیاث سے اور مراد حروف سے حروف
 ہین اور مثال فعل غیر ملفوظ کی جسکو حکم لفظ میں کہا ہے یہ ہے مثلاً کہے کہ اے یہ مصرعے مردی
 از خانہ برون آمد و گفتا اور اشارہ آنکھ سے کرے معنی اور سنگے یہ ہوئے کہ بیایا یا تہہ آنکھ پر مارے
 معنی اور سکے یہ ہوئے کہ بزن پس یہ حدوث صوت یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارنا اور یہ خیال صوت یعنی
 آنکھ سے اشارہ کرنا چو کہ دال ایک مراد پر ہے حکم لفظ میں ہے گریہ کی تکلف سے خالی نہیں
 حاشیہ کا مطلب سی قبل سے ہے مگر شارح نے اسکو خلاص کھڑا یا ہے عبارت اور سکی یہ ہے ش
 مطلب متن از فہم صاحب میزان رو گرفتہ و بر زعم مصنف براہ دور از معانی رفتہ اللہم انی تعاقب الاشیاء
 کہا ہی باید دانست کہ مراد مصنف نسبت کہ ان حرکت دست یا چشم مثلاً بہمت اشتغال بر حدوث صوت
 یا خیال صوت کہ دال بودہ مراد ہی در حکم لفظ باشد اما بحرکت دست حدوث صوت چنانکہ درین مصرع
 ع مردی بدرخانہ بازو دستک پیش لفظ دستک ذکر نسا زد و دست بر دست زدہ مفہوم مراد گریہ
 و خیال صوت بحرکت دست یعنی آوازی پیدا تھا باشد چنانکہ درین مصرع ع کہ مرا با تو ہیج کار نما زدہ دست
 و بازو حرکت دہند کہ لفظ برو برو و از ان مراد بود اما بحرکت چشم حدوث صوت نیست نیا بد پس خیال
 صوت ہی شاید چنانکہ درین مصرع ع گفتم کہ بجا نگری گفت + و پس از لفظ گفت اشارہ بحرکت چشم
 نماید کہ لفظ چشم بہ خیال در آید و دلالت ایحرکات بر دلالت وضعی غیر لفظی باشد و این ہر از تکلف
 خالی نہا شد چنانچہ مصنف ہم اشارہ بیان نمودہ تم کلام منظر ہر ہے کہ حاصل دو تون عبارتوں کا ایک

معلوم ہوتا ہے یا مطلب شائع کا کچھ اور سمجھا کر بیان درست ہو سکا بہر کیف یہ مقام خندان وقت طلب نہیں ہے ہم وہ چین الفاظ اہل یعنی راہ اگرچہ مستجمع وزن و قافیہ باشند از قبیل شعر شمرند یہ فقرہ عطف ہے اوس قول پر کہ شعر فی الفاظ تصونہ نقوان کر دینی جیسے شعر نے الفاظ نہیں ہوتا اس طرح الفاظ اہل یعنی کو اگرچہ موزون اور مقفی ہوں قبیل شعر سے نہیں کہتے مصل لغت میں بضم اول اور میثم ثانی مفتوح فرد گذشتہ شدہ اور سر وک اور بیکار ردار اور کشف اور غیاث سے اور اصطلاح میں جو کلام کہ معنی نہ رکھتا ہو ایک تذکرے میں لکھا ہے کہ کسی امیر نے کسی شاعر سے کہا کہ دو چار شعر ایسے کہو کہ فقط الفاظ جمع ہوں اور سنی اونکے کچھ نہوں تا سامع اشتباہ میں نہ پڑیں اوس بزرگ نے اتنا قال لا حرف البیہ تین شعر کے ایک اور تین سے یہ ہے ہے روزی کہ در بدخشان رخ بر خیار بندوہ ناوودہ و شقی خلخال مارگر دو پس ایسے کلام معنی کو شعر کہا چاہیے ہم و حکم نہایات اہل ججون ہزل کہ ہر الفاظ مصل شتمل باشند و در نظم ایراد کنند حکم الفاظ معنی دار باشند ازان جہت کہ مراد ایشان کتبہ ایشان ازان الفاظ حاصل آید پس کلام شعر اور غیر شعر ایسا ہے جنس ست اور حکم یہودہ گو یون اہل ججون اور اہل ہزل یعنی ہیا کون اور گستاخون کا کہ شتمل بالفاظ مصل ہوں اور نظم میں دار و کرز حکم الفاظ معنی دار کا ہے اس جہت سے کہ مراد اذکی موافق اونکے قصد کے اون الفاظ سے حاصل ہو پس کلام شعر اور غیر شعر کو بجا ہے جنس ہے نہایان لغت میں نفیحقین اور ذال مجہد سخن یہودہ کہت بیہوشی مرض میں کہذانی انتخب الصراح والغیاث اور ججون لغت میں باضم کالذول یعنی بیباکی پس اگرچہ نہایان کلام بیہوشی اور ہزل سخن یہودہ ہے عذرا اصطلاح میں ہزل اور نہایان دونوں کلام مسخرگی کو کہتے ہیں جیسا کہ کلام جعفر زٹلی کا کہ مشہور ہے اور اشعار میر انشا الدخان کے جو مولوی فائق بین شعر چہ خوش گفت فائق شاعر غراہ کہ چون ذہن من زہن رسانا باشد بمقام شعر چہ خوش گفت تشدید صحیح چہ انباشدہ نقل اسکی زبانی مولوی فائق کے یوں ہے کہ میں نے ایک شعر کہی دونوں میں کہتا تھا اوس میں نظیر شد و تھا میر انشا الدخان نے اعتراض کیا اور فرما قلیل بھی اس میں شریک اونکے ہوئے میں سند قاموس وغیرہ کتب لغت سے لکھی بھی انشا الدخان نے خفیف ہو کر چند شعر سیری مجموعہ میں کہے میں نے بھی ایک سالہ اون دونوں کی مجموعہ میں لکھا کہ جواب ترکی ترکی شعر آخر اوسکا یہ ہے شعر چون این سالہ واقع دخل و دشا عرستہ دین فی جہا ملو شدہ یک گز و فاشتم

صاحب میزان نے بھی شعر انشاء اور دستان کا لکھا ہے مگر ایک مصرع کہیں کا اور ایک مصرع کہیں کا
 آدم بر طلب فرمایا محقق غایہ الرحمہ نے کہ کلام شعر اور غیر شعر کو یعنی نظم و نثر کو یکجا جس سے یعنی
 معنی جنس کے صادق ہیں مگر جنس حقیقی لکھا چاہیے اس واسطے کہ مرکب میں دریافت کرنا معنی جنس کا
 عیب اور دقیق ہے چنانچہ کتاب مسلم العلوم میں مویا کے یہ عبارت ہے لکن فی الکرب تکفیل
 معنی الجنس عسر و قوی البسط تنقیح المادۃ تنقیح کل فان ابہام المعین وتعیین المبیہ امر عظیم انتہی ہذا
 معنی جنس کا " دستور اور دقیق ہے اور البسط کے رایت کا مبیہ کا کمال ہے " میں تحقیق کہ ابہام معین کا اور میں کا مبیہ کا کمال ہے " اور
 علیہ الرحمہ نے احتیاطاً کلام کو یکجا سے جنس کہا قائل ح قولہ یہاں سے جنس یعنی جانیکہ آغا جنس
 نمایند پس مراد ازان معنی جنس است ہم از تحفیل تاثیر سخن باشد و نفس بروہی از وجہ مانند بلیط
 و شبہ نیست کہ غرض از شعر تحفیل است تا حصول آن و نفس مبدر صدور فعلی شود از و مانند اقدام ہر کا
 یا امتناع ازان یا مبدد حدوث ہیاتی شود و مانند رضا یا سخط یا نوعی از لذت کہ مطلوب باشد الا انکہ
 تحفیل را حکمای یونان از اسباب ماہیت شعر شمرده اند و شعری عرب و عجم از اسباب وجودت او
 می شمرند پس بقول یونانیان از فضول شعر باشد و بقول این جماعت از اغراض و مباحث نیست
 لیکن تحقیق تاثیر کرنا سخن کا ہے نفس میں کسی وجہ سے اندازہ کے یا قبض کے کہ دل خوش ہو جائے
 یا زندہ جاوید شک نہیں کہ غرض شعری بھی تاثیر سخن جو تا حاصل ہونا اور سکا نفس میں بشا و صدور ایک
 فعل کا ہوشل اقدام کے ایک کام پہ امتناع کی اوس سے یا مبدد پیدا ہونا ایک ماہیت کا نفس میں مانند رضا
 یا ناخوشی کی کیسٹ علی لذت کہ مطلوب ہو مگر اس تحفیل کو حکمای یونان اسباب ماہیت شعر کہتے ہیں اور شعری عرب
 اور عجم اسباب حسن شعری کہتے ہیں پس بقول یونانیان یہ تحفیل فضول شعری جو از بقول شعر منبر لغرض اور غایت
 شعری پس معنی تحفیل کے لغت سے قبل انہیں لکھ گئے اور بلیط بالفتح معنی فراخی صراح سے اور معنی کسٹرون غیاث سے
 اور مراد اوس سے انبساط نفس ہے اور قبض بفتح اول اور سکون ثانی گرفت اور گرفتگی غیاث سے اور مراد اور
 انقباض نفس ہے اور مبدد بفتح صیغہ اسم ظرفیت ثلاثی مجروری جگہ آغاز کرنے اور آشکارا کرنے کی
 اور بضم و ردال حملہ مکسورہ اور بعدا و سکے ہمزہ صیغہ اسم فاعل کا باب افعال سے آغاز
 کرنے والا اور پیدا کرنے والا اور بضم اسم اور و ال مسمیہ مفتوحہ صیغہ اسم ظرف کا
 باب افعال سے جگہ آغاز آشکارا کرنے کی کہ ان فی الغیاث اور اقدام کبیر پیشروی کرنا کسی کام میں غیاث سے
 اور غیاث بر وزن غیرت بنجانا اور شکل اور صورت کشف اور غیاث سے اور رضا بالکسر خوشنودی اور

یہ تحقیق کہ ابہام معین کا اور میں کا مبیہ کا کمال ہے

بفتح خوشد و ہونا کشف اور صراح اور منزل سے اور صاحب منتخب نے دونوں لفظ بالفتح لکھے ہیں غرض
 سے اور سخط البقیہ اور خار حوچہ شمس اور غضب و ارا اور سود سے اور منتخب میں بالضم اور بقیہ میں
 اور صراح میں بضم اور بفتح اور سکون ثانی اور جودت بفتح یکی اور نیک ہونا اور خوبی ہر چیز کی منتخب
 اور کشف اور شرح نصاب اور غیث سے اور فصل بالفتح جدا کرنا اور جدا ہونا اور اصطلاح منقول میں
 وہ چیز کہ تیرہ وی ایک شے کو مشارکات ذاتیہ اور واقع ہو جو اب ای شے ہونی ذات میں جیسے کہ لفظ ناظر
 تیز و تیا ہے انسان کو اور حیوانوں کے کہ شریک اسکے ہیں جو انیت میں غیث سے مثال اس کے
 جو نفس میں انبساط پیدا کرے صریح شراب شمع چون یا قوت سیال مثال اس کی جو نفس میں انقباض
 پیدا کرے صریح غسل و خوش چون گس بہ مثال اس کی جو نفس میں منشاء اقدام کار کا ہو
 سعدی کہتا ہے بیٹے خواہی کہ خدای بر تو بخشہ با خلق خدای کن نکوئی یا اشعار خیر وقت
 جنگ نظامی کہتا ہے بیٹے رزاجہ منم پیل فولاد خای کہ کہ بر پشت سیلان کشم پلپای بہ دم
 پہلوی پہلوانان بہ تیغ خرم گردہ گردان میدرفع بہ مثال اس کی جو نفس میں باعث امتناع
 کار کا ہو سعدی کہتا ہے بیٹے ایانا خواہی ہا بر جسد کہ کہ آن بخت برگشتہ خود در ہاست بہ چہ حجت
 کہ باوی کنی دشمنی کہ کہ وی را چنین دشمن اندر قفاست بہ مثال اس کی جو نفس میں مہر در رضا ہو
 سعدی کہتا ہے بیٹے رشک آید چو کسے سیر نگہ در تو کنہ باز گویم کہ کسے سیر خواہر بودن پیشا
 مدح جیسا کہ ناصر علی نے مدح ذوالفقار خان میں ایک مطلع پڑا وہ ایسا خوش ہو کہ لاکھ روپے
 صلہ میں دیے مطلع اسی شان حیدری ز جبین تو آشکار ہ نام تو در بندر دکنہ کا رذو الفقار بہ مثال
 اس کی جو نفس میں باعث سخط ہو سعدی کہتا ہے بیٹے بہ تیشہ کسے سخر شد ز روی خارا گل
 چنانکہ بانگ درشت تو میخراشد دل یا اشعار چو کہ باعث سخط ہیں اس کو کہ جسکی چو ہے جیسے یہ
 بیٹے تاملیر آفتاب ترا خواند روزگار خورشید سر بہ نہ بر آمد ز کو ہمارہ مثال اس کی کہ جس سے
 نفس کو لذت حاصل ہو اور لذتیں بہت سی ہیں از انجود کہ عیش و نشاط کا حافظ کہتا ہے بیٹے
 ساقیا بر خیزدہ جام را بہ خاک بر سر کن غم ایام را بہ ہم وانا وزن سیاقی ست تابع نظام ترتیب
 حرکات و سکنات و تناسب آن در عدد و مقدار کہ نفس اندھا کن ہیات لذتی مخصوص یا بہ کہ انرا
 درین موضع ذوقی توازن است وانا وزن ایک شکل ہے تابع نظام ترتیب حرکات و سکنات کی

اور اشعار
 ذوق و لذت

اور اسکے مناسبت کے عدد میں اور مقدار میں کہ نفس اسکے دریافت کرنے سے ایک لذت مخصوص پاتا ہے کہ اسکو اس جگہ ذوق کہتے ہیں پس مناسبت عدد کی یہ ہے کہ مثلاً حروف اور حرکات اور سکانات دونوں مصرعون میں برابر ہوں اگرچہ حرکات مختلف ہوں اور کہیں ایک ساکن اور کہیں دو ساکن ہوں اور مناسبت مقدار کی یہ ہے کہ مثلاً عروض میں فعلن ہو اور ضرب میں فعلن یا عروض میں فعلن ہو اور ضرب میں فعلن یہ مناسبت ہم فارج نہیں جسوقت ایسی حرکات اور سکانات مناسب کمیت اور کیفیت میں واقع ہونگی اور جسے ایک شکل پیدا ہوگی کہ اسکا نام وزن ہے اور اس وزن کے ادراک سے نفس جو لذت اٹھائے گا اسکو ذوق کہیں گے ہم موضوع ان حرکات و سکانات اگر حروف باشند انرا شعر خوانند والا انرا الیقاع خوانند چنانکہ فطرت نفس را در ادراک ان ہیئت داخل غلبہ ست و باین سبب بعضی مردم در ہر یک از شعر یا الیقاع بحسب فطرت صاحب ذوق باشند و بعضی نباشند از صنف دوم بعضی را امکان تحصیل ان باشند بکتاب و بعضی را بنود و عادات را ہم در ان باب داخل تمام و باین سبب اوزان اشعار و الیقاعات مستعمل بحسب اختلاف اہم مختلف است و در محل عرض اہون حرکات اور سکانات کا اگر حروف ہوں اسکو شعر کہتے ہیں اور اگر سوا حروف یعنی اصوات فرامیہ وغیرہ ہوں اذکو الیقاع کہتے ہیں اور فطرت نفس کو اسکے ادراک میں داخل تمام ہے ایسی سبب سے بعض آدمی بحسب فطرت شعر یا الیقاع میں صاحب ذوق ہوتے ہیں اور بعض نہیں ہوتے اور قسم دوم سے یعنی جو صاحب ذوق نہیں ہوتے انہیں سے بعض کو امکان تحصیل بکتاب ہے اور بعض کو امکان تحصیل بکتاب بھی نہیں ہے اور عادات کو بھی اس میں داخل تمام ہے اور اسی باعث سے اوزان شعر اور الیقاعات مستعملہ موافق اختلاف اہم کے مختلف ہیں مثلاً اکثر اوزان عرب میں مستعمل اور خوشنما ہیں مجہد میں مستعمل اور خوشنما نہیں ہیں بیشتر اوزان مجہد میں مستعمل اور خوشنما ہیں عرب میں متروک ہیں الیقاع لغت میں واقع کرنا اور جہاں میں ڈالنا ہے منتخب سے اور مطلق موسیقی میں مال اور اہل کلام کے نزدیک مطلق صوت حرفی ہو یا غیر حرفی مگر محقق علیہ الرحمہ کو اس جگہ بیان وزن شعر منظور ہے نہ تعریف الیقاع لہذا وزن کو منقسم کیا طرف شعر و الیقاع یعنی مال کے ہم وزن اگرچہ از اسباب تحصیل است و ہر وزن بوجہ از وجہ تحصیل باشد و اگرچہ ہر محلی موزون باشد اما اعتبار تحصیل دیگر است و اعتبار وزن دیگر و نیز اعتبار وزن از ان جهت کہ وزن است دیگر است

۲۰
توضیح
کتابت و عادات

وازان جہت کہ اقتضای تخیل کند دیگر است اور وزن اگرچہ اسباب تخیل سے ہے کسواسلے کہ وزن
 سے بھی ایک ذوق جدید طبیعت کو حاصل ہوتا ہے اور ہر وزن کسی وجہ سے تخیل ہے یعنی ہر کلام
 موزون بننا اور ضبط وغیرہ تاثیرات سے غالی نہیں اگرچہ ہر تخیل موزون نہیں ہے کسواسلے کہ تخیل ہر کلام
 بھی حاصل ہے مگر اعتبار تخیل کا اور ہے کہ وہ تابع تاثیر سخن ہے نفس میں اور اعتبار وزن کا اور ہے
 کہ یہ تابع نظام ترتیب حرکات و سکنات ہے اور اعتبار وزن کا اس جہت سے کہ وزن ہی اور ہے
 اور اس جہت سے کہ اقتضای تخیل کرتا ہے اور ہر کہ ہر وجہ وزن اس کو موزون کہتے ہیں اور ہر کلام
 کلام تخیل پس وزن خاص اور تخیل عام ہے کہ کوئی کلام موزون تخیل سے غالی نہیں اور کلام تخیل شکر
 ہے ہم باتفاق وزن از فصول ذاتی شعر است الا انکہ بیا تھا باشد کہ تناسب ان تمام نباشد و نزدیک
 باشد تمام مانند وزن خسرو اینہا و بعضی لاسکو ہوا و شاید کہ بعضی احم از اسبب مشابہت از وزن
 شعر شعر نزد بعضی بسبب عدم تناسب حقیقی شعر نزد پس ازین جہت در اعتبار وزن باشد کہ خلاف آئند
 است اور باتفاق حکم اور شعر کے وزن فصول ذاتی شعر سے ہے یعنی شعر کو قیصر دیتا ہے اور جدا کرتا
 ہے شعر سے گراوس وزن کی صورتیں ہیں کہ مناسبت اس کی تمام ہوا و نزدیک ہوا تاہم مناسبت
 تمام کے مانند وزن خسروانی اور بعضی وزن آواز لاسکوی کے اور کبھی بعضے لوگ اس کو بسبب مشابہت
 کے وزن شعر سے جانتے ہیں اور بعضے بسبب عدم تناسب حقیقی کے وزن شعر سے نہیں جانتے
 پس اس جہت سے کبھی اعتبار وزن میں اختلاف پڑتا ہے پس لاسکوی بفتح سین و کاف و کسر و واو
 اور یا و ص و نو نام ایک چھوٹے جانور کا ہے کہ خوش آواز ہوتا ہے جہاں گیری سے اور بران سے اور
 خسروانی ایک کمن ہے مصنفات بار بدیہی سے کہ شعر مہجے ہے مدح خسرو پر ویزین جہاں گیری سے
 اور بران قاطع سے ش خسروانی عبارت از انست کہ نقیبان پیش سلاطین سدا یند و لاسکوی
 منسوب باشد لاسکو نام شخص کے ان قوم ترک زندان وضع بود کہ تصنیف یا سے جاہلانہ میکرو و بنام جو جان
 طح شہرت یافت اکنون گفتہ ہر کہ باشد آواز لاسکوی خوانند الی آخر ہم کلامہ ظاہر یہ معنی ایجاد ہی ہیں کہ
 جہاں گیری اور بران وغیرہ کتب تخت میں پائے نہیں جاتے ہم و اما قافیہ تشابہ اور آخر آواز باشد و
 از تشابہ ایجاد اتحاد و صرف خاتمہ است یا اختلاف کلمات مقاطع یا آنچه در حکم مقاطع باشد در لفظ یا
 در معنی است و اما قافیہ تشابہ اور آخر مصاریع کا ہے اور مراد تشابہ سے متحد ہونا و حرف خاتمہ کا یعنی کہ

وغیرہ کا ساتھ اختلاف کلمات آخر کے یا وہ کلمے جو حکم آخرین ہوں لفظ میں یا معنی میں پس کلمات آخر وہ قافیہ ہیں کہ جنکے بعد ردیف نہ ہو اور حکم کلمات آخرین قافیہ ہیں کہ جنکے بعد ردیف ہو یا قافیہ بعد قافیہ کے ہو جیسے یہ بیت ساقی ازان بادۂ منصور دم درگ و دریشہ من صور دم پس اگر بعد قافیہ کے تمام بیت ردیف ہو وہ بھی حکم آخرین داخل ہے جیسے یہ بیت زہر بہر تباں نثار کردم سر بہر تباں نثار کردم جاننا چاہیے کہ یہ تین صورتیں ہیں لائق قافیہ ہونے کے ایک قافیہ کار کا ساتھ مار کے کہ اس میں اتحاد حروف خاتمہ ہے ساتھ اختلاف کلمات کے لفظاً اور معنیاً دوسرا قافیہ زبان کا ساتھ سان کے اس میں اتحاد حروف خاتمہ ہے ساتھ اختلاف کلمات کے لفظاً نہ معنیاً تیسرا قافیہ چشم کا یعنی آنکھ کے ساتھ چشم کے معنی امید کے اس میں اتحاد حروف خاتمہ ہے ساتھ اختلاف کلمات کے معنی لفظاً تحت عبارت تشابہ اور نوشتہ کہ این قول باعتبار اکثرست چہ گاہی ہمہ بیت جز قافیہ و ردیف نباشد فافہم و مراد از دور بادریغ یا مصرعہماست کہ قافیہ دران اعتبار کنند چہ نکہ و رشتہ ی یا بیت ہی نام چنانکہ و قطعہ یا قصیدہ است اور مراد دور سے یہاں وہ مصرع ہیں جنہیں قافیہ ہو جیسے شہنوی میں یا ابیات تام جیسے قطعون اور قصیدون میں یعنی اشعار شہنوی اور مطلعہا قصیدہ اور غزل میں کہ دونوں مصرعون میں قافیہ ہوتا ہے او کو دور کہتے ہیں اور باقی ابیات قصیدہ اور غزل اور قطعہ میں کہ مصرعہ آخر محل قافیہ ہیں وہ دو میں حقیقتہً اور تمام بیت کو یعنی دونوں مصرعوں بسبب شمول قافیہ کے مجازاً دور کہتے ہیں ہم و باشد کہ ہم و بعضی مصرعہما ہم و بیتہما تحت بار کنند چنانکہ در باعیات و اورامہات اور کبھی بعضے مصرعون میں اور بیتوں میں اعتبار کرتے ہیں چنانکہ رباعیوں میں اور اورام میں پس اورام جمع ورم یعنی مستند او ہے یعنی رباعی میں مصرع اول اور ثانی ہم قافیہ ہے اور بیت اخیر مثال رباعی کے سلیم کتابہ رباعی نسخ بستہ جہان پس ز تاثیر ہوا چہ شد موجب آب ہجو موج خارا چہ در صفحہ لبشکل نقطہ گردید الف از بسکہ شدہ غنچہ ز تاب سر ماہ اور شہر آؤن بھی قافیہ معتبر ہوتا ہے جیسے ابن حسام کتابہ بیت آن کیست کہ تقریر کند حال گدرا چہ حضرت شاہی در غلغل بلبل چہ خبر باد صبارا جز نالہ آہی ہم و باشد کہ در دور ہا کہ اجزای یک بیت باشد اعتبار کنند مانند مسطرات چہا رخا نہ وغیرہ آن اور کبھی دوروں میں کہ اجزای ایک بیت کے ہوتے ہیں اعتبار کرتے ہیں مانند مسطرات چہا رخا نہ وغیرہ کے پس مسطرات چہا رخا نہ و بیت ہے کہ جس میں چار قافیہ

۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ہوں تین قافیہ جدا گانہ اور چوتھا موافق قوافی قصیدہ خواہ غزل کے مثال سعدی کتاب ہے
 من ماندہ ام مجور از وہ در سماندہ در سنجور از وہ گو یا کہ پیشی دور از وہ در استخوانم میر و در کجی
 چار قافیہ نشے زیادہ کجی ہوتے ہیں مثال بیت چہ یاری شوق پرکاری نگاری خاطر آزار ہے
 بہاری حسن گلزاری بغبغ و غنہ فتاح در تحت عمارت وغیر ان نوشتہ پنج خانہ و شش خانہ
 یعنی مخمس و سدس و فہم و ہم و اگر در غیر شعر اعتبار کنند ان را سبع خوانند و باشند کہ انجا اتحاد حروف خاتمہ
 اعتبار نہ کنند و بر تقارب ان در خارج قصار نمایند مثلاً اور اگر غیر شعر یعنی نثر میں اعتبار قافیہ کریں
 اوسکو سجع کہتے ہیں اور کبھی نثر میں اتحاد حروف خاتمہ اعتبار نہیں کرتے ہیں حروف قریب الخارج پر
 اقتصار کرتے ہیں پس سجع لغت میں بالفتح معنی آواز طیو ری خوش آواز ہے مثل بلبل اور قمری کے
 اور اصطلاح میں برابر ہونا دو لفظ اور حرف فقیر تین کا اور سجع تین قسم میں پہلے اول تواری اوس میں حرف روی
 اور وزن اور عدد میں برابری چاہیے جیسے گل اور بل اور بہار اور قرار اور صوری اور دوری اور مجوری
 اور مجھوری اور نظر اور شکر دوم مطاق بہ تشدید را اوس میں موافقت دو لفظوں کی بحرف روی چاہیے
 اور وزن اور عدد حروف مختلف جیسے وقار اور اطوار اور مال اور مثال اور بود اور وجود سوم توار
 اوس میں موافقت دو لفظوں کی وزن اور عدد حروف میں چاہیے اور رو مختلف جیسے اعمار اور ازرا
 اور مراتب اور مراسم اور تحریروں تشوید یہ قسم مرغوب نہیں ہے پس اطلاق لفظ قافیہ کا نظم میں کرتے
 ہیں اور نثر میں اوسکو سجع کہتے ہیں غیاث اللغات اور اقتصار لغت میں بالکسر و صادمہ کوتاہی کرنا
 اور ایک جو خبر پر چٹھر نا منتخب سے اور اصطلاح اہل معنی میں کلام کثیر اللفظ اور قلیل المعنی کرنا اور قول محقق
 علیہ الرحمہ کا قریب الخارج پر اکتفا کرتے ہیں جیسے یہ فقرہ کن سبعا خائسا و ذیبا خالسا او کلبا
 حادسا ولا تلک انسا نا قصا یہاں روی قریب الخارج ہے معنی یہ ہیں کہ ہو درندہ قاہر یا گرگ
 رہا بندہ یا سگ نگہبان اور نہ ہو آدمی ناقص ہم و در یک دور اعتبار قافیہ ممکن نہ باشد الا بعد فقیر
 دوری دیگر با آن مثلاً اور ایک مصرع اور فرد میں اعتبار قافیہ کا ممکن نہیں الا بعد فرض کرنے
 مصرع یا فرد دوم کے یعنی جب تک دو دور نہ ہو گئے قافیہ معتبر ہوگا ہم و چنین گویند کہ در اشعار یونانیان
 قافیہ معتبر نہ ہو دست و حشوی بزبان فارسی کتابی جمع کردہ دست مشتمل بر اشعار غیر مقفی و آن را
 یونہ نامہ نام نہادہ مثلاً اور ایسا کہتے ہیں کہ یونانیوں کے اشعار میں قافیہ لازم اور ضروری

۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

نہ تھا اور خوشی شاعر نے زبان فارسی میں ایک کتاب جمع کی ہے کہ اوس میں اشعار غیر مقفی ہیں
 اور اسکا یونہی نامہ نام رکھا ہے ہم پس ازین بحث معلوم نمی شود کہ اعتبار قافیہ از فصول ذاتی شعر
 نیست بلکہ از لوازم اوست بحسب اصطلاح اما از فصول ذاتی بعضی انواع شعرست مانند قصیدہ و قطعہ
 و مانند آن است پس ان بحثوں سے معلوم ہوا کہ اعتبار قافیہ کا فصول ذاتی شعر سے نہیں بلکہ
 اوس کے لوازم سے ہے بحسب اصطلاح اما فصول ذاتی بعضی انواع شعر سے ہے مانند قصیدہ و قطعہ
 کہ ادب و شاعری سے اور قطعہ کے سب سے غزل اور مثنوی اور رباعی اور لوازم جمع لازم کی
 اور لازم وہ ہے کہ ہمیشہ ساتھ ایک چیز کے ہو کہ ذاتی انتخاب و قطعہ کبیر اول اور سکون ثانی مکرر
 ہر چیز کا اور اصطلاح شعر میں دو تین یا زیادہ سلاطین ہو یا ہنوگو یا وہ ایک مکرر غزل ہو یا قصیدہ
 سے بریدہ ہو اسے مدار کہ کشف اور ہمارا عجم سے اور اس میں بانفخ خطاب ہے مگر بعضے فصحا سے
 مستخرین نے جائز رکھا ہے سلاطین عبارت کا یہ ہے کہ قصیدہ اور قطعہ اور غزل اور رباعی اور مثنوی
 جسیں ج و مصرع یا دو تین یا زیادہ ہونگی ان میں قافیہ فصول ذاتی سے ہے اور ایک مصرع یا ایک
 فردا و سین فصول ذاتی سے نہیں بلکہ اوسکو موزون کہیں گے اور اعتبار قافیہ ہوگا ہم و حد شعر بحسب
 عرف اہل روزگار بموجب این تحقیق کلام موزون باشد و بس و اگر اعتبار قافیہ در حد شعر واجب شمارند
 کلام موزون باشد بروحی کہ چون قرائن زیادت از یکی شود ان قرائن مقفی باشد است و تعریف
 شعر کی بحسب عرف اہل زمانہ بموجب اس تحقیق کے کلام موزون ہے اور بس و اگر اعتبار قافیہ تعریف
 شعریں واجب جانین کلام موزون ہو اسطر حیر کہ جب مصاریح یا ابیات ایک سے زیادہ ہوں وہ
 مقفی ہوں حاصل یہ کہ کلام موزون میں شیمی کی قید ضرور نہیں اور اگر ضرور ہو جیسا کہ شیخ شفا میں کہتا ہے
 لا یبکوا ان یمنی عندنا بالشرعنا یمنی مقفی اور واجب جانین تو اسطر جاننا چاہیو کہ مصرع اور فرد میں
 ضرور نہیں زیادہ میں ضرور ہے ہم فصل دوم در اسباب اختلاف اوزان و قوئی
 و لغات لغت رزانت و خفت مختلف است چہ تازی مثلاً القیاس با پارسی برزانت و نقل نزد کثر
 باشد و پارسی بخفت مایل تر است فصل دوسری اسباب اختلاف اوزان و قوئی میں از روی لغات
 زبانین گرائی اور سبکی میں مختلف ہیں اسوا سطر کہ تازی بہ نسبت فارسی کے گران تر ہے و قوئی
 سبکتر لغت بعض اول دفعہ نہیں مگر زبان قوم کو کہ جن اور عربی اصطلاح میں وہ الفاظ کہ معانی ان کے مشہور ہوں

غیاث اور منتخب سے زانت نفع ہستی اور گرانباری اور آرامیدگی بحر الجوار اور صراح سے اور کشف
اور مدار میں یعنی استواری غیاث سے ہم واسباب اختلاف یا مابیات حروف باشند و آن چنان بود
کہ حروف مستقل و بعض لغات از خارج دشوار باشد مانند ضا و نا و طا و تازی و بعضی بضد آن ت
اور سبب اس اختلاف کا یا مابیات حروف ہیں یعنی عین حروف اسکی صورت یہ ہے کہ حروف مستقل
بعضی زبانون میں مخرج سے بارشواری نکلتے ہیں مثل ضا و معجزہ و نا کے مثلثہ اور طار مہملہ کے تازی میں
اور بعضی زبانون میں بر خلاف اسکے ہے یعنی حروف مخرج سے باسانی نکلتے ہیں جیسے ز اور
اور تے فارسی میں ہم مابیات حروف باشند و آن چنان بود کہ حرکات حروف و بعضی لغات
یا کیفیت پیشتر بود مانند لغت تازی کہ اکثر مقاطع کلمات در آن لغت متحرک باشند و در بیشتر لغات
بخلاف آن دیا کیفیت تمام تر بود مانند لغت تازی کہ حرکات حروف در وی تمام باشند بخلاف
پارسی کہ بعضی حرکات در وی مختلس بود مانند حرکت ر و لفظ پارسی ت اور یا سبب اختلاف
زبانون کا صورت حروف کی ہے اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حرکتیں حروف کی بعض لغت میں
مقدار میں زیادہ ہوتی ہیں مانند لغت تازی کے کہ اکثر اواخر کلمات اوس میں متحرک ہوتے ہیں
مثل ماضی اور مضارع اور اسماء معرب اور اکثر مبتدئات مگر بعضے ساکن الاخر بھی ہوتے ہیں مثل مروی
کے اور بعض مبنی کو مثل ضنہ کی اور اکثر زبانون میں بر خلاف اوسکے ہے یعنی اواخر کلمات ساکن
ہوتے ہیں مثل فارسی اور ہندی اور ترکی کے اور دوسری صورت یہ ہے کہ حرکتیں حروف کی در میان
بعض لغت کے کیفیت میں زیادہ ہوتی ہیں مانند لغت تازی کے کہ حرکتیں حروف کی اوس میں تمام
ہوتی ہیں بخلاف فارسی کے بعضی حرکتیں اوس میں مختلس ہوتی ہیں مبنی غیر تمام مانند حرکت حرف را کے
لفظ پارسی میں پس اختلاس مبنی ربودن ہے منتخب سے اور حرکت مختلس یعنی حرکت ربودہ کہ ایک ثلث
حذف کر کے دو ثلث کو تخکم کریں ہم و اوزان ہم و زانت و خفت مختلف باشند جبکہ اختلاف و اتفاق
اجزای دور و وجہ بحسب کثرت و قلت حرکات و در ہر دوری ت اور اوزان ہی تفاوت و خفت میں مختلف
ہوتے ہیں کبھی بحسب اختلاف و اتفاق ارکان مصاریع کو یعنی وہ بحرین کہ جنکی وضع ارکان مختلف ہوئے
بیشتر عربی میں مستقل ہیں مثلاً فحولن مفاعیلن فحولن فاعیلن بحسب سالم طویل اور جنکی وضع ارکان متفق ہوئے
ہے بیشتر فارسی میں استعمال اول کا ہے مثلاً فحولن فحولن فحولن فحولن بحسب سالم پس یہ وزن اول

اوس وزن کی نسبت البتہ تخفیف ہے اور کبھی بحسب کثرت و قلت حرکات کی ہر مصرع میں کہ فعلوں
مفاعیلین میں حرکتیں زیادہ ہیں اور فعلوں فعلوں میں اوس سے کم ہم ولاحالہ وزن گران تر بنتے
مانند ان خاص تر تو اندوہ و متلا و تازی کہ حرکات بیشتر استعمال افتد شعر گفتن برونی کہ درادوار ان
وزن حرکات بیشتر باشد آسان تر بود و برانچہ حرکات کمتر باشد تکلف تر پس بعضی اوزان مناسب
بعضی لغت با سست و دول بہینہ بطبع و باین سبب بسیار بجزا است کہ خاص شدہ بہت بعضی لغات
و در لغات دیگر اگر بران شعر گویند در ادبیت نظر آتا سوزون بیشترند و اولام حالہ وزن ثقیل نسبت ثقیل
میں خاص تر ہے مثلاً عربی میں کہ حرکات بیشتر ہوتے ہیں شعر کہنا اوس وزن میں کہ اوس مصرع میں
حرکات زیادہ ہیں آسان تر ہے اور جس زبان میں کہ حرکات کمتر ہیں تکلف پس بعضی اوزان مناسب
بعضی لغت کے ہیں سوا بعض کی طبیعت میں اور اسی سبب سے اکثر بحرین خاص ہیں بعضی زبانوں میں
اگر اوزان بانوں میں اوس وزن پر شعر کہیں بدست نظر میں ناموزون معلوم ہوں شک نہیں کہ اکثر
اوزان عربیہ میں مانوس اور فارسی میں غیر مانوس ہیں ہم و ہمہ این قیاس و قوافی چہ باشد کہ انہک
تشابہی در لغت گران تر محسوس باشد و در لغت سبکتر محسوس مثلاً ضرب و سلب و تازی قافیہ را
شاید و در پارسی از جہت اختلاف را و لام شاید و در ہی قیاس کیا چاہیے قافیہ نہیں
اسو اسطے کہ تھوڑا سا تشابہ بھی لغت گران ترین یعنی عربی میں محسوس ہوتا ہے اور لغت سبکتر
یعنی فارسی میں نامحسوس مثلاً قافیہ ضرب و سلب کا عربی میں چاہیے اور فارسی میں بسبب اختلاف
را و لام کے چاہیے سو اسطے کہ اختلاف ردن کا باوصف قریب المخرج ہونے کے لغت سبکتر
میں یعنی زبان فارسی میں جائز نہیں اور اگر کسی نے جائز رکھا ہے داخل عیب ہے قولہ اند
تشابہی یعنی در لغت زرین و گران تشابہ طویل ہم میان دو لفظ محسوس و معتبر جی شود مثل تناسب و
تشابہ میان ضرب و سلب اگر حرف روی را و لام را قرار دہند میتواند زیر کہ ہر دو حرف مذکور جہت
متناسب مخرج تناسب دارند لیکن تناسب نام و کمال نیست الی آخرہ مش عجب است از صاحب
کہ در قافیہ ضرب سلب را و لام را روی قرار دادہ زیرا کہ بالفاق جمہور روی حرف آخر اصلی از
کلمہ مقررہ قافیہ میباشد پس اگر لام در روی باشد بای ضرب و سلب چہ باشد و روی قرار دوان
حروف میانہ لفظ کہ نام تقریب تواند شد تم کلامہ اور اس جگہ حق بجانب شارح ہے کہ محقق علیہ الرحمہ

رسالہ قافیہ میں جس جگہ بیان روی ہے یہ عبارت کبھی ہے روی حرفی بہت کر کہ بنائی قافیہ
 بروی بہت دہر قصیدہ کہ بقافیہ منسوب باشد نسبتش بحرث روی کنند مثلاً قصیدہ را کہ ضرب و سلب
 قافیہ باشد بای خوانندم فصل سوم و ذکر صناعتها کہ شعر را بآن تعلق باشد چون این
 قواعد محمدیہ شد گوئیم آکلام کہ بجای جنس است بحث النفس الفاظ آن تعلق بصناعات لغویان دارند
 و از معانی آن تعلق بصناعات ارباب معانی از عموم علمیات اوجب یہ قاعدے مقرر ہوئے
 اب کہتے ہیں ہم کہ کلام عرب کا جنس ہے و النفس الفاظ بحث متعلق بصناعات لغویان ہے یعنی اہل لغت او کو جانتے ہیں
 اور معانی کی بحث متعلق بصناعات ارباب معانی جو عمومی علوم علمائے متحقق علیہ الزمہ فوج کلام کو بجا جنس لکھا اسکی وجہ
 پہلے اسکی تحریر ہوئی جو دیکھ کر چاہتا کہ فائدہ بجا جنس لکھنے سے یہ کہ جنس کلی ہے اور بحث اسکی مفہوم سے
 ہوتی ہے ذہن میں اور بیان کلام سے مراد الفاظ ہیں اور الفاظ سے بحث امر خارجی ہے پس یہ کلام
 لفظی جنس حقیقی نہیں بلکہ مفہوم او کا جنس حقیقی ہے اور لغت زبان قوم کو کہتے ہیں اور زبان
 قوم میں تعلیل اور تصرف صرفی اور ترکیب نحوی دونوں شامل ہیں یعنی شعرین احتیاج صرف و نحو
 و دونوں کی پڑتی ہے اور معانی کی بحث متعلق بعلم معانی ہے ح مناسب آن بود کہ بعدہ مفہوم
 و ازہیات کلماتش من حیث التعلیل و التصرفین بعلم صرف و از ترکیب آن بعلم نحو بل در عبارت شیخ
 نیز کہ این کلام محقق ترجمہ آنست احتیاج فن نحو مذکور بہت شایر و صاحب میزان بحث فکر کرد
 علم صرف و نحو کہ بر محقق علام بہت محض بیجا ست کما لا یجفی تم کلامہ مگر حقیر نے یہہ شبہہ صاحب میزان
 مولوی عبدالرزاق صاحب جامع علوم معقول و منقول کی خدمت میں لکھ دیکھا مولوی صاحب نے
 یہ عبارت جواب میں لکھی کہ نزد فقیر در صناعت لغت نحو داخل بہت زیرا کہ بحث لغویان از ہیئت کلمہ است
 و بحث نحو از اعراب بہت آنہم از ہیئت کلمہ است و ہم میتواند شد کہ در صناعت ارباب معانی داخل شود
 کہ ہر چند اعراب از ہیئت لفظیست اما استفادہ معنی ازان می شود قطعاً اب کہتے ہیں ہم کہ فشا و اس
 اعراض کا یہ ہے کہ اطلاق علم لغت کا علم نحو اور صرف پر نہیں ہوتا اور یہہ باطل ہے اس سبب سے
 کہ اطلاق لغت کا علم صرف اور نحو پر کلام عربیت میں واضح چنانچہ کتاب مختصر المعانی میں یہ عبارت ہے
 و انما قال متن اللغۃ یعنی معرفۃ اوضاع المفردات لا ان اللغۃ اعم من ذلک اور منقول میں یہ عبارت ہے
 و انما قال متن اللغۃ یعنی معرفۃ اوضاع المفردات لا ان اللغۃ قیظ لعل علی جمیع اقسام العلوم العربیہ

متع اور یہ عبارتیں غنی دلائل کرتے ہیں مطلوب پر ہم وزارتیں دینا اور ترنیمات ہر دو کہ از جمیع عوارض
 کلام باشد تعلق بصناعا علم کے کہ بآن خاص است اور ترنیمات اور ترنیمات لفظ و معنی کی کہ عوارض
 کلام سے ہیں تعلق اور کما بصناعا خاص ہے کہ محقق علیہ الرحمہ خوبان فرماتے ہیں ہم مانند علم خطابت
 و علم بیان و علم ترسل و علم محاسن و بدائع سخن کہ آنرا علم صنعت خوانند و علم تعرف معایب و ضلایا
 آن کہ آنرا علم نقد خوانند است مانند علم خطابت کے اور خطابت ایک علم ہے کہ اوس میں اشخاص
 متفہم ہر مثل انبیا اور صلحا اور حکما کے بحث کرتے ہیں کہ کس آیت اور کس حدیث اور کس قول کے کون را کہ
 ہیں اور جس کے راوی معتبر پاتی ہیں او سکو ترجیح دیتے ہیں اور مانند علم بیان کے اور علم بیان ایک علم ہے
 کہ اوس میں ایراد معنی واحد سے بطریق مختلفہ و ضوح دلائل میں بحث کرتے ہیں اور غرض از تحقیق
 معنوی سے ہے اور مانند علم ترسل کے اور ترسل ایک علم ہے کہ اوس میں حال کا تب و مکتوب
 سے من حیث الآداب والنسب بحث کرتے ہیں اور مانند علم محاسن اور بدائع سخن کے اور علم محاسن
 اور بدائع سخن ایک علم ہے کہ اوس سے طریقے تحسین کلام کے حاصل ہوتے ہیں مثل ترصیع و تخیل
 کے کہ اوسکو علم صنعت کہتے ہیں اور مانند علم تعرف اور شناخت فعل کی کہ اوسکو علم نقد کہتے ہیں
 کہ اوس میں سرقات شعر وغیرہ ذکر کرتے ہیں غرض یہ کہ شاعر کو ان سب علموں میں دخل چاہیو
 ہم و اما تخیل بحث از ان تعلق یعنی خاص از علم منطق و اردو است و اما تخیل تعلق اوسکا علم منطق سے
 ہے یعنی جب تک علم منطق سے آگاہی نہ ہو بحث تخیل سے نہیں ہو سکتی ہم و اما وزن بحث از
 آن و از استعمالش و ریاضات تعلق یعنی خاص دروز علم موسیقی و از استعمالش و اشعار مطلقاً
 تعلق موضوعی خاص دروزہم از ان فن از علم موسیقی کہ مشتمل باشد بر تفصیل از ان شعر با و از استعمالش
 و از اشعار کما اصطلاح نداس بل ہر فن تعلق بصناعتی مفرد دارد کہ آنرا علم عروض خوانند است و اما
 وزن بحث اوسکی ماہیت میں اور اسکے استعمال میں یعنی حرکات و سکناات میں از روی ایقاعات
 کے متعلق ایک فن خاص یعنی علم موسیقی سے ہے اور استعمال اوسکا اشعار میں جو زبان ہو تعلق ایک
 موضوع خاص کہتا ہے اوسی فن سے یعنی علم موسیقی کہ مشتمل ہوتا ہے از ان اشعار پر مثلاً موسیقی
 کہتے ہیں فن فن بر وزن متعلق اور استعمال اوسکا اشعار میں کما اصطلاح خاص ہر زبان
 میں متعلق بصنعت مفرد ہے کہ اوسکو علم عروض کہتے ہیں جاننا چاہیو کہ عروض ہر فن کا موضع علاحدہ

موضوع ہے اور عروض تازی اور فارسی میں نامکمل اگر البتہ مناسب ہے ہم و اما قافیہ بحث اوزان ہم بصناعت
 مفسر و تعلق دارد کہ آنرا علم قوافی خوانند است و اما قافیہ بحث اوس سے بھی ساتھ صناعت مفرد
 یعنی فن علمیہ کے تعلق رکھتی ہے کہ اوسکو علم قوافی کہتے ہیں ہم و این دو صناعت یعنی علم عروض
 و علم قوافی در لغات مختلف باشد چنانکہ گفتیم بسبب اسباب مذکورہ و این جملہ تعلق باہیت شعر
 دارد و بصراحت علم اقسام و الازواع شعر و علم صنعتها و بدائع کہ در شعر افتد و علم نقد شعر از جمیع صناعات
 بود کہ تعلق بعروض شعر داشته باشد و چون این معانی مقرر شد و تقریر علم عروض شروع کنیم
 و بالمد التوفیق است اور یہ دو صنعتیں یعنی علم عروض اور علم قافیہ زبانوں میں مختلف ہیں بسبب
 اسباب مذکورہ کے یعنی بہت تفاوت اور سخت کے جیسا کہ بیان اوسکا ہو چکا اور یہ سبب یعنی
 کلام اور تخیل اور وزن اور قافیہ تعلق باہیت شعر سے رکھتے ہیں اور علم اقسام اور الازواع شعر کا
 جیسے مثنوی اور غزل اور قصیدہ اور مسطی اور قطعہ اور ترجیع بند اور رباعی اور فردا و ستر اور غیرہ
 اور علم صنائع اور بدائع کہ شعر میں آتا ہے اور علم نقد شعر یہ سبب صنعتیں تعلق بعروض شعر
 سے رکھتے ہیں اور جب یہ معانی مقرر ہوئے شروع کرتے ہیں ہم علم عروض میں ح قولہ این
 جملہ تعلق باہیت شعر دارد میگوئیم کہ اگر مراد از جملہ ہمہ علوم سابق الذکر است از تحت و بلاغت
 و غیرہ ہا پس این قول صحیح نیست نیز کہ منجملہ علوم مذکورہ علم محاسن و بدائع سخن و علم نقد باہیت شعر
 تعلق ندارد بل بعروض ان کہا ہوا الظاہر و عجائب است کہ علم صنائع و نقد را اولاً ہم ذکر ساختہ و متعلق
 باہیت گفتہ و من بعد ان ہر دور متعلق بعروض نیز قرار دادہ و اگر مراد از جملہ علم عروض و قافیہ
 این سخن صحیح است لیکن لغت نیز تعلق باہیت شعر دارد چہ مادہ شعر ہمین الفاظ واقع می شود
 و مادہ ہر چیز داخل در ان چیز می باشد مگر آنکہ گویند چون تعلق عروض و قافیہ باہیت شعر ہم است
 از تعلق دیگر لہذا این ہر دور مبا لغتہ باہیت شعر مخصوص ساختہ تم کلامہ قتال کستہ مطلب تر
 اور مطلب حاشیہ میں منخیرت ہے اور قطع نظر اعتراض کہ تم بھی شریک ہے تحقیق علیہ الرحمہ
 نے علم صنائع اور نقد کو کہاں باہیت شعر سے کہا ہے ہم فن اول در علم عروض و آن
 وہ فصل است **فصل اول** در اشارت باجزای اولی شعر و آن حروف و حرکات است
 در علم ایقاع از صناعت موسیقی مقرر شدہ است کہ حدوث اوزان از فقرات متتابع باشد

و از سکونات متناسب کہ میان آن فقرات افتد فن اول علم عروض میں اور وہ فن فصلین
 بین فصل اول اشارت اجزای اولی شعرین کہ در حروف و حرکات میں پس حروف و حرکات
 شعرین جزو اول ہیں اور جزو ثانی جو اول سکون ہوئے ہیں بحسب اور و تدا و فاصله اول و ثانی
 آگے ہوگا یہاں بیان حروف و حرکات کا ہے کہ علم القیاع میں فن موسیقی سے یہ بات تقریر ہوئی
 ہے کہ وزن فقرات متتابع اور سکونات متناسب سے پیدا ہوتے ہیں فقرات دو آوازیں ہیں
 ناخن زدوں کے درپے سے پیدا ہوں اور سکونات جمع سکون کہ درمیان اول فقرات کو واقع ہوں
 اور متناسب یعنی زمانہ سکونات کا درمیان میں برابر اور ہم مقدار ہو پس یہ پہلے درپے ہو کر چکا
 اور متناسب ہونا سکونات کا شعرین وزن ہے اور موسیقی میں القیاع اور علم القیاع ایک علم
 ہے کہ اوس میں آواز ہائے عروض و حرکات و السکونات سے بحث کرتے ہیں اور موسیقی
 نام علم سرو ہے اور یہ لغت سریانی ہے اور کبھی بجزد چارم کہ یا می تختانی سے استعمال کرتے
 ہیں اور موسیقی کہتے ہیں بہار نجم اور مصطلحات سے اور زبان یونانی میں معنی سخن ہے
 اور ابتدا موسیقی کی حکیم فیساغورس سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آواز مرغ نقس سے ہے کہ
 اوس کو موسیقار بھی کہتے ہیں حکمائے استخراج کیا ہے کہ زانی الغیاث اور فقرات جمع فقرہ
 بمعنی ناخن زدوں چوب وغیرہ پر کہ اوس سے آواز نکلی اور فقرہ بمعنی انگشتک زدوں سے
 منتخب سے ہم و چون خواہند کہ وزن عبارت کنند باز ای فقرات حروف متحرک ایراد کنند
 خاصہ حرف ہائے کہ از اطلاق نفس از مخرج آن حرف بعد از جس تمام حادث شود مانند تا
 و طات جو چاہیں کہ اول فقرات متتابع اور سکونات متناسب سے عبارت کریں بمقابلہ
 فقرات کے حروف متحرک لایں علی الخصوص وہ حرف کہ اپنے مخرج سے بعد کش کثیر کے
 پیدا ہوں مثل تے اور طو سے کہ کہ ان میں تخریک زیادہ ہے از ابکسر اول یعنی مقابلہ
 و بر ابکسفت او کمتر سے اور ایراد بکسر اول یعنی ذود آوردن صراح اور منتخب سے اور اطلاق
 بالکسر بدان کرنا اور ہا کرنا قید سے کمتر اور منتخب سے اور نفس بفتح جنم اور وہ جذب نسیم سے
 راہ بینی سے یا موندہ سے واسطے ترویج قلب اور دفع بنار کے اور پھر اوسی راہ سے نکلتا اوکا
 اور یہ اندر جانا اوسا ہر آندوم کا ایک نفس سے ہم باز از سکونات حروف ساکن خاصہ حروف

غٹھہ و انچہ محتمل درازی کو تا ہی زمان سکون تو اند بود مثلاً گویند ثن ثن اور بقا بل سکنا
 کے حروف ساکن لائین علی الخصوص حروف غٹھہ وغیرہ جہین احتمال درازی اور کوتاہی زمانہ سکون
 کا ہو سکتا ہے یعنی زمانہ سکون کو اوسین چاہین دراز کرین چاہین کوتاہ مثلاً کمین ثن ثن پس
 لفظ ثن ثن میں دونوں حرف تبا بجا سے نفقات آوردونون نون بجا سے سکنا تہین غٹھہ بالضم
 و تشدید نون آواز بینی غیاث سے اور حرف غٹھہ جو فیثوم سے نکلتے ہین مثل نون اور میم ساکن کے
 کہ اون میں احتمال درازی اور کوتاہی زمانہ سکون کا ہے ہم نامادون شعر و متحرک ازہر جنس کہ
 باشد بجای نفقات باشد و حروف ساکن بجای سکنا تہ و اما وزن شعر میں حرف متحرک
 بطرح کے ہون مضموم خواہ مفتوح خواہ مکسور بجای نفقات ہین اور حرف ساکن بجای سکنا تہ
 ہم دور علوم دیگر تفریر کردہ اند کہ حروف در اصل دونوع است یکی مصوت و یکی مقصوت و مصوت
 یا مقصوت یا ممدود و مقصور حرکات باشد مانند فتح و کسرہ و ممدود و حروف ملکہ اخوات آن
 حرکات باشد چہ ہر یکے اور اشباع کیے ازان حرکات تو کہ کند و حروف مصمت باقی حروف تہ
 اور علوم دیگر میں یون کہا ہے کہ حرف اصل میں دو طرح ہین مصوت اور مقصوت اور
 مصوت کی بھی دو قسمین ہین مقصور اور ممدود پس مصوت مقصور حرکات کو کہتے ہین یعنی زیر زیر
 پیش اور مصوت ممدود و حروف ملکہ کو کہتے ہین کہ اخوات اونکے حرکات ہین کو واسطے کہ اشباع
 ضمہ سے واو اور اشباع فتح سے الف اور اشباع کسرہ سے یے پیدا ہوتی ہے اور سو انکے
 سب حرف مصمت ہین پس مصوت تشدید و کسرہ واو یعنی آواز دہندہ اور ظاہر ہے کہ آواز لفظ
 میں حرکات حروف سے پیدا ہوتی ہے اور مصمت بضم میم اور سکون صاد و فتح میم دوم اور تہ
 فوقانی آگندہ میان خلاف مجوف متغلب و شرح نصاب اور کنز سے کذا فی الغیاث اور بسبب
 استوکار اور استقلال کے کہ حروف مصوت سے انہیں زیادہ ہے مصمت نام رکھا اور حروف مدہ
 حروف علت ہین کہ خود ساکن اور حرکت ماقبل موافق ہو جیسے دان اور دین اور دون پس اگر
 خود متحرک ہوں جیسے صوڑ اور سیر جمع صورت اور سیرت کی یا حرکت ماقبل کی موافق نہو جیسے دور
 یعنی گردش اور دیر یعنی تنجانہ حروف مدنونکے اور اخوات جمع تخت مراد مناسبت ہے اس واسطے
 کہ بھائی بہن میں لامحالہ مناسبت ہوتی ہے اور ان حروف اور ان حرکات میں بھی مناسبت ہے

کہ اونہیں سے پیدا ہوتی ہیں بشباع ہم وواو والف ویا ہر یک با شتر اک بر دو حرف آہستہ
 یکے مصوت کہ حروف مد نہ کو رست وآن حروف جز ساکن نوازند بود دیگر مصمت کہ ہم متحرک بود وہم
 ساکن اما در وواو یا طاہرست واما در الف مصمت را ہمزہ نیز خوانند و در وواو والف ویا ہر یک
 با شتر اک حرکت دو قسم پر ہیں ایک مصوت کہ حروف مد ہیں اور وہ سوا ساکن کے نہیں ہو سکتے
 دوم مصمت کہ متحرک بھی ہوتے ہیں اور ساکن بھی لیکن وواو اور یا میں متحرک اور سکون ظاہر ہے
 مگر الف میں مشکل پس اس جگہ الف مصمت کو ہمزہ کہیں گے حاصل مطلب یہ کہ الف اور وواو اور یے
 دو طرح پر ہیں مصوت اور مصمت پس مصوت جسکو محدودہ کہتے ہیں جیسے نوز اور دور اور میر اور پیر
 اور در اور زار یہ سوا ساکن کے نہیں ہوتے اور مصمت وہ بھی دو طرح پر ہیں ساکن اور متحرک
 پس مصمت ساکن جیسے یوم اور ویل کہ بسبب عدم مناسبت حرکت ماقبل کے غیبہ مدہ ہیں
 اور مصمت ساکن ہیں اور ماقبل الف ہمیشہ فتح ہوتا ہے غیر مدہ ممکن نہیں اور مصمت متحرک وواو جیسے
 ولد و لدان و دو و اور یے جیسے یسر نیار معالیش اور الف میں مشکل ہے کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا
 پس اگر متحرک ہو گا او سکو ہمزہ کہیں گے الف نہ کہیں گے اصل میں اور لغت میں معنی الف کے
 یون لکھے ہیں کہ الف بفتح اول و کسر لام معنی مرد جو او در سخی اور بقولے مرد نے زن اور نام ایک
 حرف کا حرف تہجی سے اور وہ ایک خط استقیم ہے کہ در میان لفظ کے یا آخر لفظ میں ساکن
 واقع ہوتا ہے بے مضطرب زبان اور اگر وہ خط مستقیم ابتدا سے لفظ میں متحرک ہو یا در میان یا آخر
 میں بے مضطرب زبان واقع ہو او سکو ہمزہ کہتے ہیں مگر عرف اور محاورہ عربی اور فارسی میں ساکن اور
 متحرک دونوں کو الف کہتے ہیں کذا فی الغیاث ہم و بحر مصمت تنہا ابتدا نوازند کرد مگر بعد از انکہ
 حرف مصوت مقابل او شود و مجموع را حرف متحرک خوانند و در حرف مصمت سے ابتدا
 کلام نہیں ہو سکتی اموا سنے کہ ابتدا بسکون محال ہے مگر آنکہ ایک حرف مصوت یعنی حرف مقصور
 جسکو حرکت کہتے ہیں اوس سے ملے اور مجموع کو یعنی اوس حرف اور حرکت کو حرف متحرک کہتے
 ہیں ہم پس اگر مصوت مقصور یا بعد حرف متحرک را کچھ بیش نشوند و آزا مقطع مقصور خوانند و انہ
 چہت پس جو مصمت سے ملے وہ اگر مصوت مقصور ہو یعنی حرکت اس صورت میں حرف متحرک کہ
 زیادہ ایک حرف سے گنہیں گے اور او سکو مقطع مقصور کہیں گے مانند چ کے یعنی جب مصوت مصمت

سے ملے اوسکی دو صورتیں ہیں ایک مقصور و دوسرا محم و دپس جب مصمت مقصور سے ملے گا
ایک گنا جائے گا جیسے چمکہ اس میں ایک حرف متحرک ہے اور حرف باقسط واسطے اظہار حرکت
کے ہے نہ ثنائی حرف میں اور جب محدود سے ملے گا دو حرف ہونگے بیان اوسکا آگے ہے ہم و اگر
محدود باشد مقدار فضل محدود و برابر مقصور حرفی ساکن شمرند و مجموع را حرفی متحرک و حرفی ساکن شمرند
و آن را مقطع محدود خوانند و حرف مصمت کہ از مصوت مجز باشد ہم ساکن شمرند است اور اگر محدود
یعنی حرف مصمت حرف مد سے ملے مقدار فضل محدود کو ایک حرف ساکن گنتے ہیں اور مجموع کو
ایک حرف متحرک اور ایک حرف ساکن کہتے ہیں پس حقیقت میں یہ حرف تین ہوتی ایک مصمت
اور ایک صحت حرکت مقصور کہ وہ بجائے ایک حرف متحرک کے ہے تیسرا ساکن جو شباع سے پیدا ہوا
اور مجموع کو مقطع محدود کہتے ہیں جیسے ااا و ای کہ حرف مدہ ہیں اور جو حرف مصمت کہ مصوت سے
خالی ہو وہ بھی ساکن ہے کسواسطے کہ حرف بدون حرکات کے پڑے نہیں جاتے ہم و چون تحقیق
حروف متحرک و ساکن کردہ شد گوئیم کہ در زبان عربی حروف مصمت بست و ہشت است و حروف مصوت
شش است مقصور کہ آزا حرکات سے گانہ گویند و از حروف نمی شمرند و سے محدود کہ آزا حروف مد خوانند
است اور جب تحقیقات حروف متحرک اور حروف ساکن کی ہو چکی اب کہتے ہیں ہم کہ عربی میں حرف
مصمت اٹھائیس ہیں اور حروف مصوت چہ تین و انہیں مقصور و ضمد فتح کسرہ کہ شمار حروف میں نہیں
ہیں اور تین محدود کہ اوکو حرف مد کہتے ہیں یعنی الف و واو و یاء حرکت تا قبل موافق پس اگر
مدہ نہوں وہ بھی شامل مصمت ہیں اور الف اگر ساکن ہوگا مدہ ہوگا اور اگر متحرک ہوگا اوسکو حمزہ کہتے ہیں
مگر حرف واحد ہے بحالت سکون مصوت اور بحالت تحریک داخل مصمت نہ خارج اٹھائیس جو جیسا کہ
صاحب حاشیہ نے لکھا ہے صحیح فو کہ بست و ہشت حرف است باید دانست کہ ہر حرف بحال بست و
حرف ہست لیکن چون مصنف علامہ دینچا کلام در حروف مصمت ساخته و الف مصمت نہا بشمار گنجد
از انکہ حمزہ گرد پس الف را از آنها ساقط ساخته آرسے همان حمزہ را گاہی مجاز الف گویند و انہیں امر
خارج شدن الف از حروف علی الاطلاق لازم نمی آید چه داخل است در مصوتہ ثم کلام مدہم و در زبان پاک
از جمہ حروف بست و ہشت گانہ مصمت ہست حرف ساقط باشد و آن ثا و حا و صا و ضا و ط و ظا و عین
و قاف است و پنج حرف مصمت دیگر دین لغت زیادت شود و آن با و جیم و ذ و قاف و گاف ہست

اور پارسی میں ان اٹھائیس حروف مصمت سے آٹھ حرف ساقط ہیں اور سے اور صا و اور ضا و اور
 طوے اور ظوے اور عین و قاف ششہشت حرفت است آنکہ ناید زبان فارسی بہ تا و ط و صا و ضا و
 طا و ظا و عین و قاف بہ اور سبب یہ ہے کہ زبان فارسی میں یہ حرف خارج سے ادا نہیں ہو سکتے
 اور پانچ حرف مصمت فارسی میں زیادہ ہیں وہ پے اور چیم یعنی پے اور ژے اور تے اور گاف ہر
 انہیں چار حرف مشہور ہیں اور ژے کہ اکثر نے اسکو کجی داخل کیا ہے حاشیہ میں لہجہ اوسکا در میان بار
 فارسی اور فاکے لکھا ہے اور شرح میں لہجہ اوسکا در میان فا و او لکھا ہے الا حق یہ ہے کہ لہجہ اوسکا
 سوزا بذا نانا فارسی کے غیر سے ادا نہیں ہو سکتا م دو حرف مصوت ممد و کہ کی ازان حرفی است
 کہ میانہ ضمیرہ فقیہ باشد چنانکہ در لفظ شور افتد کہ تازی مانع باشد دیگر حرفی کہ میان کسرہ و فتح باشد
 چنانکہ در لفظ شیر افتد کہ تازی اسد باشد و این حرف تازی نیز لگا زارند و آن را مالہ خوانند اما
 از اصل لغت فخر نارت اور دو حرف مصوت ممد و کہ انہیں سے ایک حرف ہر کہ در میان شے
 اور فتح کے واقع ہوتا ہے جیسا کہ لفظ شور میں کہ تازی میں اسکو مانع کہتے ہیں اور دوسرا حرف
 در میان کسرے اور فتح کے واقع ہوتا ہے جیسا کہ لفظ شیر میں کہ تازی میں اسکو اسد کہتے ہیں
 اور یہ حرف تازی میں بھی مستعمل ہے اسکو مالہ کہتے ہیں مگر اصل لغت سے نہیں جانتے مطلب یہ
 کہ جب وا و اور یا مدہ واقع ہوں اور حرکت ماقبل کو پڑے پڑھیں اسکو معروف کہیں گے یہ عربی
 اور فارسی دونوں زبانوں میں واقع ہوتی ہیں جیسا کہ لفظ شوری میں شورہ اور لفظ شیر میں جو وودہ
 کے معنی پر ہے اور جب اوس حرکت کو پڑے پڑھیں اسکو مجهول کہیں گے یہ فارسی میں واقع
 ہوتا ہے جیسا کہ لفظ شور میں یعنی نکین اور لفظ شیر میں یعنی اسد مگر ایسی صورت یا ئی تازی میں
 بھی ہے اسکو مالہ کہتے ہیں جیسا کہ رکاب سے رکب اور حساب سے حبیب لیکن یہ اصل
 لغت میں نہیں ہے بلکہ تصرف ہے ہم و از قبیل این دو حرف حرفی ثالث باشد میان ضمیرہ و کسرہ
 کہ در دیگر لغت ہا بکار درازند و تازی اور لفظ قیل و امثال آن استعمال کنند و گویند کہ نہرست
 یا شام ضمیرہ ماد فارسی نیست اور قیل و امثال ان دو حرفوں کو حرف تیسرا بھی ہے در میان
 ضمیرہ و کسرے کے کہ اور زبانوں میں مستعمل ہے مثل سنس کرت کے اور زبان تازی
 قیل میں اور اوسکی امثال میں مثل بیع کے استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسرہ جو اور

بعضی کی دیتا ہے ہم و حرفہائی دیگر باشد کہ ہم از ترکیب دو حرف حادث باشد مثلاً چنانکہ از ترکیب کی
 از حرف مد با غنہ نون در لفظ دون و دان و دین باشد و امثال این افتد کہ بروزن و ورو و وادی باشد
 ت اور از حرف ہین کہ ترکیب دو حرف سے پیدا ہوتے ہین جیسا کہ ایک حرف مد کی ترکیب
 سے ساتھ نغٹے کے نون پیدا ہوتا ہے لفظ دون اور دان اور دین مین اور او کی امثال مین جیسے
 خوان اور زین اور زبان مین کہ بروزن دو اور دا و دی اور خوا و زنی اور زبان مین اور افتد عبارت
 مین بمعنی واقع شود ہے ہم و چنانکہ از ترکیب کی از حرف وئی کہ خجج آن آخر کام باشد با حرف وا و با
 در لفظ خوش و در بعضی لغات عجم در لفظ درغوش کہ بجای درویش گویند و در لفظ کون کہ بجای
 بس گویند واقع باشد و دلیل بر آنکہ ہر کی ازین حرفہا کہ حرف ہست آنست کہ در وزن بجای یک حرف ہست
 مثل خوان کہ در کتابت مشتمل بر چار حرف ہست و در لفظ مرکب از دو حرف ہست چہ بروزن خاصست
 ت اور جیسا کہ ترکیب ایک حرف سے منجملہ حرف کہ خجج او لگا آخر کام ہے ساتھ حرف دا و
 کے لفظ خوش مین اور بیچ بعضی لغات عجم کے لفظ درغوش مین کہ بجای درویش کہتے ہین
 اور لفظ کون مین کہ بجای کون کہتے ہین واقع ہوتا ہے اور دلیل اس بات پر کہ ہر ایک ان دونوں
 حرفوں سے ایک حرف ہے یہ ہے کہ وزن مین بجای کے کجوف ہے مثل لفظ خوان کے کہ کتابت مین
 مشتمل چار حرف ہے اور بولنے مین مرکب دو حرفوں سے اس واسطے کہ بروزن خاصست مطلب یہ کہ
 جب یہ نہ اور نین کہ مخرج انکا شروع حلق ہو اور کاف کہ مخرج او سکا آخر کام ہے اور شروع
 حلق اور آخر کام مین چندان فرق نہیں جب ساتھ دا و کے ترکیب پائین گے ایک حرف شمار کیو جائیگا
 اور اس دا و کو دا و احد کہیں گے اور اس حرکت کو فتح مائل بضمہ مثل خود اور غولہ اور خوارزم اور
 خواجہ اور خواست وغیرہ کی اور علمہ مائل بکسر و درغوش مین لہذا قافیہ خود ساتھ شد اور مد دونوں کے
 درست سے آخر کام یعنی حرف حلق ہر جہاں شد مین لفظ کو س بھی شامل ہے اور کاف حرف حلق
 نہیں ہے اور اسی جگہ با حرف دا و باشد گویا حرف دا و باشد گھسا ہے اور خیال معنی کا نہیں کیا ہر
 ہم و ہمچنین حرکتی باشد از ترکیب و حرکت چنانکہ حرکت حرف مرکب درغوش کہ مرکب از ضم و فتح ہست
 و حرکت حرف مرکب درغوش کہ مرکب از ضمہ و کسر و مست و دلیل بر آنکہ ہر کی ازین حرکت ایک حرکت
 آنست کہ یک حرف را یک حرکت بیش نوازند بودت اور سیطرہ ایک حرکت ہر کہ ترکیب و حرکت

پیدا ہوتی ہے جیسا کہ حرکت حرف مرکب کی لفظ خوش میں کہ وہ حرکت مرکب ضمیہ اور فتح سے ہے
 اور حرکت حرف مرکب کی درغولیش میں کہ مرکب ضمیہ اور کسر سے ہے اور دلیل اس بات پر کہ ہر ایک
 ان حرکتوں سے ایک حرکت ہے یہ ہے کہ ایک حرف پر ایک حرکت سے زیادہ نہیں ہو سکتے ہیں
 وہ حرف یا مفرد ہم و درپارسی حرکتی دیگر است کہ آنرا پہنچ کہ ام ازین حرکات سہ گانہ یعنی ضمیہ و فتح و کسرہ
 نسبت نتوان کرد و آنرا حرکت جہول و حرکت مختلسہ خوانند مانند حرکت حرف راد و لفظ پارسی کہ بروزن
 فاعلن است و باشد کہ این حرکت در ابتدای کلمات افتد و اگر کسی آنرا از قبیل حرکات نشمر دلسبب آنکہ
 یکی از حرکات مذکور منسوب نیست با و در عبارت مضائقہ نیست اما در شعر آنرا از قبیل حرکات باید
 بدلیل وزن است اور پارسی میں ایک حرکت اور سے کہ او سکو حرکات سہ گانہ سے یعنی ضمیہ فتح
 کسر سے نسبت نہیں دے سکتے او سکو حرکت مجہولہ اور حرکت مختلسہ یعنی ربودہ کہتے ہیں مثل حرکت
 حرف رکی لفظ فارسی میں کہ بروزن فاعلن ہے اور کبھی یہ حرکت ابتداء کے کلمات میں آتی ہے او
 اگر کوئی او سکو من قبیل حرکات شمار نہ کرے اس سبب سے کہ ساتھ کسی حرکات سہ گانہ کے منسوب
 نہیں ہے پس اگر وہ عبارت یعنی تلفظ میں کے مضائقہ نہیں ہے ورنہ شعر میں یعنی لفظ میں او سکو
 من قبیل حرکات شمار کیا چاہیے بدلیل وزن کہ وزن میں وہ حرف کہ جس پر یہ حرکت ہوتی ہے
 متحرک واقع ہوتا ہے جیسے کہ راء لفظ پارسی بجائے عین متحرک فاعلن ہے اور اختلاس کے
 معنی سابق میں لکھے گئے ہیں اور ابتداء میں واقع ہونا حرکت مختلسہ کا مثل ابتدا البکون ہے کہ البتہ
 او ہونا او سکا زبانا نوٹسے ممکن ہے ہم و غرض ازین تفصیل آنست کہ تا ہر حرف مفردہ و مرکبہ و
 فرق میان ہر دو و ہر حرف متحرک و ساکن و فرق میان ہر دو و توقف افتد و معلوم کرد کہ حرکت حرف
 بشابہ الفصام حرفیست با او است اور غرض اس تفصیل سے وہ ہے کہ لوگ حرف مفردہ اور حرف مرکبہ
 سمجھیں اور ان دونوں میں فرق جانیں اور حرف متحرک اور حرف ساکن کو سمجھیں اور ان دونوں میں
 فرق جانیں اور معلوم کریں کہ حرکت حرف کی بمنزلہ ملنے ایک حرف کے اوس حرف سے ہے و توقف
 یعنی تثبیت جاننا اور آگاہی اور دستاویز ہونا کشف اور مخب اور لطایف اور صراح سے کذا فی الغیث
 پس مطلب حرف مرکبہ سے یہ ہے کہ کتابت میں دو حرف ہوں اور تقطیع میں ایک حرف
 جیسا کہ لفظ خود اور خوش میں اور مفردہ حرف ہر جویا سانوح متن حرف مرکبہ پر یہ عبارت

لکھی ہے کہ مثل شور و شیر و دروغ و غیرہ کہ تفصیل میں دراستی گذشت جانتا چاہیے کہ شور اور شیر
 میں حرف حرکت کہاں ہے ہم و با مترق و شویم و گویم اصناف حرکات مذکور در وزن شعر یک حکم
 دارد و حروف کہ اجزای کلمات الیما متحرک اند یا ساکن است اور طرف مقصود کے جانین ہم اور کہین ہم
 کہ اصناف حرکات مذکور در وزن شعر میں ایک حکم رکھتے ہیں اور حروف کہ اجزای کلمات کے ہیں یا متحرک
 ہوتے ہیں یا ساکن ہیں اصناف حرکات سے مراد ضمہ فتح کسرہ ہے یعنی مقابل ہوزون جو موزون
 ہو اور میں مطابقت متحرک کی متحرک سے اور ساکن کی ساکن سے چاہیے نہ مطابقت ضمے کی ضمے
 سے اور فتح کی فتح سے اور کسرے کی کسرے سے یا اصناف حرکات سے مراد مفردہ اور مرکبہ
 اور مختلفہ و زمانہ میں یہ بھی وزن میں ایک حکم رکھتے ہیں ہم و بر عروضی نیست کہ ماہیات حروف
 و حرکات اعداد و شناسد و بر اصناف آن ہر یک و قوت یا مد و چہ آن کار لغوی است آنچه اور ضروری است
 انست کہ میان حرف مفرد یا آنچه بجای مفرد باشد از مرکبات و میان حروف مولف فرق کند و همچنین میان
 حرف متحرک و حرف ساکن فرق کند اور عروضی پر واجب نہیں ہے کہ حقیقت حروف اور حرکات
 اور اوزان کے اعداد کو جانے کہ اصل میں لفظ کیا تھا اور بعد تحلیل کے کیا رہا اور اس کے اصناف سے
 واقف ہو کہ یہ ہموز ہے اور یہ معتل کسواستلے کہ وہ کمال لغت کا ہے جو کہہ کہ عروضی کو ضرور ہے
 یہ ہے کہ در میان حرف مفرد کے جیسے شبن لفظ شدر میں یا جو کہہ کہ بجائے مفرد ہو مرکبات سے
 جیسے خاد و اولفظ خود اور خوش میں اور در میان حروف مولف کے جیسے الف لفظ آمد میں اور را
 لفظ فرخ میں کہ کتابت میں ایک حرف ہے اور وزن میں دو فرق کرے اور اس طرح در میان حروف
 متحرک اور حروف ساکن کے فرق جانے ہم و علامات حروف و حرکات در وضع کتابت مختلف باشد
 تا میان حروف مختلف و حرکات مختلف تیز کنند و علامت سکون کی چہ سکون بیک صفت ہمیش نیست
 و اگر چہ اسباب آن مختلف بہت اما نزدیک عروضیان حرف متحرک را مطلقاً بیک علامت ست چہ
 عروضی را با تیز میان حروف مختلف و حرکات کاری نیست و آن علامت دائرہ خرو باشد بدین شکل
 و حرف ساکن را بیک علامت و آن خطی خرو مستقیم باشد بدین شکل و اللہ اعلم است اور نشان
 اور نقش حروف اور حرکات کی کتابت میں مختلف ہیں اسواستلے کہ حروف مختلف اور حرکات مختلف
 میں تیز پیدا ہو اور علامت سکون کی ایک ہی ہے سب کے نزدیک اسلے کہ سکون ایک ہی طرح پر

ہوتا ہے اگرچہ سب سکون کے مختلف ہیں کہ کبھی سکون وقف سے اور کبھی تصرف اور تعلیل صرفی سے اور کبھی بنظر وضع لغوی ہوتا ہے لیکن نزدیک و عزیزین کے حرف متحرک کی مطلقاً ایک علامت ہے اس واسطے کہ عروضی کو اختلاف حروف و حرکات سے کام نہیں اور وہ علامت متحرک کی دائرہ چوٹا ہے اس شکل پرہ اور حرف ساکن کی ایک علامت ہے اور وہ خط چھوٹا مستقیم ہے اس شکل پرہ والہ اعلم جاننا چاہیے کہ الف کو علامت سکون اس واسطے مقرر کیا کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور اسے ہوز کو علامت متحرک اس واسطے ٹھہرایا ہے کہ زبان عرب اور فارس میں علامت متحرک بے علامت نہیں کہما قال اللہ تعالیٰ مَا تَعْنِيْ اَعْنٰی مَا لَیْہِ ہَاکَ عَنِّیْ سُلْطَانِیَہِ نہیں یہ ہے علامت فتح ناقیل ہے اور خود حالت وقف میں اور فارسی میں جیسے رسمہ اور ہمہ اور کہ اور چہ میں کہ ہے محض برای اظہار حرکت ہے اور لفظ میں داخل نہیں جس جگہ اشباع نہواور بعضے رسالوں میں علامت متحرک شکل میم بھی ہے کہ خط نسخ میں سریم شکل صفر میانہ تھی لکھا جاتا ہے **فصل دوم** در کیفیت اعتبار حرف متحرک و ساکن در شعر و اشارت بہ تقطیع شعر در فصل گذشتہ معلوم شد کہ اجزای اولی شعر متحرک و ساکن بہت اکثرون گوئیم کہ مراد دین موضع از حروف متحرک و ساکن حروف ملفوظ است نہ صرف مکتوب و بسیا حروف بہت کہ مکتوب بہت و ملفوظ نیست مانند الف در کتابت تازی کہ بعد از دو او نویسد و او کہ در آخر اسم عمرو نویسد و ہمزہ وصل کہ در انہای کلمات متصل یکدیگر نیست و الف آخر لفظ انا در غیر حالت وقف و در پارسی مانند او و عطف کہ در میان دو کلمہ نویسد و حرف یا و ہا کہ در آخر کے وچہ نہ نویسد و او در آخر و دو تو و امثال آن **فصل دوسری** بچ کیفیت اعتبار حرف متحرک و ساکن شعر میں اور تقطیع شعر میں فصل گذشتہ سے معلوم ہوا کہ پہلے اجزای شعر کے حرف متحرک اور حروف ساکن ہیں اب کہتے ہیں ہم کہ اس جگہ مراد حروف متحرک اور حروف ساکن سے حروف ملفوظ ہیں نہ حروف مکتوب اور بہت سے حروف ہیں مکتوب ہیں ملفوظ نہیں مانند الف در کتابت تازی میں کہ بعد از او آموا کے لکھتے ہیں اور ہمزہ وصل کہ در آخر لفظ عمرو دین لکھتے ہیں اور مانند او کہ آخر لفظ ہمزہ وصل کے در میان کلمات کشل و ہمزہ وصل یکدیگر واقع ہوتا ہے اور مانند الف کے آخر لفظ انا میں جب ہوز نہواور فارسی میں مانند او و عطف کے کہ در میان دو کلموں کے لکھتے ہیں اور مانند یا اور ہا کے کہ آخر کی اور چہ اور نہ ہیں لکھتے ہیں اور مانند او کے کہ آخر دو تو وغیرہ میں

لکھتے ہیں جانتا چاہیے کہ عروضیوں کو لفظ میں اول حرفوں سے کام ہے جو لفظ میں آئے ہیں
حروف مکتوبی غیر ملفوظی سے علاوہ نہیں پس وہ مکتوبی غیر ملفوظی عربی میں مثل الف آخر امنوا کہ ہے
اور اس الف کو اس واسطے لکھتے ہیں کہ فارق ہو در میان داو جمع اور داو عطف کے اور جس جگہ
صیغہ میں ملا ہوا ہوتا ہے وہاں اگرچہ خیال التباس نہیں مگر طرہ التباس لکھتے ہیں پس داو ملا ہوا صیغہ
میں جیسے امنوا میں اور علاحدہ جیسے فاعل و امین اور مکتوبی غیر ملفوظی عربی میں داو آخر لفظ عمرو
اور وجہ اس داو کے لکھنے کی یہ ہے تا یہ عمر منصرف عمر بضم عین و فتح یم جو غیر منصرف ہو اس سے
متنبس ہو اور مکتوبی غیر ملفوظی عربی میں حمزہ وصل ہے کہ در میان کلمات کے واقع ہوتا ہے
جیسے واقفون ہم میں اور مکتوبی غیر ملفوظی عربی میں الف آخر لفظ انا ہے غیر حالت وقف میں جیسے
نظیری کتاب ہے مصرع بدعوی انا صدیق اکبر آوردہ اور حالت وقف میں یہ الف ملفوظ ہو گا
اور فارسی میں مکتوبی غیر ملفوظی داو عطف کا ہے در میان دو کلموں کے جیسے آورد شد اس مصرع میں
مصرع کوچہ بار میں روز آمد و شد رہتی ہے اور یا اور الفظ کی اورچہ اور نہ میں شاید زمانہ قدیم میں
کتابت اس کاف کی بصورت کے تھی ورنہ اس زمانے میں کوئی اس طرح نہیں لکھتا اور وا لفظ داو
تو میں جیسا خواجہ حافظ نے کہا ہے شعر صبا بہ لطف بگو آن غزال رعنا را کہ سر کبوتر بیا بان
تو داوہ مارا دم و بچہ نہیں بسا حروف ہست کہ ملفوظ ہست و مکتوب نیست مانند داو کہ و یکا بدلتازی و الف
الف و سموات و حمزہ جبریل و تنوینات و تشدیدات چہ حرف مشد و مرکب از دو حرف باشد اول ساکن
دوم متحرک و در پارسی مانند الف و رآب آس و تشدید از ہست اور اس طرح بہت سے حرف
ہیں کہ ملفوظ ہوتے ہیں مکتوب نہیں ہوتے ہیں مانند داو کہ اور یا سے پہلے کے عربی میں یہاں تک
کہ خاقانی نے تحفۃ العرافین میں قافیہ کیا ہے شعر کرد لو انصب در ایوان ہوا تحت لواء آدم
من دوئے اور الف اللہ کا بعد لام کے اور الف سموات کا بعد یم کے اور حمزہ جبریل کا
اور کتابت جبریل کی یون ہی صحیح ہے ہر چند بعض ایک شوشہ بڑا کر لکھتے ہیں اور تنوینات اور
تشدیدات اس واسطے کہ حرف مشد و مرکب دو حرف سے ہوتا ہے اول ساکن دوسرا متحرک اور
نون تنوین بقیہ حروف جدا گانہ ہے اور پارسی میں مانند الف مند و دہ کے لفظ آب اور آس
میں اور مانند حرف مشد و کے آسے میں کہ ان سبب میں ایک حرف لکھا جاتا ہے اور دو حرف

ملفوظ ہوتے ہیں صمد بدانکہ تشدید درپارسی در دو موضع آورنی کی در اصل کلمہ چنانکہ در لفظ غرندہ و بران
گویند دیگر آنکہ میان دو کلمہ افتد چنانکہ در حرف اول از معطوفات یا مضافات الیہ یککلمہ کہ باسی اور ہم نمی
بر دو سابق بود چنانکہ در لفظ بکن و کن یا جرنی بروی سابق بود کہ در لفظ نیاید مانند او و دو تو و دای
سہ و نہ و کہ و چہ و لالہ و پردہ و در غیر امثال این مواضع تشدید ^{قوی نام کلمہ} صحیح بود و در ہیچ کدوم ازین مواضع تشدید
واجب نبود اگر بیارند ہم روا بود و بر جملہ چندان کہ در لغت پارسی تشدید کمتر آوند بہتر باشد چہ تشدید
در ان لغت اصلی نیست و چون فرق میان حروف ملفوظ و مکتوب ظاہر شد اجزای شعر معین گشت
ت اور معلوم ہوا کہ تشدید پارسی مین دو جگہ لائے ہیں ایک اصل کلمہ مین جیسا کہ لفظ غرندہ
اور بران مین کہتے ہیں مثال لفظ غرندہ کے نظامی کہتا ہے شعر بتیرہ بغریدن آمد جو ابرہ
بغرید ہر سو چو بانگ ہنر برہ بتیرہ بر وزن کبیرہ یعنی نقارہ ہر میان و مثال لفظ بران کی نظامی
کہتا ہے شعر یکے را بفرمود تا زان گروہ بہ بتیرہ ہر سو یکبارہ کوہہ اسی طرح ہی تشدید لفظ پرین
کی نظامی کہتا ہے شعر چو تیران شود نامہ ہا سوی مردہ من آن نامہ را بر کشایم نوردہ اور سطح
ہی تشدید لفظ درین کی نظامی کہتا ہے شعر بدید خفتان زرہ پارہ کردہ عمل ہیں کہ فولاد
با خارہ گردہ دوسری تشدید دو کلموں کے در میان مین لائے ہیں جیسا کہ حرف اول مین معطوفات
وہ معطوف علیہ کا آخر حرف ٹکھرا حرف عطف سے کچھ کام نہیں جیسے ترسیم اور دو گوہر اور
چپ و راست نظامی کہتا ہے شعر زیر پیرایہ گوہر تر تر ترسیم بدان جانور داد و دوزلی عظیمہ اور
خسر و کہتا ہے شعر تھخہ آورد ہمہ کرد راست شد و صفت آراستہ از چپ و راستہ اور حرف
اول مین مضافات الیہ سے وہ مضافات کا حرف آخر ٹکھرا جیسے در سخن اور ستم اپ اور نجم کند
نظامی کہتا ہے شعر نخل زبان را رطب نوش دادہ در سخن را صدف گوش دادہ اور نظامی کہتا ہے
شعر ز ستم ستوران بدان پہن دشت زمین شنش شد و آسمان گشت ہشتہ اور نظامی
کہتا ہے شعر بہ نیروی بازو بزم کندہ در آورد گردن کشان را بہ بندہ اور سہی طرح صفت موصوف
مین سعدی کہتا ہے شعر در جوہر دم دانا مثال ز تر طلاست کہ ہر کجا کہ رود قدر قیمتش دانند
اشرف کہتا ہے شعر در فراقت بسکہ می زدم بخود نو نظر و اشک از چشم چو در شمع آید
برونہ یادہ کلمہ کہ بے ارکے اور ہم نمی کا اوس پر ہوا و ان بھی تشدید آجاتی ہے جیسا کہ لفظ

کہ واد عطف و بحرف اول حطوف حرف آخر مضاف الیہ پشیدہ بیا نیزند اما مثال نشیدہ در محطوف جب تک
 درین شعر کہ از شنوی است بیعت مرد و نشند و نادان یکی است بد فرق اندر هر دو ان پس انکی
 و اما در مضاف الیہ چنانکہ گویند غلام زید بتبع تازی بطریقہ غلام الرجل و بای اعر و میمنہی را بحرف
 مابعد مذم سازند چنانکہ درین شعر مکرر کہ مکرر گوتہستی آدمی چنانکہ شیطان را بود کہ و منی بد تم کلا
 پس یہ شعر ملحقات شنوی سے ہے قابل اعتبار نہیں اور اگر ہو تو مثال نشیدہ در میان کلمہ کے ہے
 ہم و از نمل گذشتہ معلوم شدہ است کہ حرف مرکب اردو حرف رایی بیش نباید گرفت اور
 فصل گذشتہ سے معلوم ہوا ہے کہ حرف مرکب و در حرفی مخلوط التلفظ کو مثل خود اور مثل در غولیش و بحرف
 سے زیادہ نہ لیا جا ہے ہم و بانکہ اول شعر حرفی ساکن نتواند بود چہ ابتدا بساکن مجتنب یا متعذر بود
 ت اور جان تو کہ ابتدا شعر کے حرف ساکن سے نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ ابتدا بسکون زبان
 و عجم میں بالاتفاق محال ہے کہتے ہیں کہ لغت سنس کرت اور پشتو اور انگریزی میں ابتدا بسکون
 ہے پس جب اہل عرب و عجم دون زبانوں میں کلام کرینگے اور کرنا ان کے لہجے کا ان سے متعذر ہو گا
 اور متعذر کہسرا ل مجھ مشددہ یعنی دشوار ہے منتخب و کثر اور غیاث سے ہم دور میان شعر
 زیادت از یک ساکن نیست چہ حروف ساکن چون متوالی شوند سخن را از یکدیگر بریدہ گردانند
 و وزن باطل شود و نیز در قطع آوردن آن در اثنای سخن اقتضای کلفت کند اور در میان
 شعر کے زیادہ ایک ساکن سے نہیں واقع ہوتا اس واسطے کہ حروف ساکن متوالی سخن کو یکدیگر
 بریدہ کرتے ہیں اور وزن باطل ہوتا ہے اور بولنا اول کا اقتضای کلفت کرتا ہے یعنی وزن عربی
 میں در میان شعر کے دو ساکن نہیں آتے اور اگر آتے ہیں ایک متحرک ہو جاتا ہے بمقابلہ وزن
 لکڑا آخر صبح میں ہم و در تازی زیادت از دو ساکن جمع نشود و در اثنای سخن التقای ساکنین بیشتر
 از اجتماع یکی از حروف مد با ادغام افتد چنانکہ در سائر یا با غنۃ چنانکہ اندر تہم و ہچکد ام و در اثنای
 شعر جابر خود اور کلمات عربیہ میں زیادہ دو ساکن سے جمع نہیں ہوتے اور اثنای سخن میں
 التقای ساکنین اکثر جمع ہونے ایک حرف مد سے ساتھ ادغام کے ہوتا ہے جیسا کہ لفظ سار
 میں یا جمع ہونے ایک حرف مد سے ساتھ غنہ کے ہوتا ہے جیسا کہ اندر تہم میں اور یہ کوئی اثنای
 سخن یعنی وزن عروضی میں جائز نہیں پس التقایا کہسرا ہم ہونا اور با ہم ملنا اور ایک دوسر کو کھینچنا

کذا فی المنتخب والکنز والغیاث اور اوغام بالکسر کھانا ایک چیز کا بے چبانے کے اور لگام دینا گھوڑے کو
 اور ایک حرف کو دوسرے حرف سے ملانا کذا فی المنتخب والغیاث تصریح یہ کہ عربی میں دو ساکن
 جمع ہونے میں اثنا سے سخن میں نہ وزن عروضی میں اور وہ دو مقام ہیں ایک یہ کہ بعد مدہ کے
 اوغام واقع ہو جیسے لفظ سارین کہ الف مدہ کے بعد را مشددہ واقع ہوئی ہے اول ساکن دوسرے
 متحرک پس دو ساکن جمع ہو کر اول الف ساکن دوسری ساکن اور دوسرا مقام یہ ہے کہ بعد مدہ کے
 غنة واقع ہو جیسا کہ لفظ آذر شتم میں اصل اسکی آذر شتم تھی جب الف اول متحرک اور دوسرا ساکن پڑا
 گیا دو ساکن جمع ہوئے اول الف دوم ساکن دوسرا وزن غنة ساکن ح قولہ آذر شتم اصلہ آذر شتم
 چون در ہمزہ ثانیہ شہیل یعنی بین بین گیرند ای میان مخج ہمزہ و لفش خوانند پس گویا کہ ساکن شد
 و سکون ساکن ثانی یعنی نون ظاہر راست پس اجتماع ساکنین متحقق شد تم کلامہ پس جو لفظ گویا ساکن
 شد خلاف مقام نظر آیا کس واسطے کہ یہاں عین ساکن چاہیے لہذا میں نے رقم مولوی عبدالرزاق صاحب
 کی خدمت میں لکھا مولوی صاحب نے اوسکے جواب میں یہ عبارت لکھی کہ قرآۃ آذر شتم ہر چند
 وجہ مرقوم ہے اول ثقیل ہر دو ہمزہ دوم ابدال ہمزہ ثانیہ الف سوم تخفیف ہمزہ ثانیہ باقیام حرکت چہارم
 زیادت الف میان ہمزتین و تخفیف ثانیہ بین میں پنجم حذف ہمزہ استقامت مع حرکتش ششم حذف ہمزہ
 استقامت و نقل حرکتش ہوی تونین سوا و امادہ پاری اجتماع دو ساکن بسیار بود و باشد کہ زیادہ
 از دو ساکن نیز جمع آید و باشد کہ بعضی ازان بحقیقت ساکن نبود و لاکن مجہول الحکمتہ باشد اما دو ساکن
 چنانکہ در کار و مدافعت و اما فارسی میں یعنی لسانی کلمات فارسی جمع ہونا دو ساکنوں کا بہت سے
 مثل کار و بلبر کے اور کبھی زیادہ دو ساکنوں سے بھی جمع ہوتے ہیں یعنی تین ساکن جیسو گوشت اور
 پوست میں اور چار ساکن جیسے خواست میں لیکن حق یہ ہے کہ واو اور الف مخلوط التماثل لفظ خواست
 میں بجائے حرف واحد مرکب ہے پس زیادت تین ساکن سے ممکن نہیں آو کبھی او تین ساکنوں میں
 بھی بعض بحقیقت ساکن نہیں ہوتا مجہول الحکمتہ ہوتا ہے مثل لفظ پارس کے کہ رے پر حرکت بودہ ہے
 لیکن دو ساکن جیسے کار و مرد میں ہیں و جدا اسکی یہ ہے کہ بنا لغت فارسی کی اعراب پر نہیں لستہ
 جمع ہونا ساکنوں کا بھی اوس میں موجب کلفت نہیں مگر وزن میں موافقت موزون بہ ایک ہے
 ساکن رہے گا ہم و چون افعال میں در ثنائی شوائف حروف اول ساکن و دوم متحرک باید شمر د

چہ و وزن در مقابل متحرک افتد مثلاً کارکن یا مرد زن فاعلن باشد یعنی تہج تفاوت و آتاسہ
 حرف چنانکہ در لفظ راست و بخت د مورد باشد ہمیشہ حرف اول از امثال این کلمات از حرف
 مد بود پس اگر حرف آخر متحرک نشود بعضی ازین سہ حرف را بجای دو حرف بکار دارند یکی ساکن
 و دیگر متحرک و یک حرف در عبارت بدزدند مثلاً است گو بر وزن فاعلن گویند و بعضی ہم صوف
 در عبارت آزدند راست گو بر وزن مفتعلن شود و اگر چہ بروجہ اول از گرافی خالی نبود اما دوم گران تر
 باشد و شعر ابیتر بروجہ اول استعمال کنند است اور جب امثال انکی اثناے شعر میں واقع
 ہوتی ہے یعنی وزن عروضی میں حرف اول کو ساکن اور دوسرے کو متحرک کرتے ہیں اس واسطے
 کہ وزن میں مقابل متحرک کے متحرک چاہیے مثلاً کارکن یا مرد زن کو بر وزن فاعلن کہتے ہیں
 نے تفاوت لیکن جب تین حرف ساکن جمع ہوں جیسے لفظ راست اور بخت اور مرد میں ہیں
 اور حرف اول انکا ہمیشہ حرف مد سے ہوتا ہے پس اگر آخر انکا متحرک نہو بعض ان تینوں حرفوں کو
 مقام دو حرفوں کے استعمال کرتے ہیں ایک ساکن دوسرا متحرک اور ایک حرف کو عبارت
 میں حذف کرتے ہیں مثلاً راست گو کو بر وزن فاعلن کہتے ہیں حرف تا کو حذف کرتے ہیں
 اور بعض سب حرفوں کو عبارت میں لاتے ہیں اور راست گو کو بر وزن مفتعلن کہتے ہیں
 پہلی وجہ بھی یعنی راست گو بر وزن فاعلن نقالت سے خالی نہیں مگر وجہ دوسری یعنی راست گو
 بر وزن مفتعلن تہجے اور شعرا نے اکثر وجہ اول اختیار کی ہے پس قول محقق مرد زن
 یا بمعنی مرد زن کہیے یا بحذف عاطف بمعنی مرد وزن کہیے اور مودہ بضم اول اور سکون ثانی
 اور ثالث اور دال بحد نام ایک درخت کا ہے کہ اسکو آس کہتے ہیں اور پتے اس کے نہایت
 سبز ہوتے ہیں اور طراوت رکھتے ہیں اور دواؤں میں کام آتے ہیں اور بسبب سبزی کے
 اور طراوت کے اسکو زلف اور گھوسے محبوب سے نسبت دیتے ہیں اور بمعنی ہر دو گین
 بھی آیا ہے کہ انکی الیران مرد و اگر حرف آخر متحرک نہو خالی نہو درانکہ بعد از وی متحرکی دیگر آید
 یا ساکنی آید اگر متحرکی آید چنانکہ گویند مثلاً راست دکن در بصورت دزدیدن کچھ حرف و عبارت گران تر
 بود از اول و ہر بخلاف صورت اول و سبب نسبت کہ در صورت اول دو حرف باز ای حرفی متحرک
 افتاد و حرف متحرک بخت ہم دو حرف است اما ایجاد و حرف باز ای حرفی ساکن کی افتاد پس عبارت

از ان پر وزن مفتعلن ہر چند انگریزی خالی نیست اما بر وزن فاعلن بسیار گران تر باشد و در صورت
شعر اوجہ اول را اختیار کردہ اندست اور اگر حرف آخر انکا متحرک ہو اس میں دو صورتیں ہیں
کہ بعد اس متحرک کے یا حرف ساکن آئے گا یا حرف متحرک آئے گا مثلاً کمین رہت و کز کہ واو عاطفہ سجاک
حرکت کے ہے تے برا و بعد اس تا سے متحرک کے کاف کز کا متحرک آیا ہے اس صورت میں
حذف کرنا ایک حرف کا عبارت میں ثقیل تر ہے سب کے قائم رکھنے سے یعنی او سکوبر وزن مفتعلن
کمین کے نہ بر وزن فاعلن اور یہ شکل خلاف صورت اول کے ہے کہ رہت گو بر وزن فاعلن
بہتر تھا اور راست و کز بر وزن مفتعلن بہتر ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ صورت اول میں یعنی
راست گو کو بر وزن فاعلن کہنے میں دو حرف بمقابلے ایک حرف متحرک کے پڑے یعنی سین
اور تے کہ دونوں ساکن ہیں بمقابلے عین متحرک فاعلن کے واقع ہونے اور حرف متحرک بھی حقیقت
میں دو حرف ہیں ایک حرف بھمت اور ایک حرف مقصوینہ حرکت ہیں کی پس دونوں مقابلہ میں
برا بر چٹھڑے اور اس جگہ یعنی راست و کز کو بر وزن فاعلن کہنے میں دو حرف بمقابلے ایک حرف
ساکن کے پڑتے ہیں یعنی الف اور سین راست و کز کا بمقابلے الف فاعلن کز پڑا جو پس رہت
و کز کو بر وزن مفتعلن کہنا اگرچہ گرائی سے خالی نہیں مگر بر وزن فاعلن کہنا ثقیل تر ہے کس واسطے کہ
حال بر وزن فاعلن کہنے کا بیان ہو چکا اور بر وزن مفتعلن کہنے میں دو حرف ساکن یعنی الف اور
سین رہے ہاں کز کا بمقابلے ایک حرف ساکن اور ایک حرف متحرک کے پڑتا ہے اور وہ فی اور تے مفتعلن
کی ہے اس صورت میں شعر نے بیشتر وجہ اول اختیار کی ہے کہ رہت و کز کو بر وزن مفتعلن کہتی
ہیں اور یہ وجہ اول کہنا نظر یہ عبارت اخیرہ ہے ہم و اگر بعد از حرف متحرک حرفی ساکن آئے ہو تو نہ
لفظ راستی مثلاً حکمش جان بود کہ در دو حرف ساکن متوالی گفتہ آمد و در صورت کفص داخل
شود و لیکن حکم حکم حکم وقوع این حرفا است در میان شعرا اگر در آخر شعر اقتدیر مجہول الحکمہ
بود ساکن شعر نہ و یک ساکن و دو ساکن در آخر اشعار اعتبار کنند و اگر زیادت بود آری اعتبار
نہود و در حکم مخدوف باشد نیست حکم حرف ساکن ت اور اگر بعد از حرف متحرک کے
پورا است اور چنانچہ وغیرہ میں بالفعل متحرک ہو اسے ایک حرف ساکن آئے جیسا کہ لفظ راستی
ہے نہ کہ اسکا وہی ہے کہ دو حرف ساکن متوالی میں بیان کیا گیا کہ بر وزن فاعلن ہوگا اور

نکات کمال

ساکن رہیگا دوسرے حرف ساکن کو متحرک کرینگے اور کلفت باقی نرسہگی اور یہہ احکام حرفوں کے
جو بیان کیے تب جاری ہونگے جب یہ حرف درمیان شعر کے پڑیں اگر حیوقت یہ حرف آخر شعر میں
پڑینگے یعنی یہ حرف آخر شعر میں پڑیں یا وہ کلمے کہ جن میں یہ حرف ہوں آخر شعر میں پڑیں جو حرف
کہ محمول الحرف ہوگا اوسکو ساکن شمار کرینگے جیسے سے لفظ پارس میں محمول الحرف کہہ ہے اوسکو
ساکن شمار کرینگے اور ایک ساکن اور دو ساکن آخر اشعار میں اعتدال کرکے تین ایک ساکن جیسے لفظ
شود اور رودین ہے اور دو ساکن جیسے لفظ کرد اور مردین ہیں اور جو ساکن اسے زیادہ ہے
اوسکا اعتبار نہیں حذف ہوگا جیسا کہ سوخت اور ساخت اور خواست اور پارس میں یہاں تک
بیان حروف ساکن کا تھا اب حال حروف متحرک کا سنو ہم اما حروف متحرک متوالی در شعر تازی زیادہ
از چار مستعمل ندرند و چارم بطریق زحف افتد و گران غمزدت لیکن حروف متحرک متوالی
شعر تازی میں زیادہ چار سے مستعمل نہیں جانتے اور چوتھا بطریق زحاف کے پڑتا ہے مثل
فعلتن کے کہ مستعمل سے بعد ضین اور طے کے بنتا ہے مگر اوسکو بھی قلیل جانتے ہیں حرف
بالفتح چلنا کو دک کا بزنا اور چلنا حیوان کا بشکر راحت و دتیر کہ زمین پر گر کے نشانے پہنچے
زحاف بالکسر گرنا اور ساقط ہونا شعر میں ایک حرف کا دو حرفوں سے کذا فی انتخاب و در میان
میں زحاف بہت ہے ہم در شعر پارسی زیادت از مستعمل نیست و سہ متحرک متوالی ہم اصلی تھا
و بطریق زحف افتد و تخفیف را تسکین اوسط جائز دارند چنانکہ بعد ازین گفتہ آید و آخرین شعر
نہ تازی و نہ پارسی متحرک نشاید چنانکہ اولش ساکن نشاید و این جملہ باید کہ مقرر باشد تا در قطع
اشعار اعتبار کر دہ شود است اور شعر فارسی میں زیادہ تین حرف متحرک متوالی سے مستعمل نہیں
ہیں بسبب خفت زبان فارسی کے وہ بھی ہملی نہیں ہوتے بطریق زحاف کے پڑتے ہیں مثل
فعلاتن کہ نا علالتن سے بعد ضین کے بنتا ہے اور اس میں بھی تخفیف کے واسطے تسکین اوسط
جائز ہے جیسا کہ بعد اسکے بیان ہوگا چنانچہ اشعار میں جہاں وزن فطانت یا فطن کا بحرک میں
واقع ہوگا وہاں ساکن کرنا اوسط کار و اسے اور اوس مقام پر کلمہ ساکن الاوسط کا لانا درست ہے
اگر وزن میں فصل نہ پڑے شہدہ نہ کہ ہر جگہ تسکین اوسط جائز ہے بلکہ بعض مقام پر تسکین اوسط
جائز نہیں بلکہ رمضان کو سکون سیم کہیں گے اور آخر کسی شعر فارسی اور تازی کا متحرک سچا ہے

سہ حرفی اور چہار حرفی اور پنج حرفی لہذا فرماتے ہیں اول تالیفی کہ نہ جیسا کہ صاحب میزان نے قیاس کیا ہے اور لکھا ہے بح قولہ اجزای ثانیہ یعنی باعتبار لغت زالا باعتبار عروض ہیں اسباب و او تاد اجزای اولی است و لہذا گفتہ اول تالیفی کہ تم کلامہ قابل ہم اول تالیفی کہ حروف را ممکن شود تالیف از دو حرف بود و آن مؤلف را سبب خوانند و لا محالہ حرف اول متحرک باید پس اگر حرف دوم ساکن بود آنرا سبب خفیف خوانند و آن مساوی مقطع محدود باشد و اگر متحرک بود آنرا سبب ثقیل خوانند و پہلی تالیف کہ حروف سے ممکن ہوتی ہے دو حرف کی تالیف ہے اور اس مؤلف کو سبب کہتے ہیں اولی و لا محالہ حرف اول متحرک چاہیو کہ ابتدا البکون محال ہے پس اگر حرف دوم ساکن ہو وہ سبب خفیف ہے اور مساوی مقطع محدود کی ہے یعنی حرف مصمت بادہ مثل او اور امی کے اور اگر حرف دوم متحرک ہو اسکو سبب ثقیل کہتے ہیں کسوا سے کہ ایک متحرک اور ایک ساکن کا ملنا خفیف ہے اور دونوں متحرک کا ملنا نسبت او کے البتہ ثقیل ہے اور سبب بقیہ تین رس کہ ذاتی المختف اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عرب بیت شعر کو گھر سے نسبت دیتے ہیں اور گھر عرب کا بیشتر خانہ پیشی ہوتا ہے کہ رس اور منج و قیام نہیں ہوتا ہے لہذا ان اجزا کا سبب اور متد نام رکھا کہ قیام شعر کا ایسے ہے ہم و در اصل شعر فارسی سبب ثقیل مستعمل نیست از جهت آنکہ چون سبب ثقیل مجزوی دیگر ہوئے نہ متحرک یا زیادہ متوالی شود و وقوع آن در شعر فارسی چنانکہ گفتیم از اعتدال خارج است و در اصل شعر فارسی میں یعنی ارکان عروض فارسی میں کہ وہ فحولن اور فاعلاتن اور فاعیلن اور متفعلن اور مضولات ہیں سبب ثقیل مستعمل نہیں ہے اس جهت سے کہ جب سبب ثقیل کسی جزو اور سے ملے گا تین متحرک متوالی یا زیادہ تین سبب مع ہوئے اور وقوع اسکا شعر فارسی میں جیسا کہ کہا ہے اعتدال سے خارج ہے اور یہی وجہ ہے کہ حکیم اور نشو و نہ غیرہ میں لشکیں اور سکا کر لیتے ہیں صاحب میزان نے الفاظ اصول سے چشم پوشی کی اور اپنے زعم میں یہ معنی ٹھہرائے کہ لغت فارسی میں سبب ثقیل نہیں آیا لہذا یہ حاشیہ کھلج قولہ در شعر فارسی سبب ثقیل مستعمل نیست محضی نماز کہ اہل فن گفتہ اند کہ ہر جہت لفظ جمع و رسم و امثال آہنا بکتابت محض برای انظار حرکت است در تلفظ داخل ندارد پس ترکیب آہنا محض از دو حرف متحرک است و آن سبب ثقیل است بل بعضی از ثقات عروضیان نیز مثل شمس قیس صاحب مجاہدہ و مولانا جی جانی بر معنی تصریح کردہ اند و انچہ صنعت غلام در وجہ عدم استعمال سبب ثقیل میفرماید کہ وقوع سہ حرکت

متوالی کہ از اجمل سبب نقیل و متحرک دیگر مقصور بہت از اعتدال خارج ہست و حوالہ بماقبل ساختہ عجب سست
 چہ انچہ سابق آورده ہمین قدر بہت کہ در شعر فارسی زیادہ از سہ متحرک مستعمل نیست و ان کلام خود موجود متحرک
 ثلثہ است و انچہ گفتہ ست سہ متحرک متوالی ہم اصلی نباشد حقیقت آنست کہ در اصل الفاعیل و الفاعیل سینہ
 در وزن یافتہ نمیشود الا بعد زحمت و این معنی منافی وقوع سبب نقیل نیست یا آنکہ کہ اکمل کہ مقصور و سست
 حرکات ثلثہ متوالیہ یافتہ نمی شود اما انتفاع اجتماع سہ حرکت از ترکیب با کلمہ دیگر از ان لازم نمی آید
 الا بسیاری از کلمات مثل دل من و کنیم سحرکات ثلثہ موجود تم کلامہ اور شرح میں کجی اس قول کو مردود
 کیا ہے چنانچہ یوں کھا ہے شش عجب ست از فہم صاحب میزان کہ انتقائی سہ متحرک متوالی را انکو تہ
 ضہبت با فاعیل و فاعیل خود میگوید و باز راہ کجی سرودالی آخرہ ہم و تالیف دوم از سہ حرف بود و آنرا
 و تہ خوانند و ہر سہ متحرک نشاید چنانچہ گفتہ آمد و حرف اول لامحالہ متحرک باشد پس اگر دوم ساکن بود
 سوم متحرک باید چہ دوساکن نشاید کہ در انتہای سخن جمع شود و آن موکف را و تہ مفروق خوانند و اگر
 دوم متحرک بود سوم ساکن آنرا و تہ مجموع خوانند و تہ اور دوسری تالیف تین حرفوں سے ہوتی ہے
 او سکود تہ کہتے ہیں پس تین حرف متحرک سچا ہے جیسا کہ کہا گیا کہ توالی سہ حرکات اصول الفاعیل
 میں نہیں اور حرف اول لامحالہ متحرک ہوگا کہ ابتدا بسکون محال ہے پس اگر دوسرا ساکن ہو تیسرا
 متحرک چاہیے اسواسطے کہ دوساکن انتہای سخن میں جمع نہیں ہوتے اور اوس موکف کو و تہ مفروق
 کہتے ہیں اور اگر دوسرا متحرک ہو تیسرا ساکن او سکود تہ مجموع کہتے ہیں وجہ تسمیہ و تہ کہ لغت میں
 بمعنی میخ ہے مثل وجہ تسمیہ سبب ہے کہ بیان او سکا ہو چکا اور وجہ تسمیہ مفروق یہ کہ فرق در میان
 دو متحرکوں کی بسبب سکون کی ظاہر ہے مثل قال اور باغ اور کفہ اور رفتہ کے اور وجہ تسمیہ
 مجموع یہ کہ دو حرکتیں متوالی جمع ہوتی ہیں مثل دعا اور دو کی اور اس جگہ جاننا چاہیے کہ
 بعض عروضیان پارس نے سبب کو تین قسم پر کہا ہے خفیف اور ثقیل اور متوسط سبب متوسط ایک
 حرف متحرک دوساکن جیسے کار و بار اسطرح و تہ کو بھی تین قسم پر کیا ہے مجموع اور مفروق اور
 کثرت و تہ کثرت دو متحرک اور دوساکن جیسے نہان اور عیان اور فاصلہ کو بھی تین قسم پر کہا ہے
 صغریٰ اور کبریٰ اور عظمیٰ فاصلہ عظمیٰ یا سچ متحرک ایک ساکن جیسے شکمنش گرد و قفین پڑا ہوا
 کہ حاجت اعتبار زواید کی نہیں ہے ہم و تالیف زیادہ ازین متخل باشد تالیف از دو دو یا سہ سہ

باز ہر دو پس اول تالیفی کہ شعر را باشد اسباب باشد یا از او تاد و مثال ہر چارہ پارسی آیت
 بسبب خفیف اسر سبب ثقیل عمد و تد مفروق بینی و تد مجموع و علامات ہر کی اردو اسر برقیاس
 اشیہ گفتیم معلوم باشد و اسباب و او تاد را اجزائے پنجہ چہ اجزائی اولی کہ حروف و حرکات اند
 و شعر خاص نمیند و او تالیف زیادہ اس سے فارسی میں نخل اور منجر ہوتی ہے طرف و دو
 دو اور تین تین کے یا طرف دو تین کے یعنی طرف اسباب کے یا طرف او تاد کے یا طرف سبب
 اور تد کے پس اول تالیف کہ شعر میں ہوتی ہے اسباب یا او تاد سے ہوتی ہے اور مثالین
 چاروں کی یعنی سبب خفیف اور سبب ثقیل عمد و تد مجموع اور تد مفروق کی فارسی میں یون بین
 بر سبب خفیف اسر سبب ثقیل عمد و تد مفروق بینی و تد مجموع اور علامت ہر ایک کی دو اسر تین جیسا کہ
 کہا ہے معلوم ہوگی یعنی کہا ہے کہ الف مقابل ساکن کے اور دائرہ کو چک مقابل متحرک کو پس
 جس جگہ کہ دو دائرے اور بعد اس کے الف ہو و تد مجموع ہے اور اگر الف در میان دو دائرے
 ہو و تد مفروق ہے اور اگر فقط دو دائرے ہوں سبب ثقیل ہے اور اگر ایک دائرہ اور ایک الف ہو
 سبب خفیف ہے اور ہم اسباب او تاد کو اجزائے تین اس واسطے کہ اجزائے او کے کہ حروف و حرکات
 ہیں شعر کے لیے خاص نہیں ہیں لغات اور قرأت میں لگی ہوتے ہیں پس حقیقت میں بھی اسباب
 و او تاد اجزائے شعر ٹھہرے نخل بیجم اول و حار حملہ مفتوح و تشدید لام کشادہ ہوتے والا کہ لانی آ
 و الخیات اور صاحب میزان نے لکھا ہے ح تو کہ تالیف از زیادہ ازین قول انکار فاصلہ معلوم
 می شود چہ مقبر بنیش از اہم و اجزائی اولی شمار کردہ اند تم کلامہ معلوم ہو کہ یہ غلط فہمی ہو کہ اس طرح کہ
 محقق علیہ الرحمہ نے یہاں تک احوال مولفات فارسی کا بیان کیا اور البتہ اصول فارسی میں فاصلہ
 نہیں اور بعد اس کے جب مولفات تازی بیان کیے دو فون فاصلہ کو تازی میں لکھ کر لکھا کہ ہر دو
 نہ از ان تالیفات اول باشند یعنی فاصلوں کی تالیف تازی میں مولفات فارسی سے جدا گانہ
 اور تالیف ثانی ہے ہم در عرض تازی کو لے کہ انچہا حروف بودہ متحرک و چہا م ساکن فاصلہ صغر
 خوانند مثالش فعلن و آن مولف اند و سبب بود اول ثقیل و دوم خفیف و مولفی را کہ از پنج حرف
 بود چہا متحرک و پنج ساکن فاصلہ کہے خوانند مثالش فعلن و آن ولف اسر سبب ثقیل و تد
 مجموع بود و ہر دو نہ از ان تالیفات اول باشند و اور عرض تازی میں وہ مولف کہ چار حرف

ہو تین متحرک اور چوتھا ساکن اور سکوفاصلہ صغریٰ کہتے ہیں مثال اول سکی فعلن ہے اور وہ تالیف
 دو سبب سے تھی فارسی میں اول فعلن دوم خیف اور وہ مولف کہ پانچ حروف سے ہو چار متحرک اور پانچ ساکن
 اور سکوفاصلہ کبر کہتے ہیں مثال اول سکی فعلن ہے اور وہ تالیف ایک سبب فعلن اور ایک دو مجموع
 سے تھی فارسی میں اور یہ دونوں تالیفین فاصلوں کی تالیف اول سے نہیں ہیں یعنی تالیف فاصلہ
 مولفات فارسی سے علاحدہ ہے اور تالیف ثانی ہے حاصل یہ کہ بعض عروضیوں نے فاصلہ کو
 معتبر جانا ہے اور بعضوں نے نہیں جانا ہے محقق علیہ الرحمہ اس جگہ قول فیصل لکھتے ہیں کہ تالیفین
 تین ہیں ایک دو حرف کی دوسری تین حرف کی تیسری چار حرف اور پانچ حرف کی اور ان
 تینوں کی دو قسمیں ہیں اول تالیف اول و دوم کہ وہ مشترک ہے پارسی اور تازی میں اور دوسری
 تالیف چار حرفی اور پانچ حرفی کی کہ وہ خاص ہے تازی میں پس اعتبار فاصلہ کا فارسی میں سچا ہے
 کہ جب اصول فارسی میں سبب فعلن نہیں ہے تین حرکتیں کیونکہ ہوگی اور اشعار فارسی میں جو
 آجاتے ہیں اعتدال سے خارج ہیں یعنی اصول فارسی سے باہر ہیں اور اعتبار فاصلہ کا تازی میں
 چاہیے کہ اصول تازی میں فاصلہ داخل ہے مثل متفاععلن اور متفاععلن کے کہ اس میں متفاععلن
 فاصلہ ہے پس تالیف چار حرفی اور پانچ حرفی تالیف ثانی ہے اور تازی میں معتبر ہے بعضوں نے
 فاصلہ کو فاصلہ بضاد سمجھ لکھا ہے اور بعضوں نے فرق در میان دونوں فاصلوں کے بضاد مصلہ اور
 ضاد سمجھ لکھا ہے اور بعضے قائل بفاصلہ ثالث ہوئے ہیں اور اسکو فاصلہ غلطے کہتے ہیں پانچ
 متحرک اور ایک ساکن مگر یہ نہایت ناپسندیدہ ہے اور اس مقام پر صاحب میزان نے یہ حاشیہ
 لکھا ہے ح قولہ در عروض تازی الی آخرہ وجہ تخصیص اعتبار فاصلہ در عروض تازی معلوم نہیں
 بل بسیاری از عروضیان محکم نیز قائل ہر دو فاصلہ بودہ اند و بعضی متکذری فرق اینقدر است کہ در اصل
 افعیل فارسی فاصلہ صغریٰ ہم مستعمل نیست بخلاف عربی کہ در ان فاصلہ صغریٰ مستعمل مثل متفاععلن
 در متفاععلن و متفاععلن انما اینقدر کافی نیست چه برین تقدیر اعتبار فاصلہ کبری را و بھی ہم غیر
 معہذا کلام در اکتفاء یہ نسبت موزونات است و شک نیست کہ اعتبار اسباب داد و تاؤ و مخفی از فاصلہ
 و برای وزن بہ موزونات کافی است و لہذا اخفش بعد از غلیل وجودش را منکر گردیدہ و گفتہ کہ
 فاصلہ صغریٰ بحقیقت سبب ثقیل و خیف است و فاصلہ کبری سبب ثقیل و دو مجموع است پس فاصلہ را

از اجزای اولیه قرار دادن معنی ندارد و غایت تالیقات از جانب تحلیل و پیرایش که قابل بود و حاصله
 بوده اند آنکه چون تحلیل بنامی از ازان عروضی بطور وزن حرمت ننماید و لهذا فاعلین و لام را در هر دو وزن
 یکبار برده و در کلام عرب کلمه چهار حرفی باشد حرکت متوالی و پنج حرفی با چهار حرکت متوالی نیز یافته می شود
 نه زیاده از ازان مثل قرش و غلبه کند برای وزن این هر دو را فاصله قرار دادند و از اینجا هست که در دایره
 متعلقه در حفظ متغایرین و فاعلین شروع از سبب خفیف کرده بحر ثلث بر نیار و ندی یعنی از فاعلین و ازان
 تن مفاعل و فاعلین است بحرکت آخر قرار نداده اند اما این قول مخدوش است باینکه اگر مدار اعتبار باز
 اجزای اولیه شعر بر اوزان مختلفه صلیه عرب است پس بسیار است از ثنائی و رباعی و خماسی مثل جعفر
 و برتن و در هم و قطعه که اجزای مذکوره و زانش نمیتواند شد و عدم انفکاک بحر از سبب خفیف مذکور نیز دلیل
 عدم ترکیب از سببین نیست چه آن بحجت عدم استعمال ست بل مصنف علام از بعضی عروضیان انفکاکش
 را هم نقل کرده و زانش فاعل ثلث آورده کما سیاقی آورد و سر احاشیه به کما ہے ح قوله هر دو
 نه ازان تالیقات اول اشارت است بعد از احتیاج اعتبار فاصله تم کلامه پس مائل بصیر بر ظاهر است
 که اس حاشیه کو مطلب کتاب سے کیا واسطه اور ایک جگہ کہتے ہیں کہ ازین قول انکار فاصله معلوم
 می شود اور دوسری جگہ کہتے ہیں کہ وجه تخصیص فاصله در عروض تانزی معلوم نمی شود و تیسری جگہ
 کہتے ہیں اور خود قائل ہوتے ہیں کہ در عربی فاصله صغری استعمال است چوتھی جگہ کہتے ہیں کہ اعتبار
 فاصله کبری را وہی ہم نمیرسد با پنجین جگہ کہتے ہیں کہ سد حرکت متوالی و چهار حرکت متوالی در عرب
 استعمال است چھٹی جگہ کہتے ہیں کہ فاصله را از اجزای اولیه قرار دادن معنی ندارد حال آنکہ محقق علیہ الرحمہ
 فاصله کو تالیف ثنائی کہا ہے ساتوین جگہ کہتے ہیں کہ وجه عدم انفکاک بحر از سبب خفیف در دایره متعلقه
 عدم استعمال است کیا بحر غیر مستعمل دائرے سے نہیں نکالتے بلکہ نکال کر غیر مستعمل کھ دیتے ہیں ایک
 حاشیہ کا یہ حال ہے پس ایسے کلام بخود نہ معلوم ہوتے ہیں اور یہ عبارت دوسرے حاشیہ کی
 کہ ہر دو از ازان تالیقات اول ہند اشارت است بعد از احتیاج اعتبار فاصله اوس قبیل سے ہے
 کہ کوئی کے فلان کس آنکھ نہیں مکتا دوسرا کہ یہ اشارہ ہے طرف بینائی کے برعکس نہ نہ نام
 رنگی کا فورہم و ماد و عروضیان آن باشد کہ دین ہو وضع بیات مرکب ازین اجزا ابر اکیند برین قول
 از سبب خفیف تانزی طبیعت انست معنی یا ابن الدنیاء اعمل خیر ان خود خست نہ رکض جہون سکن

بار جز مطوی مسکن یا رمل مجنون مسکن یا ہزج مکفوف مخفق و ہجری بیت باری کرمن دوری
 جویدہ شفقش زہی من ناکی پویدہ واز سبب لقیل تنہا شعر محال است اما نشر بتانی چنین بود و کدک یک
 و جد اثر ہماک جہد و طلب برکتہ رشیک و ہجری چنین ۛ پس توز چ نشدہ زنی ہنر تو بہ کہ ہنر تو بہ
 ز برکت پدرت و اور عادت عروضیوں کی یہ ہے کہ اس جگہ ابیات مرکب ان اجزا سے
 دارد کرتے ہیں یعنی تنہا سبب اور تنہا دند اور تنہا فاصلہ میں شعر کی ہیں شعر سبب خفیف کا عربی میں
 یہ ہے ۛ استمع منی یا ابن الدنیا ۛ اعل خیر اثر و دشنا ۛ ترجمہ یہ ہے سن مجھے اسے
 فرزند دنیا کے کہ نیلہ کہ زیادہ ہو تو از رومے نیکی کے تزد و اصل میں تزد و تھا باب افتعال سے
 تے کو دال سے بدل کیا بعد اس کے و او متحرک ماقبل اس کے مفتوح و او کو الف سے بدل کیا اجتماع
 ساکنین کا ہوا اور در میان الف اور دال آخر کے الف گر گیا کس واسطے کہ دال آخر ساکن ہو لی سبب اسکا
 کہ یہ مضارع جواب امر میں ہے او جو مضارع جواب امر میں پڑتا ہے آخر اسکا ساکن ہوتا ہو
 اور یہ رکض مجنون مسکن ہو چو متدارک مجنون سکن رکن اصلی تھا معلن تھا معلن سے الف گر گیا
 فعلن بحر یک عین رہا بعد اس کے تسکین سے عین ساکن ہو فعلن رہا پس فعلن چار بار تقطیع اس
 شعر کی ہے اور اس شعر کی تقطیع رجز مطوی مسکن اور رمل مجنون مسکن اور ہزج مکفوف مخفق سے
 بھی ہو سکتی ہے کس واسطے کہ رجز مطوی مسکن مخذوف العروض والضرب یہ وزن ہے مفتعلن
 مفتعلن فعلن جب اسکو مسکن کیجیے مفعولن مفعولن فعلن ہو جائے پس وہی وزن ہے اور بیان
 رجز میں محقق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن میں ہر مرتبہ ایک سبب کم کر دینا
 ایک وزن ہو جاتا ہے اور رمل مجنون مسکن مخذوف العروض والضرب یہ وزن ہے فعلاتن
 فعلاتن فعلن جب اسکو مسکن کیجیے مفعولن مفعولن مفعولن ہو جائے پس وہی وزن ہے اور یہ وزن اور
 رمل میں داخل ہے اور ہزج آخر ب مسکن مخذوف العروض والضرب یہ وزن ہے اور بیان اور ان سز
 داخل ہے مفعول مفاعیل فعلن جب اسکو مسکن کیجیے مفعولن مفعولن فعلن ہو جائے پس وہی وزن ہے
 مگر بیان جو محقق علیہ الرحمہ نے ہزج مکفوف مخفق کہا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ مفاعیل مفاعیل
 مفاعیل کو کہ مکفوف ہیں جب دالر سے میں لکھے جائیں اور مخفق کرین اس طرح کہ لام آخر رکن میں اول
 رکن سے ملے تو یہ وزن ہو جائے مفعولن مفعولن مفعولن پس جب اسکو مخذوف کرین وہی وزن ہو جائے

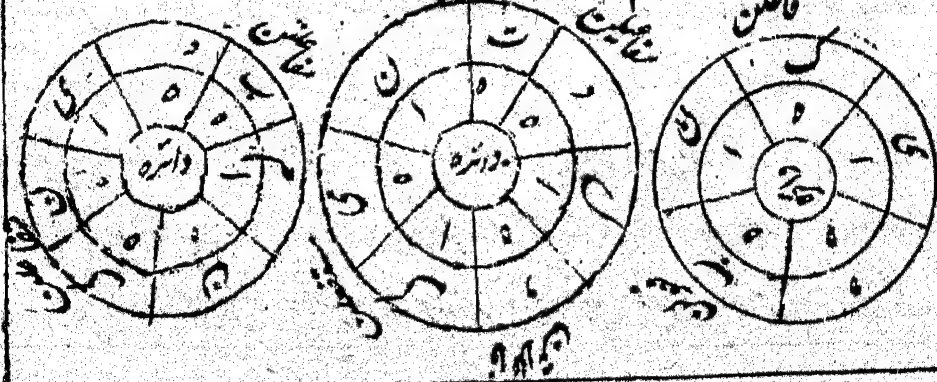
کیونکہ کہا اس واسطے کہ عربی میں ہرچ ہرچ میں متعل نہیں ہے ہمیشہ مجزوالی ہے یعنی مریع بخلاف فارسی کہ
 ہم وار و تدفروق تنہا بناری شعر لاری من الفؤاد فقه ذرا رک بہ ان میل نخوشا دن سو اک
 رمل مکفوف ہا رسی شعر انچہ از تم بروی من رسیدہ سپح آفریدہ در جہان ندیدہ رمل مکفوف و حروف
 و اخر لا محالہ ساکن گرد و تا شعر تو اند بود چنانکہ گفتم است اور شعر و تدفروق تنہا سے عربی میں یہ ہے
 جو مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہیں نہیں دیکھتا ہونین دل سے جہوت دیکھتا ہونین جھگو کہ میل
 کر سے وہی دل طرف کسی آموبرہ کے سوا تیرے رمل مکفوف ہے رکن اصلی فاعلاتن ہے کہن سے
 لون گر گیا فاعلاتن بضم تار ہا پس وزن اس شعر کا چہ باز فاعلات ہے اور فارسی میں یہ شعر ہے
 جو مرقومہ متن ہے اور لفظ بیت شعر مذکور میں معنی معشوق ہے رمل مکفوف ہے جیسا کہ بیان کیا اور حروف
 و اخر عرض ضرب میں لا محالہ ساکن ہونگے تا شعر کہ سکین جیسا کہ کہا ہے کہ اس واسطے کہ و اخر بابت
 ہمیشہ ساکن ہوتی ہیں اور اسکا بیان فصل دوم میں ہو چکا ہے کما قال اخر بیج شعر نہ تازی و نہ پارسی
 متحرک نشاید ہم و از فاصدہ صغری تہائی شعر از ایت سجا ضریح اثر ا و دسمیت نعا پیہم خبر اک
 رکض مخبون و پارسی پیہم سبری صنادل و جان رہی لبکان برہی ندہی نری رکض مخبون
 است اور شعر فاصدہ صغری تہا کا عربی میں یہ ہے جو مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہیں آیا دیکھا
 تو نے واسطے اوسکے حاضر کی کوئی اثر اور سنی تو نے واسطے اوسکے غائب کی کوئی خبر رکض مخبون ہر
 فعلن تجر یک میں چار بار فظین اس بیت کی ہے اور فارسی میں بیت فاصدہ صغری تہا سے یہ ہے
 جو مرقومہ متن ہے معنی یہ کہ لیے جاتا ہے تو اسے معشوق دل بندے کا اور جان بندے کی
 بوشہ ہو نچو نکا اگر بندے کو ندے گا تو نچوٹے گا رکض مخبون ہے یعنی فعلن چار بار رہی کسریں
 علام اور عبد کشف و ربوید سے اور بران میں یفتح اول اور سراج میں بھی یفتح اول کذا فی الغیث
 و لبکان ای لب ہا ہم و از فاصدہ گبری تہائی شعر و ثقیل منع خیر طلب و و محل منع خیر
 تودہ و رجز مخبول و پارسی شعر صندم من زبرین بروی و دلک من نہری نبشوی و رجز
 مخبول ریشتر ازین ابیات تا قوشن بہت خاصہ بیت اخیر است اور بیت مثال فاصدہ گبری تہا کہ
 عربی میں یہ ہے جو مرقومہ متن ہے پس شعر مذکور میں ثقیل بر وزن غنبت یعنی انگہ اور غنبت وزن
 فرس اور تودہ بضم تا و فصح ہمزہ ہے ترجمہ شعر کا یہ ہے کہ بہت سی اگر انبار بان اور سستیان

ہین کہ منع کرتی ہین خیر مطلوب کو اور بہت سی جلدیان ہین کہ منع کرتی ہین خیر درنگ کو زجر مخبول
 ہے رکن اصلی مستغفلن خبن سے سین گرا اور طے سے نے گری متعلین رہا غفلتن اوسکے مقام پر
 لائے اور فارسی میں مثال اوسکی یہ ہے جو بیت مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہین امیر معشوق
 میرے میرے نزدیک سے بجا تو دل میرا نہ لیجا تو اور بجا تو نہ بشوی آخر ہین واسطے ناکید مضمون
 باقبل کے ہے اور یہ زجر مخبول ہے جیسا کہ بیان کیا گیا اور اکثر ان بیتوں میں ناخوش ہین خواصاً
 بیت آخر **فصل چہارم** در ارکان شعر کہ مولف بود ازین اجزا غلیل احمد کہ عروض تازی
 استخراج کردہ بہت عبارت از ارکان شعر بالفاظی کردہ است کہ از لفظ فعل مشتق باشد چنانکہ
 اہل موسیقی ملفظی کنند کہ از تا ونون مولف باشد و باین سبب ارکان شعر لا فاعیل و تفاعیل و تفعیل
 و ارکان شعر بعضی بطبع آید و آنرا اصول خوانند و بعضی نپہان و کنز اسرار خوانند و غلیل
 ابن احمد نے کہ عروض تازی نکالا ہے ان ارکان کی عبارت بنائی ہے اول لفظو نشو کہ لفظ
 فعل سے مشتق ہین جیسے اہل موسیقی مثلاً تننا اور تونی وغیرہ کوتا اور لون یعنی تن سے عبارت کرتے
 ہین اور اسی سبب سے ارکان شعر کا نام فاعیل اور تفاعیل رکھا ہے کہ فعل سے مشتق ہین اور
 ارکان شعر کے بعض موافق طبیعت کے ہوتے ہین اور انکو اصول کہتے ہین اور بعض ایسے نہیں ہوتے
 یعنی موافق طبیعت کے نہیں ہوتے ظاہر ہے کہ جب حاف سے رکن اصلی متغیر ہوگا الفاظ ناظمیہ
 نکلیں گے اور انکو فروغ کہتے ہین ہم وہر رکن کہ از تکرار جزوی باشد ملذنبود و باین سبب باعی
 و سد اسی را کہ از تکرار سیاب تنہا یا از او تا و تنہا بود از اصول شعر ندوہر رکن کہ دراز شود ہم ملذنبود
 نبود از جهت آنکہ اقتضای ملالت کند و ازین سبب یادہ از سیابی در اصول مستعمل نیست پس
 اصول یا خماسی بود یا سیبائی و خماسی مولف از سببی و دو تہمی بود اگر سبب خفیف بود و دو تہمجبوب
 و از ان دو تالیف ممکن باشد یکی آنکہ و تہم مقدم بود و مرکب بر وزن فعلن بود و دوم آنکہ سبب مقدم
 و مرکب بر وزن فاعلن بود و ازین ہر دو در شعر تازی از اصول اند و در شعر فارسی دوم مستعمل
 و دیگر تالیف ممکن کہ در خماسی افتد و این شش نوع باشد از اصول شعر ندوہر رکن کہ
 تکرار ایک جزو سے ہے گا تہ یعنی لذت بخشہ ہوگا اس سبب سے کہ باعی کو جیسے فعلن اور
 سد اسی کو جیسے مفعولن اور فاعلن کہ تکرار سیاب یا او تا و سے ہے ہین اصول شعر سے

نہیں گنتے ہیں اگرچہ مشتقات فعل سے یہ بھی ہیں اور جو رکن کہ دراز ہو وہ بھی گزرتا ہوگا اس
 جہت سے کہ اقتضائے ملالت کرتا ہے لہذا زیادہ سماعی سے اصول میں مستعمل نہیں کیا
 پس اصول یا خماسی ہونگے جیسے فعلن اور فاعلن سماعی ہونگے جیسے مفعولن اور فاعلن وغیرہ
 اور خماسی مولف ایک سبب اور ایک دند سے ہوتا ہے پس اگر سبب خفیف ہو اور دند
 مجموع اوس سے دو تالیفین ممکن ہیں ایک یہ کہ دند مجموع مقدم ہو وہ مرکب بروزن فعلن
 ہوگا اور دوسرے یہ کہ سبب خفیف مقدم ہو وہ مرکب بروزن فاعلن ہوگا اور یہ دونوں یعنی فعلن
 اور فاعلن شعر فارسی میں اصول سی ہیں اور شعر فارسی میں دوسرا یعنی فاعلن مستعمل نہیں ہے پس اصول شعر فارسی
 بھی نہیں ہے اور تالیفین اور بھی ایک سبب اور ایک دند سے ممکن ہیں کہ خماسی میں واقع ہوتی ہیں وہ
 آٹھ ہیں او نہیں چہ تالیفین جو اور ممکن ہیں اور کو اصول سے نہیں جانتے نہ عربی میں نہ
 فارسی میں پس اندر سے احتمالات عقلی کے بنائے خماسی میں سبب اور دند و سی آٹھ
 صورتیں ہو سکتی ہیں چار تقدیم سبب خفیف یا ثقیل سے دند مجموع یا مفروق پر اور چار تقویم
 دند مجموع یا مفروق سے سبب خفیف یا ثقیل پر پس او نہیں دو صورتیں جیسا کہ مصنف نے
 بیان کیا مستعمل ہیں باقی چہ نامستعمل اس واسطے کہ تالیف دند مجموع ساتھ سبب ثقیل کی بتقدیم
 تاخیر دونوں ناخوش ہیں کس لیے کہ تقدیم سبب ثقیل میں تالیف چار حرکت لازم آتی ہے
 اور تاخیر سبب ثقیل میں حروف آخر کلمہ متحرک ہوتا ہے یہ دونوں ناروا ہیں اور تالیف سبب
 ثقیل کے ساتھ دند مفروق کی بھی بد ہے کس لیے کہ تقدیم اور تاخیر دونوں میں آخر کلمہ متحرک
 ہوتا ہے پس یہ دونوں بھی ردائیں اور تالیف سبب خفیف کے ساتھ دند مفروق کی پس
 تقدیم سبب میں وہی قباح ہے تحریک آخر کی اور تقدیم دند مفروق میں مجبہ صورت فاعل
 کے ساتھ فاعلن کی ہے اور نہ لڑنا زیادہ ہے ح قولہ و این ہر دو شعر تازی از اصول اند
 یعنی من حیث المجموع والا اول در شعر فارسی ہم از اصول است تم کلامی جگہ داخل ہونا فعلن کا
 اصول فارسی میں ثبت ہے پس حاشیہ تحصیل حاصل ہم دایما سماعی مولف از دو سبب یک و دند
 باشند و از اسباب سرد و ثقیل نشانید پس اگر ہر دو خفیف ہو دو دند مجموع تالیف از ان سے نوع تالیف
 اول آٹھ دند ہر دو سبب مقدم ہو و این بروزن مفعولن ہو و دوم آٹھ میان ہر دو سبب ہر دو

و ان بروزن فاعلان بود نسوم و تان از ہر دو سبب متاخر بود و ان بروزن مستفعل بود
 و اما رکن سباعی معنی ہفت حرفی مولف دو سبب و را یک و تدر سے ہوتا ہے اور سچا ہے کہ دونوں
 سبب ثقیل ہوں سبب تو الی حرکات اربعہ کی البتہ اگر ایک سبب ثقیل اور ایک سبب خفیف
 ہو مضائقہ نہیں جیسے متفاعلین اور متفاعلین میں پس اگر دو سبب خفیف ہوں اور ایک تہ مجموع
 تالیف اول سے تین طرح پر ہو سکتی ہے اول تقدیم و تہ مجموع دو سبب خفیف پر یہ بروزن متفاعلین
 ہو اور دوسرا تہ مجموع درمیان دو سبب خفیف کے یہ بروزن فاعلان ٹھہر اسیسرا تاخیر و تہ
 مجموع کے دو سبب خفیف سے یہ بروزن مستفعل قرار پایا ہم و اگر دو تہ مفروق ہو دوسرے نوع
 دیگر تالیف تو اندہ بود اول بروزن فاعلان دوم بروزن مس تفع لکن سوم بروزن مفعولات و
 اول و دوم این صنف در لفظ مانند دوم و سوم صنف گذشتہ است و در کتابت بعضے فرق کنند
 با آنکہ اجزای صنف دوم از یک دیگر منفصل نویسند این شش رکن از اصول اند و ہر ذہ تالیف دیگر
 سباعی ممکن بود کہ در شعر فارسی از اصول شش رکن سبب گرانی آن ت اور اگر دو تہ مفروق ہو اس
 سبکی تین طرح کی تالیفین ہو سکتی ہیں اول بروزن فاعلان دوم بروزن مس تفع لکن سوم
 بروزن مفعولات وزن پہلا اور دوسرا اس قسم کا مانند وزن دوسری اور تیسری قسم گذشتہ کے
 ہے لیکن کتابت میں بعضے فرق کرتے ہیں اس طرح پر کہ اجزای قسم دوم کو یک دیگر سے منفصل اور
 جدا لکھتے ہیں اور یہ چہ رکن اصول سے ہیں اور اٹھارہ تالیفین اور اس سباعی کی ممکن ہو سکتی
 ہیں کہ شعر فارسی میں ان کو اصول سے نہیں لگتے سبب گرانی اور ثقالت کے پس از روئے
 احتمالات عقلی کے بناے سباعی میں تقدیم اور تاخیر اور توسط اسباب اور اوتاد سے جو میں تالیفین
 ہو سکتی ہیں مثلاً دو سبب خفیف جب تہ مجموع سے مقدم ہوں یہ ایک صورت ہوئی اور جب
 تہ مجموع دو سبب خفیف پر مقدم ہو یہ دو صورتیں ہوئیں اور جب تہ مجموع درمیان دو سبب خفیف
 کے واقع ہو تین صورتیں ہوئیں اور جب دو تہ مفروق یکاے و تہ مجموع کے ان تینوں صورتوں
 آیا چہ صورتیں ہوئیں اور جب دو سبب ثقیل یکاے دو سبب خفیف کے ان چہ صورتوں میں
 بارہ صورتیں ہوئیں اب دو صورتیں ان اسباب کی اور تین ایک سبب خفیف مقدم اور سبب ثقیل
 موخر اور دوسرے سبب ثقیل مقدم اور سبب خفیف موخر ہیں جیسے دو سبب خفیف یا دو سبب ثقیل

اور اگر کاف سے شروع کرے تو کن ہی حوالی دائرہ پر پھر سے بروزن فاعلن ہو فک بلغت
و تشدید جدا کرنا و چیز کا یکدگر سے منتخب اور طالعین اور صراح سے کذا فی الغیث ہم و
و دیگر دائرہ جہت مفاعیلن و مفعولات و مستفعلن و فاعلاتن و بر و باید نوشت علامات تحركات
و ساکنات این کلمہ و متن یکدل تا ابتدا از ہر تحرک کہنی کی زمین ارکان و تمامی دور حاصل آید
و کیفیت الفکاک ارکان از یکدگر روشن شود و چنان بہتر کہ درین موضع دور دائرہ آورند یکی جہت
و تد مجموع و دیگر جہت و تد مفروق تا اجزای اولی از حال خود بگرد و سبب جزوی از تد نشود
و یا بر عکس و دائرہ دیگر جہت مفاعلتن متفاعلن بنہند و پرو نو پسند ہی نگنم تا ہر دو گن اند
خواندہ شود و صورت دائرہ این است اور دو سر دائرہ واسطے مفاعیلن مفعولات
مستفعلن فاعلاتن کے ہے اوس میں لکھا چاہیے علامات تحركات اور ساکنات اس کلمے کے
دو تن یکدل بدون تلفظ و او کے لفظ دو میں تسلیہ کہ جس تحرک سے شروع کرے نو ایک
ان ارکان سے تمامی دور میں حاصل ہو اور کیفیت الفکاک ارکان کی یکدگر سے ظاہر ہو اور
بہتر یہ تھا کہ دور دائرے اسکے مقرر کرتے ایک واسطے و تد مجموع کے اور ایک واسطے و تد مفروق
کے تا اجزائے اولے یعنی سبب اور تد اپنی حال سے نہ پھرتے اور سبب جزو تد کا اور تد
جزو سبب کا نہوتا مثلاً مفاعیلن مفعولات میں اگر کاسے مفاعیلن سے شروع کریں مفعولات کہیں
کہ مفاعیلن جزو تد تھا اب سبب ہو گیا اور مفعولات کہ سبب خفیف تھا اب جزو تد مفروق ہو گیا
و قس علی ہذا پس انقلاب اسباب و اوقات میں لازم آیا مگر عرضی ایسا نہیں کرتے چاہوں ارکان
کا ایک ہی دائرہ لکھتے ہیں اور ایک ہی دائرہ واسطے مفاعلتن اور متفاعلن کے مقرر کیا ہے اور
اوس میں لکھتے ہیں بدی نگنم اس واسطے کہ دو نوں کن اس سے پڑ جائیں اور صورت دار فکلی یہ ہے جیسا کہ



فصل چہم در بحر باو و ائرد فک بحر با از یکدیگر بحر از تکرار ارکان خمیز و ارکان را چون چند بار تکرار کنند بشرطی کہ معتدل بودند در از محل دنہ بس کوتاہ محل وزن مصرعی حاصل آید و از مصرع مبتدئ آید و از ابیات قطعہ یا قصیدہ یا غیر آن و کمترین عددی تکرار او باشد و بیشتر چهار و زیادت ازین بسبب درازی مستعمل نباشد پس مثنی از چهار رکن بود یا از شش یا از ہشت رکن مگر در مواضعی کہ یاد کردہ شود **فصل پانچوین** بحر و نمین اور و ائرد و نمین اور فک بحر مین یکدیگر سے بحرین تکرار ارکان سے پیدا ہوتی ہیں یعنی تعدد ارکان سے اور ارکان کو جب کئی بار تکرار کریں بشرطیکہ وہ یکساں معتدل ہو یعنی مرغوب طبع نہ دراز محل یعنی مال آوازندہ اور نہ بہت کوتاہ محل یعنی خلل اندازندہ پس وزن ایک مصرع کا حاصل ہوتا ہے اور دو مصرعوں سے ایک بیت ہوتی ہے اور بیتوں سے قطعہ یا قصیدہ حاصل ہوتا ہے یا مثل اس کے جیسے مثنوی اور رباعی ہے اور کمترین عدد ہر اسے تکرار کے دو ہیں اور متوسط تین اور اکثر چار اور زیادہ اس سے بسبب درازی کے مستعمل نہیں ہے پس ایک بیت چار رکن سے ہوگی یعنی مربع یا چہرہ رکن سے مسدس یا آٹھ رکن سے یعنی ٹہن جس جگہ کہ بیان اور نکات آئے گا معلوم کیا جائیگا کہ یہ قول اکثر یہ ہے اور یہہ اوزان مرغوب طبع ہیں اور ابیات موحہ اور مثنی عربی مین اور شانزدہ رکتی بلکہ زیادہ فارسی مین اگر چہ کبھی کہی ہیں مگر مرغوب طبع نہیں ہیں کل بضمیمہ اول و کسریم ثانی و تشدید لام طول کنندہ غیاث سے بحر ففتح اول و سکون ثانی و بیامی شور اور جوی بزرگ اور مجازاً یعنی وزن شعر مشابہت یہ کہ جیسا دریا شامل ہے بانواع جو اہر و نباتات بحر عرض بھی شامل ہے بانواع شعر یا یہ کہ جیسا کوئی دریا نہ حیران اور سرگردان ہوتا ہے جو شخص بحر عرض مین پڑے متفکر اور حیران ہوتا ہے بحمت تغیرات ارکان کے کہ ان فی الغیاث اور مصرع بدون الف یعنی تختہ دہ کہ اسکو تختہ در اور طبقہ در بھی کہتے ہیں اور اصطلاح مین نیم بیت و جہ مشابہت ظاہر ہے کہ جیسے دو طبقوں سے ایک دروازا ہوتا ہے ویسے دو مصرعوں سے ایک بیت منتخب و بہار عجم اور رسالہ عروض سیفی سے اور قصیدہ معنی مغز سطر اور اصطلاح شعرا مین وہ نظم کہ دونوں مصرع بیت اول کے مصارع ثانی ابیات سے ہم قافیہ ہوں اور وہ نظم کہ ستر پڑہ بیتوں سے نہو غیاث سے اور نظم کہ ستر اول اور سکون ثانی تکرار ہر خبر کا اور اصطلاح شعرا مین دو بیتین یا زیادہ او نمین مطلع ہو یا تہوں گویا وہ ایک تکرار

۱۰

تقصید کے کا ہے مدار اور کشف اور بہار عجم سے اور بعض فضیلت سے متاخرین نے قطع کو بافتح
 ہی کہا ہے کذا فی النیات ہم و خلط ارکان متشابہہ با یکدیگر شبہہ بود بکار پس بجز یا از تکرار رکنی
 بسیط بود یا از خلط دو رکن متشابہہ و خلاف میان دو رکن متشابہہ یا یہ کم شود یا بہ کیفیت آما بہ کم چنانکہ
 فاعلن را با مفاعیلن باشد چہ ہر یکے مولف از و تدری مجموع و سببی خفیف است الا انکہ کی از دیگر
 سببی خفیف بیشتر است و ہمچنین فاعلاتن فاعلن و مستفعلن فاعلن آما کیفیت چنانکہ مستفعلن را
 با مفعولات باشد چہ تالیف ہر کی از دو سبب خفیف و یک و تدر است الا انکہ و تدر کی مجموع است
 و در کی مفرق و ہمچنین مس نفع لن را با فاعلاتن و ہمچنین فاع لاتن را با مفاعیلن و تحلیل احمد را
 بخلط خماسی و سباعی کردہ است پس سباعیات بسیطہ پس خلط سباعیات با یکدیگر و ختم بخماسیات
 کردہ است اور خلط ارکان متشابہہ کا ایک دوسرے سے مثل تکرار ایک رکن کے ہے
 یعنی جیسے تکرار فاعلن کی جالیسی ہی تکرار فاعلن مفاعیلن کی کہ مفاعیلن شبہہ فاعلن کی ہے
 پس بجز یا تکرار ایک رکن بسیط یعنی ایک رکن واحد سے ہوتی ہے یا خلط دو رکنوں متشابہہ سے
 اور خلاف در میان دو رکن متشابہہ کے یا کم ہونے میں ہوتا ہے یا کیفیت میں یعنی ایک رکن کی
 حروف دوسرے سے کم ہوں یا حرکات میں دو رکنوں کے فرق ہو لیکن تشابہہ کمی حروف
 جیسے فاعلن کو ساتھ مفاعیلن کے ہے بجز طویل میں اسواسطہ کہ دونوں و تدر مجموع اور سبب خفیف
 مولف میں البتہ دوسرے میں ایک سبب خفیف زیادہ ہے اسطر ح تشابہہ فاعلاتن کا ساتھ
 فاعلن کے ہے بجز مد میں اور تشابہہ مستفعلن کا ساتھ فاعلن کے بجز بسیط میں فاعلاتن کیفیت
 جیسا کہ تشابہہ مستفعلن کا ہے ساتھ مفعولات کے سرلیج اور منسرح اور مقضب میں اسواسطہ
 کہ تالیف انکی دو سبب خفیف اور ایک تدر سے ہے فقط فرق اتنا ہے کہ ایک میں و تدر
 مجموع ہر اور ایک میں و تدر مفرق اور اسطر ح تشابہہ کیفیت مس نفع لن منفصل کا ہے ساتھ
 فاعلاتن کے بجز جث میں اور تشابہہ کیفیت فاع لاتن منفصل کا ساتھ مفاعیلن کے بجز مضارع
 میں اور تحلیل ابن احمد نے ابتدا بخلط خماسی اور سباعی کے ہے دائرہ مختلفہ میں لجد اس کے
 سباعیات بسیطہ کو ملا یا ہے دائرہ مولفہ میں لجد اس کے خلط سباعیات کا یکدیگر کیا ہے
 دائرہ مشتبہہ میں اور خاتمہ کیا ہے خماسیات بسیطہ پر دائرہ متفقہ میں بسیطہ بفتح جایی فراخ

و گسترده شده و درده چیر که فراخ ہو اور اصطلاح میں جو چیز کہ غیر مرکب ہو باوہ چیز کہ جزو و سکا
 مشابہ گل ہو جیسا کہ آب اور آتش اور خاک اور ہو اعلاحد و علاحدہ کذا فی الغیاث خلط بافسح
 اما منتخب سے ہم آنخاصی و سباعی مانند فحولن و مفاعیلین مؤلف از پنج جزو باشد و این را کوتاہ
 شمرند و عادت چنان رفتہ کہ بجز در امر و بچنان کہ از ارکان طبیعی نهند کہ تغیر باورہ نیافتہ باشند و
 بعد از ان بعقل و تغیرات ارکان غیر طبیعی از اسباب برانگیرند و در ارکان نیز بر تمام ترین و جی ایراد
 کنند تا سجدت بعضی از ان دیگر و جوہ مستعمل برانگیرند لیکن خماسی اور سباعی کا خلط مانند
 فحولن اور مفاعیلین کے کہ دونوں مؤلف از پنج جزو سے ہیں فحولن میں دو جزو و تد مجموع اور مفاعیلین
 اور مفاعیلین میں تین جزو و تد مجموع اور دو سبب خفیف اور اسکو عرضی کوتاہ جانتے ہیں نیز خلط
 خماسی اور سباعی کا خلط سباعیات سے کم ہے اور عادت عرضیوں کی یہ ہے کہ بجز دائرے میں
 جیسے ارکان طبیعی سے یعنی ارکان سالم سے مقرر کرتے ہیں کہ واسطے کہ تغیر نے ارکان سالم میں
 راہ نہیں پائی ہے اور بعد اسکے بسبب علل اور تغیرات یعنی زحافات کے ارکان غیر طبیعی یعنی
 مزاحف اولن ارکان سالم سے پیدا کرتے ہیں ویسے ہی در ارکان کے بھی تمام و کمال دائرے
 میں ایراد کرتے ہیں اسلیے کہ بعض کو او نہیں سے دور کر کے اور اوزان مستعمل پیدا کریں یعنی مجزو
 اور مشطور اور منہوک مجزو ایک رکن کم مشطور دو رکن کم منہوک ثلث وزن کا باقی رہتا ہے علل کبیر
 اول و فتح لام اسباب اور بیماریاں جمع علت اور اصطلاح میں حافات کذا فی المنتخب و الغیاث
 هم فحولن مفاعیلین را مکرر کردہ اند و آنرا ایک مصرع شمرہ و لامحاله تیش شمن باشد چون مصرع
 از ان در دائرہ وضع کنند تا آخر باول متصل شود شاید کہ بہر کی از اجزای پنجگانہ ابتدا کنند پس ازین
 دائرہ پنج بحر بر خیزد برین وزن فحولن مفاعیلین فحولن مفاعیلین و این بحر اطویل نام کردہ چودت
 تازی ازین در از تر بحر نیاید است پس فحولن مفاعیلین کو مکرر کیا ہے اور اسکو ایک مصرع گنای
 اور یقیناً بیت او سین شمن ہو گی اور جب ایک مصرع اسکا دائرے میں وضع کرے تین اول
 کہ آخر اول سے متصل ہو چاہیے کہ ساتھ ہر ایک اجزائے پنجگانہ کے ابتدا کریں پس اس دائرے
 سے پانچ بحرین نکلتی ہیں پہلی اس وزن پر فحولن مفاعیلین فحولن مفاعیلین اس بحر کا طویل نام
 رکھا ہے اسواسطے کہ لغت تازی میں اس سے دائرہ بحر نہیں ہے لان مدید اور سبط اگرین

اسکے برابر ہیں لہذا اول کتابی نام دید اول بید رکھا مگر بسط سے وراثت نہیں ہے طویل ورازا
اور نام ایک بحر کا ہے اور یہ بحر اشعار عرب سے تعلق رکھتی ہے شعر فارسی اس بحر میں کیا گیا
ہے اس واسطے کہ فارسی میں مطبوع نہیں ہے اور اصل اس بحر کی فحولن مفاعیلین ہے چار بار
اور اس بحر کو اس جہت سے طویل کہتے ہیں کہ واضع علم عروض نے بخلاف اس بحر کے
بعض بحر کو مسدس وضع کیا ہے اور بعض کہ شمن ہیں بسبب حافات کے کوتاہ بھی ہوتے ہیں
اور مجزوب بھی آتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس بحر کی ارکان میں اوتاد مقدم ہیں اسباب پر
و تد طویل ہے بہ نسبت سبب کے اور عوام کہ بحر مل شانزدہ رکنی کو طویل کہتے ہیں خطا ہے
کہذانی الغیث ہم بٹ اچھے ابتدائش از جزو دوم باشد از وزن مذکور برنگونہ لن مفاعیلین فحولن
لن مفاعیلین فحولن وزن کہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن و این را دید نام کردہ است
دوسرے وہ کہ ابتدا جزو دوم سے کریں یعنی فحولن کہ رکن اول ہے اس کے لن سے شروع کریں
اس طرح پر لن مفاعیلین فحولن مفاعیلین فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
فاعلاتن اس بحر کا نام دید رکھا ہے اور جو لن مفاعیلین فحولن مستعمل تھا اس کی جگہ پر فاعلاتن فاعلاتن
مستعمل لائے اور دید اس واسطے نام رکھا کہ یہ بھی کشیدہ ہے مثل طویل کے کہذانی الغیث
ہم بٹ اچھے ابتدا از جزو سوم باشد برین وزن کہ مفاعیلین فحولن مفاعیلین فحولن و برین وزن
تباہی شعر یافتہ اند و بہرامی گوید پارسی برین وزن اند کہ شعر دیدہ ام و این را مقلوب طویل
نام کردہ است تیسرے وہ کہ ابتدا اس کی جزو سوم سے کریں یعنی مفاعیلین فحولن کہ جزو اول کن
دوم سے اس وزن پر مفاعیلین فحولن مفاعیلین فحولن اس وزن پر تباہی میں شعر نہیں پایا اور اگر
کسی نے بطریق مثال کوئی شعر کہا کہ اس کا حکم انداز کا لعدوم کا ہے چنانچہ امر و القیس نے یہ
شعر کہا ہے شعر الایضاح علی تقدیری ملکائی و اولانی لبانی بلا جید و محمد بن حنفیہ
بلا و و تمیضت تلا و و قد کنت قدیمنا انا عجز و محمد بن ہرانی کہتا ہے کہ فارسی میں
ہے اس بحر میں چند شعر دیکھے ہیں اور میں سے ایک یہ ہے شعر نگار دلربائی ربودارن
دل من بد من بیدل چگونہ اندوہ ستانم بد اور اس کا نام مقلوب طویل رکھا ہے اور ظاہر ہے
کہ یہ عکس طویل ہے ہم کو اچھے ابتدا از جزو چارم باشد برین وزن کہ مستفعلن فاعلاتن مستفعلن

فعلن و آن را بسط نام کرده است چهارم یہ کہ ابتدا جزو چارم سے ہو یعنی می سی کہ جزو دوم
 رکن دوم ہے اس وزن پر مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن کا نام بسط رکھا ہے اس واسطے کہ نہنگی
 گسترده اور دراز مثل طویل کے ہے ہمہ انچہ ابتدا از جزو پنجم باشد برین وزن فاعلن فاعلاتن فاعلن
 فاعلاتن و برین وزن ہم تازی شعر نیافتہ اند و بعضے این دو بحر محل اعرض و عمیق نام نہادہ اند
 پنج بحر کہ ازین دائرہ ممکن است پانچون دہ کہ ابتدا از جزو پنجم سے ہو یعنی لن سے کہ جزو سوم رکن
 دوم ہے اس وزن پر فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن مگر اس وزن میں بھی تازی میں شعر نہیں پایا
 اور بعضوں نے ان دونوں بحر وں محل کا نام عریض اور عمیق رکھا ہے یعنی مطلوب طویل کو عریض
 اور اس بحر کو کہ مطلوب مدید ہے عمیق کہتے ہیں اور بعضوں نے اول کو مستطیل اور ثانی کو ممتد
 کہا ہے یہ ہیں پانچ بحرین کہ اس دائرے سے نکلتا اول کا ممکن ہے کہ واسطے کہ فعلن و فاعلن
 میں پانچ جزو ہیں اور ابتدا سے ہر جزو سے ایک بحر نکلی پانچ بحرین ہی ہوئیں چٹی بحر کا نکلتا ممکن
 نہیں اور دوسرا فعلن و فاعلن کر رہے مگر اسے کیا کام ہم دیر جلد بخورین ازبہ دربان فارسی متروک
 و انچہ گفتہ اند بر سوال شعر عرب گفتہ اند از وجہ تشبہ با ایشان و این دائرہ را مختلفہ خواند و مصرعے
 گفتہ اند کہ برین دائرہ نہند تا ہمہ بحر از ان بر توان خواند و فاک از یکدیگر تصور افتد و آن مصلح وزن
 طویل این است بح بن برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ و بر وزن مدید بح بن برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ
 بح بن و بر وزن مطلوب بح بن برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ و بر وزن بسط بح بن برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ
 بح بن درنگر گہ گہ بح بن برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ و این است اور سب بحرین اس دائرہ کی
 زبان فارسی میں متروک ہیں جو کہ کہ فارسیوں نے ان بحر وں میں کہا ہے از و سے تقلید
 اور تشبہ عرب کے کہا ہے اور اس دائرے کو دائرہ مختلفہ کہتے ہیں کہ اسکے ارکان میں اختلاف ہے
 ایک سباعی اور دوسرا خماسی اور ایک مصرع کہا ہے کہ اس دائرے میں کہتے ہیں اور پانچون بحرین
 اس سے پڑھ سکتے ہیں اور جدائی بحر کی یکدیگر سے اس میں معلوم ہوتی ہے اور وہ مصرع وں
 طویل میں یون ہے مصرع بح بن برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ و بر وزن فعلن و فاعلن
 فاعلن و بر وزن مدید یون ہے مصرع بح بن برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ و بر وزن فاعلاتن
 فاعلن فاعلاتن فاعلن و بر وزن مطلوب طویل یون ہے مصرع گذرای مہ بن درنگر گہ گہ و

بر وزن مفاعیلن فاعیلن فاعیلن اور بر وزن بسیط یون ہے مصرع ای مہ بن و زنگر گہ
گہ مہ بن برگدز چہ بر وزن مستفعیلن فاعیلن مستفعیلن فاعیلن اور بر وزن عیق جسکو بحر محل کہا ہوا ہے
مصرع مہ بن و زنگر گہ مہ بن برگدز ای چہ بر وزن فاعیلن فاعیلن فاعیلن فاعیلن فاعیلن فاعیلن فاعیلن فاعیلن
تخی مصرع بھی محل نکلا اور محل شعر نہیں لہذا محقق علیہ الرحمہ نے یہ مصرع کتاب میں نہ لکھا اگرچہ وزن
دائرے سے نکلتا ہے دائرہ مختلفہ یہ ہے

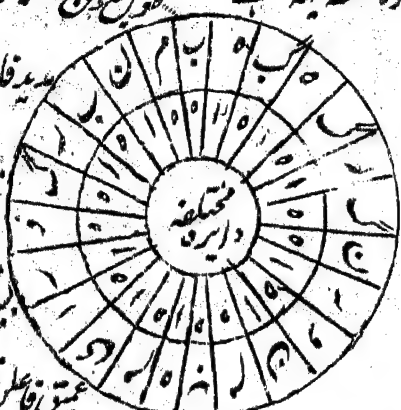
مربع یون مفاعیلن ۲ بار

سید فاعلاتن فاعیلن ۲ بار

مقلوب یون مفاعیلن فاعیلن ۲ بار

بسیط یون مفاعیلن فاعیلن ۲ بار

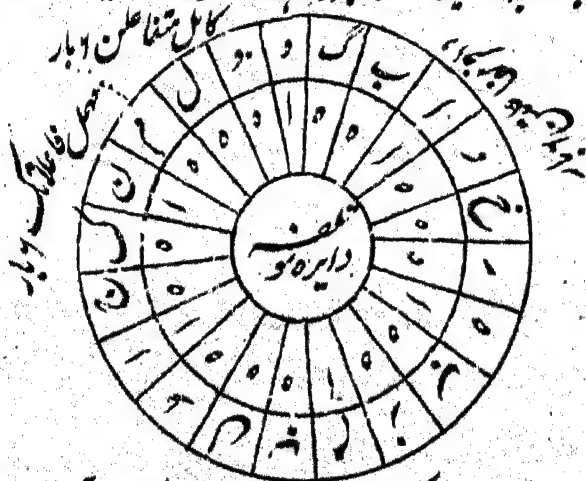
عیق فاعلاتن ۲ بار



ہم وانا سچہ از سبا عیات بسیط خیز و ابتدا بولفت از و تد مجموع و فاصلہ کردہ است و مصرع
از تکرار یک رکن سہ بار بکار داشتہ اند و لا محالہ بیت مسدس باشد پس اگر ابتدا بوتر کنند برین
وزن آید مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن و این بحر را دافرا نام نہادہ است و اگر ابتدا بفواصلہ کنند
برین متفاعیلن متفاعیلن متفاعیلن و این بحر را کامل نام نہادہ است و پارسی گویان گفتہ اند ابتدا
بسبب خفیف کہ درین ترکیب است ہم ممکن است برین وزن باشد فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
و این وزن ہم محل است و انا جو بحرین کہ سبا عیات تنہا سے پیدا ہوتی ہیں غلیل ابن
احمد نے ابتدا و بین اوس مولف سے کی ہے کہ جسکی تالیف و تد مجموع اور فاصلہ سے ہے
اور ایک مصرع اوس میں تکرار ایک رکن سے تین بار عرضیوں نے استعمال کیا ہے اور جب
مصرع میں تین رکن ہوئے بیت لا محالہ مسدس ہوگی پس اگر ابتدا و تد سے کریں یہ وزن ہوگا مفاعیلن
مفاعیلن مفاعیلن اور اس بحر کا نام دافرا رکھا ہے اسوا سبط کہ اس بحر میں حرکات اور بحر و
زیادہ ہیں اور اگر ابتدا فاصلہ سے کریں یہ وزن ہوگا متفاعیلن متفاعیلن متفاعیلن اور اسکا نام
کامل رکھا ہے اسوا سبط کہ اس میں بھی حرکات اور بحر وں سے زیادہ ہیں اور بحر و اس بہت سے
کامل پر مقدم ہوتی کہ تد اوس میں مقدم ہے اور پارسی گویوں نے کہا ہے کہ ابتدا سبب خفیف

بھی کہ اس ترکیب میں ہے ممکن ہے اس وزن پر فاعلاتک فاعلاتک فاعلاتک خواہ فاعلاتن
 فاعلاتن فاعلاتن یہ وزن بھی محمل اور متروک ہے بسبب تحریک آخر کے اور یہ قول پارسی گویوں
 ہے اہل عرب کے نزدیک ابتدا سبب خفیف سے نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ متفا اور علقن دونوں
 اون کے نزدیک فاصلے میں نہ مرکب دو سنبھون سے ح قولہ و فارسی گویاں آہ ازین قول حلوم
 شد کہ نزد عرب ابتدا از سبب خفیف درین ترکیب ممکن نیست چہ علقن را فاصلہ صغری قرار دادہ اند
 نہ مرکب از سببین والا شروع از سبب خفیف نیز میگردند و ہذا قال کثیر من المحققین لیکن از مابقی
 محقق شد کہ اعتبار فاصلہ را چہ در فارسی و چہ در عربی اصلاً و بھی بہم نہیں رسد و عدم شروع از
 سبب خفیف بجمت نامستعمل بودن بگردگوار است نہ از جهت عدم امکان والہذا علم تم کلام
 پس عدم اعتبار فاصلہ عربی میں مابقی سے بموجب عبارت اس کتاب کے کہاں محقق ہوا
 بلکہ محقق علیہ الرحمہ چاہتا کہتے جاتے ہیں کہ فاصلہ عربی میں معتبر ہے ایک جگہ لکھا کہ تازی میں
 نین متحرک اور چارم ہانگن کو فاصلہ صغری کہتے ہیں اور چار متحرک پنجم ساکن کو فاصلہ کبری
 کہتے ہیں اور دوسری جگہ لکھا کہ یہ دو تالیفین مفا علقن اور متفا علقن مثل تالیفات اول نہیں
 ہیں یعنی اسباب اور اوتاد سے نہیں ہیں تیسری جگہ لکھا کہ یا مولف از دو مجموع و فاصلہ صغری
 جبکہ محشی نے غلط پڑا اور سچاے یا حرف تروید کے ہانہا فیہ لکھا اور اس جگہ بھی محقق علیہ الرحمہ نے
 فرمایا کہ یہ سببایات مولف و دو مجموع اور فاصلے سے ہیں اور ابتدا سبب خفیف اس دائرہ میں
 ممکن نہیں نزدیک اہل عرب کے کہ اس واسطے کہ مفا علقن اور متفا علقن میں فاصلہ ہے سبب نہیں
 مگر پارسی گویا البتہ ابتدا سبب کر سکتے ہیں کہ اصل عروض فارسی میں فاصلہ نہیں ہے اور وجہ
 عدم شروع سبب کہ عدم استعمال کو محشی نے لکھا ہے یہ بھی غلط فہمی ہے کہ مجوز استعمال کو دو
 نکال کر متروک لکھ دیتے ہیں چنانچہ بیان بھی اس وزن کو نکال کر محمل لکھ دیا ہم و بیت ازین
 دائرہ بر وزن وافر جنین شروع گبول من کجا طلبم نہ بہر خدا و بر وزن کامل جنین باشد
 ع دل من کجا طلبم نہ بہر خدا گبول و بر وزن محمل جنین باشد ع من کجا طلبم نہ بہر خدا گبول
 و این دائرہ را دائرہ مولفہ خوانند و در فارسی بر بجز این دائرہ ہم شعر گفتہ اند الا انچہ ہوجہ تشبہ
 بہ تکلف گفتہ اند و صورت دائرہ این است و اوریت اس دائرے سے بر وزن وافر وزن

مصرع جو مرقومہ متن ہے نقطع اوسکی یہ ہے بگودل من مفاصلتن کجا طلیم مفاصلتن زہر خدا
مفاصلتن اور بروزن کامل یون ہے مصرع جو مرقومہ متن ہے نقطع اوسکی یہ ہے دل من
کجا متفاصلتن طلیم زہر خدا اگوتفاصلتن اور بروزن مہل یون ہے مصرع جو مرقومہ متن
ہے نقطع اوسکی یہ ہے من کجا طل فاعلاتک ہم زہر خ فاعلاتک و اگودل فاعلاتک
اور اس دائرے کو موقوفہ کہتے ہیں بسبب تلاف ارکان کے کہ سباعی ہیں اور حرکات اور
سکنات میں برابر اور فارسی گوئیوں نے ان بحروں میں بھی شعر نہیں کہے ہیں اور جو کچھ
بہ تکلف کہا ہے بہ تشبہ و تقلید عرب کہا ہے اور صورت دائرہ موقوفہ کی یہ ہے



ح قوله بیت ازین دایره مخفی نمائند که در اینجا و مابعد آنچه در مسئله بحر آورده مصرعهاست بیت
پس اطلاق بیتها برین مصاریع باعتبار آنست که بانضمام مصاریع ثوانی بیت ها خواهند گردید
تم کلامه ظاهر است که اس تاویل کی کچھ حاجت نہیں کہ اس کے کہ محقق علیہ الرحمہ نے پہلے بحث
عین کہ عبارت مصرع سے ہے لکھ کر ان مصرعون کو لکھا ہے ہم و بعد ازین آنچه از رکن سباعی
مولف از تدمج و دو سبب خفیف آید و تا زیان یک مصرع از تکرار یک رکن سه بار آورده اند
و بارسیان از تکرار یک رکن چهار بار پس بیت تازی سدس باشد و بارسی ششم و اگر ابتدا
نویزند کنند برین وزن آید فاعیلین سه بار یا چهار بار و آنرا پنج خوانند و اگر بسبب اول کنند
برین وزن آید مستفعلن سه بار یا چهار بار و آنرا رجز خوانند و اگر بسبب دوم کنند برین وزن آید
فاعلاتن سه بار یا چهار بار و آنرا رمل خوانند و بیت ازین دایره بر وزن پنج سدس چنین باشد
ع مر اول نعل و لارامی نیار ابد و بر وزن رجز سدس چنین باشد ع دل بی لارامی نیار ابد و

و بر وزن اہل مسدس یعنی شمس بی دلارانی نیارآمد مراد اول ہوا اگر بعد از نیار آمد نگار نیارافزایم جملہ ثمن شود و این داریا
مجتلبہ خوانند ثمن را مجتلبہ زائدہ و صورت وار و مجتلبہ بن ہست اور بعد اسکی جو بحرین کہ رکن سباعی ہو و ثمن
مجموع اور دو سبب خفیت سے آئی ہیں اہل عرب میں ایک مصرع تکرار رکن واحد تین بار یعنی
مسدس لائے ہیں اور اہل پارس تکرار رکن واحد سے چار بار یعنی ثمن لائے ہیں پس بیت عرب
میں مسدس یعنی شش رکنی ہوگی اور پارسی میں ثمن یعنی ہشت رکنی اور اگر ابتدا و تم سے کریں
اور ابتدا و تدر بہتر ہے سبب سے بسبب تکمیل و تدر کے سبب سے یہ وزن ہوگا مفاعیلن تین بار
تازی میں اور چار بار فارسی میں اور اس بحر کو ہزج کہتے ہیں اس واسطے کہ ہزج لغت میں آواز
بآثر غم ہے بسبب نگوئی اس بحر کے یہ نام اسکا رکھا اور اگر ابتدا بسبب اول کریں اس واسطے کہ
پہلے ابتدا بسبب اول سے چار سنیے بعد سبب دوم سے یہ وزن ہوگا مستفعلن تین بار تازی
میں اور چار بار فارسی میں اور اس بحر کو ہزج کہتے ہیں اس واسطے کہ ہزج بالتحریک لغت میں
اوس زنج کو کہتے ہیں کہ پائے شکر کو لغزیش میں لائے ہیں اس بحر کا نام ہزج رکھا بسبب فطریہ
و جزا کے سبب تقارب حرکات کے یا بسبب کوتاہی بیت کے کہ عرب میں بیشتر منطوقہ مستفعلن تین بار
ہے اور اگر ابتدا بسبب دوم سے کریں یہ وزن ہوگا فاعلاتن تین بار تازی میں اور چار بار
فارسی میں اور اس بحر کو رمل کہتے ہیں اس واسطے کہ رمل لغت میں مشتاب رفتن ہو پس
اس بحر کا نام رمل رکھا بسبب دانی کے کہ مشتاب اور روان پڑھی جاتی ہے اور بیت اس
دائرے کی ہزج مسدس میں یون ہے مصرع مراد اول بی دلارانی نیارآمد ہر وزن مفاعیلن
مفاعیلن مفاعیلن اور ہزج مسدس میں یون ہے مصرع دل بی دلارانی نیارآمد ہر وزن
مستفعلن مستفعلن اور رمل مسدس میں یون ہے مصرع بی دلارانی نیارآمد مراد اول
ہر وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن اور اگر بعد نیار آمد کی نگار نیارافزایدہ کریں جملہ اوزان
ثمن ہو جائیں اور اس دائرے کو مجتلبہ کہتے ہیں اس واسطے کہ اقبال لغت میں یعنی
کشیدن ہے اور ارکان اس دائرے کے ارکان بخورہ ابوہ اوسے سے پہنچے گئے
ہیں مفاعیلن طویل سے اور مستفعلن بسیط سے اور فاعلاتن مدید سے اور وائر ثمن کو
مجتلبہ زائدہ کہتے ہیں اس واسطے کہ ایک رکن اوس میں مسدس سے زیادہ ہے

م
گرتا گیا
کی ایک
آواز
جیہ وزج
ہوگا

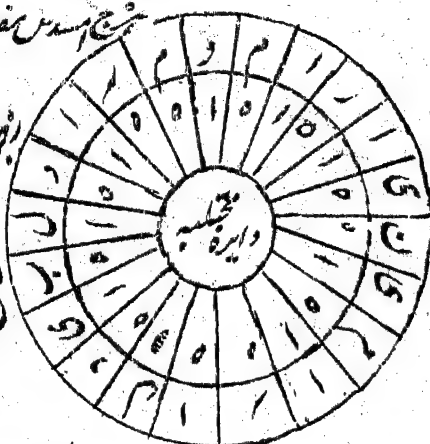
احسن

اور صورت دائرہ مجملہ کی یہ ہے کہ کھچی جاتی ہے

خرج اسدس مفاعیلن ۶ بار

بجز اسدس مستغیلن ۱ بار

دل اسدس مفاعیلن ۱ بار



ہم وزائدہ ہم برین قیاس باشند و باشد کہ ہمین بحر با سجدت ساکن سبب دوم بکار دارند تا سرج
بر نیگونہ شود مفعیل چار بار و رجز بر نیگونہ مفتعلن چار بار و رمل بر نیگونہ فعلاتن چار بار و بیت
دائرہ ہرج برین منوال بود بیت مرا کس نہد و دوم کس نکند شاد و و بروزن رجز طیت
کس نہد و دوم کس نکند شاد و مرا و و بروزن رمل طیت نہد و دوم کس نکند شاد و مرا کس نہد و
بکر اسرج مکفوف و و رجز مطبوی و رمل مخبون خوانند و دائرہ بر قیاس گذشتہ کنند و دائرہ مجملہ
تراندہ فرا حنف خوانند و بعضی بلقی دیگر بخوانند و تا تخفیف را این دائرہ بنیاد ویم است اور زائدہ بھی
اسی طرح ہے یعنی ایک کن مثل نگار نیاز یادہ کر کے اس طرح مثلثات کا دائرہ لکھتے ہیں اور بھی
اہل فارس انہیں بحر و نکو ساکن سبب دوم کو مفاعیلن سے دور کر کے استعمال کرتے ہیں پس
ہرج مشن اس وزن پر ہوتی ہے مفاعیل چار بار ایک مصرع میں نوں مفاعیلن سے کہ ساکن سبب
دوم تھا و دور ہوا اور رجز مشن اس وزن پر مفتعلن چار بار ایک مصرع میں جب مفاعیلن سے سادہ
سبب دوم دور کیا مفاعیل رہا اور جب ان اسباب کو جنہیں ساکن سبب دوم دور ہوا ہے وند پر قدم
کیا مفاعیل تھا ہوا مفتعلن اس کے مقام پر لائے اور رمل مشن اس وزن پر فعلاتن چار بار ایک مصرع
میں جب مفاعیلن سے ساکن سبب دوم دور کیا مفاعیل ہوا اور جب ابتدا اس سبب آخر سے کی
گی مفاعلی ہوا فعلاتن اس کے مقام پر لائے اور بیت دائرہ ہرج سے اس طرح پر ہے طیت مرا
مرا کس نہد و دوم کس نکند شاد و اور بیت کہنا باعتبار دو وزن مصرعون کے ہے کہ مصرع ثانی
بھی اسی وزن پر ہوگا قطع یہ ہے مرا کس مفاعیل نہد و دوم مفاعیل مرا کس مفاعیل کند شاد و مفاعیل

اور بیت بروزن حسب اس طرح پر بیت کس نہ بد و ادھر کس نکند شاد و ادھر قطع یہ ہے
 کس نہ بد مفتعلن و ادھر مفتعلن کس نکند مفتعلن شاد و مفتعلن اور بیت بروزن رمل اس طرح
 پر بیت نہ بد و ادھر کس نکند شاد و ادھر کس نہ قطع یہ ہے نہ بد و افعلاتن و مر کس فاعلاتن
 نکند شاد فاعلاتن و مر کس فاعلاتن اور ان سحر و کونہ ج کفوف کہا اس واسطے کہ مفاعیلن میں
 ساتواں حرف گرا ہے اور رجز مطوی اس واسطے کہ عیلمن مفاعیلن کہ بروزن مفتعلن ہے
 چونکہ حرف دونوں سببوں سے گرا ہے اور رمل مخضون اس واسطے کہ لن مفاعیلن کہ بروزن
 بروزن فاعلاتن ہے دوسرا حرف گرا ہے کہتے ہیں اور دائرہ انکاموافق دائرہ گذشتہ کے
 لگتے ہیں اور اس دائرے کو دائرہ مجملہ زائدہ مزاحفہ کہتے ہیں وجہ تسمیہ مجملہ اور زائدہ کی
 سابق بیان ہوئی اور مزاحفہ اس جہت سے کہ رکن اس میں مزاحفہ ہیں اور بعضوں نے
 اور بھی اس کا لقب کیا ہے چنانچہ سیفی نے اپنی رسالہ میں اس کو متلفہ لکھا ہے صحیح تو کہ بجز ساکن سبب و مفعلی نامند
 کہ بجز ساکن سبب دوم یعنی کف و مفاعیلن مفاعیلن بضم لام و در مفتعلن یعنی بطل مفتعلن یہاں
 کہ مفتعلن مفتعلن میشود و این کلام صحیح و مطابق است اما در فاعلاتن از حذف ساکن سبب دوم
 فاعلاتن بضم تا میماند نہ فاعلاتن مخضون چنانکہ مصنف آورده کہا ہونی جمیع النسخ الحاضرة المختبر
 و بطابقہ الشعر المثل کہ ایضاً زیر کہ در فاعلاتن ساکن سبب اول حذف شدہ است و جوابش
 آنست کہ مراد مصنف علام از ثنائیت سبب وین ترکیب فاعلاتن نیست بل در ترکیب مفاعیلن
 کہ آخر اصل قرار داده و رجز رمل را بہ بدایت از سبب اول و ثنائی از ان منفاک ساخته و ثنائیت
 کہ چون بدایت از سبب ثنائی مفاعیلن کند فاعلاتن نمی شود و حذف ساکنش فاعلاتن تمام کلام
 الحمد للہ کہ صاحب حاشیہ اگر پہلے اس جگہ راہ کی چلا کر آخر راہ راست اختیار کی کہ سو اس کے
 چارہ نہ دیکھا دوسرا حاشیہ یہ ہے صحیح تو کہ مجملہ زائدہ مزاحفہ اما وجہ تسمیہ مجملہ در ماقبل گذشت
 و زائدہ از بخت کہ یک رکن زائدہ آورده مزاحفہ از بخت کہ کف و مفعلی و مفعیلن در ان از رخافات
 واقع شدہ اما مخفی نماند کہ وضع دائرہ برای بیان اصل ارکان باشد و لهذا ارکان مجزوا کہ
 غیر از مزاحفہ مستعمل نمیشود نیز سالم آرند پس دائرہ مزاحفہ نشاید و الا و ادھر فروعات دیگر را نیز بیان
 باید کرد تمام کلام صاحب شرح نے جواب اسکا اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے میں پوشیدہ بہت

که صاحب میزان المقصود در اصل از تالیف این کتاب ثابت کردن غلطی بامی مصنف علام بود که بهر
 متونی که مطلب بذین برسد غلطی بطرف محقق منسوب کرده چنانکه درین محل و جواش بدو صورت
 ظاهر و باهرست که نزد صاحب میزان که وضع دائره برای بیان اصل ارکان باشد این محض غلط
 و خلاف جمهور است چه بیان اصل ارکان علت غایت برای وضع دائره نزد یک کسی نباشد بلکه
 غایت انضمام و التفکاک بجز از یکدیگرست ثانیاً اینکه وضع دائره را خاصه برای اصل ارکان کسی
 ننوشتہ آنچه ممنوع است نیست که اصول و فروع را با هم خلط کنند و تقابل و تساوی بکمیت
 حرف چنانکه در اصول مشروط است بهمان طریق در فروع نیز کار ببرد و نیاوردن دو دائره فروع
 در کتب عروضی بجهت احتراز از تطویل باشد نه اینکه صریحاً ممنوع نوشته باشد و مصنف نکته نوشته که
 هر حاجت اقتدو دائره نسبت فروع هم مثبت توان کرد و مرداران همین است که کسی محتاج نه
 انکار و چون دو دائره فروع ضروری نباشد از جهت مصنف علام هم آنرا نوشته تمام کلامه اسب سمر
 گفته بین که دونون صاحب مطلب کتاب کو نه پوسنخه اور تطویل میفانده سوال و جواب بین
 محقق علیه الرحمه تفصیل اوزان پنج بین گفته بین که اما پارسى اصلش در دائره منافعین مثبت با
 بود و دونوع بود سالم و مکفوف و مکفوف هم دونوع بود و فروع و اخرج و مکفوف و فروع را مکفوف تنها
 خوانند و بعضی هر نوعی را بحری دیگر شمرده اند و بیان اوزان رجزین گفته بین که اما پارسى اصل
 این بحر در دائره مستقلین مثبت بار باشد و سه نوع بود سالم و مخبون و مطوی و بیان اوزان مل
 بین گفتین که اما پارسى این بحر دونوع آید سالم و مخبون و بعضی عروضیان هر یک را بحری دیگر
 شمرند پس ظاهر است که جو لوگ هزج اور رجز اور مل کو ایک ایک بحر جانتے ہیں اونکے نزدیک
 دائره سالم ارکان کافی ہیں اور جو لوگ ہر قسم کو انہیں سے بحر علاحدہ قرار دیتے ہیں
 اونکے نزدیک دائره ارکان سالم اور دائره ارکان مزاحف دونون درکار ہیں کواسطے کہ یہ
 ارکان مزاحف اونکے نزدیک بجائے اصل ارکان ہیں کہ بحر علاحدہ قرار دیتے ہیں اور سواستے
 رسالہ ہائے عروض میں دو دائره ارکان مزاحف بھی موجود ہیں ہم داز تکرار کن سباعی بسیط کہ
 از بند مغزوق بودیج بحر مستقل نیست و اما از غلط سباعی یکدیگر و آن رکبی بود کہ مولف از
 جو سبب خفیف بود و تندی مجموع و رکبی کہ مولف بود از دو سبب خفیف و تندی مغزوق و تازیان

مسدس بکار دارند مگر ع از رکن مجموعی دوبار و رکن مفروق کی بار و چون در دائرہ نہند ابتدا از نہ موضع ممکن بود چہ این سہ رکن مولف از نہ جزو باشد اگرکہ ابتدا بدو سبب رکن مجموعی رکن اول کنند تا این وزن باشد مستفعل مستفعلات و این بحر اسریح خوانند و تکرار رکن سباعی تنہا سے کہ اوس میں و تہ مفروق ہو جیسے لات مفولات میں اور فاع فاع لاتن میں اور تفع مس تفع لن میں کوئی بحر مستعمل نہیں ہے یعنی کوئی بحر نہیں نکلی ہے و اما آمیزش سباعی سے با یکدیگر بحرین نکلی ہیں مگر اول سباعیات میں کوئی رکن مولف ہوتا ہے دو سبب خفیف اور و تہ مجموع سے خواہ دونوں سبب مقدم ہوں جیسے مستفعل میں خواہ موخر ہوں جیسے متفعل میں خواہ در میان دونوں سببوں کے و تہ جیسے فاعلاتن میں اور کوئی رکن مولف ہوتا ہے دو سبب خفیف اور و تہ مفروق سے مثل مفولات اور فاع لاتن کے اور اہل عرب اسکو مسدس مستعمل کرتے ہیں ایک مصرع رکن مجموعی سے دوبار اور رکن مفروق سے ایک بار مثل مستفعل مستفعلات کے اور جب دائرے میں لکھتے ہیں ابتدا نو جگہوں سے ممکن ہوتی ہے کہ واسطے کہ یہ تین رکن مولف نو جزو سے ہیں یعنی ایک ایک میں تین تین جزو ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ ابتدا ساتھ دو سبب رکن مجموعی رکن اول کی کریں کہ یہ وزن ہو مستفعل مستفعلات اور اسکو بحر سریح کہتے ہیں معلوم کیا جاتا ہے کہ ابتدا و تہ سے بہتر حتی جیسا کہ اور دائرہ نہیں کیا ہے پس مضارع کو مقدم کرنا تھا کہ مضارع کی ابتدا میں و تہ ہے مگر وجہ اسکی یہ ہے کہ رکن اول مضارع کا سالم مستعمل نہیں ہوا ہے پس و تہ مجموع گویا اوس میں نہیں ہے اور خلیل ابن احمد سے جو لوگوں نے پوچھا اوسنے یہ جواب دیا کہ و تہ مفروق اسکا صدر سے نزدیک ہے اور و تہ مفروق اول بیت کو خفیف کرتا ہے پس تقدیم سریح کی سب پر اسواسطے ہے کہ و تہ مفروق اسکا صدر سے دور تر ہے اور چونکہ بنا سریح کی دو سبب اور ایک و تہ مفروق پر ہے اور شرح اس میں اس کے موافق ہے لہذا بعد سریح کے منسجح کو بیان کیا اور خفیف کو مضارع پر اور مضارع کو مقتضب پر اور مقتضب کو محضت پر اسواسطے مقدم کیا کہ و تہ مفروق ہر ایک میں صدر سے دور تر ہے و نسبت دوسری کے سریح شتاب کنندہ اور جلد از نام ایک بحر کا عرض سے اور اس بحر میں اسباب زیادہ ہیں و تا د سے لہذا بصرعت پڑھی جاتی ہے کہ انی انیثا م ب آنکہ ابتدا بسبب دوم ہوا

بحر

رکن کنند تا این وزن باشد فاعلاتن مس تفع لمن و این بحر مستعمل نیست **ت** اور دوسری صورت
 یہ ہے کہ ابتدا کرین سبب دوم اوسی رکن سے کہ یہ وزن ہو فاعلاتن فاعلاتن مس تفع لمن اور یہ
 بحر مستعمل نہیں ہے بعض اس بحر کو جدید کہتے ہیں اور غریب بھی کہا ہے اور اسکو بزرجمہر نے
 ایسا کیا ہے جدید جو چیز کہ نئی پیدا ہوئی ہو اور نام بحر عروض کا کہ یہ کچھ نئی پیدا ہوئی ہی ہو
 نوزدہ گانہ میں کذا فی الغیث ہم ج آنکہ ابتدا ابو تدمہان رکن کنند تا این وزن باشد مفاعیلن
 مفاعیلن فاعلاتن و این بحر تباری مستعمل نیست و پارسی آنرا قریب خوانند **ت** تیسری صورت
 یہ ہے کہ ابتدا و تدمہ سے اوسی رکن کی کرین کہ یہ وزن ہو مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن اور یہ بحر
 تازی میں مستعمل نہیں ہے اور فارسی میں اسکو قریب کہتے ہیں اس واسطے کہ ارکان میں ہرج
 اور مضارع سے قربت رکھتی ہے یا یہ کہ زمانہ قریب ترین پیدا ہوئی ہے کہ یوسف عروضی
 نیشاپوری نے اسکو نکالا ہے قریب ایک بحر ہے بحر نوزدہ گانہ سے کذا فی الغیث ہم
 ج آنکہ ابتدا و سبب رکن دوم مجموعی کنند تا این وزن باشد مستفعلن مستفعلن و این بحر تباری
ت چوتھی صورت یہ ہے کہ ابتدا و سبب رکن دوم مجموعی سے کرین کہ یہ وزن ہو مستفعلن
 مستفعلن اور اس بحر کو نسج کہتے ہیں اس واسطے کہ یہ سہولت اور روانی پڑھی جاتی
 منسرح بضم میم و سکون نون و فتح سین مملہ و کسر را مملہ و حای مملہ آسان و روان کردہ شدہ
 اور نام ایک بحر کا چونکہ اسباب اس بحر میں مقدم ہیں و تدریجاً آسانی زبان پراتی ہے اور
 بعضوں نے لکھا ہے کہ النسراج بمعنی انجامہ بیرون آمدن ہے اور یہ بحر نقصان زحافات
 میں بیان تک پہنچی ہے کہ بمقدار و درکن کے رہ جاتی ہے لہذا سبب اس اختصار کے نسج
 نام رکھا کذا فی الغیث ہم ج آنکہ ابتدا سبب دوم میں رکن کنند تا این وزن باشد فاعلاتن
 مس تفع لمن فاعلاتن و این بحر را خیف خوانند **ت** پانچویں یہ صورت ہے کہ ابتدا
 سبب دوم اسی رکن سے کرین کہ یہ وزن ہو فاعلاتن مس تفع لمن فاعلاتن اور اس بحر کو
 خیف کہتے ہیں سبب اس کے کہ اخف سببیات ہے بسبب اقبال اسباب کے ساتھ
 او تادم کے طرفین سے خیف سبک اور نام ایک بحر کا بحر باے عروض سے کذا فی المنتخب
 ہم ج آنکہ ابتدا ابو تدمہان رکن کنند تا این وزن باشد مفاعیلن فاعلاتن مفاعیلن و این بحر را

مضارع خوانند **ت** چھٹی یہ صورت ہے کہ ابتدا اس رکن دوم کی وند سے کریں کہ یہ وزن ہو مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن اور اس بحر کو مضارع کہتے ہیں بسبب مشابہت کے بحر منسرح سے کہ دوسرے جزو میں ان دونوں کی وند مفروق ہے مضارع بضم میم و کسر حملہ مشترک اور شنیہ منتخب ہو اور مضارع ت بمعنی مشابہت اور مضارع نام ایک بحر کا بحر عروص ہے اور اس بحر کا اس واسطے مضارع نام رکھا کہ مشابہہ ہے منسرح سے کہ دونوں میں اوتاد مقدم ہیں اسباب پر کذا فی الغیاث ہم نہ آنکہ ابتدا بدو سبب رکن مفروق کنند و برین وزن ہو مفعولات مستفعلن مستفعلن و این را مقتضب خوانند و پارسی مستعمل نیست **ت** ساتویں صورت یہ ہے کہ ابتدا دو سبب رکن مفروق سے کریں کہ یہ وزن ہو مفعولات مستفعلن مستفعلن اور اس بحر کو مقتضب کہتے ہیں بسبب بریدہ ہونے کے بحر منسرح سے کہ رکن دونوں کے ایک ہیں فقط فرق ترتیب میں ہے اور یہ بحر فارسی میں مستعمل نہیں ہے مقتضب بضم تیم و فتح ضاد و معجمہ بریدہ شذو اور نام ایک بحر کا کہ منسرح سے بریدہ ہوئی ہے ارکان دونوں کے ایک ہیں اختلاف فقط ترتیب میں ہے کذا فی الغیاث ہم نہ آنکہ ابتدا بسبب دوم ہیں رکن کنند و برین وزن باشد مس تفع لن فاعلاتن فاعلاتن و این بحر را مجتث خوانند **ت** اٹھویں صورت یہ ہے کہ ابتدا سبب دوم اسی رکن سے کریں کہ یہ وزن ہو مس تفع لن فاعلاتن فاعلاتن اور اس بحر کو مجتث کہتے ہیں کہ بحر خفیف سے برکنده ہوئی ہے مجتث بضم میم و سکون جیم و فتح نامی فوقانی و تشدید نامی شلثہ بمعنی زینج برکنده شدہ اور نام ایک بحر کا بحر یوزدہ گانہ سے اور اس بحر کو بحر خفیف سے برکنده کیا ہے کسواسطے کہ ان دونوں بحروں کے ارکان میں یکجا اختلاف ہے کہ اس بحر میں مستفعلن مقدم ہے و فاعلاتن پر اور خفیف میں درمیان کذا فی الغیاث ہم نہ آنکہ ابتدا بوند مفروق کنند کہ این وزن شود فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن و این بحر را مستعمل نیست **ت** اور نویں صورت یہ ہے کہ ابتدا وند مفروق سے اس رکن کی کریں کہ یہ وزن ہو فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن اور یہ بحر بھی مستعمل ہے بعد بعض اس بحر کو مشاکل کہتے ہیں مشاکل بضم میم و کسر کاف مانند و مشاکل شونده اور نام ایک بحر کا ہے بحر عروص سے منتخب اور غیاث سے ہم پس بحر مستعمل در ہر دو لغت ازین دائرہ ہفت است و بہت دائرہ

بروزن سرخ چنین بود ع بادہ بمن دہ تو بتا ہم کیا رہد و بروزن قرص ع بمن دہ تو
بتا ہم کیا رہد و بروزن مسج ع دہ تو بتا ہم کیا رہد بمن دہ و بروزن خضیف ع تو
بتا ہم کیا رہد بمن دہ و بروزن مضارع ع بتا ہم کیا رہد بمن دہ تو و بروزن مقضب ع
ہم کیا رہد بمن دہ تو بتا و بروزن محبت ع کیا رہد بمن دہ تو بتا ہم دائرہ را ہم
دائرہ مشتبہ خوانند و صورتش اینست **ت** پس بحرین مستعمل زبان عربی و فارسی میں اس
دائرے سے ساٹھ ہیں اور دو نامستعمل اور بیت اس دائرے کی وزن سرخ میں یون ہے
جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے بادب بمن مستغفلن وہ تب بتا مستغفلن ہم کیا رہد
مفعولات بجائے ہا اور دو حرفت باکا لکھنا وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ لہجہ اہل پارس کا
ملفوظ میں یون ہی ہے اور وزن قریب میں یون ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے
بمن وہ تب مفاعیلن بتا ہم یک مفاعیلن بار بادہ فاع لاتن و مجہ غفل ہونی فاع لاتن کی
طائر ہے اور وزن مسج میں یون ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے وہ تب بتا
مستغفلن ہم کیا رہد مفعولات بادب بمن مستغفلن اور وزن خضیف میں یون ہے جو مرقومہ متن
ہے تقطیع او سکی یہ ہے تب بتا ہم فاعلاتن کیا رہد باس تقع لن دب بمن وہ فاعلاتن اور
وزن مضارع میں یون ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے بتا ہم یک مفاعیلن بار
بادب فاعلاتن بمن دہ تو مفاعیلن یہاں صاحب میزان نے یہ حاشیہ لکھا ہے **ح** قویہ بتا ہم
تقطیعہ بتا ہم یک مفاعیلن بار بادب فاعلاتن بمن دہ تو مفاعیلن و شمار کردن و او تو بتا ہم
حرنی از بہر ضرورت قافیہ بہت تم کلامہ پس مصرع ثانی کہاں ہے جسکے سبب ضرورت قافیہ
ہوئی اور دو کو بجائے حرفت کہاں شمار نہیں کیا کہ اس کے مقام پر ہر جگہ ہے آئے بسبب
او غام کے موافق لہجہ اہل فارس کے مگر یہ کہنا چاہئے کہ لفظ تو اس مصرع میں آخر واقع ہوا
اور لفظ بتا اول پس واو بے سے کیونکر بدلتا اسطرخ وزن قریب میں بادہ آخر واقع ہوا
اور لفظ بمن اول پس وہ ہے ہے بے سے نہ بدلے آدم بر سر مطلب اور وزن مقضب میں
یون ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے ہم کیا رہد مفعولات بادب بمن مستغفلن دہ
تب بتا مستغفلن اور وزن محبت میں یون ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے کیا رہد

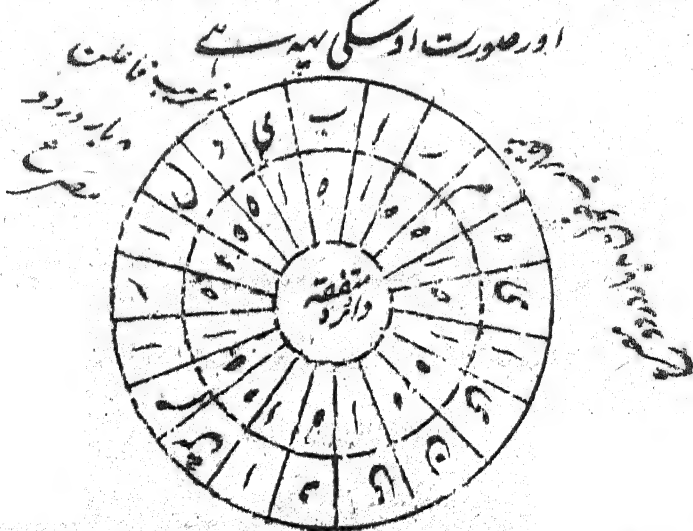
صورت و دونوں اُردن کی عبارت میں ضرب کر دی و دائرہ مزاحمت خیال تطویل نہیں لکھا ہے۔ پہلے میں ٹوٹا ہوا مفتعلن
 فاعل بادہ بن وہ تو بتا ہم سے بار تو قریب مفاعیل فاعل غلات ع بن وہ تو بتا ہم سے بار بادہ بن وہ تو قریب مفتعلن
 فاعل غلات مفتعلن ع وہ تو بتا ہم سے بار بادہ بن وہ تو قریب مفتعلن مفاعیل فاعل غلات ع بن وہ تو
 بتا ہم سے بار بادہ بن وہ تو قریب مفتعلن مفاعیل فاعل غلات ع بتا ہم سے بار بادہ بن وہ تو قریب
 و مقضب فاعل غلات مفتعلن مفتعلن ع ہم سے بار بادہ بن وہ تو بتا ہم سے بار بادہ بن وہ تو قریب مفتعلن
 ع سے بار بادہ بن وہ تو بتا ہم سے بار بادہ بن وہ تو قریب مفتعلن مفاعیل فاعل غلات ع بتا ہم سے بار بادہ بن وہ تو
 ت اور وزن کسر صریح اور مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے بادہ بن مفتعلن
 و ہست بتا مفتعلن ہم سے بار فاعل غلات اور وزن قریب اور مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع
 او سکی یہ ہے بن دہست مفاعیل بتا ہم سے بار فاعل غلات اور وزن کسر صریح اور مصرع
 مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے دہست بتا مفتعلن ہم سے بار فاعل غلات بادہ بن
 مفتعلن اور وزن تخفیف اور مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے بتا ہم سے بار فاعل غلات
 سبار یا مفاعیل و بن وہ فاعل غلات اور وزن مضارع اور مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع
 او سکی یہ ہے بتا ہم سے بار فاعل غلات ہم سے دہست مفاعیل اور وزن مقضب اور
 مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے ہم سے بار فاعل غلات بادہ بن مفتعلن و ہست بتا
 مفتعلن اور وزن محبت اور مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے سبار یا مفاعیل
 و بن وہ فاعل غلات بتا ہم فاعل غلات پس حرف با جو بن اور بتا میں ہے دائرہ اول میں مشدود
 کہا چاہیے بسبب مطابقت لہجہ عجم کے اور اس جگہ یعنی دائرہ مشتبہہ مزاحمت میں مختلف سبب
 اس کے کہ حرف سابق ملفوظ نہیں ہے مفصل یہ کہ جب بادہ بن اور تو بتا اور وزن مستفعلن اور
 فاعل ہونگے حرف ہا اور واو کہ اکثر مقاموں میں تلفظ میں نہیں آتے اس جگہ تلفظ میں آئیں گے
 موافق لہجہ اہل عجم کے دال بادہ کے اور آتے تو کی بے سے مل جائے گی اور نہ مشدود ہو جائے گی
 اور باے اول مقام ہی اور واو کے ہوگی اور تقطیع میں نہ کر لگی جائے گی جیسے دائرہ
 مشتبہہ سالمہ میں اور ہر گاہ یہ حرف ہا اور واو تلفظ میں نہ آئیں گے اور تقطیع ہو کر جائیں گے
 تشدید کمان سے ہوگی جیسے دائرہ مشتبہہ مزاحمت میں ہم و نیز یا پس یا بن یعنی ازین بحر یا شمن

بکار و اندو یک مصرع از رکنی مجموعی و رکنی مفروق باشد و دو بار و بحرهای ممکن باشند و سه بحر
 اول که رکن مکرر و اوایل مصرع بافتن و آن سریع است و محل اول و قریب یافتن و شش باند است
 اوایل فارس بعضی این بحر و ن ستم استعمال کرتے ہیں اور ایک مصرع رکن مجموعی اور رکن
 مفروق سے ہوتا ہے دو بار اور وہ چہ بحرین ممکن ہیں اور تین بحرین پہلی کہ رکن مکرر و تین
 اوایل مصرعون میں پڑا ہے ساقط ہو جائیں گے کس واسطے کہ شش تکرار نہیں ہوتی اور تین بحر
 سریع ہے کہ وزن او سکا مستفعلن مستفعلن فاعلاتن ہے اور مطوی مفتعلن مفتعلن فاعلاتن ہے
 اور قہل اول ہے یعنی جدید کہ وزن او سکا فاعلاتن فاعلاتن مس تفع لن اور مخبون فاعلاتن
 فاعلاتن مفاعیلن ہے اور قریب ہے کہ وزن او سکا مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن ہے اور
 مکفوف مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن ہے پس جب تین بحرین ساقط ہویں باقی رہیں چہ ہم
 بریگوندہ وزن مسج مفتعلن فاعلاتن دو بار مصرع زن تو مر باز رای خوب نگار ابوصل و وزن
 خفیف فاعلاتن مفاعیلن دو بار مصرع تو مر باز رای خوب نگار ابوصل زن و وزن مضارع
 مفاعیل فاعلاتن دو بار مصرع مر باز رای خوب نگار ابوصل زن تو و وزن متغضب فاعلاتن
 مفتعلن دو بار مصرع باز رای خوب نگار ابوصل زن تو مر و وزن محبت مفاعیل فاعلاتن دو بار
 مصرع بوصل زن تو مر باز رای خوب نگار و وزن متحمل فاعلاتن مفاعیل دو بار مصرع رای
 خوب نگار ابوصل زن تو تو مر باز رای و ازین شش سہ مستعمل باشند و آن مسج و مضارع محبت
 سہ و خفیف شش بسیار نیامده است و متغضب در پارسی نیامده است و این داورہ رشتہ زائدہ
 خوانند و بعضی القاب داورہ بشکل دیگر کنند و این داورہ نیامده است و خفیف رات دہ چہ بحرین
 شش جو بعد اقساط بحر ثلثہ کے رہ گئیں یہ ہیں مسج خفیف مضارع متغضب محبت وزن
 حمل جب کو مشکل کہتے ہیں اوزان اور مضارع مثال انکی مرقومہ متن ہیں اور تقطیعات لکھی
 جاتی ہیں تقطیع مصرع مسج زنت مر مفتعلن باز رای فاعلاتن خوب نکا مفتعلن ابوصل فاعلاتن
 تقطیع مصرع خفیف مر با فاعلاتن رای خو مفاعیلن بکار فاعلاتن بوصل زن مفاعیلن تقطیع مصرع
 مضارع مر باز مفاعیلن رای خوب فاعلاتن بکار مفاعیلن وصل زنت فاعلاتن تقطیع مصرع
 متغضب باز رای فاعلاتن خوب نکا مفتعلن ابوصل فاعلاتن زن مر مفتعلن تقطیع مصرع محبت

کج

بوصل زین مفاصلن ہر با فعلاتن زرای خود مفاصلن بنکارا فعلاتن لقطع مصع وزن مہل ہنوشا کل
یہہ ہے اسے خوب فاعلات نکار با مفاصلن وصل زنت فاعلات ہر با مفاصلن اور ان
جہہ ہجرون بین تین ہجریں متصل ہیں ہج اور مضارع اور مجتث اور خفیف ثن کم آئی ہے اور
مقتضب فارسی میں مستقل نہیں ہے اور مہل فارسی اور تازی میں شروک ہے اور اس دائرہ
کو مشتبہ لہدہ کہتے ہیں اور بعضوں نے القاب دائروں کے اور طرح پر کہتے ہیں یعنی دائرہ
اور دائرہ منترعہ کہا ہے اور مصنف علیہ الرحمہ نے دونوں دائرے ایسے مشتبہ مراحفہ مسدس
اور مراحفہ ثمنہ واسطے تخفیف کے نہیں لکھے ہم وہاں کہ بعضے دائرہ ہند جہت ہجرا ہے
کہ مسدس و مراحفہ آمدہ باشد مانند سیرج و قریب و خفیف و ہجرا مقتضب ہم دران دائرہ آورند و
بل دائرہ مشتبہ سالمہ این دائرہ آورند اور بعضے عرضی دائرہ ہجرا مسدس اور مراحفہ
کالائی بین مانند سیرج اور قریب اور خفیف کے اور ہجرا مقتضب بھی اوس میں شریک ہے
اور بعض دائرہ مشتبہ سالمہ کے یہہ دائرہ مراحفہ لکھا ہے اور صورت دائرہ مسدس مراحفہ
کی یہہ ہے کہ مثلاً سیرج مسدس یہہ ہے مقتضی مقتضی فاعلات پس اگر عین مقتضی اول سے آغاز
کیجیے رکن قریب کے نکلیں مفاصل مفاصل فاعلات اور اگر تا مقتضی ثانی سے شروع کیجیے
رکن خفیف کے نکلیں فعلاتن مفاصلن فعلاتن اور اگر فاعلات سے ابتدا کیجیے رکن مقتضب کے
نکلیں فاعلات مقتضی مقتضی ہم و اما در خماسیات بسیطہ مک مصراع از تکرار یک کن بود چار بار
دو ہجرا ان ممکن بود کہ برخیزد یکے آنکہ ابتدا بوت کنند و برین وزن بود قولن چار بار و این ہجرا
مستقارب خوانند دوم بتدایب سبب کنند و برین وزن بود فاعلاتن چار بار و این ہجرا مستعمل نیست و
خلیل انرا غریب و رکض و متسق نام نہادہ است و اندک شعر تازی بران ہجرا بعد از خلیل یافتہ
اند و پارسیان ہم بتی چند بکلف گفتہ اند و اما خماسیات بسیطہ یعنی تنہا خماسیات
اونین ایک مصرع ایک کن کی تکرار سے ہوتا ہے چار بار اور دو ہجرا نکا پیدا ہونا اوس سے
ممکن ہے ایک یہہ کہ ابتدا بوت کریں و دیہہ وزن ہوگا قولن چار بار اور اس ہجرا مستقارب
کہتے ہیں اس واسطے کہ اسباب اور اواد اس کے قریب واقع ہوں ہین ہر وتد سے ملا ہوا ایک
سبب ہے یا در میان دو سببوں کے ایک وتد ہے اور در میان دو وتدوں کے ایک سبب ہی

اور متدارک کا کئی نام متدارک کسی جہت سے ہوا ہے کہ اسباب نے اوتا کو دریافت کیا ہے یعنی
 قریب یکدیگر ہیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ ابتدا سبب سے کریں وہ یہ وزن ہوگا
 فاعلن چار بار اور یہ بحر مستعمل نہیں ہے اور خلیل نے اسکا نام غریب اور رکض اور تسوق
 رکھا ہے اور بعضوں نے متدارک اور محدث اور مخترع اور متدانی اور شقیق اور حنیب اور منتظم
 اور متقاطعی اس بحر کو کہا ہے اور چند شعر عربی اس میں بعد خلیل کے دست یاب ہوئے
 ہیں اور اہل فارس نے بھی چند بیتیں اس میں یہ تکلف کہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ خلیل نے
 رکن اس بحر کے نکالے اور نام بھی رکھا مگر اشعار اس بحر میں نہیں پائے بعد اس کے کہ غرض
 خواہ اور ان کے شعر اس بحر میں پائے اور یہ بحر مقرر اور مستعمل کی ہم و چون در دائرہ نہند
 بیتش بر وزن تقارب چین باشد ع مرانے دلارام شادی نیایدہ و بر وزن غریب چین
 ع نے دلارام شادی نیاید مرانہمین دائرہ را متفق خوانند و برین صورت باشد اور جب
 دائرے میں لکھے ہیں وزن تقارب یہ ہوتا ہے مصرع جو مرقومہ متن ہے تقطیع اسکی
 یہ ہے مرانے فعلن دلارافعلن مشادی فعلن نیاید فعلن اور وزن غریب یعنی متدارک
 یہ ہوتا ہے مصرع جو مرقومہ متن ہے تقطیع اسکی یہ ہے نے دلا فاعلن رام شافاعلن
 دی نیافاعلن یدمرافاعلن اور اس دائرے کو متفقہ کہتے ہیں بسبب اتفاق ارکان کے



میں پس دو اور نزدیک عرب پنج است مختلفہ بتولفدج مجملہ مشتبہ و متفقہ و نزدیک
 عجم ہم پنج باشد اجملیہ بالہ ب مزاحفج مشتبہ ثمنہ مشتبہ سیدہ و متفقہ و بحر کہ ازین

دو اتر ممکن است کہ برخیزد بیت و دو است و مستعمل نزدیک عرب ازین جملہ پانزدہ آطویل
 سب بدیدج بسیط و دو آفرہ کامل و ہر ج از جرح رمل ط سیرج می نسج یا خفیف سب
 مضاعف ج مقضب بد محبت یہ متقارب و شانزدہم غریب و باقی مہمل است و نزدیک عجم
 وہ است اہنج ب از جرح رمل سیرج و قریب و نسج و خفیف مضاعف و محبت می متقارب
 و بعضی فراخات بر شمار گیرند و از دو اتر مشتبہ ہمہ سحور مستعمل در شمار آورند و جسرا زیادہ گردد
 این است تفصیل دو اتر سحورت پس و اترے نزدیک عرب کے پانچ ہین پہلا مختلفہ دوسرا
 متولفہ تیسرا مجملہ چوتھا مشتبہ پانچواں متفقہ اور نزدیک عجم کے بھی پانچ ہین پہلا مجملہ سابع
 دوسرا فرافضہ تیسرا مشتبہ ششم چوتھا مشتبہ سابع پانچواں متفقہ اور بحرین کہ جبکا پیدا ہونا ان
 و اتروں سے ممکن ہے بائیس ہین پانچ مختلفہ سے یعنی طویل بدید عریض بسیط عمیق اترین
 متولفہ سے و افر کامل مہمل جبکا وزن فاعلاک لکھا ہے اترین مجملہ سے ہر ج ربح رمل اور نو
 مشتبہ سے سیرج بدید قریب نسج خفیف مضاعف مقضب محبت مشاکل اور دو متفقہ سے
 متقارب متدارک اور انہیں مستعمل عرب پندرہ بحرین ہین پہلی طویل دوسری بدید تیسری بسیط
 چوتھی و افر پانچوین کامل چھٹی ہر ج ساتوین ربح اٹھوین رمل نوین سیرج دسویں نسج
 گیارہوین خفیف بارہوین مضاعف تیرہوین مقضب چودہوین محبت پندرہوین متقارب
 یہ پندرہ ہوین اور سولہوین غریب یعنی متدارک بھی کچھ احتمال میں آگئی ہے اس
 حساب سے سولہ ہوین باقی مہمل ہین وہ عریض اور عمیق اور مہمل اور جدید اور قریب
 اور مشاکل اور نزدیک عجم کے دس ہین پہلی ہر ج دوسری ربح تیسری رمل چوتھی سیرج پانچوین
 قریب چھٹی نسج ساتوین خفیف اٹھوین مضاعف نوین محبت دسویں متقارب پس بحرین
 طویل اور بدید اور بسیط اور و افر اور کامل اور متدارک پارسی میں مستعمل نہیں جو کچھ کہا ہے
 انہیں بالمشبہ عرب کہا ہے اور بعضوں نے فراخات کو شمار میں زیادہ کیا ہے اور دونوں
 و اتروں مشتبہ سے سب سحور مستعمل کو شمار میں لائے ہین یعنی مشتبہ فراخہ سابع سے
 چہم بحرین مستعمل سیرج نسج ملوی اور قریب اور مضاعف مکفوف اور خفیف اور محبت چوین
 اور فراخہ ششم سے چار بحرین مستعمل نسج مضاعف محبت خفیف اس صورت میں اتر کے

شمار کے بحرین زیادہ چھائیں گی ہی یہ تفصیل دائروں اور بحرول کی ظاہر ہے کہ جدا کرنا
 شمس اور مہر کے اشارے میں تکلف سے خالی نہیں اور فارسیوں نے بحر تازی کو بھی شمس
 کیا ہے اور تین بحرین جدید قریب مشاکل اور اونین ملائی ہیں پس اس حساب سے
 اونین بحرین ہوتی ہیں جیسا کہ مشہور ہیں اور معلوم کیا جاوے کہ مصنف علیہ الرحمہ در حروف
 البحر کو حساب اعداد و علامت شمار مقرر کیا ہے پس علامت چار کی دال ہوتی ہے اور سکے
 مقام پر یہ شکل رکھنا اس واسطے ہے کہ واو سے ملتبس نہوا اور بعد عشر کے احاد کو عشرت
 سے مؤخر کیا ہے پس یا عبارت یا زیادہ سے اور یہ عبارت دو از دہ سے ہے ہم و بد انکہ
 رکن اول را از مصرع اول صدر خواند و رکن آخر را عرض و رکن اول را از مصرع دوم ابتدا
 خواند و رکن آخر را ضرب و رکنا سے باقی را حشوت اور جان تو کہ رکن اول مصرع
 اول کو صدر کہتے ہیں اس واسطے کہ صدر میں واقع ہوا ہے اور رکن آخر مصرع اول کو عرض
 کہتے ہیں بالفتح اس واسطے کہ عرض بمعنی ستون خیمہ ہے جیسا کہ خیمہ ستون سے قائم ہوتا ہے
 بنا شعر کی اس رکن سے قائم ہے اور رکن اول مصرع دوم کو ابتدا کہتے ہیں اس واسطے کہ
 ابتدا سے مصرع میں واقع ہے مثل صدر کے اور رکن آخر مصرع دوم کو ضرب کہتے ہیں کہ
 ضرب بمعنی دامن خیمہ ہے جیسا کہ دامن خیمہ منہا سے خیمہ ہوتا ہے یہ رکن بھی منہا سے
 شعر ہے یا ضرب بمعنی صنف ہے کہ اسکے اصناف بہت ہیں یا بمعنی مثل یعنی یہ ضرب
 مثل عرض ہے وقوع آخر مصرع میں اور باقی رکنوں کو حشوت کہتے ہیں اس واسطے کہ ہر رکن
 شعر میں صدر بالفتح اول بالا سے ہر چیز اور پیشکاہ خانہ اور بمعنی بالانشین منتخب اور کشف
 اور لطائف اور غیاث سے عروض بالفتح کرانہ ہر چیز و جزو آخر مصرع اول شعر کذا فی المنتخب
 ابتدا آغاز کہ منتخب سے ضرب بالفتح مانند مثل و نوع اور بمعنی لفظ آخر شعبہ منتخب
 اور کشف اور بحر الجواہر اور غیاث سے ہم و باشد کہ رکن اول را چون جزو اول او و تکرار
 مجموع بود متحرک اول اور اذان جزو بیگنند و انجمنی را حزم خوانند چنانکہ بعد ازین گفتہ آید
 آن رکن را ابتدا خواند و بازاری آن ہر رکن را از دیگر ارکان کہ سببی خفیف در وی محاورہ است
 بود ساکن آن سبب بیگنند اسقاط اور اعتماد خوانند اور کبھی ابتدا و اس رکن کو کتو

ہیں کہ اول مصرع میں ہوا بعد جزو اول اوسکا و جمع ہوا و متحرک اول اوسکا خرم سے ساقط
ہو جیسے فعلن اور فاعلین اور فاعلین سے متحرک اول گر کے فعلن اور مفعولین اور متعلقین
رہ جاتا ہے پس یہ اگر صدر میں ہوگا ابتدا بعد رکین گے اور اگر ابتدا میں ہوگا ابتدا بہ ابتدا
کمین گے اور اگر حشو میں ہوگا ابتدا بحشو کمین گے اور عرض اور ضرب میں نہیں ہوتا اور
جو رکن برابر اور مقابل اس رکن کے ہو کہ سبب خفیف اوس میں مجاور و تد ہو یعنی پہلے
و تد بعد سبب جیسے فعلن اور ساکن سبب کو گردین جیسے فعلن سے قبول رہ جاسے
اس اسقاط کو اعتماد کہتے ہیں اور صاحب خزجیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ اس رکن حشو کو
جس میں یہ حذف واقع ہوا ہے اعتماد کہتے ہیں حاصل دونوں کا ایک ہے ح
وا زین کلام مصنف ظاہر کنند کہ اعتماد عبارت از حذف حرف مذکور است و صاحب خزجیہ
و دیگر برانند کہ اعتماد عبارت از ان رکن حشو است کہ حذف مذکور و ان واقع شود پس
کلام محقق خالی از ساقط نیست تم کلام ظاہر ہے کہ محقق علیہ الرحمہ نے جو امر محقق تھا
لکھا ساقط اور فرو گذاشت کا کیا دخل ہم دہر بیت را کہ ہر مصرعی از مساوی دائرہ باشد
و ہم بران وجہ کہ دران دائرہ افتد مستقل باشد مانند وزن اول از کامل و رجز چنانکہ بعد
ازین معلوم شود آن بیت را نام خوانند اور جو بیت کہ ہر مصرع اوسکا مساوی دائرہ ہو
عدد ارکان میں یعنی سالم اور طرح دائرے میں ہے اوسی طرح مستقل ہو یعنی سالم اوس
بیت کو تمام کہتے ہیں جیسے وزن اول کامل و رجز کہ بعد اسکے معلوم ہوگا وزن کامل یہ ہے
بیت و اذ اصحوت فما اقصرت عن مدئی و کما علمت شمائی و لکرمی و بروزن متفاعل متغایر
متفاعلن اور رجز یہ ہے بیت و اذ لیسلمی و لیسلمی جادو کہ قفرتی آیاتہا مثل الزمرہ
بروزن متفاعل متغایر متغایرین ہم دہر بیت را کہ ارکان ہر مصرعی از بعد مساوی
ارکان دائرہ بود خواہ ہم بران وجہ کہ در دائرہ افتد مستقل باشد و خواہ بعد از تغیر آن بیت
وافی خوانند اور جو بیت کہ ہر مصرع اوسکا عدد میں مساوی ارکان دائرہ ہو خواہ
اوسی طرح پر مستقل ہو یعنی سالم خواہ بعد تغیر کے یعنی فراحت اوس بیت کو وافی کہتے ہیں
پس وافی عام ہے اور تمام خاص یعنی ہر نام وافی ہے اور ہر وافی تمام نہیں ظاہر ہو

کہ جس وافی میں تغیر ہوگا وہ غیر تمام ہوگا ہم و اگر جزوی یعنی رکنی از ہر مصرعے از و حذف کردہ
استعمال کنند آنرا مجزؤ خوانند و اگر از یک بیت یک نیمہ حذف کردہ استعمال کنند اور انشطو خوانند
و اگر دو ثلث حذف کردہ استعمال کنند منہوک خوانند و اگر ایک رکن بصرع سے کم کر کے
استعمال کریں او کو مجزؤ کہتے ہیں پس اگر بیت شمن ہوگی مسدس رہے گی اور اگر مسدس
ہوگی مربع رہے گی اور اگر ایک نیمہ بیت سے حذف کر کے استعمال کریں او کو مشطور
کہتے ہیں یعنی نصف پس اگر بیت شمن ہوگی مربع رہے گی اور اگر مسدس ہوگی ثلث
رہے گی و دونوں مصرعون میں اور اگر دو ثلث حذف کر کے استعمال کریں او کو منہوک کہتے
ہیں پس بیت مسدس یعنی چار ہجائے گی و دونوں مصرعون میں اور منہوک بیت شمن میں ممکن
نہیں ہے مجزؤ بزرگ مجہجہ بحر مسدس کہ اصل وضع میں شمن ہو باعث بار دور کر لے ایک جزؤ کے
اوس سے کذا فی النفاشا اور مجزؤ مہموز اللام یعنی پارہ پارہ کردن ہے لغت میں اور مجزؤ
مجاناً صفت جزؤ اخیر کی واقع ہوتی ہے اور مسدس بھی مجزؤ آتی ہے اور شرط بالفتح اور سکون
ثانی یعنی نصفی ہر شے اور نیمہ اور پارہ منتخب اور صراح سے اور نہک بالفتح کہنہ اور فرسودہ
ہونا کپڑے کا پہننے میں اور لاغر اور ضعیف کرنا بیماری کا کذا فی المختب اور محقق علیہ الرحمہ نے
خود معنی ان لفظوں کے فصل نہم میں لکھے ہیں ح قولہ مشطور از شرط یعنی نصف پس مشطور یعنی
نصف کردہ شدہ و آن در دو بحر جائز باشد و بس و آن رجز و سریع است نزد غیر خلیل چلیل
شعر اود مصراع و عروض ضرب لازم میداند پس مشطور نزد فائش ثلث باشد و بس از اینجا است
کہ سکاکی میگوید فاکر کعبی مجزؤ و الثلث مشطور و اربعو المثلث پس اسچہ مرزا قتیل و چار شربت
می آرد در اشعار عربی مربع نیز آندہ و مشطور ہم خوانند غلط محض است تم کلامہ یہاں مرزا قلیل
یہاں رہے بھی زیر شمشیر اعتراض آگے گئے عجب بات ہے کہ آگے اسکے خود مشطور کو مربع لکھتے
ہیں اشعار عربی میں چنانچہ بحر مدیدین عسارت محقق علیہ الرحمہ کی یہ ہے و بعضے مشطور و ا
داشته اند اور حاشیہ انکایدہ ہے قولہ مشطور یعنی مربع خوب **یا لیکر لا تموت کین ذ**
حین دنی ہم و ہر بیت کہ ہر دو مصرع او متساوی بود و مقفی اور امضی خوانند و اگر مصرع او ش
از وہم جدا نشود اور امضی خوانند و اگر جو بیت کہ دونوں مصرع او کے متساوی ہوں ہر

وزن بین اور ارکان میں اور مقفے خواہ مطلع قصیدے خواہ غزل کا خواہ بیت ثنوی کی اوکو
 مصرع کہتے ہیں اور جو بیت کہ مصرع اول اس کا مصرع ثانی سے جدا نہ ہو مثلاً ایک رکن آدھا
 اس مصرع سے متعلق ہو آدھا دوسرے مصرع سے اوکو مختار کہتے ہیں اور وہ بیت مجازاً بیت
 ہوگی قصع بضم میم و فتح صاد و مشدید راء پہلے مفتوح و عین پہلے مصرع آورده شدہ غیاث سے تصریح
 قافیہ لانا مصرع اول بیت میں منتخب سے معقد صیغہ مفعول تعقید سے اور تعقید گرہ و نسب
 اور سخن پوشیدہ کہنا کہ خوب سمجھ میں نہ آئے غیاث سے ہم و عروض و ضرب را اگر سالم باشد
 یعنی از تغیرات خالی صحیح خوانند و اگر از نقصانی خالی نبود تنقص خوانند عروض اور
 ضرب اگر سالم ہوں او کو صحیح کہتے ہیں اور اگر نقصان سے خالی نہ ہوں بسبب حافات کے
 او کو تنقص کہتے ہیں اور انتقاض بالکسر و قاف نگستگی تخت اور غیاث سے ہم و رکنی را
 کہ عروض بیت بود بروحی کہ جز چنان نشاید خواہ صحیح خواہ تنقص اور افضل خوانند و رکن ضرب
 چون بروحی بود کہ جز چنان نشاید غایت خوانند و بعد ازین شرح تغیرات کہ در ارکان افتد
 مشغول شویم و الحمد للہ عروض اور جو رکن کہ عروض بیت ہو سطح پر کہ سوا او سکے سزاوار
 نہو یعنی ایک ہی عروض آیا ہو خواہ صحیح خواہ تنقص صحیح جیسے ہزج شمن اور مضارع اور محبت
 میں کہ سالم ہوتا ہے اور بس اور تنقص جیسے طویل میں کہ عروض مقبوض ہوتا ہے اور بس
 اور مقضب میں کہ مطوی ہوتا ہے اور بس پس ایسے عروض کو فصل کہتے ہیں اور رکن
 ضرب جب ایسا ہو کہ سوا او سکے سزاوار نہو یعنی ایک ہی ضرب آئی ہو خواہ صحیح ہو خواہ تنقص
 پس صحیح جیسے مضارع اور محبت میں کہ رکن ضرب سالم ہوتا ہے اور بس اور تنقص جیسے
 مقضب میں کہ رکن ضرب مطوی ہوتا ہے اور بس پس ایسی ضرب کو غایت کہتے ہیں فصل
 جدا کرنا اور جدا ہونا اور باز رکھنا اور کاٹنا اور مجازاً یعنی قطع غیاث سے مناسبت تسمیہ
 ملی ہر ہے اور غایت نہایت ایک شی کی منتخب سے پس جب اس بیان سے فراغت ہوئی
 اب تغیرات ارکان کا بیان شروع ہوتا ہے و الحمد للہ فصل ششم در تفسیرات ارکان
 و القاب آن و تفصیل شروع ہر یک از اصول ارکان آین رکنا کہ اصول بحر است ہم
 پر لگو نہ کہ در دو افتد بنا و استعمال کنند پیش چنان بود کہ در ان تصریف کنند نقصان

یا حرفی یا جزوی یا زیادت حرفی یا جزوی دو وجہ مستعمل را در ہر بحر بنی بنی بقبح خوانند
پس ہر رکن کہ در دائرہ بر اصل وضع باشد بی بیج تغیر آنرا سالم خوانند و اما در بنا باشد کہ سالم باشد
و باشد کہ معلول شود ہر تصرف کہ در وی رود نوعی از تغیر باشد و چنانکہ ارکان سالم را اصول
خوانند ارکان تغیرہ را فروع خوانند بعضی بجائے تغیر زحاف گویند یہ ارکان کہ معلول
بحر و مکے ہیں بطرح دائرون میں واقع ہوتے ہیں او سیطرح یعنی سالم کتر مستعمل ہوتے
ہیں اکثر انہیں تصرف کیا جاتا ہے پس وہ تصرف یا بے نقصان ہے جیسے نقصان حرکت کا
مثلاً متفاعلن باضمار مستفعلن ہو جاتا ہے یا نقصان حرف کا جیسے مستفعلن بجن مفاعلن ہو جاتا
یا نقصان جزو کا اور جزو سے مراد سبب اور تہ ہیں جیسے فاعلن بحد فاعل ہو جاتا ہے یا وہ
تصرف زیادت ہے زیادت حرف جیسے فاعلن بشارع فاعلان ہو جاتا ہے یا زیادت جزو
جیسے مستفعلن بتر فیل مستفعلاتن ہو جاتا ہے اور زیادت حرکت نہیں ہوتی اور وجہ مستعمل ہر
بحر کو بنا اوس جہ کی کہتے ہیں یعنی ارکان نا متغیر جیسے دائرے میں واقع ہوتے ہیں
او مکو بنا کہتے ہیں پس جو رکن دائرے میں اصل وضع پر ہو اور اوس میں تغیر نہوا ہو او کو
سالم کہتے ہیں لیکن بنائیں کبھی رکن سالم ہوتا ہے اور کبھی معلول یعنی تغیر کہ دائرہ ارکان
سالم اور تغیر دونوں کا ہوتا ہے پس سیطرح کا کہ تصرف اوس میں ہوا ہو وہ ایک نوع
تغیر ہے پس جیسا کہ ارکان سالم کو اصول کہتے ہیں ارکان تغیرہ کو فروع کہتے ہیں اور بعض
اس تغیر کو زحاف کہتے ہیں مطلب یہ کہ ارکان دو اکثر کو سالم ہوں خواہ تغیر بنا کہتے ہیں
مگر جو کہ دائرہ زحاف کے ارکان میں ایک نوع کا تغیر ہو اسے او کو بھی فروع کہنا چاہیو
اور جن ارکان میں سیطرح کا تغیر نہیں ہو اسے وہ سالم ہیں زحاف بالکسر گر پڑنا اور ساقل
ہونا ایک حرف کا دو حرفوں سے شعر میں اور اوس شعر کو مزاحف بفتح حاء کہتے ہیں منتخب
سے ہم بعضی زحاف تغیری را گویند کہ در بنا جائز بود و شعری آن تغیر نیکو تر بود و بعضی زحاف
استقاط ساکن سبب خفیف را گویند و این است اور بعضی زحاف اوس تغیر کو کہتے ہیں
کہ بنائیں جائز ہو مگر شعر تغیر اوسکی بہتر ہو یعنی تغیرات نامربوطہ کو زحاف کہتے ہیں اور بعض
استقاط ساکن سبب خفیف کو فقط زحاف کہتے ہیں اور بس اور جو تغیر ہو اسے ہو او کو

علت کہتے ہیں اور معلوم کیا چاہیے کہ بہتر سب میں قول اول ہے اور مختار جمہور بھی یہی ہے
 ہم و بر جملہ تغیر نقصان بود یا بز زیادت و تغیر نقصان یا خاص بود و بعضی یعنی در ہر موضع کہ آن
 رکن اخذ آن تغیر ممکن باشد یا خاص بود یا دلیل ابیات و مصراع یا باو آخر آن و تغیر زیادت
 ہمیشہ خاص بود یا دلیل و یا باو آخر و واسطہ یافتہ و ہر یک ازین انواع یا تباہی خاص بود
 یا پارسی و در سہر و لغت مستعمل بود و چون سبقت در شعر تازیان رہست و خلیل احمد کہ مستخرج
 عروض ایشان است بر اکثر اشعار ایشان واقف بودہ تغیرات آن لغت را احصا کردہ است و
 آنرا القاب مناسبہ نہادہ و در پارسی و دیگر لغات پنچان است بلکہ بعضی ازان فرا گرفتہ اند
 و بعضی کہ خاص بلغت خود یافتہ اند بآن اضافہ کردہ و در وضع القاب با یکدیگر خلاف ہا
 کردہ اند اما ابتدا بتغیرات شعر تازی کہیم چہ پنجہ ایشان خاص است و چہ پنجہ مشترک است
 گوئیم ت اوران سب ارکان میں تغیر یا بہ نقصان ہوتا ہے یا بز زیادت پس تغیر نقصان
 یا خاص نہیں ہوتا کسی جگہ یعنی جس جگہ وہ رکن پڑتا ہے وہ تغیر بھی ممکن ہوتا ہی یا خاص
 ہوتا ہے یا دلیل ابیات و مصاریع یا باو آخر ابیات و مصاریع اور تغیر زیادت ہمیشہ خاص
 ہوتا ہے یا دلیل یا باو آخر و وسط میں نہیں ہوتا اور ہر ایک تغیران تغیرات سے یا عربی میں خاص
 ہے یا فارسی میں خاص ہے یا دونوں میں مستعمل ہے اور جو سبقت شعرین اہل عرب کو
 ہے اور خلیل احمد کہ واضع عروض عربی ہے اور اکثر اشعار عرب سے واقف ہو اور سننے
 تغیرات عرب کے احصا کیے ہیں یعنی چونتیس زحافات لکھی ہیں اور انکے نام مناسب رکھے
 ہیں اور فارسی وغیرہ زبانوں میں ایسا نہیں ہے بلکہ بعض زحافات عرب کے لیے ہیں
 اور بعض کہ اپنی زبانوں میں خاص پائے ہیں اور نہ زیادہ کیے ہیں اور نام رکھنے میں
 با یکدیگر بہت خلاف کیا ہے یعنی کسی نے کوئی نام رکھا ہے کسی نے کوئی لفظ ہم ابتدا بہ تغیرات
 شعر تازی کرتے ہیں جو کچھ کہ او کی زبان میں خاص ہے اور جو کچھ کہ زبان عرب اور
 زبان فارس میں مشترک ہے کہتے ہیں معلوم ہو کہ اعداد زحافات میں اختلاف بہت ہے
 چنانچہ صاحب معجم لکھتا ہے کہ تازی میں بائیس زحافات اور فارسی میں تیرہ زحافات ہیں
 کہ جملہ نیتیں ہوتے ہیں اور محقق علیہ الرحمہ نے زحافات تازی کے موافق خلیل کے

لکھے ہیں اور الحق کہ تازی میں ایسا ہی چاہیے اور عروضیان فارسی نے جو تصرف اور ایجاد کیا ہے یہ امر بھت اختلاف لغت کے ہے کہ محاورات اور مصطلحات ہر لغت کے جدا ہوتے ہیں اتھما بالکسر گنا اور ضبط کرنا منتخب سے ہم تغیرات یا مضمود بود یا مرکب و مفرد آن بود کہ دران رکن یک نوع تغیر بیش نیست و مرکب آن بود کہ نہ یاد است از یک نوع افتد اما مفرد از چار نوع خالی نبود از انکہ تغیرات یا در سبب خفیف افتد یا در سبب ثقیل یا در تہ مجموع یا در تہ مفروق اما انچہ در سبب خفیف افتد دو نوع بود اول عام بود و آن اسقاط ساکن سبب بود و ساکن سبب یا حرف دوم رکن بود یا حرفت چہارم یا حرف پنجم یا حرف ہفتم و حرف اول و سوم و ششم نہ تواند بود پس اگر حرف دوم بود آن رکن را بعد از اسقاط مخبون خوانند و اگر چہارم بود مطوی و اگر پنجم بود مقبوض و اگر ہفتم بود مکفوفت تغیرات یا مفرد ہوتے ہیں یا مرکب مفرد وہ تغیر ہے کہ ایک سے زیادہ در رکن میں نہوا و مرکب وہ تغیر ہے کہ ایک سے زیادہ ہوا تا تغیر مفرد چار قسم سے ملے ہیں پہلے سبب سے کہ یا سبب خفیف میں ہوتا ہے یا سبب ثقیل میں یا در مجموع میں یا در مفروق میں پس جو تغیر سبب خفیف میں پڑتا ہے اسکی دو قسمیں ہیں اول عام ہے اور وہ اسقاط ساکن سبب خفیف کا ہے اور ساکن سبب خفیف کا یا حرف دوم رکن ہوتا ہے جیسے مستفعلن میں سین یا حرف چہارم رکن جیسے مستفعلن میں فی یا حرف پنجم رکن جیسے مفاعیلن میں نے یا حرف ہفتم رکن جیسے مفاعیلن میں نون اور حرف اول اور سوم اور ششم نہیں ہو سکتا وجہ اول اور سوم کی ظاہر ہے اور ششم اس جہت سے کہ افاعیل مستعملہ میں کوئی رکن تین سبب متوالی سے مرکب نہیں ہے پس اگر حرف دوم سبب خفیف کا ساقط ہوگا اوس رکن کو بعد اسقاط کے مخبون کہیں گے اور مخبن بالفتح پٹینا جائے گا تا کو تاہ ہو ہو جاوے منتخب سے اور نہ سبب معنی لغوی اور اصطلاحی میں ظاہر ہے اور اگر حرف چہارم سبب خفیف سے رکن میں ساقط ہوگا اوس رکن کو مطوی کہیں گے اور طے بشدید یا بچیدن اور نودیدن جامہ یا نامہ ہے منتخب سے اور اگر حرف پنجم سبب خفیف سے رکن میں ساقط ہوگا اوس رکن کو مقبوض کہیں گے اور قبض بالفتح گرفتن پہنچہ و گرفتگی

خلاف بط منتخب سے اور اگر حرف ہفتم سبب خیف سے رکن میں ساقط ہوگا اوس رکن کو
 کمفوت کہیں گے اور کف بفتح و تشدید فاد و فتن جامہ بر یکدیگر و باز استادن ہی منتخب سے
 ہم دو یک نوع خاص بود با و اخر مصرعہما و آن دو گونہ بود کیے آنکہ ساکن سبب را سقاط
 کنند و متحرک را ساکن کنند و رکن را بعد ازین تغیر مقصور خوانند دوم آنکہ سبب را یغفلند
 و رکن محذوف خوانند اور دوسرا جو تغیر سبب خیف میں پڑتا ہے خاص ہے
 با و اخر مصرعہ اور وہ دو طرح ہے ایک وہ ہے کہ ساکن سبب کو گرا کر اوس کے متحرک کو
 بھی ساکن کریں اوس رکن کو بعد اس تغیر کے مقصور کہتے ہیں جیسے فعلن سے فحل اور
 مفاعیلن سے مفاعیل سکنون لام ہوتا ہے اور قصربنی کو ناہ کردن ہے منتخب سے
 اور دوسری صورت یہ ہے کہ سارا سبب گرجاے اوس رکن کو بعد اس تغیر کے محذوف
 کہتے ہیں جیسا فعلن سے فعل اور مفاعیلن سے فعلن ہوتا ہے اور حذف بمعنی انداختن
 اور دو کردن ہے منتخب سے ہم داما انچہ در سبب ثقیل افتد یک نوع بود از تغیرات عام
 بود و آن تسکین متحرک دوم سبب باشد پس اگر متحرک دوم سبب حرف دوم رکن بود رکن را
 بعد از تغیر مصر خوانند اگر حرف پنجم بود رکن را معصوب خوانند و در غیر این دو موضع یغفلند
 و داما جو تغیر سبب ثقیل میں پڑتا ہے وہ ایک ہی قسم ہے اور تغیر عام ہو و وہ ساکن
 کرنا متحرک دوم سبب ثقیل کا پس اگر وہ متحرک دوم حرف دوم رکن ہو اوس رکن کو بعد
 اس تغیر کے ضم کہتے ہیں جیسے مفاعیلن سے مستفعلن ہو جاتا ہے اور اضار لا غر کرنا اور
 دل میں رکھنا اور ضمیر کلام میں لانا منتخب سے اگر حرف پنجم اس رکن کو بعد اس تغیر کے
 معصوب کہتے ہیں جیسے مفاعیلن سے مفاعیلن ہو جاتا ہے اور معصوب خوب لپیٹنا اور داغ
 کرنا اور مضبوط باندھنا منتخب سے اور یہ تغیر ان دو جگہوں کے سوا اور کہیں نہیں آتا کہ سطر
 کہ سوا مفاعیلن مفاعیلن کے اور کسی رکن افاغیل میں سبب ثقیل نہیں ہے اور عام سے
 مراد یہ کہ ابتدا اور صدر اور حشو اور عرض اور ضرب سبب جگہ آتا ہے ہم داما انچہ دند مجموع
 افتد خاص بود یا با و ایل مصرعہما یا با و اخر و درین نوع تغیر عام نباشد داما انچہ با و ایل خاص
 بود اسقاط متحرک اول باشد و تدان از آخر خوانند و قوشش یا د فعلن بود و رکن را انچہ

یا در نما عیلم بود و رکن را خرم خوانند و یاد رفا علقن بود و رکن را اعصب خوانند و در غیر این سه موضع نبود و اما جو تغیر و تد مجموع میں پڑتا ہے خاص ہوتا ہے با و ایل مصاریع یا با و اخر مصاریع اور یہ تغیر عام نہیں ہوتا پس جو تغیر و تد مجموع میں خاص با و ایل مصاریع ہی استقامت کو اول ہے اسکو خرم کہتے ہیں اور خرم یعنی شگافتن پرہیزنی اور بریدن مطلق ہے منتخب سے پس قوع اس تغیر کا یا فعلن میں ہوتا ہے جیسے فعلن سے فعلن ہو جاتا ہے اس رکن کو اول کہتے ہیں اور اول یعنی رختہ کردن اور کنارہ شکستن ہے منتخب سے یا قوع اسکا نما عیلم میں ہوتا ہے کہ مفعول ہو جاتا ہے اس رکن کو خرم کہتے ہیں یا قوع اس تغیر کا رفا علقن میں ہوتا ہے کہ مفعول ہو جاتا ہے اس رکن کو اعصب کہتے ہیں اور اعصب بعین مہملہ مشقہ اور ضا و جہہ ساکنہ شکستہ کرنا شلخ بزرگ کا منتخب سے اور سو ان تین جگہوں کے یہ تغیر نہیں آتا معلوم کہ فعلن اور رفا عیلم اور رفا علقن تینوں میں حرف اول کا گر جانا بجل خرم ہے مگر رفا عیلم میں اسکو خرم کہتے ہیں اور فعلن میں ثلم اور رفا علقن میں اعصب کہ یہ خرم ہر جگہ ملقب ملقب خاص ہے ہم دین تغیرات بیشتر در اول بیت بود خاصہ در اول قصیدہ و خوش و مصراع دوم ماور بود و بازی خرم رکنی را کہ در خرم ممکن بود و آخر مسم بسلاست بود و موفور خوانند و در یہ تغیرات اکثر اول بیت میں ہوتے ہیں خاصہ اول قصیدہ میں اور وقوع انکا مصراع دوم میں نادار و رکیاب ہے معلوم ہو کہ اخفش کے نزدیک مصراع دوم میں بھی خرم آتا ہو بلکہ اخفش نے یہ تغیر تمام اجزائے بیت میں جائز رکھا ہے اور بقا بلہ خرم جس رکن میں خرم ممکن ہو اور وہ خرم سے سلامت رہے یعنی ایک جگہ ہو اور دوسری جگہ نہ ہو پس رکن سالم کو موفور کہتے ہیں پس موفور خرم ہے اور موفور بفتح میم تمام کردہ شدہ منتخب سے ہم و اما انچہ خاص با و اخر مصراع ما بود و قوع بود کیے آگہ ساکن و تد را بیگنند و تد کش اساکن کنند و اول رکن را مطلق خوانند و دوم آگہ و تد را بیگنند و این رکن را اخذ خوانند و اما جو تغیر و تد مجموع کا خاص ہوتا ہے با و اخر مصاریع اسکی دو قسم ہیں ایک یہ کہ ساکن و تد کو رادین اور شجر کہ قبل کو ساکن کریں اس رکن کو مطلق کہتے ہیں جیسے مستغلق بعد خدمتوں کے اور تسکین لام کے مفعول ہوتا ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ تد کو رادین

اوس رکن کو اخذ کہتے ہیں جیسے مستفعل بعد حذف و تد کے فعلن ایکون عین ہوتا ہے مقطع
 قطع سے اور قطع کا ٹٹا اور حذف کرنا گلے کا منتخب سے اور اخذ سے اور حذف یعنی اور نشد بد ذال
 مجرور عبرت جانا اور ہد کر سے کا ٹٹا منتخب سے خواہ حذف سے اور حذف یعنی کو تا ہی اور
 سبکی دم شتر اور ایک نوع تصرفات عروض سے ہے اور وہ گرا دینا و تد مجموع متفعلن وغیرہ کا
 منتخب سے ہم ونوعی دیگر است کہ در و فاعلاتن افتد آنجا کہ این رکن آخر مصراع ہو و در بعض
 بحر باتا با وزن مفعولن آید و اثر اشعث خوانند و بعضی گفتہ اند این تغیر حرف مہم است و متحرک
 اول پیشاد دست و بعضی گفتہ اند قطع است و بعضی گفتہ اند متحرک و ہم پیشادہ است و زجاج گفتہ
 است این تغیر مرکب است اول خبن کردہ اند و بعد از ان تسکین حرف اول و تد کردہ و این بقیا
 نزدیکتر است چہ خرم خبر در و تد سے نیفتد کہ حرف اول رکن ہو و از اول مصراع قطع خبر در رکن و تد
 نیفتد کہ آخر رکن ہو و از آخر مصراع و اما اسقاط متحرک دوم و تد مجموع در پنج صورت دیگر واقعیت
 است اور ایک تغیر و تد مجموع کا اور فاعلاتن میں جب آخر مصراع میں پڑتا ہے بعضی بحر و تد
 دو ضرب دانی خفیف اور ضرب مجتہد مجزوب ہے کہ فاعلاتن مفعولن ہو جاتا ہے اوس رکن کو
 مشعث کہتے ہیں پس تشیث نقل فاعلاتن بہ مفعولن ہے اور تشیث لغت میں یعنی پرانندہ
 کردن ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ تغیر خرم کا ہے اور متحرک اول گر اسے یعنی عین
 علا کا کہ و تد ہے گر فاعلاتن رہا منقول بہ مفعولن ہو اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ تغیر قطع کا ہے
 یعنی حذف الف علا و تسکین لام سے فاعلتن رہا منقول بہ مفعولن ہو اور بعضون نے
 کہا ہے کہ متحرک دوم گر اسے یعنی لام علا کا گر فاعلاتن رہا منقول بہ مفعولن ہو اور زجاج نے
 کہا ہے کہ یہ تغیر مرکب پر اول فبن کیا ہے بعد و ک حرف اول و تد کو ساکن کیا ہے یعنی فاعلاتن
 خبن سے اول فاعلاتن ہو بعد اوسے عین کو یہ تسکین ساکن کیا پس فاعلاتن منقول بہ مفعولن
 ہو اور یہ قریب القیاس ہے اسو اسلے کہ خرم کہنے میں یہ قباحت ہے کہ خرم اوس و تد
 میں واقع ہوتا ہے جو اول رکن میں ہو اول مصراع میں اور یہ علا در میان رکن کے واقع
 ہو اسے اور قطع کہنے میں یہ قباحت ہے کہ قطع اوس و تد میں آتا ہے جو آخر رکن میں ہو
 آخر مصراع میں اور یہ علا در میان رکن کے ہے اور اسقاط متحرک دوم و تد مجموع کہنے میں یہ قباحت

کہ کمین اور ایسی صورت واقع نہیں ہونی نظیر نہیں ہے پس بہتر قول رابع چھرا جو قول زجاج ہے
 کہ فاعلاتن نجین و تسکین منقول بہ مفعول ہوا ہم و اما پنجہ در و تد مفرق افتد سے نوع است و
 ہر سے حاصل است با و اخر مصرعہ اول آنکہ متحرک دوم ساکن شود تا دو ساکن جمع آید و ان کن
 موقوف خوانند دوم آنکہ متحرک دوم ساقط شود و رکن را مکشوف خوانند سوم آنکہ و تد بفتح و رکن را
 اصل خوانند تا و اما جو تغیر کہ و تد مفرق میں ہوتا ہے اس کے تین قسمیں ہیں اور تینوں خاص
 با و اخر مصارع ہیں پہلے وہ متحرک دوم و تد مفرق کا ساکن ہو جائے اور دو ساکن جمع ہوں
 جیسے مفعولات وقف سے منقول بہ مفعولان ہوتا ہے اور اس کن کو موقوف کہتے ہیں اور وقف
 بمعنی ایستادن اور واداشتن ہے منتخب سے اور یہ نقل مفعولات کی بہ مفعولان محض واسطے
 فرق موقوف اور غیر موقوف کے بکتابت ہے ورنہ مفعولات بسکون تا بھی مانوس ہو دوسری
 قسم یہ کہ متحرک دوم و تد مفرق کا ساقط ہو جائے جیسے مفعولات بحدف تا منقول بہ مفعول ہوتا ہے
 اور رکن کو مکشوف کہتے ہیں اور کشف بمعنی برہنہ کردن ہے منتخب سے اور بعضوں نے اسکو مکشوف
 بسین مہلکہ کہا ہر کشف سے یعنی بریدن منتخب سے اور تیسری قسم یہ ہے کہ و تد گر جائے اس رکن کو
 اصل کہتے ہیں جسے مفعولات بحدف و تد مفرق منقول بہ فعل بسکون میں ہوتا ہے اور اسے بمعنی گوش
 از بن بریدن ہے منتخب سے ہم و اما تغیر زیادت کہ خاص بود با و ایل مصرعہ اخر موقوف خوانند
 و بیشتر وقوعش در اول مصرعہ اول بود و زیادت از یک حرف نادر تر بود و غایتش کلمہ مرکب از چار حرف
 یافتہ اند چنانکہ بعد ازین مثالش ایراد کردہ شود و ان تغیر ابا رکان و اجزا پنج تعلق نباشد پس
 اولے آنکہ این تغیر از احوال اشیاء شمرند نہ از احوال ارکان است و اما تغیر زیادت کہ خاص ہے
 با و ایل مصرعہ اول اسکو خرم کہتے ہیں اور خرم بفتح او جمع تین لغت میں حلقہ در یعنی شتر انداختن
 منتخب سے اور اکثر وقوع اس زیادت خرم کا اول مصرعہ میں ہوتا ہے بیک حرف اور زیادت ایک حرف
 سے نادر تر ہے اور انتہا یہ ہے کہ کلمہ مرکب چار حرف سے ہے اول مصرعہ میں زیادہ پایا ہے
 چنانچہ بعد اسکے فصل مشتم میں مثال اسکی گھی جاوے گی اور اس تغیر کو ارکان اور اجزا سے
 کچھ تعلق نہیں ہے لہذا علاحدہ فصل مشتم میں اسکو لکھا پس مطلب یہ ہے کہ اس تغیر کو احوال اشیاء
 سے جانیں نہ احوال ارکان سے ہم و اما تغیر زیادت کہ خاص بود با و اخر مصرعہ اول موقوف

ہمان است و در ہمہ مواضع بقدر جہد این شرط را رعایت می کنند و تا تخفیف را ذکر نخواہیم کرد
 کہتہ ہیں ہم کہ فعل کی چہ فرمیں مستعمل ہیں پہلی فعل بعظم لام وہ مقبوض ہے یعنی اوس میں
 ساکن سبب تخفیف کہ حرف پنجم ہی حذف ہوا ہے دوسرے فعلن بسکون عین وہ اٹلم ہے یعنی
 فاکہ حرف اول و تد ہے خرم سے گر کے فعلن سے عولن رہتا ہے پس عولن غیر مستعمل کی جگہ
 فعلن مستعمل لاتے ہیں کہ دونوں ہوزن ہیں اور سب جگہ حتی الوسح اس شرط کی رعایت کرتے
 ہیں یعنی غیر مستعمل کی جگہ مستعمل لاتے ہیں اور شرط حتی الوسح کی اس جہت سے ہے کہ جہاں
 لفظ مستعمل نہیں ملتا لفظ غیر مستعمل مجبوری رہنے دیتے ہیں مثل فع اور فل کے اور ہم نظر تخفیف
 ہر جگہ ان مستعملات کا ذکر کرینگے کہ ہر جگہ بیان کی ضرورت نہیں مگر ترجمہ میں البتہ لکھا جائیگا
 ہم ج فعل و ان اٹلم است و مقبوض و بقلب اثرم خوانند و این سے فرع ہم در طویل فست و ہم
 در مقارب و عول و ان مقصور است و فعلن و این محذوف است و فع و بعضی گویند فل و ان محذوف
 و مقطوع و آنرا اتر خوانند و این فروع در مقارب افتد تیسرے فعل بسکون عین اور بقریب
 لام بجائے عول وہ محذوف اول و تد اٹلم ہے اور باسقاط حرف پنجم مقبوض اس غیر ثنائی کو
 اثرم کہتے ہیں اور اثرم لفظ تین معنی و ندان شکستن ہے منتخب سے اور یہ تینوں فرمیں بجز فعلن
 فعلن فعل طویل میں آتے ہیں اور مقارب میں چونکہ فعل بسکون لام محذوف ساکن سبب اور
 تشکیل متحرک مقصور ہے پانچویں فعل بقریب عین بدل فعل محذوف سبب محذوف ہے چھٹویں
 اور بعضے فل کہتے ہیں محذوف سبب محذوف ہے اور بقطع و تد میں مقطوع اور سکوا بتر کہتے ہیں
 اور بقریب و اور بریدہ دم شدن منتخب اور غیاث سے آور یہ فروع سے گانہ اخیر یعنی فعلن
 فعل فع مقارب میں پڑتے ہیں ہم فاعلن را و فروع است افعلن و ان مخنون است و در بریدہ
 و بسیط و غریب افتد فعلن و ان مقطوع است و در بسیط و غریب مستعمل است و در انکہ مقطوع
 و غیر او اخر مصرعہ جاکو نیست و در بحر غریب فعلن در غیر او اخر مصرعہ استعمال کنند پس ظاہر است
 کہ فعلن اینجا مخنون سکون است چنانکہ در شعث گفتہ آمد و برین تقدیر این نسخ ثالث باشد و
 بغریب خاص بود است فاعلن کی دو فرمیں ہیں پہلی فعلن بقریب عین کہ محذوف الف
 فاعلن مخنون ہے اور دریدہ اولیٰ ط اور غریب یعنی متدارک میں آتی ہے دوسری فعلن بسکون

عین بجائے فاعل باسقاط ساکن و تدوین ساکن ماقبل مفعول ہے اور بسیط اور غریب میں تعلق ہے
 اور معلوم کیا جائے کہ مفعول سوا او اخر مضارع کے جائز نہیں ہے اور بحر غریب میں فعلین کو
 سوا او اخر مضارع کے صدر اور ابتدا و ثنویین استعمال کرتے ہیں پس ظاہر یہ ہے کہ فعلین
 اس جگہ مجنون مسکن ہے جیسا کہ مشعش میں کہا گیا اور اس صورت میں یہ فرع تیسری ہوتی ہے
 اور غریب میں خاص ہے اور خفش نے چار فرعین اور کبھی ہین اول فاعلان مرفل و دوسرے
 فاعلان نذال تیسرے فاعلان مجنون مرفل چوتھے فاعلان مجنون نذال اور قرانی ایک اور زیادہ
 کی ہے فعل اخذ نذال بسیط میں ہر چند مرفل اور نذال کے لکھنے کی حاجت نہیں اور ان فروع کا
 استعمال نادر ہے اور پارسی میں محقق علیہ الرحمہ نے ایسے فروع خود لکھے ہیں ہم مفاعیلن شش
 فرع است امفعلن و آن مقبوض است ب مفاعیل و آن مکفوف است و این ہر دو درج و طویل
 و مضارع افتدج مفعولن و آن اخرم است و درج تنہا افتدج فاعلن و آن اخرم و مقبوض است
 و آنرا اشتہر خوانندہ مفعول و آن اخرم و مکفوف است و آنرا اخب خوانندہ و این ہر دو درج و مضارع
 افتدج مفعولن و آن محذوف است و در طویل درج افتدج مفاعیلن کی جہہ فرعین ہیں پہلے
 مفاعیلن بجذوف یا مقبوض دوسرے مفاعیل مضموم اللام بجذوف نون مکفوف اور یہ دونوں درج
 اور طویل اور مضارع میں آتی ہیں یہاں قریب کا ذکر اس واسطے کیا کہ وہ بحر فارسی ہے
 اور یہ بیان بحر تازی کا تیسرے مفعولن بجائے فاعیلن بجذوف میم اخرم یہ فرع تنہا درج
 میں پڑتی ہے چوتھے فاعلن بجذوف میم و یا اخرم مقبوض اسکو اشتہر کہتے ہیں اور شش یعنی
 برگشتگی مژگان بالادہ شگافتہ کرام مژگان چشم کا غیاث سے پانچویں مفعول بضم لام بجذوف میم
 و نون اخرم سکھوت اسکو اخب کہتے ہیں اور اخب بخت میں بمعنی شگافتہ شدن ہر دو گویں
 یا خرابی ہر دو طرف مناسبت ظاہر ہے چوتھے مفعولن بجذوف لن بجائے مفاعلی محذوف یہ طویل
 اور درج میں آتی ہے پس خلیل نے بھی جہہ فرعین لکھی ہیں مگر خفش نے ساتویں زیلوہ کی ہے
 وہ مفاعیل بسکون لام یا فاعلان مقصور اور ثانی بہتر ہے تاکثابت میں النہاس ب مفاعیل مکفوف
 لازم نہ آئے اور صاحب شرح نے بیان لفظ اشتر میں مضمون تازہ پیدا کیا ہے واسطے ضیاء
 لمع نامعین کے لکھا جانا ہے ش این تغیر مرکب است از خم و قیض کہ میم و یا از ہر دو سقوط یا بد

باید دانست کہ مجموعہ ہم ویامی باشند پس برین قیاس لقب آن بجای اشتراخ می بایستی گفت
 تا خالی از کیفیت نبودی تم کلاسہ سبحان اللہ هم فاعلاتن مجموعی را یازده فرع است افعلاتن و آن مخبون
 است بفاعلات و آن مکفوف است بفعلات و آن مخبون است و ہم مکفوف و آنرا مشکول
 خوانند و این ہر سہ در رمل و مدید و خفیف و محبت افتد و فاعلاتن و آن مقصور است و مدید و رمل افتد
 و فاعلاتن و آن مخبون و مقصور است و در رمل افتد و فاعلاتن و آن محذوف است و فعلن و آن مخبون
 و محذوف است و ہر دو در رمل و مدید و خفیف افتد و فعلن و آن ابر است و در مدید و فاعلاتن
 و آن مسنج است می فعلیان و آن مخبون مسنج است و ہر دو در رمل افتد یا مفعولن و آن مشعشع است
 و در خفیف و محبت افتد فاعلاتن مجموعی کی گیارہ فرعیں ہن پہلے فاعلاتن مخبون دوسرے
 فاعلاتن بضم تا مکفوف تیسرے فاعلاتن بضم تا مخبون مکفوف او سکھو مشکول کہتے ہن اور شکل
 پاؤں چار پائی کا رسی سے باندھنا منتخب ہے اور یہہ تینوں فرعیں یعنی فاعلاتن فاعلات
 فاعلات رمل اور مدید و خفیف اور محبت میں آتی ہن چوتھے فاعلاتن بخذف ساکن آخر سبب
 و اسکان ماقبل مقام فاعلات مقصور کے یہہ فرع مدید اور رمل میں آتی ہے اور وجہ لغت
 فاعلات کی یہ فاعلاتن یہہ ہے تا القیاس او سکھا فاعلات مکفوف سے نہو یا پنجون فاعلاتن تحریک
 عین مخبون مقصور رمل میں آتی ہے چھٹے فاعلاتن محذوف ساؤن فعلن تحریک عین مخبون
 محذوف یہہ دونوں فرعیں یعنی فاعلاتن اور فعلن رمل اور مدید و خفیف میں آتی ہوا تھوین
 فعلن سکون میں اجتماع حذف و قطع ابر ہے اور ابر یعنی دم پریدہ منتخب ہے اور یہہ فرع مدید
 میں آتی ہے اور جانا چاہیے کہ یہہ فعلن سکون العین حقیقت میں سکون ہے فعلن مخبون
 محذوف کا کہو اسلے کہ قطع در میان رکن کے نہیں آتا جلیسا کہ سابق میں مصنف نے بیان
 کیا ہے نوین فاعلیان منقول فاعلاتن سے مسنج و سوین فعلیان مخبون مسنج یہہ دونوں
 فرعیں یعنی فاعلیان اور فعلیان رمل میں آتی ہن گیارہوین مفعولن مشعشع خفیف اور محبت
 میں آتی ہے اور مشعشع کا حال سابق بیان ہو چکا ہے کہ مخبون سکون سب سے بہتر ہے
 یعنی پہلے فاعلاتن نہیں سو فاعلاتن ہو بعد اوسکے فاعلاتن بہ تشکیں اوسط منقول بہ مفعولن ہو چکا
 ہم قاعلاتن مفعولنی را یک فرع است فاعلات و آن مکفوف است و در مضارع افتد فاعلات

مفروق کی ایک فرع ہے فاعلاتن بالضم وہ مکفوف ہے اور مضارع میں آنی ہر م مستقبلہ
مجموعی را نہ فرع است امفاعلن وآن مجنون است بامفتعلن وآن مطوی است بح فعلن وآن ہم
مجنون است وہم مطوی وآنرا مجنول خوانند واین ہر سہ در بسیط و در خبر و بسیط و در خبر افتد و مجنول
وآن مطلق است و فعلن وآن مجنول مطلق است و این دو در بسیط و در خبر افتد و مستعملان وآن
ندال است ز مفاعلان وآن مجنون ندال است بح مفتعلن وآن مطوی ندال است ط فعلتان
وآن مجنول ندال است واین چہا در بسیط افتد و فرعی دیگر بطریق شہدہ ذآدہ است کہ تخیل نادرہ
وآن مجنون احد است بروزن فعل مستعملن مجموعی کی نو فرمین ہین پہلی مفاعلن مجنون
بمخوف سین و دوسری مفتعلن مطوی بمخوف فاتیسری فعلن مجنون مطوی بمخوف سین و فاع
او سکو مجنول کہتے ہیں مجنول فعل سے اور فعل بالفتح ہاتھ باون کاٹنا اور گر جانا سین اور نے کا
مستعملن سے بحر بسیط میں کذا فی الممتنع اور یہ تینوں فرمین یعنی مفاعلن مفتعلن فعلن بسیط
اور خبر اور سیرج میں آنی ہین چوتھے مفتعلن مطلق حذو نون اور تسکین لام سے
پانچویں فعلن مجنول مطلق بمخوف فاعلمون مطلق سے کہ معولن رہ جاتا ہے بدل او سکی فعلن کہتے
ہین اور یہ دو نون فرمین یعنی مفتعلن او فر فعلن بسیط اور خبر میں آنی ہین چھٹے مستعملان ندال
بزیاوت حرف ساکن آخرین ساتوین مفاعیلان مجنون ندال آٹھویں مفتعلن مطوی ندال نوین
فعلتان مجنول ندال بزیاوت الف فعلن میں اور یہ چار فرمین یعنی مستعملان مفاعلان
مفتعلن فعلتان بسیط میں آنے ہین اور ایک فرع اور بھی ہے وہ دسویں ٹھہری کہ بطریق
شاذ آئی ہے تحلیل او سکو نہیں لایا ہے وہ مجنون احد ہے بروزن فعل بحرک عین اس واسطے
کہ مستعملان مذ سے مستف ہوا اور ضین سے مستف فعل عوض او سکے لائے ہم و مس فعلن
مفروق را چہا فرع است امفاعلن وآن مجنون است و در خفیف و مجتث افتد و فعلن وآن
مجنول مقصورہ است و در خفیف افتد ج مستف وآن مکفوف است و مفاعل وآن مشکل است
واین ہر دو در خفیف افتد اور مس فعلن مفروق کی چار فرمین ہین پہلی مفاعلن وہ مجنون
ہے بمخوف سین اور خفیف اور مجتث میں آنی ہے دوسری فعلن وہ مجنون مقصورہ ہے
اس واسطے کہ مفاعلن قصر سے مفاعل ممکن لام رہتا ہے فعلن او سکے مقام پر آتے ہین

اور یہ فرع خفیف میں آتی ہے تیسرے مستقل بضم لام وہ مکشوف ہے بخلاف نون چونکہ
مفاعیل بضم لام وہ مشکول ہے یعنی مجنون مکشوف یہ دونوں فرعین یعنی مستقل اور مفاعیل
خفیف میں آتی ہیں ہم و مفعولات را بارزہ فرع است افعولات و آن مجنون است ب فاعلات
و آن مطوی است و ہر دو سریع و مقتضب اقتدح فاعلات و آن مجبول است و در نسخ اقتد
مفعولات و آن موقوف است و مفعولات و آن مجنون موقوف است و مفعولن و آن مکشوف است نہ
مفعولن و آن مجنون مکشوف است و این چارہ سریع و نسخ اقتدح فاعلان و آن مطوی موقوف
ط فاعلان و آن مطوی مکشوف است ی فعلن و آن مجبول مکشوف است یا فعلن و آن اصلم است
و این چارہ سریع اقتدح اور مفعولات کی گیارہ فرعین ہیں پہلی فاعلات بضم تا مجنون ہے
بخلاف فاعل اور بعض مفاعیل کہتے ہیں مگر اول بہتر ہے کہ التباس بمفاعیل مقصور ساکن اللام
کتابت میں نہ ہو دوسری فاعلات بضم تا مطوی بجای مفعولات یہ دونوں فرعین یعنی مفعولات
اور فاعلات نسخ اور مقتضب میں آتی ہیں تیسری فاعلات بحر یک میں و لام مجبول یعنی
مجنون مطوی یہ نسخ میں آتی ہے چونکہ مفعولات موقوف پنجوں فاعلان مجنون موقوف چھٹی
مفعولن مکشوف یعنی متحرک دوم و تدریج فرق سے کہ تا ہے سا قاط ہو گئی مفعولارا او سکی جگہ پر
مفعولن آیا سائونین فاعلان مجنون مکشوف بجای مفعولن اور یہ چارہ فرعین یعنی مفعولات فاعلان فاعولن
فعلن سریع و نسخ میں آتی ہیں آٹھویں فاعلان مطوی موقوف یعنی و ا و حذف ہوا طے
سے اور تا ساکن ہوئی وقف سے نوین فاعلان مطوی مکشوف بخلاف و او تا منقول مفعولات
دسویں فعلن بحر یک میں مجبول مکشوف جب فاعلات مجبول سے تا سا قاط ہوئی فاعلارا فعلن
عوض او سکے آگیا رہوین فعلن سکون میں اصلم جب لات کہ و تدریج فرق ہے گر گیا مفعولارا
عوض او سکے فعلن آیا یہ چاروں فرعین یعنی فاعلان فاعولن فاعلن سریع میں آتی ہیں
ہم و مفاعیلن را بہت فرع است مفاعیلن و آن معصوب است ب مفاعیلن و آن معصوب است
پس مقبوض و آنرا مفعول خوانند مفاعیل و آن معصوب و مکشوف و آنرا مقبوض خوانند
و مفعولن و آن معصوب است و مخدوف و آنرا مقبوض خوانند مفعولن و این مقتضب است و مفعولن
و آن مقتضب و معصوب و آنرا مقبوض خوانند فاعلان و آن مقتضب و مقبول است و آنرا اجم خوانند

ح مفعول و آن اعصاب و مقوص است و آن را مقصص خوانند و این جمله بواو خاص باشد و
مفاعلتن کی آنکہ فرمین ہین پہلی مفاعیلن اور وہ معصوب ہے بہ تسکین لام و و تیسری مفاعیلن
معصوب بعد او سکے مقبوض اور او سکے مفعول کہتے ہین جب لام مفاعلتن کا عصب سے ساکن
ہوا اور قبض سے گر گیا مفاعیلن رہا اور عقل یا می شتر برسن بہتن ہے منتخب سے تیسری مفاعیل
بضم لام معصوب مکفوف او سکے مقوص کہتے ہین نقص بالفتح کم کرنا او کم ہونا اور کمی منتخب سے
جب مفاعیلن معصوب سے حرف ہفتیم کف گر گیا مفاعیل رہا چوتھی فاعولن معصوب محذوف او سکے
مقطوف کہتے ہین قطعت کاٹنا خوشہ الگور کا اور چٹنا میوے کا منتخب سے جب مفاعیلن معصوب
سے لن بجذ گر گیا مفاعلی رہا فاعولن بعوض او سکے آیا یا پچوین مفتعلن اعصاب معنی عصب کر
پہلے لکھے گئے پس یہ عمل خرم کا ہے جب بیہم مفاعلتن سے گر گیا فاعلتن رہا مفتعلن او سکے
مقام پر آیا چھٹی مفعولن وہ اعصاب معصوب ہے اور او سکے واقعم کہتے ہین قسم بالفتح تنگی
اور تنگی دندان ہے منتخب سے پس فاعلتن اعصاب میں جب لام بسبب عصب کے ساکن
ہوا فاعلتن رہا مفعولن او سکے مقام پر آیا ساتوین فاعلن وہ اعصاب مفعول ہے او سکے اجم
کہتے ہین اور اجم مفتعلن و تشدید جیم کو سفید نے شاخ و مرد نے نیزہ ہے منتخب سے
جب مفاعلتن عصب اور قبض سے مفاعیلن ہوا اور بیہم عصب سے گر گیا فاعلن رہا اٹھوین
مفعول بضم لام اعصاب مقوص ہے اور او سکے مقصص کہتے ہین عقص سے بمعنی تافتن و چیل
موسے کا لہ منتخب سے جب مفاعیلن کہ مقوص تھا خرم لینے عصب سے فاعیل ہوا عوض
او سکے مفعول آیا اور یہ سب تغیرات وافر میں خاص ہین اسلیے کہ یہ سب کن مفاعلتن میں
آتے ہین اور مفاعلتن کن وافر کا خاص ہے ہم و متفاعلن را پانزدہ فرع است مستفعلن
و آن مضمر است ب مفاعیلن و آن مضمر است پس مخبون و آنرا مقوص خوانند ج مفتعلن و آن
مضمر و مطوی است و آنرا مخزول خوانند و فعلاتن و آن قطع است و مفعولن و آن مضمر و مقطوع است
و فعلن و آن اخذ است و فعلن و آن مضمر و اند است ح متفاعلان و آن مزال است و متفعلمان
و آن مضمر و مزال است ح متفاعلان و آن مقوص و مزال است یا متفعلمان و آن مخزول و مزال است
بب متفاعلاتن و کن مزل است بچ مستفعلاتن و آن مضمر مزل است یا متفاعلاتن و آن مقوص

و مرفعل است ہ مفتحلاتن و آن مخزول و مرفعل است و این جملہ خاص بود بکاملت او متفعلن
کی پذیرد فرمیں ہیں پہلی مستفعلم مضمر باسکان تا دوسری متفاعلم مضمر نجون او سکو موقوفہ کئے
ہیں و قص یعنی کردن تنگ تر ہے منتخب سے جب مستفعلم مضمر سے سین بسبب عین کے
گر گیا متفعلن یا متفاعلم او سکے عوض آیا تیسری متعلق مضمر مطوی او سکو مخزول کہتے ہیں
خزل یعنی بریدن ہے غیاث سے جب مستفعلم مضمر سے حرف چارم طے سے گر گیا مستعمل
را متفعلن او سکے مقام پر آیا چونکہ فعلاتن وہ مقطوع ہے جب متفاعلم بین فون حذف ہوا
اور لام ساکن متفاعل رہا عوض او سکے فعلاتن آیا یا چونکہ بین مفعولن وہ مضمر مقطوع ہے جب فعلاتن
مقطوع میں عین باضمار ساکن ہو افعلاتن یکون عین ہو امفعولن او سکے مقام پر آیا چونکہ فعلن
بحر یک عین وہ اخذ ہے جب وند آخر متفاعلم سے حذف ہوا متفار را فعلن او سکے مقام پر آیا
ساتوین فعلن یکون العین وہ مضمر اخذ ہے جب متفاعلم بین ترا ساکن ہوئی اور وند حذف سے
گر گیا متفار را او سکے عوض فعلن آیا آٹھویں متفاعلان وہ نزال ہے جب علن میں کہ وند ہے
حرف ساکن باذالت زیادہ ہوا متفالان ہوا توین متفعلان وہ مضمر نزال ہے جب مستفعلم
مضمر بین حرف ساکن باذالت زیادہ ہوا مستفعلان ہوا دسویں متفالان وہ موقوفہ مضمر نزال ہے
یعنی و قص سے متفاعلم اور اذالت سے متفالان ہو گیا آرہوین مفتحلان وہ مخزول نزال
یعنی خزل متفعلن اور اذالت سے مفتحلان ہوا بارہویں متفالان وہ مرفعل ہے بزیادت
سبب جب متفاعلم میں سبب بڑا متفاعلم تن ہوا عوض او سکے متفالان آیا تیرہویں
مستفعلاتن مضمر مرفعل ہے بزیادت سبب چودہویں متفالان موقوفہ مرفعل ہے بزیادت
سبب پذیرہوین مفتحاتن مخزول مرفعل ہے بزیادت سبب اور یہ سب فروغ خاص میں
بحر کامل میں کسی لیے کہ یہ سب زحاف متفاعلم میں تھے ہیں اور متفاعلم خاص کن بحر کامل کا
ستم ہم نہیں جملہ این فروغ ہفتاد و ست و اوزان آن سی و ہشت و آن این ست اربع
فعل مج فعل مج فعل مج فعل مج فعل مج فعل مج فعل مج فعل مج فعل مج فعل مج
مج فعل مج مج فعل مج مج فعل مج مج فعل مج مج فعل مج مج فعل مج مج فعل مج
مستعمل کب فعولات کج فالوات کہ فعلیات کہ مستعمل کو مفعولان کہ فعلیات کج متفالان

کلمۃ مفتعلان ل مفتعلین المستقلین فاعلیان ک مستغفلان لد متغفلان لد متغفلاتن لد متغفلاتن لد متغفلاتن
 ز مستغفلاتن لد متغفلاتن و از مشت وزن اصول چهار در بخار و دخل است و چهار خارج و ان فاعلیان
 و متغفلاتن و متغفلاتن و متغفلاتن است پس جملہ از ان اصول و فروع چهل دو و با شدت پس
 یہ سبب فروعین ستر اور تین ہوتے ہیں اس حساب سے کہ پہلے فروعین فاعلیان کی اور دو فروعین فاعلیان
 کی اور چھ فروعین متغفلاتن کی اور گیارہ فروعین فاعلیان متصل کی اور ایک فروع فاعلیان متصل کی
 اور دو فروعین متغفلاتن متصل کی اور چار فروعین متغفلاتن متصل کی اور گیارہ فروعین فاعلیان متصل کی
 اور آٹھ فروعین متغفلاتن کی اور پندرہ فروعین متغفلاتن کی اور سابقین میں لکھا تھا کہ اخفش نے
 چار فروعین اور فراس نے ایک فروع فاعلیان کی اور لکھی ہے اور اخفش نے ایک فروع متغفلاتن
 اور لکھی ہے اور مصنف علیہ الرحمہ نے ایک فروع متغفلاتن کی بطریق شاذ اور لکھی ہے اگر ان
 سائن کو زیادہ کریں اسی فروعین ہوں اور از ان اس کے اڑتیس ہوتے ہیں جیسے کہ لکھا
 گئے اور اصول پہنچا گئے سے چار وزن انہیں داخل ہیں وہ کون فاعلیان اور فاعلیان و فروعین
 متغفلاتن کی اور متغفلاتن فروع متغفلاتن کی اور متغفلاتن متغفلاتن کی اور چار خارج وہ
 فاعلیان اور متغفلاتن اور متغفلاتن اور متغفلاتن پس یہ چاروں جو خارج ہیں ان کو اٹھایا
 سے ملکر چالیس اور دو یعنی بیالیس وزن ہوتے ہیں ہم والقاب این ارکان کہ اجہت
 تغیرات نہادہ انداچہ مولف است و لفظ سی و چار ہست است تغیرات مفرد و ان این ہست
 انجہون ب ملوی ج مقبوض و مکفوف و مضمر و محسوب و موقوف ح مکشوف و مقصور
 مقطوع یا معذوف ب احذیج اصلیم یا شعث یا ثلم یا اخرم یا غضب یا سنج یط نزال ک
 مرفل و چہارہ مرکب را و ان این ہست مشکول ب مخول ج معقول و منقوص و مقطوف
 و متوقص و مخزول ح ابتر یا اثرم ی اشترا یا اثر ب یب اقصم ج اجیم اعقص و در شعث نظر است
 یا مفرد است یا مرکب این جملہ تعلق بزبان تازی و اردو است اور القاب این ارکان کے کہ سبب
 تغیرات کے رکھے ہیں جو کچھ کہ مولف ہیں لفظ میں اپنے واسطے ہر ایک کے اور نہیں ایک نام
 مالیف ہوا ہے مثلاً کہتے ہیں متغفلاتن مخبون اور متغفلاتن ملوی چون تیس ہیں بیس تغیرات مفرد
 جیسے کہ مصنف علیہ الرحمہ نے لکھی اور چودہ تغیرات مرکب کہ وہ بھی مصنف علیہ الرحمہ نے لکھے

ہشت میں گفتگو ہے بعضے کہتے ہیں کہ بدیع مفرد ہے اور جہاں کہتا ہے کہ مرکب ہر جنس
 اور تشکیک ہے اور قول زبان کا ہر قسم ہے جیسا کہ سابق لکھا گیا اور یہ سب تغیرات فعلی لغت
 نازی سے رکھتے ہیں ماحصل کلام یہ کہ اصول وہ کائنات سے جملہ فروعات تشریح کے مگر جب تک
 انہیں سے دفع کی از تئیس وزن باقی رہے ہیں پس اوزان اصول ارکان کہ حقیقت میں آٹھ ہیں
 چار وزن اور ان کے ان فروعات میں داخل پائے اور چار خارج ہیں جب خواجہ ربیعہ کو انہیں ملایا
 جماد اوزان اصول و فروع بالیس ٹھہرے یہ حال اوزان کا لکھا اور ان تغیرات کی موافقات کی بدست
 بیان کی کہ چونتیس القاب ان موافقات تغیرات کے ہیں ہیں مفرد اور چودہ مرکب اور وہ مرکب کہ اشعار
 بیان فروعات میں سب لکھے گئے اور نام اور ان کے علاحدہ عروضیوں فی نہیں رکھتے ہیں اور ان کے کچھ کام
 نہیں اس جگہ صاحب شرح نے عجیب شرح لکھی ہے شیخ مخدوم چل و دو اوزان ہشت اصول جدا کردہ
 باقی سی و چار فروع القاب اپنے مقرب و دین است کہ مذکور شد الی آخرہ پس اگر یہ بالیس سے آٹھ اوزان
 اصول کے جدا ہو کر چونتیس فروع کے القاب بیان ہوتی مضمیر اور معصوب اور اشتراک اور محذوف ان
 چونتیس میں کیوں ہوئے کہ مفاعیلین معصوب ہے مفاعیلین سے اور مستفعلن مضمیر ہے متفاعلین سے
 اور فاعلین متروکوں محذوف ہے مفاعیلین سے ہم و اما در فارسی تغیرات والقاب ان چنان مضبوط
 از جهت آنکہ در پارسی بسیار روز نہاست کہ در بیشتر بران شعر گفتہ اند و بنزدیک متاخران متروک است
 و بسیار روز نہاست کہ متاخران نبوی استعمال کردہ اند و انرا اصول و فروع ہر جمعی دیگر است
 و اما فارسی میں تغیرات اور القاب اور ان کے ایسے مضبوط نہیں ہیں اس واسطے کہ فارسی میں بہت سے
 وزن ہیں کہ سابقین نے زمانہ پیشین میں انہیں شعر کہے ہیں اور نزدیک متاخران کے وہ متروک
 ہیں اور بہت سے وزن ہیں کہ متاخران نے ساتھ تازگی کے بطریق نو استعمال کیے ہیں اور ان کے
 اصول اور فروع اور طرح پر ہیں ہم و نیز تغیرات مرکب است کہ در پارسی مستعمل است و افراد ان مستعمل
 مثلاً اخب کہ عبارت از اخرم کفوف است و فارسی مستعمل است و اخرم غنیمت است اور دوسری بات
 یہ ہے کہ تغیرات مرکب فارسی میں مستعمل ہیں اور افراد اس کے مستعمل نہیں ہیں مثلاً اخب کہ
 عبارت ہے اخرم کفوف سے فارسی میں مستعمل ہے اور اخرم نہیں ہے یعنی اخرم مستعمل نہیں ہے
 اور حال اسکا تفصیل اوزان بجز زمین دریافت ہو گا ہم و نیز فارسی بیان برہم و نہای تار بیان تکلف

شکر گفته اند و اصول و تغیرات ایشان بکار داشته و بوزنهای دیگر از ایشان منفرد شده و هر مصنف از ایشان تغیراتی که یافته است غیر مستعمل زبانان لقبی نهاده است و اگر آن در آن متفق نیستند بآنکه همه بجای افتد بعروض عرب کرده اند چنانکه لغت عرب آئینگی تمام دارد و بآن مستعمل نمیتواند بود پس با مثال این اسباب جدا باز کردن تغیرات فروع مستعمل و عروض فارسی تنها از آنچه در عروض تازی مستعمل است و تغیر القاب آنچه خاص باشد بپارسی بروجه متفق علیه منفرد است پس اول آنکه این معنی را تعرض نرسانیم و برابر ادغیراتی که خاص باشد بعروض پارسی اقتضای کسیم تا از الحاق آن با آنچه تقدیم یافت تمامی آنچه در عروض پارسی بآن احتیاج افتد حاصل آید و از تیسری بات میهم بهی که اهل فارس نے اوزان عربیہ میں بہ مکملات شعر کہے ہیں اور اصول اور تغیرات او نہیں کے مستعمل کیے ہیں اور بعض اوزان میں اونے منفرد ہوئے ہیں یعنی جدا ہوئے ہیں اور ایجاد کیا ہے اور ہر مصنف اہل فارس نے جو تغیر کہ غیر مستعمل عرب پایا ہے اوسکا ایک نام رکھا ہے کہ اور لوگ اوس میں متفق نہیں ہیں یعنی کسی نے کچھ نام رکھا ہے اور کسی نے کچھ باوجودی کہ سب اہل فارس عروض میں مقلد عرب ہیں اسواسطے کہ زبان فارسی زبان عربی بہت ملی ہوئی ہے اور بدون زبان عربی کے زبان فارسی مستعمل نہیں ہو سکتی پس با مثال اس اسباب کے یعنی بسبب اختلاف القاب کو فارسی میں علاحدہ جدا کرنا تغیرات اور فروع مستعمل کا عروض فارسی میں تھا و ان تغیرات سے جو عروض تازی مستعمل ہیں اور مقرر کرنا اتفاقاً خاص تغیرات فارسی کا بروجه متفق علیہ کہ سب کا اتفاق ہو مشکل ہے پس بہتر یہ ہے کہ اس بات سے تعرض نہ کریں ہم یعنی تقرر القاب کے دپے نہوں اور ایراد تغیرات خاص عروض فارسی پر اقتضای کرین یعنی نفس تغیرات فارسی بیان کریں تا یہ تغیرات فارسی تغیرات عربی سے جو سابق بیان کیے گئے جب ملا دین تمام تغیرات فارسی جنکی احتیاج ہے حاصل ہو جائیں اور تکمیل اولی ہو جائے ہم و مادر القاب آنچه از تغیرات مفرد باشد و عبارت از ان ضروری بود آنرا لقبی ہما نہر سیدہ است آنرا لقبی نسیم و از مرکبات ہر چہ آنرا لقبی یافتہ بانسیم ذکر کنیم و از باقی بحسب ترکیب عبارت کنیم تا القاب بسیار نشود و اور القاب تغیرات مفرد کے جنکا بیان کرنا ضروری ہے اونہیں جسکا نام ہم نہیں ہو چکا ہے اوسکا ایک نام رکھیں اور تغیرات مرکب میں جسکا نام پایا گیا ہو اوسکا ذکر

کرین اور باقی کو حسب ترکیب بیان کرین یعنی اسکے مفردات کو جمع کرین مثلاً کہین مخبون مسکن
 القاب تغیرات کے بہت نہو جائیں ہم گوئیم از جملہ تغیرات عام کہ بہ شعر فارسی خاص ہستی
 آت کہ ہر کجا سے متحرک متوالی افتد تسکین و وسط رو اور زدن و یک وزن محک و ملن باہم
 بیامیزند و این حکم مطر و است الا انما کہ مانفی افتد مثلاً باشد کہ سحر بسبب تسکین و در بدل افتد خفا کہ
 دین وزن کہ فعلات فاعلاتن اگر عین فعلات مسکن کنند تا این وزن شود کہ مفعول فاعلاتن بہتر
 از بحر ہی دیگر است پس تسکین کہ مقتضی اشتباہ بود شاید کہ تہین ہم کہ جملہ تغیرات عام
 کہ فارسی میں خاص ہیں ایک یہ تغیر ہے کہ جس جگہ میں متحرک متوالی واقع ہوتے ہیں تسکین
 اوسط رو اور تھکتے ہیں اور ایک وزن میں محرک اور مسکن ملا دیتے ہیں یعنی اگر ایک جگہ الفاظ
 بر وزن فعلن اور فعلاتن متحرک العین اور ایک جگہ الفاظ بر وزن فعلاتن اور فعلن مسکون العین
 واقع ہوں تو خطا ارتکاب ہے نہ یہ کہ شعر میں جہاں عین متحرک ٹہرن ایک کو ساکن کر لین
 رمضان زحفان غیر کہ تہین تسکین و وسط نچا ہوں جس جگہ کہ استعمال ہر گز نہ مضائقہ نہیں جیسو جوان تین
 اور یہ حکم یعنی فعلاتن میں تسکین اوسط کر لینا مطر و بحر ہی بہت ہو کہ جس جگہ کوئی مانفی ہو مثلاً تسکین اوسط
 بحر بدل جاو جیسا اس وزن میں کہ فعلات فاعلاتن بل شکل نفع است پس از انکہ میں نام سچ کا نہ ہی آت
 اگر سمیع عین کو ساکن کرین ہیہ زن ہو جائیو فاعلاتن مفعول فاعلاتن مضارع اخر قبل شاعرے میں جو ہے شناسم
 پیران پارسا را پس بحر بدل جائے اور ایسی تسکین اوسط کہ باعث اشتباہ ہو نچا ہے
 ہم و نیز باشد کہ شاعر حرکات و سکناات و انطامی التزام کند مثل قصیدہ کہ مبنی باشد بر تکرار این
 وزن کہ مفتعلن مفعولن و تسکین عین مفتعلن آن نظام را باطل گرداند پس دین موضع ہم نشاید
 اور کہیں شاعر نظام حرکات و سکناات کا التزام کرتا ہے جیسے کوئی قصیدہ مبنی ہو اس وزن کی
 تکرار پر مفتعلن مفعولن مفتعلن مفعولن اس جگہ تسکین عین مفتعلن سے وہ نظام کہ جسکا التزام کیا ہو
 باطل ہوتا ہے پس بیان بھی نچا ہے ہم و در جملہ قاعدہ لغت پارسی آنت کہ بیشتر تغیرات مستعمل
 در ہر بیات کہ بر وزن گویند یک سن استعمال کنند بخلاف عادت تازی گویان چہ این لغت
 اختلاف بسیار کند و در محرک و مسکن چون مانفی نباشد این قاعدہ نگاہ دارند و در فی الجملہ قاعدہ
 لغت فارسی کا یہ ہے کہ اکثر تغیرات مستعمل کو سب بیتوں میں ایک وزن پر کہتے ہیں و اگر کسی طرح

بلفظ
 لا تکرار
 لا تکرار
 لا تکرار

مفعول

پر استعمال کرتے ہیں تغیر حافات میں وہ نہیں کہتے ہیں بخلاف عادت اہل عرب کے اس واسطے کہ
 یہ لغت فارسی زیادہ اختلاف کی متحمل نہیں ہے بسبب خفت کے اور لغت تازی محال تھا لغات کی
 ہے بسبب زانت کے ان محرک اور سکون کو جب کوئی مانع نہ ہو یعنی اختلاف بحرین نہ بڑی اور
 اشتباه واقع ہو جمع کرتے ہیں ہم و چون و اصول اور ان فارسی سبب ثقیل و فاصلہ مستقل نیست
 توالی سے متحرک اصلی نہ باشد بل بسبب تغیری سابق بود و آخروان بود کہ ساکن سببی خفیف بیفتد و
 متحرک ش مجاور و متحرک و تدمج و افتد تا سہ حرکت متوالی شود و چون چنین بود متسکین اوسط متسکین
 حرف اول و ثانی باشند و این تغیر را متسکین نام نہادیم است اور جو اصول اور ان فارسی بیفتد فاعلین
 فاعلاتن مستقلین منفعلات میں کہ یہ لفظ میں پانچ ہیں اور اصل میں پانچ سبب ثقیل اور فاصلہ مستقل نیست
 توالی حرکات ثلثہ بھی اس میں اصلی نہیں بلکہ یہ توالی حرکات بسبب تغیر سابق کے ہوتا ہے اوسطی
 صورت یہ ہے کہ ساکن سبب خفیف کا گڑبٹا ہے بسبب زحافات کے اور متحرک اوسط مجاور و متحرک
 و تدمج واقع ہوتا ہے پس تین متحرک متوالی جمع ہوتے ہیں بسبب حافات کے نہ اصلی جیسے فاعلین
 میں جب الف ساقط ہوگا فاعل متحرک مجاور میں و لام و تدمج واقع ہوگی اور تین متحرک بسبب زحافات
 جمع ہونگے پس جب ایسا ہوگا متسکین اوسط متسکین حرف اول و ثانی ہوگا اور ہم نے اس تغیر کا نام متسکین
 ح قولہ سبب ثقیل و فاصلہ مستقل نیست این ادعای مصنف است ورنہ در سابق سخن ریافتہ کہ سبب
 ثقیل در فارسی موجود و نسبت فاصلہ بزبان فارسی و تازی ہر دو برابر است تم کلامہ ادعای مصنف
 کیسا یہ تو امر بدیہی ہے کہ اصول اور ان فارسی میں سبب ثقیل اور فاصلہ نہیں اگر واقع ہوتا ہو
 بسبب حافات کے واقع ہوتا ہے اور نسبت فاصلہ زبان پارسی اور تازی میں برابر کیسی کہ اصول
 اور ان پارسی میں فاصلہ نہیں ہے اور اصول اور ان تازی یعنی فاعلین اور متفعلن میں فاصلہ
 موجود اور معتبر ہے اور تخیر یا سبق کا یہ حال ہے کہ جیسا یہاں غلط سمجھے ویسا وہاں غلط سمجھے
 ہم و چون و تدر و صدر کن افتد چنانکہ در فاعلین بعض متاخران این رکن را خفت لقب دادہ اند
 و قول زجاج چنان اقتضا میکند کہ چون و تدر و میانہ افتد چنانکہ در فاعلاتن بعد از ضمیم و متسکین عین
 آخر مشعت خواند پس اگر در آخر رکن افتد چنانکہ در متفعلن کہ سطوی شود شاید کہ کسی آنرا سلقہ
 دیگر نمد و چون عبارت از تغیرات بحسب ترکیب میکنیم آن را لقبی نہادیم است اور جب و تدر و صدر کن

مین پڑے جیسا کہ مفاعیلین مین اور ناقبل اوس کے حرف متحرک ہو کہ اوس سے ملے اور صدر و تد کو
بسبب اجتماع متحرک ثلثہ کے ساکن کرین مثل مفعول مفاعیلین کے پس وزن اوسکا مفعولن مفعولن ہوگا
اور مفعولن خرو مخفی کہیں گے بعض متاخر و ن نے اس کن کا نام مخفی رکھا ہے تخفیف سے بمعنی گلو باز کردن
اور بعضون نے بحر جرحہ اور باے موحده کہا ہے تخفیف سے اور یہ تغیر غیر خرم ہے اسول سے کہ خرم
اول رکن مین پڑتا ہے عربی مین اور بعد اوس کے مخفی بخلاف عجم کے کہ وہ خرم سب جگہ جائز رکھتے ہیں
اور قول جرج یون اقتضا کرتا ہے کہ جب و تد در میان مین پڑے جیسا کہ فاعلاتن مین بعد ضبع کے
اور تشکین مین کی و کشوشت کتھین بیان بھی تین حرکتیں جمع ہوئیں پس عین کہ اوسط تھا
ساکن ہوا پس اگر یہ صورت آخر رکن مین پڑے جیسا کہ مستفعلن مین جب مطوی ہو بغیر مستفعلن
بحایت فاعل مفعولن کو بسبب توالی حرکات ثلثہ کے تشکین اوسط کر کے منقول بہ مفعولن کرین چاہیے کہ
اوسکا بھی کچھ نام رکھا جائے مثل مخفی و شعث کے مگر ہم بیان تغیرات کا حسب ترکیب کرتے ہیں
لہذا اسکا نام کچھ نہیں کہتے معنی مطوی مسکن اسکا کافی ہے نام جدا گانہ کی حاجت نہیں ہم دھکے دیگر کہ
ہمہ و آخر مصرعہ می شعر فارسی را شامل است کہ وقوع یک ساکن و دو ساکن در و آخر مصرعہ
و خط ہر دو با یکدیگر در یک بیت رہد اور نہ اگر آخرا کہ الفی افتد و مانع وقوع دو ساکن آن بود کہ وزن در و
و ہمازی بود کہ در آن بحر ممکن باشد و مساوی دائرہ باشد یعنی تمام ہو و چون مفاعیلین چار بار پس
الحاق ساکنی دیگر یا بحر مصراع خروج از دائرہ باشد و انہو و انچہ در شعر متاخران مین جنس یافتہ شود
اقربیل عیوب بودت ادا یک حکم اور جملہ او اخر مصارح شعر فارسی کو شامل ہے وہ یہ ہے
کہ وقوع ایک ساکن اور دو ساکن کا او اخر جملہ مصارح مین ہوتا ہے اور خط ان دونوں کا با یکدیگر
روار کھتے ہیں ایک بیت مین جیسے یہ دو شعر سلیم کے ۱ خاک از بسکہ رفتم از دل شدہ
پنہ ام ریشہ ریشہ چون جاربہ دوستی نیست رحم بر کابل ۲ آتش مرده زندہ گشت بچوب
عروض دونوں تینوں کا بروزن فعلین ہے اور آخر مین ایک ساکن ہے اور ضرب بروزن فعلان
اور آخر مین دو ساکن ہیں مگر وہاں کہ جہاں کوئی مانع ہو پس مانع اول وقوع اول دونوں کا
اوس وزن مین ہے جو نہایت دراز ہو کہ اوس بحر مین درازی اوس سے ممکن نہوا و مساوی دائرہ
کے ہو یعنی نام ہو جیسے مفاعیلین چار بار پس الحاق دو سرے ساکن کا آخر مصرع مین خارج کرتا ہے

وزن کو دائرے سے اور روانہ نہیں ہے اور تہا رتاخرین میں جو الحاق دوسرے ساکن کا آخر
 مصرع میں اس زن نام میں پایا جاتا ہے من قبیل عیوب جیسا کہ یہ شعر سلیم کا **تاشامی توخود**
 کرد ہر کس را کہ می بنیم **نشستہ** ہر کہ در بزم تو جایش نشیتر خالی ست **اور یہ** کلام تہاخرین میں
 بکثرت ہے ہم دلائل غلط قافیہ بود مثلاً در مثنوی و اوایل قصاید کہ ابیات مصرع بود حروف قافیہ
 متساوی باید پس در عروض ضرب خط نشاید در قصاید ضرب متساوی باید پس در ضرب ہنر
 نشاید ت اور دوسرا نفع خط قافیہ ہے یعنی مطلع ہاے غزل اور مطلع ہاے قصاید میں
 اور ابیات مثنوی میں کہ مصرع ہوتے ہیں یعنی دونوں مصرعوں میں قافیہ ہوتے ہیں قافیہ برابر
 چاہیے ایک جگہ سالم اور دوسری جگہ مسبق خواہ نذال ممکن نہیں اگر مصرع اول میں قافیہ اگر ہوگا
 مصرع ثانی میں قافیہ دکر ہوگا نہ کاروبار اور ابیات قصاید اور غزل میں سو مطلعوں کے ضرور میں
 خط نہیں ہو سکتا البتہ عروض میں خط ہوگا مگر اگر قافیہ بگردانند آنچہ در خانہای ترجیع افتد
 رو بود و چون معلوم است کہ یک قصیدہ ترجیعی جز بر یک وزن نشاید معلوم شود کہ اختلاف او اخر مصرع
 بعد حروف ساکن قضا یا اختلاف وزن نکند لیکن اگر قافیہ تبدیل ہو جائے جیسے خاتون
 ترجیع میں واقع ہوتا ہے درست ہے یعنی ترجیع بند میں چند غزلین ہوتی ہیں اور در میان ان غزلوں
 ایک بیت کبر بقافیہ مختلف پس اگر ایک غزل کے قافیہ میں ایک ساکن مثل اگر اور دگر کے اور
 دوسری غزل کے قافیہ میں دو ساکن مثل کاروبار کے واقع ہوں مضائقہ نہیں اور ترجیع ہنری
 باز گردانیدن ہے غیثا سے اور جو معلوم ہے کہ ایک قصیدہ ترجیعی ایک ہی وزن میں چاہیو
 پس معلوم ہو کہ اختلاف او اخر مصاریع بعد حروف ساکن کے اقتضا اختلاف وزن نہیں کرتا مثلاً
 ایک بند میں ترجیع بند کے مثلاً قافیہ کاروبار ہوا سمین بعد ساکن اول کے ایک ساکن ہے
 اور دوسرے بند میں مثلاً قافیہ دوست اور پوست ہوا سین بعد ساکن اول کے دو ساکن ہیں
 اس سے وزن مختلف نہیں ہوتا اور شاید کہ بجائے لفظ بعد کے لفظ بعد ہو اور ال کتابت میں
 رکھیا ہو معنی ظاہر ہیں ہم چون بن قاعدہ ممتدہ شاگویم چون مر او اخر مصرع ہا و حروف ساکن افتد
 اگر حسنہ و آخر از کن آخر سالم بود ساکن دوم لاشک بر تسبیح یا اذالہ حمل باید کرد ت اور جب یہ
 قاعدہ مقرر ہوا اب کہتے ہیں ہم کہ جب مر او اخر مصاریع دو ساکن واقع ہوں اگر جزو اخر کن آخر

سالم ہوگا ساکن دوم بیشک تسبیح خواہ اذالت بر حمل کیا جائے گا معلوم کیا چاہیے کہ ارکان اول
میں کوئی رکن ایسا نہیں کہ جس کے آخرین دو حرف ساکن ہوں پس اگر دو حرف ساکن پائے جائیں گے
ساکن دوم بسبب تسبیح خواہ اذالت کے ہوگا اور جزو آخر رکن سے فرو نیکی مثل فطالت اور فطالت اور
مفعلن کے اس حکم میں شامل ہو گئے مہم ہضم اول و فتح ثانی و ہای مشدودہ مفتوحہ گسترہ شدہ و نیکو کردہ
شدہ متخلف و رغبات سے ہم اما اگر آخر رکن آخر تغیری بلفصان کردہ باشند تسبیح و اذالت درو
نصورتوان کردہ در آخر یک رکن حکم بہ تغیر ہم بلفصان و ہم زیادت شنیع ہو پس از رغبت با ثبات
تغیرات دیگر غیر آنچه گفتہ آمد احتیاج اقتدرت اما اگر رکن عروض اور ضرب کی جزو اخیر میں تغیر بلفصان
ہو ہو تسبیح اور اذالت اوس میں تصور کیا چاہیے اس واسطے کہ اوس میں بعد تغیر بلفصان کے پھر
تغیر زیادت شنیع اور بدیہی پس اس جہت سے سوا اول تغیرات کے کہ گئے اور تغیرات کی حاجت
ہو ہی ہم و علت اختصاص لغت فارسی بآن تغیرات آن بہت کہ وقوع دو ساکن و لغت تازی و اوان
مصرعہ اور ہمہ جائز نیست و آنچه موجود بہت علت آن معین و بین شدہ اما چون و لغت پارسی
جائز است و وغیرہ آن مواضع کہ در تازی یافتہ اند واقع می شود بہ تغیرات دیگر احتیاج می اقتدرت
اور سبب اختصاص لغت پارسی کا ساتھ اول تغیرات کے یہ ہے کہ وقوع دو ساکنوں کا باواسطہ
مصاریع لغت تازی میں سبب جگہ جائز نہیں ہے اور جو کہیں ہے علت اوسکی مستر را و ظاہر ہوئی
یعنی حال اوس کے تغیر کا بیان کیا اگر لغت پارسی میں سبب جگہ جائز ہے اور سوا اول مقاموں کے
کہ عربی میں پائی گئی ہیں واقع ہوتا ہے پس اور تغیرات کی احتیاج پڑتی ہے ہم مثلاً چون آخر رکن
و تدی مجموع بود چنانکہ دستفعلن و درو می قطع اقتدرتا با وزن مفعولن آید بعد از ان اگر در آخر شعر
دو ساکن آید تا بر وزن مفعولان شود و نتوان گفت کہ این رکن ہم منقطع است و ہم نذال یا تسبیح بل
اولی بلکن باشد کہ چنان قطع عبارت از مجموع حذف ساکن و تسکین متحرک دوم است تغیر
دیگر اثبات کنند کہ عبارت باشد از تسکین متحرک دوم و سبب تا و تدیان تغیر مشتمل بر متحرکی دو ساکن شود
و با آن رکن را کہ و تدی و چنین بود اعرج نام نہادیم مثلاً جب آخر رکن و تدی مجموع ہو چنانکہ دستفعلن
میں اواسٹ رکن میں قطع کریں تو وزن مفعولن آئے بعد اوس کے اگر آخر شعر میں دو ساکن آئیں
تو وزن مفعولان ہو جائے نہ کہنا چاہیے کہ یہ رکن منقطع نذال ہے یا قطع تسبیح ہے نذال کہنا

اس بہت سے کہ حرف ساکن و تہمین اولیٰ کہ اصل مستفعل ہے اور سبب کہنا اس بہت سے کہ بعد قطع کہ سبب بقا
 رہا بلکہ بہتر یہ ہے کہ جیسا قطع کو کہتے ہیں کہ عبارت مجموع حذف ساکن و مجموع اور تشکیب متحرک و مجموع
 اور سبب اگر تہمین ثابت کریں کہ وہ عبارت و تشکیب متحرک و مجموع اور تہمین و تہمین و تہمین و تہمین و تہمین و تہمین
 کے ہوا اور تہمین اوس کن کا کہ جس میں و تہمین ہوا عرج نام رکھا اور عرج یعنی رنگ ہے منتخب
 اور غیاث سے اور مناسبت ظاہر ہے ہم و تہمین اگر مستفعل اخذ شود یعنی و تہمین مجموع از آخر و تہمین
 یا وزن فعل آید و بعد از ان در آخر صلیح ساکن دو شود تا بر وزن فعلان شود و تہمین گفت کہ این کن تہمین
 اخذ است و ہم سبب بل اولیٰ آن باشد کہ ساکن دوم از بقیہ و تہمین کہ اسقاط کردہ اند و گویا کہ از
 و تہمین و حرکت دو حرف افتادہ است و حرفی ساکن باندہ و مارکنی را کہ و تہمین و تہمین بود و تہمین نام
 نہادیم **ت** اور اس طرح اگر مستفعل اخذ ہو یعنی و تہمین مجموع اس کے آخر سے گرے کہ بر وزن
 فعلن ہوا و بعد اس کے آخر مصرع میں دو ساکن آئیں کہ بر وزن فعلان ہو جائے چنانچہ یہ کہنا
 کہ یہ رکن اخذ سبب ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ ساکن دوم کو بقیہ و تہمین سے جانیں جس کو گرا دیا ہے اور
 کہیں کہ و تہمین سے دو حرکتیں اور دو حرف گرے اور ایک حرف ساکن رہ گیا یعنی عین اور لام اور
 و تہمین حرکتیں اولیٰ فعلن سے گرین اولون کہ حرف ساکن تھا باقی رہا یا ان تہمین حرف نو
 کوئی حرف ساکن باقی رہا اور تہمین اوس کن کا کہ و تہمین میں یاب ہو تہمین نام رکھا اور
 تہمین یعنی نابود اور تہمین بافتح ناپدید کرنا اور دو ہونا طائف اور کشف اور منتخب اور غیاث سے
 اس مقام پر شرح میں عجیب عبارت ملے ہے ش لفظ دوم بعد لفظ ساکن و عبارت از غلطی کا ہے
 تم کلام ہم و تہمین اگر انفا علالتن در صورتی کہ خبن واجب بود فاع مانڈ متوان گفت کہ این رکن
 مخدوف تہمین است کہ انگاہ مخبون نبودہ باشد بل اولیٰ آن باشد کہ این دو ساکن از بقیہ و تہمین
 و گویا دو حرکت و حرکت از تہمین افتادہ است دو ساکن باندہ و مارکنی را کہ خبن بود و تہمین نام
 نہادیم **ت** اور اس طرح فاع علالتن میں حیو قوت خبن واجب ہو فعلاتن بنائیں اوس سے
 فاع بنے نہا چاہیے کہ یہ رکن مخدوف تہمین ہے اس واسطے کہ دو رکن خبن نہ رہے گا
 جب فعلاتن میں تن حذف کیا فعلا رہا اور جب تہمین سے دو حرکتیں اور دو حرف گرے ایک
 متحرک ایک ساکن رہا نہ ہو ابجد ہر سبب سے فاع جو الیس سباع اور خبن یعنی نقصان اور

زیادت جمع نہیں ہو سکتی اور باوجود اس بلغ کے جن نہیں کہہ سکتے اور جن کو اوس میں شرط کیا ہے
پس کوئی بات نہ بنی لہذا بہتر یہ ہے کہ ان دونوں ساکنوں کو جو فاعلین ہیں بقیہ وتد سے جانیں
اور کہیں کہ دو حرکتیں اور ایک حرف وتد سے گرا اور دو ساکن رہ گئے اور ہم نے اوس کن کا کہ ایسا ہو
مدرّوس نام رکھا اور مدرّوس نہیں مہلکہ کہتہ شدہ اور ناپدید شدہ اور بیرونی غیث سے ہم و اگر
در شعر عربی مانند این حالما افتادی لاشک همچنین کردندی است اور اگر شعر عربی میں ایسے حال واقع
ہوئے ایسا ہی کرتے ہم چون آئینی مقرر شد فروغی کہ ارکان مذکور اور شعر فارسی افتد ز اور سب
عروضیان عرب آورده اند یا دکنیم و گوئیم است اور جب یہ محلے مقرر ہوئے جو فروغ کہ ارکان مذکور
فارسی میں واقع ہوئے ہیں زیادہ دھونسنے کہ عروضی عرب کے لئے ہیں یاد کریں ہم اور کہیں ہم یعنی
تغیرات عرب متبعاً فارسی میں مستعمل ہیں اور سوا اونس کے جو فارسی میں خاص ہیں اور نکایان ہوتا ہے
ہم فعلوں اور شعر فارسی فرعی دیگر است و آن فعلان است کہ مسبغ باشند و در تقارب افتد
فعلوں کی شعر فارسی میں ایک فرع اور ہے اور وہ فعلان ہے کہ مسبغ ہے اور تقارب میں آتی ہر
ساتھ زیادت ایک ساکن کے آخر میں ہم و فاعلن را چہا فرع دیگر است افعالان و این نڈال
فعلان و این مجنون نڈال است ج فعلن و این مجنون مسکن است و ہر چند وزن ہمان است کہ
مقطع اما علت تغیر غیر است و ہر چند این تغیر بحقیقت در شعر عربی ہم واقع است اما آنجا در شمار یا و ردیم
کہ اقتضای مخالفت این قوم میکرد و فعلان و آن مجنون مسکن نڈال است و این فرعاً در دید و بسبب
کہ بتکلف گویند و در عنبر یہ ہم واقع باشند اور فاعلن کی چار فرعیں اور ہیں پہلی فاعلان
اور یہ نڈال ہے یعنی حرف ساکن و تد میں زیادہ ہوا ہے دوسری فعلان بکسر عین اور یہ مجنون
نڈال ہے تیسری فعلن بکون عین اور یہ مجنون مسکن ہے ہر چند یہ وزن وہی ہے مقطع لیکن
علت تغیر کی یہاں سوا اونس کے ہے سوا سطلے کہ قطع آخر مصرع میں آتا ہے اور یہ مجنون مسکن
جگہ اور ہر چند یہ تغیر بحقیقت شعر عربی میں ہی واقع ہے جیسے اس بیت میں یا محبوبے
اور کِ روجی و وارحم قلبی فاحس عندی و اگر اوس جگہ گنتی میں نہ لائے ہم کہ مقتضی مخالفت
اہل عروض تھا یعنی وہاں بیان کیا کہ فروغ فاعلن دو ہیں مجنون اور مقطع اور بطریق احتمال کے
ذکر کیا کہ یہ فعلن مجنون مسکن فرع ثالث ہے اور ہر چند ایک میں خاص ہے یعنی سب جگہ آتی ہر

بخلاف اور بجز دیکھئے کہ وہاں آخر مضارع میں آتی ہے اور او کو موقوف کتے ہیں چوتھے فعلان
 بسکون عین وہ مجنون سکون نزال ہے اور یہ فروع مدید اور بیل میں کہ تکلف کتے ہیں اور عرب
 میں بھی واقع ہوتے ہیں اور صدایق میں تین فرعین اور کھی ہیں فع احند اور فعل ماضی اور
 اور فاعلان مرفل غالب کہ یہ تینوں فرعین مخبر متاخرین ہوں ہم و مفاعیلن راد و ازوہ فرع دیگر است
 امفاعیلان و این سبب است و در ہر ج اقترب فاعلان و این مقصور است و در ہر ج و مضارع افتد
 ج فاعول و این مخدوف مقصور است و بعضی متاخران این را نزل نام نہادہ اند کہ فعل و این مخدوف
 مرتین است و بعضی متاخران این را محبوب نام نہادہ اند و این ہر دو در ہر ج و مضارع افتد و فاعولان
 مخفوق مسبغ باشد سیم مفاعیلان بر کن ماقبل متصل شود تا اگر مکفوف باشد سالم نماید و باقی برین وزن
 مانند است اور مفاعیلن کی بارہ فرعین ہیں پہلی مفاعیلان یہ سبب ہے اور ہر ج میں آتی ہے
 دوسری فاعولان یہ مقصور ہے یعنی جب مفاعیلن سے نون گر کر ماقبل کو اس کے ساکن کیا مفاعیل
 بسکون لام ہوا فاعولان او کو مقام پر لائے تا التباس مفاعیل مکفوف سے نہوا اور یہ فرع ہر ج
 اور مضارع میں آتی ہے تیسری فاعول بسکون لام یہ مخدوف مقصور ہے یعنی جب مفاعیلن سے
 لن حذف کیا مفاعی رہا بعد اس کے قصر کیا مفعول بسکون میں رہا فاعول اس کے مقام پر لائے اور بعض
 متاخران نے اسکا نزل نام رکھا ہے اور یہ نزل نزل سے ہے اور نزل لفتحقین اور بزرگوں کو
 ہونا ران کا غیاث اللغات سے اور بعضوں نے اس فاعول کو اہتم کہا ہے یعنی جمع ہونا حذف و قصر کا
 اہتم ہے اور جمع ہونا حذف اور قصر اور خرم کا نزل پس فاعول اہتم ہے اور مفعول نزل اور اہتم بافتح
 جرہ سے دانو نکا ٹوٹا غیاث سے چوتھی فعل تہرک عین اور سکون لام اور یہ مخدوف مرتین ہے
 یعنی مفاعیلن سے ایک مرتبہ حذف سے لن گر اور دوسری مرتبہ ہی پس مفاعیل و سکون مقام پر
 آیا بعض متاخران نے اسکا نام محبوب رکھا ہے اور محبوب لغت میں یعنی ہر دو خصیہ بریدہ ہر جب سے
 اور جب لفتح جیم اور سکون موحده حصے کرنا غیاث سے وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ دونوں سبب اس سے
 گرتے ہیں اور یہ دونوں یعنی فاعول فعل ہر ج اور مضارع میں آتی ہیں اور بعضوں نے کہا ہے
 کہ فرع نزل طویل میں ہی آتی ہے کذا فی الحدائق بانجین مفعولان مخفوق مسبغ سیم مفاعیلان کا
 رکن ماقبل سے متصل ہوتا ہے پس وہ رکن ماقبل اگر مکفوف ہے سالم معلوم ہوتا ہے یعنی مشاہد

بہا نام بر وزن مفاعیلن اور باقی بر وزن مفعولان رہتا ہے اور محقق اسی کو کہتے ہیں جائز چاہیے کہ لام
مفاعیلن کا جو ہم مفاعیلان سے متصل ہو ایہ مشابہ بہا نام ہو نہ سالم اور یہ مفعولان جو باقی رہا ہم اسی کن
میں شامل رہا حقیقتہً اسی لحاظ سے محقق علیہ الرحمہ نے اس مفاعیلان محقق مسبق کو فروغ میں لایا ہے
چنانچہ معلوم ہو گا اور نزدیک بعضوں کے کہ رکن اول سالم ہے اور رکن ثانی اخرم مسبق وہ لوگ اس کے
محقق کہنے کو تکلفات بیہود سے جانتے ہیں ہم مفعولن محقق و بس ز فاعلن محقق مقبوض مفعول
محقق مکفوف و مفعولان محقق مقصور تھا چھٹی فرع مفعولن یہ محقق ہے اور بس اتوین فاعلن یہ
محقق مقبوض ہے آٹھویں مفعول یہ محقق مکفوف ہے توین مفعولان یہ محقق مقصور ہے تیس مفاعیلن
سے جب صدر وابتداء میں ہم ساقط ہو گا اور سببائے فاعیلن مفعولن لائین کے اخرم کہیں گے اور
جب چشویں ہم مفاعیلن کا رکن اول سے لجا لے گا ساقط ہو گا باقی رہے گا فاعیلن اس کے عوض مفعول
لائین کے اس کو محقق کہیں گے اور جب مفاعیلن میں ہم بسبب تحقیق کے رکن اول سے ملے گا اور
حرف یا بسبب قبض کے ساقط ہو جائے گا فاعلن رہے گا اس کو محقق مقبوض کہیں گے اور جب مفاعیلن
میں ہم بسبب تحقیق کے رکن اول سے ملے گا اور نوں بسبب کف کے ساقط ہو جائے گا فاعیلن بضم لام
سے لگا اس کے مقام پر مفعول بضم لام لائین کے اس کو محقق مکفوف کہیں گے اور جب مفاعیلن میں ہم
بسبب تحقیق کے رکن اول سے ملے گا اور نوں مع حرکت ماقبل قصر سے گر جائیگا فاعیلن بسکون لام رہے گا
اس کی جگہ پر مفعولان لائین کے اس کو محقق مقصور کہیں گے اور یہی فاعلن مع تا زنی میں دشر لغو اخرم
مقبوض اور یہی مفعول اخرم یعنی اخرم مکفوف تھا ہم فی فعلن محقق مخذوف یا فاعلن محقق ازل بفتح محقق محبوب
و این جملہ نہج مکفوف و مضارع و قریب افتد چنانکہ در غیر محقق ت و سوین شروع فعلن یہ محقق
مخذوف ہے گیا رہوین فاعلن یہ محقق ازل ہے بارہوین فاعلن یہ محقق محبوب ہے جب مفاعیلن میں
ہم رکن اول سے ملا اور لن مخذوف سے ساقط ہو فاعلی رہا اس کی جگہ پر فعلن بسکون میں آیا اس کو
محقق مخذوف کہیں گے اور جب مفاعیلن میں ہم رکن اول سے ملا اور زل سے یعنی اجتمع مخذوف
و قصر سے لن اور حرف یا مع حرکت ماقبل ساقط ہوتی فاعلن رہے اس کو محقق ازل کہیں گے اور جب مفاعیلن
میں ہم رکن اول سے ملا اور جب سے یعنی مخذوف میں سے ملے گا فاعلی رہا اس کی جگہ فاعلی آیا اس کو
محقق محبوب کہیں گے اور یہ فرعیں یعنی پنج سے دو اندہم تک جن میں تحقیق ہے نہج مکفوف اور

مضارع اور قریب میں آنے ہیں جیسے غیر خفوق یعنی متخلف جنہیں ہنودہ بھی ان تین بحر و نین آتی ہیں
 ح قولہ این جملہ یعنی از رخاوت بیچم تا یازدہم دین سہ بحر یافتہ شود تم کلامہ معلوم نہیں کہ فرع و وزیر
 کس قصور پر اس شمار سے خارج ہوئی اور محقق علیہ الرحمہ نے ہرج کو مکفوف متعذر کیا بخلاف مضارع
 اور قریب کے اس واسطے کہ ہرج مکفوف اور غیر مکفوف متصل ہے اور مضارع اور قریب سو مکفوف
 کے متصل نہیں ہم فاعلاتن مجموعی راہفت فرع دیگر است المفعولان داین مجنون مسکن مسیح است
 و ظاہر است کہ مشعت مجنون مسکن است چنانکہ گفتم پس فرع مشعت مسیح باشد و باین سبب مفعولن
 کہ مجنون مسکن است ابجائز اور دیم است اور فاعلاتن مجموعی کی سات فرعین ہیں پہلی مفعولان
 اور یہ مجنون مسکن مسیح ہے پس فاعلاتن میں جب ضبن کیا فاعلاتن تہرک عین ہوا اور جب
 مسکن کیا فاعلاتن بسکون عین ہوا اور جب مسیح کیا فاعلاتن ہوا و سکون مقول بہ مفعولان کیا اور
 ظاہر ہے کہ یہ وہی مفعولن مشعت یعنی مجنون مسکن ہے کیونکہ سابق میں بہ تفصیل بیان کر چکے ہیں
 اور یہ مفعولان فرع اوس مفعولن مشعت کی ہے اس واسطے کہ جب مفعولن میں اسبلغ کیا مفعولان ہو گیا
 اور اسی سبب سے مفعولن کو اس جگہ نکالے ہم کو اس واسطے کہ اوسکو فروغ مازی میں لکھ چکے ہیں
 مفعولان کو کہ مختصہ فارسی ہے اس جگہ اس لئے ہم ہم فاعلاتن داین مشعت مقصور است
 دوسرے فاعلاتن بسکون عین جب مفعولن مشعت کو مقصور کیا انون حذف ہوا اور لام ساکن مفعولن
 منقول بہ فاعلاتن ہوا ہم ج فعلن داین مشعت مخذوف است و علت این غیر اہست کہ در ابتر گفتہ آمد
 ہر چند وزن ہان است داین ہر سہ در مل و تخفیف و محبت اقتدرت تیسرے فعلن بسکون عین
 اور یہ مشعت مخذوف ہے جب مفعولن مشعت کو مخذوف کیا لکن کہ سبب تھا اگر کیا مفعولن فعلن
 ہوا اور علت اسکی سو اوسکے ہے کہ ابتر میں کہی گئی ہر چند وزن ایک ہو یعنی سابق میں فعلن کو
 ابتر کہا تھا کہ تبرا جماع حذف و قطع کو کہتے ہیں جب فاعلاتن کو مخذوف کیا فاعلاتن بعد اوسکو فاعلاتن
 قطع سے فاعل ہو کر مقول بہ فعلن ہوا پس وزن ایک ٹھہرا اگر ملتیں ہو اور یہ تینوں فرعین یعنی
 مفعولن اور فاعلاتن اور فعلن مل اور تخفیف اور محبت میں آتی ہیں ہم مفعولن داین مجنون مخذوف ارج
 است چونکہ فعلن بسکون لام یہ مجنون مخذوف ارج ہے جب فاعلاتن میں ضبن کیا فاعلاتن ہوا
 اور جب حذف کیا فاعلاتن ہوا اور جب ارج کیا یعنی دتا کا متحرک دوم کہ لام ہے ساکن کیا فاعلاتن متحرک

اور دو ساکن رہے وہ منقول بہ فعل ہوا ہم فعل و این مجنون محذوف مطلق است پانچویں فعل تحریک عین یہ مجنون محذوف مطلق ہے جب فاعلاتن میں خبن کیا فاعلاتن ہوا اور جب حذف کیا فاعلا ہوا اور جب قطع کیا فعل رہا بعضہ اسکو مروع کہتے ہیں ہم دفاع و این محذوف مطموس یا مجنون محذوف مدروس است جیسے فاع اور یہ محذوف مطموس یا مجنون محذوف مدروس ہے فاعلاتن کو جب محذوف کیا فاعلا رہا بعدہ طمس سے دو حرف اور دو حرکتیں گرائیں ساکن آخر رہا فاع ہوا یا فاعلاتن کو جب مجنون محذوف کیا فاعلا ہوا بعدہ درس سے ایک حرف اور دو حرکتیں گرائیں فاع ہوا ہم رفع و این محذوف اخذ یا مجنون محذوف مطموس و این چار درمل و محبت افتد است ساتویں فاع اور یہ محذوف اخذ یا مجنون محذوف مطموس ہے یعنی فاعلاتن جب محذوف ہوا فاعلا رہا بعدہ حذف سے و تکرار کیا بجائے فاع لائے یا فاعلاتن خبن اور حذف سے فاعلا ہوا بعدہ طمس سے دو حرف اور دو حرکتیں گرائیں ساکن آخر رہا فاع کو ساتھ فاع کے بدل کیا اور چارون فرمیں یعنی فعل اور فعل اوصاف اور رفع رمل اور محبت میں اتنی ہیں ہم دفاع لاتن مفروق سے رفع دیگر است افعالن و این محذوف مقصور است و بر وزن فعلن بہت کہ ابرہہ است و فاعلاتن مجموعی یا مجنون مسکن محذوف کہ ہم انجا باشد اما اینجا علت دیگر است است و دفاع لاتن مفروق کی تین فرمیں اور ہیں پہلی فعلن لبکون عین اور یہ محذوف مقصور ہے جب فاع لاتن کو محذوف کیا فاع لا رہا اور جب قصر کیا یعنی الف کو دور کر کے لام کو ساکن کیا فاع ل رہا منقول بہ فعلن ہوا اور یہ فعلن مفروق بر وزن فعلن ابرہہ مجموعی ہے یا مجنون مسکن محذوف بطور فارسی کہ یہ علت بھی مجموعی میں ہوتی ہے مگر بیان یعنی مفروق میں علت اور ہے اسواسطے کہ خبن مفروق میں نہیں ہو سکتا بسبب و تکرار خبن سبب میں ہونا اور تکرار مفروق میں نہیں ہو سکتا کہ آخر رکن میں و تکرار نہیں اور تکرار اجتماع حذف اور قطع ہے اور قطع و تکرار آتا ہے ہم ب فاع محبوب موقوف است و ہم بر وزن فاع است اما اینجا علت دیگر است است دوسرے فاع یہ محبوب موقوف ہے یعنی جب سے دونوں سبب گرے اور وقف سے عین ساکن ہوا فاع رہا اور یہ بھی بر وزن فاع مجموعی مجنون محذوف مدروس لیکن بیان علت اور ہے اسواسطے کہ خبن اس جگہ اول رکن میں نہیں ہو سکتا بسبب اس کے کہ و تکرار ابتدا میں ہے اور در اس طریق میں نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ درس و تکرار آتا ہے اور بیان و تکرار

م ج فاعل و این محبوب مکشوف است و ہم بر وزن فاع است کہ گفتہ آمد و این ہر سہ در مضارع ہستند
 ت تیسرے فاعل یہ محبوب مکشوف ہے جب فاع لاتن کو جب کیا دو لون سبب گر کے فاع رہا پھر
 کشف سے ناہوا کسوا سطلے کہ کشف گرا نا متحرک دوم و تد مفروق کا ہے پس فاع منقول بہ فاع ہوا اور ہم
 بھی بر وزن فاع مجموعی ہے کہ کہا گیا فاع مجموعی میں محذوف اخذ تھا با مجنون محذوف مطبوس بطور
 فارسی اور یہاں مفروقی میں علت اور کسوا سطلے کہ خبن مفروقی میں بسبب ہونے و تد کے
 اول رکن میں نہیں ہو سکتا اور اخذ بھی نہیں ہو سکتا کہ بعد محذوف کے فاع لن رہتا ہے اور محذوف
 و تد کو گراتا ہے اور یہاں و تد آخر رکن میں نہیں ہے اور یہ تینوں فرعیں یعنی فعلن اور فاع اور
 فاع مضارع میں آتی ہیں ہم مستفعلن مجموعی را چہا ر فرع دیگر است امفعولان و این اعرج است
 و در رجز اید دور بسیط ہم بکا و از ندرت اور مستفعلن مجموعی کی چار فرعیں اور ہیں پہلی مفعولان
 اور یہ اعرج ہے عرج و تد کی متحرک دوم کو ساکن کرتا ہے پس مستفعلن بشتکین لام مفعولان ہوا یہ
 فرع جز میں آتی ہے اور بسیط میں بھی استعمال کرنے ہیں ہم ب مفعولان و این مطوی مسکن نزال است
 و در وزن ہماں است اما علت دیگر و در رجز و سرح و ندرت و سرح آیدت و دوسرے مفعولان یہ
 مطوی مسکن نزال ہے جب مستفعلن کو طے کیا مستفعلن با بعدہ بہ بشتکین عین مفعولن ہوا اور اولیٰ
 مفعولان اور وزن میں وہی مفعولان اول ہے جسکو اعرج کہا مگر یہاں علت اور ہے یعنی طے
 اور مسکن اور اذالت اور یہ فرع رجز اور سرح اور ندرت میں آتی ہے جیسا کہ اور ان بجز میں معلوم
 ہو گا ہم ج فاع و این اخذ مقصور است ت تیسرے فاع اور یہ اخذ مقصور ہے جب مستفعلن میں
 اخذ سے علن گر گیا استغف را بعدہ قصر سے ساقط اور تے ساکن ہوئی مست منقول بہ فاع ہوا
 ہم کہ فاع و این اخذ محذوف است و نیز و ندرت چوتھے فاع اور یہ اخذ محذوف ہے جب
 مستغف اخذ میں حذف کیا تغر کے مسس بہ گیا منقول بہ فاع ہوا اور یہ دونوں فرعیں یعنی
 فاع اور فاع مسج میں آتی ہیں ہم و مس تغلن مفروقی را فرعی دیگر بودت اور مس تغلن مفروقی
 کی کوئی فرع اور نہیں ہے ہم و مفعولات را چہا ر فرع دیگر است افعلان و این مخبول موقوف است
 و در سرح افتد و مسکن این وزن ہم انجا شاید دان و ذنی دیگر است اما عروضیانی کہ پیش نکرده اند
 است اور مفعولات کی چار فرعیں اور ہیں پہلی افعلان بحر یک میں اور یہ مخبول موقوف مخبول اجتماع

نصیب و طے کو کہتے ہیں پس مفعولات سے جب نے گرمی اور دباؤ گر اعلاات رہا بعدہ وقف سے ہے
 ساکن ہوئی مفعولات منقول بہ فعلان تخریک عین ہوا اور یہ فاعل سریع میں آتی ہے اور سکون اس کے
 یعنی فعلان سکون عین بھی سریع میں چاہیے اور یہ وزن اوہ ہے مگر عرضیوں نے ذکر زیادہ نہیں کیا
 ہے یعنی فعلان تخریک العین سے زیادہ نہیں کیا ہے فعلان سکون العین نہیں لائی ہیں ہم فعلان
 و این مخبول مکشوف سکون است و ہ وزن اصل علم است اما اینجا علت دیگر است وہم در سریع اقتداست
 و در حے فعل سکون عین اور یہ مخبول مکشوف سکون ہے یعنی خیل سے باسقاط فا و او مفعولات
 او کشف سے باسقاط تا مفعلا اور تسکین سے سکون عین مفعلا ہوا فعلن اور سکے مقام پر آیا اور یہ فعلن
 بر وزن اصل علم ہے صلیم و تذکرہ مفعولات سے گرانما ہے جب مفعول ہا فعلن ہو ایہ وزن سابق عربی میں بیان
 کیا اور فعلن مخبول مکشوف سکون ہے اس جگہ فارسی میں پس اسکی علت اور ہوئی اور یہ سریع بھی
 مثل فعلان کے سریع میں آتی ہے ہم فاعل و این اصل مقصود است تیسرے فاعل اور یہ صلیم
 مقصود ہے صلیم سے و تذکرہ مفعول ہا بعد اس کے قصر سے و او گر عین ساکن ہوا و سکے مقام پر فاعل آیا ہم
 مفعول و این اصل محذوف است و ہر دو در سریع و منسج اقتداست چوتھے فاعل اور یہ صلیم محذوف ہے
 صلیم سے و تذکرہ محذوف سے سبب گرافع را اور یہ و نون فر عین یعنی فاعل اور فاعل سریع اور منسج
 میں آتی ہیں ہم این است فروع این اصول کہ جہت اعتبار عروض پارسی براپنچہ گفتہ آمد زیادت شود
 و جملہ این ہی پنج است است یہ ہیں فر عین اصول کی باعتبار عروض پارسی کے کہ زیادہ ہیں
 فروع تازی سے اور یہ سب فر عین عروض فارسی کی بنیتیں ہیں اس حساب سے کہ فعلن کی ایک
 فرع اور فعلن کی چار فر عین اور فاعلین کی بارہ فر عین اور فاعلاتن مجموعی کی سات فر عین اور
 فاعلاتن مفروقہ کی تین فر عین اور فعلن متصل کی چار فر عین اور مفعولات کی چار فر عین یہ سب
 بنیتیں ہوئیں ہم و از افزان دو وزن دیگر یا اپنے آوردیم الحاق باید کردیے خماسی و ان فعلان است
 دو گر خمافی و ان مفاعیلان است اور افزان سے دو وزن اور انہیں ملحق کیا جاہیے ایک
 خماسی وہ فعلان ہے یعنی فعلان مخبول موقوف سکون فروع مفعولات سے کہ عرضیوں نے اسکو
 شمار نہیں کیا ہے دوسرا خمافی وہ مفاعیلان ہے یعنی مفاعیلان مخفق مفعول فروع مفاعیلان سے
 کہ اتصال مفاعیل مکفوف سے ہم اسکا ساکن ہو جاتا ہے اس جگہ صاحب حاشیہ نے یہ حاشیہ

یہ عبارت فارسی میں ہے
 و این مخبول مکشوف سکون است
 و در حے فعل سکون عین
 اور یہ مخبول مکشوف سکون ہے
 یعنی خیل سے باسقاط فا و او
 مفعولات او کشف سے باسقاط تا
 مفعلا اور تسکین سے سکون عین
 مفعلا ہوا فعلن اور سکے مقام
 پر آیا اور یہ فعلن

حاشیہ

لکھا ہے ح قولہ و آن مفاعیلا نست معنی نماز کہ این فرع و فروع مفاعیلین سابقا مذکور شد است
پس زیادت و الحاقش لغزوع سابقہ معنی ندارد ہم کلامہ اس نامھی پر استقدر بیباکی انہیں کا کام ہے
ہم و القاب تغیرات بسیطہ سے درافزاید اعرج و مطہوس و درروس و مرکب چارہ درافزاید مسکن و مخنق و
ازل و محبوب و مسکن را بان سبب در مرکبات غم و بیم کہ تشکیل اگرچہ بخصیقت تشکیل متحرک اول از وقت
و آن تغیر بیاید باشد اما وقوعش موقوف است بر تغیر سابق پس جملہ فروع صدر و پشت شود و جملہ اولان
چمل جملہ القاب غیر مؤلف چهل و یک است و القاب تغیرات بسیطہ یعنی مفرد و کے تین ہر تہے
ہیں اعرج اور مطہوس اور درروس اور مرکب چارہ ہر تہے ہیں مسکن اور مخنق اور ازل اور محبوب اور
مسکن کو اس سبب سے مرکبات میں شمار کیا کہ تشکیل اگرچہ بخصیقت تشکیل متحرک اول و تر ہے اور
وہ تغیر مفرد ہے مگر وقوع اس کا موقوف ہے بر تغیر سابق پر اس واسطے کہ جب جزو اول سبب ہے گا
اور ساکن سبب بخوبی گرجائے گا اور متحرک باقی ماندہ سبب دو تحركات وند سے ملے گا اس وجہ سے
متحرک یا وسط ہوگی پس گویا یہ تغیر بھی مرکب ہو اتیس جملہ فروع ایک سے آٹھ ہوتے ہیں یعنی فروع
تازی تہتر لکھے تھے اوپر فروع فارسی پتیس ہر تہے جملہ ایک سے آٹھ ہوئے اور سبب اولان چالیس
ہوتے ہیں اسلئے کہ اولان فروع تازی پتیس لکھے تھے اوپر اولان فارسی دو ہر تہے ایک فاع دوسرا
مفاعیلان کہ یہی دو زائد اولان تازی سے ہیں پچیس جملہ اولان چالیس ہوئے اور تیس اولان فعالان
مسکون العین بھی فارسی پتیس مگر وہ تابع فعالان متحرک العین ہے جو تازی میں آیا ہے اور اس واسطے
ہر متحرک العین میں سکون العین جائز رکھا ہو پس یہ وزن سوم گویا مغایر اولان فروع تازی نہیں ہے
لہذا اس کو شمار نہیں کیا اور جملہ القاب غیر مؤلف اکتالیس ہوتے ہیں اس واسطے کہ تصحیح چونتیس
لقب کی تازی میں کی تھی فارسی میں سات ہر تہے اعرج مطہوس درروس مسکن مخنق ازل محبوب جملہ اکتالیس
ہوئے ہم و باشد کہ بعضی تغیرات سبب شراکت با تغیری دیگر یعنی دیگر باشد چنانچہ دو سبب بخصیقت
متوالی افتد از یک رکن یا دو رکن حال دوساکن آن دو سبب کہ میان ایشان یک متحرک بیش نباشد
خالی نبود و بنا از آنکہ با سقوط ہر دو ہم جائز نبود یا جائز بود و قسم دوم را حکمی نبود اما قسم اول خالی نبود
از آنکہ ثبوت ہر دو ساکن ہم جائز بود یا نبود اگر جائز بود و لا محالہ سقوط یک ساکن از ہر دو لا بعینہ ہم
جائز بود پس گویند میان این دوساکن معاقبہ است اور کبھی بعضی تغیرات کا سبب شراکت تغیرات

۱۰
تغیرات
از وقت
بیش یا کم
مطہوس اور
درروس اور
مرکب چارہ
ہر تہے ہیں
۱۱

کے ایک لقب اور ہوتا ہے جیسا کہ جبے و سبب خفیف متوالی واقع ہوں ایک کن میں مثل مستغفلن اور مغفیلین کے یاد و کن میں مثل فاعلاتن فاعلاتن اور فاعلاتن فاعلن کے حال اولن و وساکنون کا اولن و وسبون میں کہ درمیان اونکے ایک متحرک سے زیادہ نہیں ہے مثلاً مستغفلن میں فے متحرک ہے درمیان سین اور فے کے اور فاعلاتن فاعلاتن میں فے متحرک ہے درمیان نون اور الف کے خالی ہونگا۔
 دوسرا نون سے بنائیں یعنی اصل کن میں ایک صورت یہ کہ سقوط اولن و وساکنون کا جائز نہ ہو دوسری صورت یہ کہ جائز ہو پس دوسری صورت کے واسطے کوئی حکم نہیں ہے عروض میں مگر وہ صورت پہلی جس میں سقوط دونوں ساکنون کا جائز نہ ہو اس میں بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ثبوت دونوں ساکنوں کا بہم جائز ہو دوسری صورت یہ کہ ثبوت دونوں ساکنوں کا بہم جائز نہ ہو پس اگر جائز ہو لا محالہ سقوط ایک ساکن کا دونوں سے لا بعینہ بھی جائز ہوگا لا بعینہ کے یہ معنی ہیں کہ خواہ اول ساقط ہو خواہ ثانی دیکھتے ات پر یہ حکم نہیں ہے بلکہ مشترک اور شامل دونوں کی ہے پس کہیں گے کہ درمیان ان دونوں ساکنوں کے معاقبہ ہے یعنی دونوں کا سلامت رکھنا بھی جائز ہے اور انہیں سے ایک کا اگر ان بھی جائز ہے اور معنی معاقبہ کے لغت میں پیچھے ایک دوسرے کے آنا ہے کذا فی المفتجب و رشکا و شخص ایک مرکوب رکعتی ہوں کبھی ایک سوار ہو کبھی دوسرا عرب میں کہتے ہیں کہ درمیان ان دونوں کے معاقبہ ہے اور معاقبہ نو بحر و غیر آتا ہے منسج اور رمل اور وافر اور خرج اور خفیف اور محتث اور طویل اور کامل اور مدید کذا فی البحر رختہ اور وافر اور کامل میں معاقبہ باضمار و عصب ہو گا ہم و سقوط کی البتہ بخین بود یا بکف اگر بخین بود و سقوط دیگر یا بطی بود اگر ہو و ساکن در یک کن افتد یا بکف بود اگر در و در کن افتد اگر بکف بود و سقوط دیگر یا بقبض بود اگر در یک کن افتد یا بخین چنانکہ گفتہ آمد و رکعتی را کہ معاقبہ مجنون شود صدر خواند و رکعتی را کہ در معاقبہ مکفوف شود عجز خواند و رکعتی را کہ مشکول شود فطین خواند و رکعتی را در معاقبہ سالم مانند برنجی خواند و اگر ثبوت ہو و ساکن بہم جائز نہ ہو لا محالہ سقوط کی لا بعینہ واجب ہو و پس گویند در میان این دو ساکن مراقبہ است اور اولن و دونوں ساکنوں میں سقوط ایک کا البتہ بخین ہوگا یا بکف اگر بخین ہوگا سقوط دوسرے ساکن کا بطی ہوگا اگر دونوں ساکن ایک کن میں پڑیں مثل مستغفلن کے کہ اگر سین گریگا مغفیلن ہوگا اور اگر گے گے کی مستغفلن ہوگا یا ہوگا اگر دونوں ساکن و در کن میں پڑیں مثل فاعلاتن فاعلاتن کے پس سقوط ثانی کا اگر بخین ہوگا فاعلاتن

فعلاتن ہوگا اور اگر سقوط اول کا بکفت ہوگا فاعلات فاعلاتن ہوگا اور اگر سقوط ایک ساکن کا بکفت ہوگا سقوط دوسرے کا یا بقبض ہوگا اگر ایک رکن میں پڑیں مثل مضاعیلین کے کہ کفت سے مضاعیل ہوگا اور قبض سے مضاعیلن یا جنبن جیسا کہ کہا گیا یعنی دو رکن میں مثل فاعلاتن فاعلاتن کے کہ بیان اونکا ہو چکا اور جو رکن کے ساتھ معاقبہ کے مجنون ہوگا مثل فاعلاتن فعلاتن کے اوسکو صدر کہیں گے اسواسطے کہ یہ سقوط صدر رکن میں واقع ہو اسے اور جو رکن کے معاقبہ سے مکفوف ہوگا مثل فاعلات فاعلاتن کراوسکو عجز کہیں گے اسواسطے کہ یہ سقوط آخر رکن میں واقع ہوا اور جو رکن کے معاقبہ سے مشکول ہوگا یعنی ایک جانب جنون اور ایک جانب مکفوف مثل فاعلاتن فعلات فاعلاتن کے اوسکو طرفین کہیں گے اسواسطے کہ حذف حرف سبب کا دونوں طرفوں رکن میں واقع ہوا ہے اور جو رکن معاقبہ سے سالم رہے گا کواسطے کہ ثابت رکھتا ہے دونوں کا جائز اوسکو بری کہیں گے اسواسطے کہ بری لفتح اول و کسر راو تشدید یا بمعنی پاک ہے کذا فی النبیات اور اگر ثبوت دونوں ساکنوں کا ہم جائز ہو اور لامحالہ سقوط ایک کا لا بعینہ واجب ہو پس کہیں گے کہ دونوں ان دونوں ساکنوں کے مراقبہ ہے اور مراقبہ آٹھ بحر و نہیں آتا ہے اوایل بحر مضارع اور مقتضب میں کہ ایک ان دوسببوں سے ثابت رہتا ہے وجوبا اور ایک حذف ہوتا ہے وجوبا پس مضاعیلین جب اول بحر مضارع میں پڑے کف یا حرف واجب ہے اور فعولات جب اول بحر مقتضب میں پڑے جن یا طے واجب ہے چنانچہ بحر مضارع دائرے سے مکفوف نکلی سے اور بحر مقتضب دایرے سے ملوئی نکلی ہے اور بحر مشاکل اور قریب اور جدید میں مراقبہ لازم ہے اور بحر سیرج اور سرح میں غالب اور بحر خیف میں جائز شرح خرزیمہ سے اور معنی مراقبہ لغت میں بالیکیر نگہبانی کروں ہیں پس فرق معاقبہ اور مراقبہ میں یہ ہو کہ معاقبہ میں ثابت رکھنا دونوں ساکنوں کا بھی جائز ہو اور گرانا ایک کا بھی جائز ہے اور مراقبہ میں ثابت رکھنا دونوں ساکنوں کا جائز نہیں اور سقوط ایک کا واجب ہو اور محقق علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ قسم دوم را حکی بنو دینو جہاں سقوط دونوں کا معاقبہ ہو جیسو فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن میں اوسیں کچھ حکم نہیں لیکن حکم لامحدہ کی حاجت نہیں مگر عبد اللہ خزرجی فرمادے گا کائف لکھا ہے پس کائف عبارت سے جواز حذف ہر دو ساکن مجاور و سبب سے یا باقی رکھنا دونوں کا سکا یا حذف ایک کا لا بعینہ اور وہ سیرج اور سرح اور بیسط اور خزیمہ میں متعل ہوتا ہے فصل مقتضب و تفصیل و زمان

از بحر می چون از تقریر مقدمات فراغت حاصل شد بعد ازین تفصیل بحر با و زنه که در هر بحر استعمال کرد
 مشغول شویم و عدد عروض با و ضربها چنانکه عادت عروضیان هر هفته هست ایراد کنیم و آنچه را در عروض
 پاریان و عدد اوزان ایشان به تحقیق نزد کثیر آید در هر موضع شرح دهیم و فصل سابع در تفصیل
 اوزان استعمل هر بحر بین جوهر مقدمات سے فراغت حاصل ہوئی بعد اسکے تفصیل بحر را و اوزان
 مستعمله هر بحر بین مشغول ہوتے ہیں ہم اور عدد عروض با و ضرب کی جیسا کہ عادت عروضیان لغت
 کی ہے لکھتے ہیں ہم اور جو کہ کہ ہکو عروض اہل فارس اور عدد اوزان اہل فارس میں تحقیق ہوتا ہے
 ہر جگہ بیان کرتے ہیں ہم ہم و عادت عروضیان چنان ہست کہ ہر وزن را بتنی مثال آرد و ابیاتی
 عروض عرب ہمیشہ همان ابیات آردند کہ خلیل احمد آورده است چه در ان عروض نصرانی زلفہ است پس
 ما نیز همان ابیات بعینہا بیاوریم و شواہد فراحتات کہ آرد وہ ہست تا تخفیف کردیم ما در عروض پاریان
 ہر کسی بینی دیگر آورده است ما ہم رعایت ابیات معین نکردیم و آنچه اتفاق افتاد بیاوریم و چون بسیار
 وزنها است کہ بہ تحقیق راجع با یک وزن است و ایراد مشابہ بازی ہمہ قضایا تطویل بیفادہ میکنند بعضی
 اشکہ کہ استغنا ازان حاصل باشد بیاوریم و ابتدا بطویل کردیم چنانکہ خلیل احمد کردہ است و دیگران با و
 اقتدا کردہ است اور عادت عروضیوں کی یہ ہے کہ واسطے ہر وزن کی ایک بیت مثال کی لاتی ہیں
 اور بتین عروض عرب کی ہمیشہ وہی بتین لاتے ہیں کہ خلیل احمد لایا ہے اس واسطے کہ اوس میں کوئی
 قصرت نہیں ہوا ہے پس ہم بھی وہی بتین بعینہ لائیں گے اور ابیات شواہد فراحتات کہ خلیل احمد
 لایا ہے ہمنے او کی تخفیف کی مگر عروض فارسی میں شمس ایک بیت جدا گانہ لایا ہے لہذا ہمنے
 بھی رعایت ابیات معین کی نہیں کی جیسا اتفاق پڑا ہے لکھا اور بہت سے وزن ہیں کہ جب تحقیق
 کیجئے ایک وزن ٹھہرتا ہے او کی مثالین لانا تطویل بیفادہ ہر بعضی مثالین کہ او کی احتیاج سخانی
 نہیں لائے ہم کہ اوزان کر کی مثالین ضرور نہ تھیں اور ابتدا بطویل سے کی ہمنے جیسے خلیل احمد نے
 ابتدا اوس سے کی ہے اور اوزان نے پیروی خلیل احمد کی ہم تطویل از بحر ای است کہ تازی گویان
 خاص است و شعر پارسی برین بحر تکلف باشد و شش و دوازہ فعلن مفاعیلن چار بار باشد و
 و سبنا تازی و افی بکار آرد و عروضش ہمیشہ مقبوض ضرب ہم سالم و ہم مقبوض و ہم محذوف بکار آرد
 پس ماضی استعمال سے باشد و شواہد این سہ بیت است یہ بحر خاص ہے تازی میں شخرازی

و

سین

اس میں تکلف سے خالی نہیں اصل اسکے دائرے میں فعلوں مفاعیلین چار بار ہے اور بنامین
یعنی استعمال تازی میں دانی لاتے ہیں یعنی موافق سبباکان دائرہ کے اگرچہ مزاحف ہوتے ہیں
کرتے ہیں اور عروض و سکا یعنی آخر مصرع اول ہمیشہ مقبوض ہوتا ہے یعنی مفاعیلین اور مصرع کے
کہ اس میں عروض تابع ضرب ہوگا اور ضرب یعنی آخر مصرع ثانی کبھی سالم یعنی مفاعیلین اور کبھی مقبوض
یعنی مفاعیلین اور کبھی مخدوف یعنی فعلوں مستعمل کرتے ہیں پس اولین مستعمل تین ہیں اگرچہ عروض
مقبوض اور ضرب سالم دوسرا عروض مقبوض اور ضرب مقبوض تیسرا عروض مقبوض اور ضرب مخدوف
اور مطلب فقر عروض و ضرب سے یہ ہے کہ شاعر جب مصرع اول میں عروض واحد اور مصرع ثانی
ضرب واحد لائے چاہیے کہ اسی طرح تمام قصیدہ میں کے اور پھر اختلاف عروض و ضرب میں رد و اثر
مگر قدمانے بحر کامل میں اختلاف عروض کیا ہے اسکا نام اقفا ہے اور اختلاف ضرب کو بحر مد
کہتے ہیں یہ دونوں غیب میں داخل ہیں کہ متاخرین نے اس سے احتراز لازم جانتا ہے اور اول
تین اور ان کے شواہد یہ تین شعر ہیں ہم اشعر ابائند ز کانت غرود صیغتی ۛ و لم اعطکم
فی الطوبی مالی ولا عرضی ۛ عروض مقبوض است و ضرب سالم تقطیعش بدلیگو نہ اباسن فعلوں
ز کانت مفاعیلین عروض فعلوں صحیفتی مفاعیلین و لم اعطکم فعلوں حکم فطو مفاعیلین عملی فعلوں
ولا عرضی مفاعیلین و عادات عروضیان است کہ ہمہ شواہد را ہمیں گوئے تقطیع ایر و کنت و ہر کہ
قواعد فہم کردہ باشد باین تطویل محتاج نباشد و آنکہ فہم کردہ باشد اور اصد چندین ہو و کنت پس
بخصیفت التقطیعات را مئی آرییم و بریک مثال تبازی و یک مثال یہ پارسی اقتصار کہیم ۛ پہلا
شعر جو متن میں لکھا ہے عروض اسکا مقبوض ہے اور ضرب سالم ہے اور تقطیع و سکی خود تحقیق علیہ
نے لکھی ہے مگر ترجمہ شعر مذکور کا یہ ہے کہ ای ابائند ز فریب تھا خط میر انہیں دیا میں نے حکو
مال اپنا اور عزت اپنی یعنی پہلا خط برضا سندی نہ لکھا تھا اور عادات عروضیوں کی یہ ہے کہ جملہ
شواہد کی اسی طرح تقطیع کرتے ہیں پس جو شخص کہ فہم قواعد رکھتا ہے اس تطویل کا محتاج نہیں ہے
اور جبکہ فہم قواعد نہیں ہے اسکو صبر برابر اسکے مفید نہیں پس ہم ہر جگہ تقطیع نہ لائیں گے
قط ایک تقطیع شعر عربی اور ایک تقطیع شعر پارسی پر کتنا کرنگے مگر ترجمے میں البتہ
تقطیعات لکھے جائیں گے ہم ب سندی لک الا یام کانت جابلہ ۛ و یا یک بالاحیار من

تم تفرقہ و عروض و ضرب ہر دو مقبوض اندر شعر دوسرا جو متن میں لکھا ہے عروض اور ضرب دونوں مقبوض ہیں یعنی مفاعیلن اور یہ شعر قصیدہ سبعیہ سے ہے جو طرہ بن العبدی زنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہا ہے ترجمہ و سکا یہ ہے قریب ظاہر کرے گا زمانہ واسطے تیرے وہ چکر کہ جس سے تھا تو جاہل آور لائے گا واسطے تیرے اخبار و شخص کہ نہیں تو شہ دیا ہے تو نے اوسکو یعنی سائل شرعی بدون طرح و درجہ بیان کر گیا قطع یہ ہے سبندی فحولن نکل ایما مفاعیلن ماکن فحولن تجاہلا مفاعیلن و یا قی فحولن کبلا جہا مفاعیلن منکم فحولن تزد ووی مفاعیلن صم جہا مفاعیلن ارقیموا بنی النعمان عثا صد ورمکم و لا لاقیموا صا غریز الر و ساء عروض مقبوض و ضرب مجاز و س عروض اس شعر کا مقبوض یعنی مفاعیلن اور ضرب مجزوف ہے یعنی فحولن منی شعر کے یہ ہیں رہت کر دے بنی نعمان ہم سے سینے اپنے یعنی کینہ دور کرو نہیں تو رہو گے ہمیشہ ذلیل کرنے والے سرون کے یعنی سرداروں کے یعنی ہمیشہ ذلیل رہو گے قطع یہ ہے ارقیمو فحولن بن نعمان مفاعیلن نعن فحولن صد ورمکم مفاعیلن والا فحولن ارقیمو صا مفاعیلن غری تر فحولن رود سا فحولن ہم و بیشتر ویرین وزن فحولن را کہ بر ضرب مقدم بود مقبوض بکار دارند بر نیگوہ شعر و فادقت حتی اما ابالی ہن النوی و وان بان جیران علی کر اقم است اور اکثر ان وزن میں فحولن کو کہ مقدم ضرب سے ہوتا ہے مقبوض استعمال کرتے ہیں یعنی فحولن جیسا اس شعر میں ہے جو محقق علیہ الرحمہ نے لکھا منی یہ ہیں کہ اور جدائی کی میں یہاں تک کہ نہیں ڈر رکھتا ہو نہیں دشمنی سے اگر چہ ظاہر ہوں مجھ پر ہمسائی بزرگ یعنی ہمسائی نزدیک میری آئیں اور اصرار کریں تو بھی کجائی قبول نہ کروں اور انکی سے نہ ڈروں قطع یہ ہے و فارق فحولن تحت تا ما مفاعیلن ابالی فحولن ہن نو مفاعیلن وان فحولن بنجر ان مفاعیلن علی ہی فحول کر امو فحولن نوارد دشمنی کرنا منتخب سے اور کر امو بالکسر جمع کریم منتخب سے ہم و درجہ و زان علی الاطلاق ہر کجا بدیت مصرع آزد مانند ابیات اول قصاید عروض موافق ضرب کنند و ضرب بر حال خود بگذارند است اور سب زان میں مطلق جس جگہ بدیت مصرع لائے ہیں یعنی مطلع مانند ابیات اول قصاید کے عروض موافق ضرب کے لائے ہیں یعنی مطلع کے عروض و ضرب میں غرض نہیں ہوتا اور ضرب کو اپنے حال پر چوڑتے ہیں یعنی تمام ابیات قصاید میں ضرب یکساں موافق ضرب مطلع کے لائے ہیں ہم و اما بطریق زحاف در طویل صدر مقبوض و انکم

ہاں

و اثرم شاید و حشو مقبوض و مکفوف و ابتدا مقبوض و گاہ اتم و اثرم اماخت نادر بود و در فاعیلین کہ حشو
 افتد معاقبہ باشد میان یا و نون است و اما بطریق نزاع طویل بین مصدر و مفعول یعنی فعل اورا اتم
 یعنی فعلین اورا اثرم یعنی فعل لائق ہے اور حشو مقبوض یعنی فعل اور فاعیلین اور مکفوف یعنی مفعول اور
 ابتدا یعنی کرن اول صرح ثانی مقبوض یعنی فعل اور کہی اتم یعنی فعلین اور اثرم یعنی فعل لائق ہے مگر
 ابتدا رکبا اتم اور اثرم ہونا بہت نادر ہے مثال مقبوض شجر اطلب من اسود بنیشتہ و وئہ ابو
 مطر و عامر و ابو سعید یعنی یہ کہ آیا طلب کرتا ہے تو او کو کہ شیران بیشہ کتر اوئسہ بن ابو مطر اور
 عامر اور ابو سعید قطع یہ ہے اطلب فاعل من اسود مفعول و بیش فاعل تدر و مفعول فاعل ابو مطر فاعل
 و عامر فاعل من و فاعل ابو سعید فاعل من مثال اتم مکفوف شجر شاکتک احد ارج سلیمنی عاقل
 فاعلینا ک للبین سجود ان بالذم مع یعنی یہ کہ شوق میں ڈالا جھکو ہو و جہا می مشوقہ سلیمنی موضع
 عاقل میں پس نکھیں تیری جدائی میں گرانی ہیں اسو قطع شاکت فاعل کا خارج مفعول سلیمنی فاعل
 بعاقلین مفعولین فاعلین فاعلین شجر و فاعلین بند و معنی مفعولین مثال اثرم شجر
 ہا جاک ربیع و اویس الرستم بالکویہ لاسما عفی آیاتہ المور و القطر یعنی یہ ہیں بیجان میں لایا
 جھکو مکان کہنہ نشان لوائین اور لوائین نام مقام کا ہے جو واسطے اسماء کے تھا مثلاً لے نشان اور
 موج آب نے اور باران نے سور الفتح و را و حملہ موج زون اور بالضم باد با گرد و خاک منتخب سے قطع
 خارج فعل کر فاعل و مفعولین رستم رستم فاعلین لوائین فاعلین لاسما فاعلین عفا یا مفعولین
 تمل مفعولین و مفعولین مفعولین صدر اثرم اور غرض مقبوض اور باقی ارکان سالم ہیں اور میان
 مفعولین کے جو حشو ہیں آما ہے معاقبہ ہر یعنی اثبات دو وزن ساکن اسباب کا جائز ہے یا حذف
 ایک کا یا مفعولین آئے گا یا مفعولین ہم و اما در فارسی آنچه تکلف گفتہ اند بعضی ہم ہر نوال عرب
 گفتہ اند مثال وزن اول شجر ہر دی دل و جانم بیک غمزہ ناگمان ہر دی کہ من و اوم تو خودی گناہ
 زان ہر قطعی شجر ہر دی فاعلین دل و جانم مفعولین بیک غمزہ ناگمان مفعولین ہر دی فاعلین
 کند اوم مفعولین مفعولین گناہی را مفعولین در قطع فارسی ہمہرین ہر بیک شکل انتصار
 خواہم کردت لیکن پارسی میں جو کچھ تکلف کہا ہے بعضوں نے بروضع عرب کہا ہے مثال
 وزن اول کی جو محقق علی المرمری لکھی ہے اور قطع بھی او کی خود لکھی ہے اور اسی قطع ہر اکتفا کی

چنانچہ سابق میں بھی ہی کہتا تھا تو لے تاکید اہی معنی شعر کے یہ ہیں لیکن تو اسی مشوق دل میر اور جان میری
ایک غزل میں ناگاہ مگر نو نہیں لگیا تو بلکہ نے دیا تحقیق کہ بگناہ ہے تو اس سے ہم و عادت
عروضیان پارسی آنت کہ ہر مثالی راشالی مصرع ایرا و کند مثال صرع این وزن بیت برآید ز خسار
نگاہین من ماسے نہ مگر ایہم از نورش سوی وصل اور اسے ۴ و بعد ازین ایرا و صرعات ہم تخفیف
خواہم کرد و ت اور عادت عروضیان فارسی کی یہ ہے کہ مثال میں بیت مصرع لائے ہیں یعنی مطلع کہ
اوس میں ایک وی اور ایک وزن ہوا و بیت اول ہم قافیہ بھی مگر ہم وزن نہی مثال مصرع اس وزن
مذکور کی بارکان سالم جو متن میں بھی ہر معنی اوس کے یہ ہیں کہ چہرہ میرے مشوق کا چاند سا چمکا
شاید اوسکی روشنی میں راہ وصل کی مجھ کو معلوم ہوا و قطع و سکی یہ ہے برآید فو لن زر خساری تھا
نگاہی فو لن میں گاہی مفاہیلن مگر یا فو لن بز نورش مفاہیلن سوی و ص فو لن گاہی مفاہیلن
اس کے ایرا و صرعات میں بھی کمی کر نیگے ہم کہ غرض بیان وزن سے ہے ہم و بعضی عروضیان ما از
اوزان عرب تجاوز کردہ اند و بر قیاس دیگر بحر ہای پارسیان پر ورنی بر عروض سنغ و معری ابھر
سنغ و عروض سالم با ضرب ہم سالم یا مقبوض سنغ و معری و عروض مقبوض سنغ و معری با ضرب سنغ
و عروض مقبوض با ضرب مقبوض و مقصور و مخذوف و ہر دو مقصور یا مخذوف یا مختلط و ہر سدس مربع
ہم مثالہ آورده اند و از ہمہ بطبع نزدیکتر سالم بود خانہ از یکدگر جدا جدا بدینگو نہ بیت من از غم
گذا انم قوی غم گذرانی ۴ من از عشق نا لائیم قوی عشق نازانی ۴ اور بعضی عروضیان پارسی
اوزان عرب سے تجاوز کیا ہے اور بر قیاس اور بحر فارسی کی وانی میں یہ اوزان لائے ہیں عروض
سنغ یعنی مفاہیلان اور معری یعنی خالی تسبیح سے مفاہیلن ساتھ ضرب سنغ کے یعنی مفاہیلان
اور عروض سالم یعنی مفاہیلن ساتھ ضرب سالم کے یعنی مفاہیلن یا مقبوض سنغ کے یعنی مفاہیلان
یا مقبوض معری کو یعنی مفاہیلن اور عروض مقبوض سنغ یعنی مفاہیلان اور معری یعنی مفاہیلن ساتھ ضرب سنغ کے یعنی مفاہیلان
اور عروض مقبوض یعنی مفاہیلن ساتھ ضرب سنغ کے یعنی مفاہیلن اور مقصور کے یعنی فو لان اور مخذوف کے یعنی فو لن
اور دونوں مقصور یعنی عروض اور ضرب و فو لان یا مخذوف یعنی عروض اور ضرب و فو لن
یا مختلط یعنی عروض فو لن ضرب فو لان یا بالعکس اور سدس اور مربع کی ہی مثالیں لائے ہیں یعنی
مجزو اور مشطوبہ ہی کہا ہے اور سب سے موافق طبع کے بحر سالم صحیح بل عروض مقبوض و ضرب مخذوف

نیز گفتہ اند مثال سے نگاری کجا ہوتا بخوبی نہ انش چگونگی کر ابا بشد بعشق صبور می بد معلوم ہو کہ
یہ وزن بھی جبک عروض مقبوض فاعلن اور ضرب محذوف فعلن بوقطعیل مرقومہ مصنف میں داخل ہے
احتیاج اس حاشیہ کی نہ تھی اور سالم میں خالی جدا جدا اسطرچ پر بیت جو متن میں لکھی ہے معنی اوسکے
یہ ہیں یعنی میں غم سے گدازش رکھتا ہوں اور تو بزم غم گدازش رکھتا ہے میں عشق سے نالاہون تو بے
عشق نازان ہے تقطیع یہ ہے منزع فعلن گداز غم مفاعیلن تہی غم فعلن گدازانی مفاعیلن منزع فعلن
فنا لانم مفاعیلن تہی عشق فعلن فنا زانی مفاعیلن ہم دگر مسط باشد ہتر بود و دیگر ارکان غیر عروض
و ضرب در پارسی مزاحف بکار نہ توان داشت چہ تکلف وزن و زحاف چون جمع شوند نفرت طبع زیادت
گرد و گرد و اورا گرسط ہو بہتر ہے یعنی مطلع میں چارون جگہ قافیہ اور ابیات میں تین قافیہ
اول اور قافیہ آخر موقوف قافیہ مطلع کے یہ زیادہ خوشنما ہے اور اور ارکان سوا عروض و ضرب کے
فارسی میں مزاحف لانا پنجاب سے اس واسطے کہ یہ بحر فارسی نہیں ہے جب تکلف وزن اور تکلف زحاف
دو وزن جمع ہونگے نفرت طبیعت کی زیادہ ہوگی معلوم ہو کہ مثالین فارسی کی موافق ان ارکان کے
کتب سے نہ ہوندرہ کر لکھنا مشکل اور موزون کر کے لکھ دینا سہل مگر تطویل بیفائدہ کہ اہل فہم کو قطعاً لکھنا
ارکان کا کافی ہے اور یہ اوزان بھی نامطبوع ہیں فقط ضرورت ہے تو اتنی کہ شاید کوئی شعر کسی استاد کا
ان زحاف و نہیں نکل آئے تو تقطیع مشکل نہ وہم مدید ہم از بحر ای نازیان است واصلش در دائرہ فاعلاتن
فاعلن چہ بار بار بود و در بنا مجز و بکار و در زندہ اور اسہ عروض و پنج ضرب باشد و برشش وزن مستعمل است
و شواہد این شش بیت است مدید بھی بحر تازیون کی ہے اور اصل و سکے دایرے میں فاعلاتن
فاعلن چار بار ہے اور اسکو مجز و استعمال کرتے ہیں یعنی مسدس اور اسکے متن عروض یعنی سالم
اور محذوف اور مجنون محذوف اور پانچ ضربیں یعنی سالم اور مقصور اور محذوف اور ابتر اور مجنون محذوف
ہیں اور چہ وزن پر مستعمل ہے ہر چند احتمال عقلی مقتضی تندرہ اوزان کا ہے کہ تین کو جب پانچ میں
ضرب دیکھتے پندرہ ہوتے ہیں مگر مستعمل فقط چہ ہیں اور کی تیس ہیں یہ ہیں ہم اشعر یا لیکر انش و
لی کلینا یا لیکر این این الفرائد عروض و ضرب ہر دو سالم است پہلا شعر جو متن میں
لکھا ہے عروض اور ضرب اوسمیں دونوں سالم ہیں یعنی فاعلاتن ترجمہ یہ ہے اے قبیہ بکرمیری زویا
کو پہنچو اور پہنچو میری طرف کیس کو ای قبیہ بکرمیرا کہان ہے کہان ہے مفر کیس بالضم و فتح لام مقصور

عین معنی یہ ہیں اکثر اگ کو وقت رات کے دیکھتا تھا میں کہ توڑتی تھی وہ ہندی کو اور اٹھارہ کو گھنٹہ تو گھنٹہ تیار اور
 خوشبودار خوشگند قطیع یہ ہے سب بنان فاعلاتن بت یا فاعلن مفعما فعلن نقصل من فاعلاتن و
 یول فاعلن فاعلن ہم و بعضی مشطور و اوکشتہ اندامان فاعلن نیارودہ ست اور بعضون فر
 یہ سچ مشطور و وارکھی ہے یعنی مریج اور خلیل نہیں لایا ہے جیسے یہ بیت یا لبگر لا تئو
 لیس ذاجین وئی قطیع یا لبکر فاعلاتن لا تئو فاعلن لیس ذاجی فاعلاتن تئو و فاعلن
 اور زجاج فی اسکوریل مجز و محذوف الضرب العروض قرار دیا ہے ہم و بطریق زحاف خبن و کف
 و شکل در ارکان دیگر بکار دوزند و میان فاعلاتن و الف فاعلن معاقبہ باشد اور بطریق
 زحاف کے خبن یعنی فاعلاتن اور فعلن اور کف یعنی فاعلاتن و شکل یعنی فاعلاتن آتا ہے صدر
 اور ابتدا اور حشو میں سوا عروض و ضرب کے اور عروض و ضرب کا بیان پہلے ہو چکا اور در میان فاعلاتن
 فاعلاتن کے اور الف فاعلن کے معاقبہ ہے یعنی یا دو ٹون ثابت رہیں گے یا ایک لٹن دو ٹون
 کرے گا مثلاً فاعلاتن فعلن اس بحر میں نہ آئے گا ہم اما پارسی بمکلف برقیاس دیگر بحر ہی ایشان
 و وافی عروض و ضرب ہر دو نال یا ہر دو سالم یا مختلط و عروض سالم و ضرب مجنون یا مقطوع و ہر دو
 مجنون یا ہر دو مقطوع یا مختلط و ہر دو سالم و عروض سالم و ضرب مقصور و ہر دو مقصور یا مختلط
 یا مختلط و عروض محذوف یا مجنون محذوف و ضرب مجنون محذوف یا ابتر بکار دہشتہ اند و اوکشتہ
 آورده و مشطور ہم بکار دہشتہ اند و از ہمہ قطیع نزدیک تر وافی بود و ہم سالم بر نیگو نہ بعیت بادہ بر گھر
 ایصنم زود بردار و وزن چند خواہی خورد و غم دور کن از دل خزن و ت و اما فارسی بمکلف
 موافق اور بحر عرب کے وافی بین عروض و ضرب دونوں نال یعنی فاعلاتن یا دونوں سالم
 یعنی فاعلن یا مختلط یعنی ایک جگہ فاعلن اور ایک جگہ فاعلاتن اور عروض سالم یعنی فاعلن
 اور ضرب مجنون یعنی فعلن یا مقطوع یعنی فعلن اور دونوں عروض و ضرب مجنون یعنی فعلن و دونوں
 عروض و ضرب مقطوع یعنی فعلن یا مختلط یعنی ایک جگہ فعلن اور ایک جگہ فعلن اور مجز و بین
 دونوں سالم یعنی فاعلاتن اور عروض سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب مقصور یعنی فاعلاتن اور دونوں
 مقصور یعنی فاعلاتن یا دونوں محذوف یعنی فاعلن یا مختلط یعنی
 ایک جگہ فاعلن اور ایک جگہ فاعلاتن اور عروض محذوف یعنی فاعلن یا مجنون محذوف یعنی

فعلین بخرک عین اور ضرب مجنون محذوف یعنی فعلین بخرک عین یا بخرک عین فعلین سکون عین استعمال کیا ہے اور مثالین او کی لائے ہیں اور مشطور یعنی مربع کا بھی استعمال کیا ہے اور سب سے موافق طبع دانسی ہے اور سالم بھی بیت او کی مثال کی مرقومہ متن ہے بادہ زن اوس میں بھی شراہ نوشیدن ہے اور ضرب نفیقین اور بالضم یعنی اندوہ منتخب اور کشف اور غیاث سے تقطیع یہ ہے باو برگی فاعلاتن رمی صنم فاعلین و در دافا فاعلاتن روبرن فاعلین چند خا ہے فاعلاتن خرد و صنم فاعلین و در کن از فاعلاتن دل خزن فاعلین ہم وہم ارکان مجنون نیز گفتمہ اندوہم از دیگران بہتر بود برنگونہ بدیت زبانت پسرابیکے بوسہ چراغ کنی شادمانہ تبری زخرات اور سب ارکان مجنون بھی کہے ہیں اور یہ بھی اور وزنوں سے بہتر ہے مثال متن میں ہے زبانت یعنی از کہما خود تقطیع یہ ہے زبانت فاعلاتن پسرافعلین بیکے بو فاعلاتن سحر افعلین کنی شافاعلاتن و مرا فعلین تبری فاعلاتن زخدا فاعلین ہم و مشطور این بحر از بہر آنکہ برل نزدیکتر بود خوش آید برنگونہ بدیت یکرہ اسی بید اگر کہ لطف کن درانگرت اور مشطور اس بحر میں یعنی مربع بسبب کہ برل سے نزدیکتر ہے خوشنما ہے تقطیع بیت مثال مرقومہ متن کی یہ ہے یکرای بی فاعلاتن و اگر فاعلین لطف کن در فاعلاتن مانگر فاعلین ہم مقلوب طویل مفاعیلین فاعلین چار بار بود بہرامی از فرا لاوی شاعر نقل کردہ است کہ او بوفانی این بحر شعر گفتمہ است و یک بیتش این ست بدیت نگاری دلربائی ربود از من دل من چمن بیدل چگونہ ازو بوسہ ستانم مقلوب طویل مفاعیلین فاعلین چار بار ہے بہرامی نے فرا لاوی شاعر سے نقل کی ہے کہ او نے اس بحر کے وافی میں شعر کہے ہیں ایک بیت او کی یہ ہے جو محقق علیہ الرحمہ نے کھلی تقطیع یہ ہے نگاری دل مفاعیلین ربائی فاعلین ربود از من مفاعیلین دلی من فاعلین منی بیدل مفاعیلین چگونہ فاعلین ازو بوسہ مفاعیلین ستانم فاعلین سب ارکان سالم ہیں ہم و بحر جزو اخر بیتیم از شعر او این است شمع بر نور جہان سیہ و رنگ است جہا باشمس آن بت بیگ است اور وزن مجوز اخر میں بھی فرا لاوی کی بدیت ہے جو متن میں لکھی ہے شمن یقین یعنی بت پرست بران اور سراج اور غیاث سے اشارہ طرف عاشق کے کہ معشوق پرست ہوتا ہے معنی بدیت کے یہ ہیں کہ جہان روشن میری آہوین سیاہ اور رنگ ہے جب سے مجھ عاشق سے وہ بت یعنی معشوق لڑا ہر شش شمن یعنی ہجوم

مقلوب طویل

تم کلامہ ظاہر یہ معنی مصنوعی ہیں لفظ بیت کی یہ ہے پر نور مفعول جہاں مفعول بیت نکست فاعلاً
 تا باش مفعول مناسبت فعلین کجنگ است فعلان صدر اور ابتدا ضرب ہے اور عرض مسیح اور ضرب
 مقصور اور حشو صراح اول مقبوض ہم دہرین قیاس دروانی و مجز و مسیح و معری و مختلط ذکر کردہ در
 مجز و مزد و مقصور و مختلط و همچنین ضرب مکفوف است اور اسی قیاس پر وانی میں یعنی مشن
 میں اور مجز و میں یعنی مسدس میں مسیح یعنی فعلان اور مفاعیلان اور معری یعنی فعلین اور مفاعیلین
 اور مختلط یعنی کہیں مسیح اور کہیں سالم کا ذکر کیا ہے اور مجز و میں یعنی مسدس میں مزد و یعنی
 فعلین اور مقصور یعنی فعلان اور مختلط یعنی کہیں فعلین اور کہیں فعلان کا ذکر کیا ہے درسطح
 ضرب یعنی مفعول اور مکفوف یعنی مفاعیل صدر اور ابتدا میں لایا ہے ہم اما در عرب و عجم از کسے دیگر
 شعرے برین بحر معلوم نشده است محقق علیہ الرحمہ نے یہ عبارت بعد بیان مراحضات
 کے لکھی ہے مطلب یہ کہ عرب اور عجم میں اور کسی سے کوئی بیت مراحضات میں اس بحر کی
 نہیں بنی گئی صاحب حاشیہ اس مطلب کو نہ سمجھا اور یہ حاشیہ کھلا ح قولہ اما در عرب و عجم آہ بیشتر
 ازین اشعار امر القیس برین بحر نقل کردہ شد پس حصرت و تبع مصنف غلام ناتمام است تم کلامہ
 پس دو وزن شعر کہ رسائل امر القیس سے سابق لکھی گئی سالم ہیں نہ مراحضت ہم بسیط ہم از بحر
 تازیان است و ہاش در دائرہ مستفعلن فاعلن چار بار بود و اور اسے عروض و پنج ضرب است و
 برشش وزن استعمال است و وانی و چار مجز و ابیات این ست بسیط بھی بحر تازی ہے
 و اصل او کے دائرے میں مستفعلن فاعلن چار بار ہے اور او کے تین عروض یعنی مجنون اور
 سالم و مقطوع اور پانچ ضربین یعنی مجنون اور مقطوع اور نذال اور سالم اور مقطوع ثانی یعنی وانی میں
 مقطوع فاعلن سے فعلن ہے اور مجز و میں مقطوع مستفعلن سے مفعولن ہے پس یہ دو ضربین
 ہوئیں کہ دو وزن ہیں اگرچہ علت ایک ہے صاحب حاشیہ اس مطلب کو بھی نہ سمجھا اور یہ حاشیہ
 لکھا ح قولہ پنج ضرب یعنی مجنون و مقطوع و نذال و سالم و مجنون تم کلامہ پس مجنون اس بحر میں
 کوئی ضرب نہیں اگر ایجاد بندہ آدھ وزنون پرستعل ہے ہر چند از روی احتمالات غلطی کے
 پذیرہ وزن ہوتے ہیں کہ میں کو جب پانچ میں ضرب و تہی پذیرہ ہوں اگرچہ استعمال
 میں بین و وانی اور چار مجز و تین یہ ہیں ہم اشعر یا حار کا از زمین رنگم ہذا بیتہ کلم

نکات

۲

نکات ترمیمی لاشعری

اَلْمَقْدَمُ سَوْفَ قَبْلِي وَلَا يَأْكُ ۞ عروض و ضرب ہر دو مجنون ست است پہلا شعر جو مرقومہ متن سے
 عروض اور ضرب دونوں مجنون ہیں یعنی فعلن تخریک عین معنی شعر کے یہ ہیں ای حارث
 چاہیے کہ نڈالا جاؤ نہیں تم سے اوس بلا میں کہ نڈالا گیا ہوا دس میں کوئی بازاری قبل میرے
 اور نہ بادشاہ اور مراد بلا ہجو ہے یعنی تم باعث اسکے نہو کہ میں ہجو تمہاری کروں ایسی کہ کسی
 کبھی کسی کی ہو قطع یہ ہے یا حارث الاستفعل اس میں فاعلن منکم بد استفعلن ہتین فعلن ثم یلقمہا مستفعل
 فاعلن قبلی وَلَا استفعلن لیکو فعلن ہم ب شاعر قد اشدھم الخادۃ الشحوار کھٹنی ۞ خبر داڑ معرۃ
 الخنین سر جو نبٹ ۞ عروض و مجنون ضرب مطلق است و این ہر دو بیت از وافی است
 دوسرا شعر جو مرقومہ متن سے عروض اور ضرب مجنون یعنی فعلن تخریک عین اور ضرب مطلق یعنی
 فعلن بسکون عین ہے معنی یہ ہیں کہ تحقیق حاضر ہوتا ہو نہیں تا راجحہ متفرقہ میں در حالیکہ
 او کھاتی ہر محبو اسپ مادہ کم خوشک کہ اور دراز یہ تینوں عرب میں صفات اسپ میں قطع
 یہ ہے قد اشدھم مستفعلن فاعلن شوارح مستفعلن لے فعلن خبر وار مع مستفعلن
 فاعلن لکین مستفعلن جو بو فعلن اور یہ دونوں بیتیں وافی ہیں ہم ج شعر انا و منما علی اہلیت
 سعد بن زید و عمر ابن قینم ۞ عروض سالم و ضرب نڈال است تیسرا شعر جو مرقومہ متن سے
 عروض اور ضرب سالم یعنی مستفعلن اور ضرب نڈال یعنی مستفعلن معنی یہ ہیں تحقیق کہ ہجو کی ہمنے
 او پر اس بات کے کہ خیال کیا مشوقہ نے سعد بن زید اور عمر کا کہ قبیلہ بنی قینم سے ہے قطع
 او سکی یہ ہے انا و ہم مستفعلن نا علا فاعلن ماخی لیت مستفعلن سعد بن زید مستفعلن و نو ہم فاعلن
 رنن قینم مستفعلن ہم ر شاعر اذ او قوفی علی رابع عفا ۞ مخلوق و ابوس شیعہ ۞ عروض و ضرب
 سالم و ضرب چوتھا شعر جو مرقومہ متن سے عروض اور ضرب دونوں سالم ہیں یعنی مستفعلن معنی
 یہ ہیں شاعر جسے کہتا ہے کہا ہی توقف میرا اوس مکان پر کہ خالی ہے مشوقہ سے اور کہہ
 اور خاموش حالات مشوقہ سے قطع یہ ہے اذ او قو مستفعلن فی علی فاعلن رابع عفا مستفعلن
 مخلوق مستفعلن ارس فی فاعلن تبھی مستفعلن ہم ہ شعر سیر و انما انما میاؤ کم ۞ یوم انما انما
 بطن اگوادی ۞ عروض سالم اور ضرب مطلق است پانچواں شعر جو مرقومہ متن سے عروض
 اور ضرب سالم یعنی مستفعلن اور ضرب مطلق یعنی مستفعلن معنی یہ ہیں سیر کر رہم کیا ہو کر سو اسکو

نہیں ہے کہ وعدہ تھا روزِ شنبہ کو ہے مقامِ خاص میں یا صحرا میں تقطیع یہ ہے سیر و سیر
 انما فاعلن یسعادکم مستفعلن یوشکلا مستفعلن ثار لبط فاعلن نلوا دی مفعولن ہم و مشعر ما کیج
 الشوق من اطلاق صحت قفار اگوئی الواجی عروض و ضرب ہر دو موقوف و این جہا
 مجزوست و این بیت آخر املع خواندست چھا شعر جو تو مہ من ہے عروض و ضرب و دن
 قطع میں یعنی مفعولن معنی یہ ہیں کونسی چیز یہاں میں لائے یہے شوق کو دیکھنے سے آثار
 خانہ ساس شوق کے کہ خالی ہوئے ہیں مثل مکتوب کا تب کے دلالت میں اوپر لکھنے والے کے
 یا مثل حروٹ اور نقطہ ماے متفرقہ کے تقطیع یہ ہے مای یکیش مستفعلن شوق من فاعلن لعلن
 مفعولن صحت قفار مستفعلن ن کوخ فاعلن یوا حی مفعولن یہ چارون متبیین مجزوبین اور اس
 بیت آخر کو یعنی مقطوع العروض و الضرب کو مملع کہتے ہیں و لکن فی المفتاح مراد یہ کہ اصطلاح
 اہل عروض میں اس وزن کا بسیط میں مملع نام ہے خواہ آخر میں مفعولن مقطوع ہو خواہ مفعولن
 مجنون مقطوع اور بعض مفعولن کو مستفعلن سے مملع کہتے ہیں ہم و در دیگر ارکان مجنون بکار دارند
 و مستفعلن بطوری مجنون بکار دارند و عروض و ضرب مقطوع را مجنون روا دارند تا بر وزن مفعولن آید
 ت اور سوا عروض و ضرب کے مجنون استعمال کرتے ہیں یعنی مفاعلن مثال مجنون مشعر
 لقد خلعت حجب صر و فہا عجب فاحدثت غیر او اعقب دو کا معنی یہ ہیں کہ تحقیق گزری
 زمانی کہ کرشمین اونگی جلے عجب ہیں پس پیدا کیے غیرات اور عقب میں چوڑیں و دوتین
 تقطیع یہ ہے لقد خلعت مفاعلن خصلن فعلن صر و فہا مفاعلن عجبو فعلن فاحدثت مفاعلن
 غیرن فعلن و عقب مفاعلن و لافعلن سب ارکان مجنون ہیں اور مستفعلن بطوری کو مجنون
 کر کے استعمال کرتے ہیں یعنی مفعولن کو فعلین کر کے استعمال میں لاتے ہیں مثال مطوی مجنون
 کی کہ او سکو مجنون کہتے ہیں مشعر ذو غموا انہم یقیمہم و جل فاحذو مالہ و صر و فہا عجب
 وزن اسکا فعلین فاعلن فعلین فعلن ہے صدر اور ابتا اور مشو مجنون ہے اور عروض و ضرب
 مقطوع کو مجنون روا رکھتے ہیں کہ مفعولن بر وزن مفعولن آتا ہے مثال مجنون مقطوع کی شعر
 اصبحت و الشیب قد علانی یذفون حبثا الی الخضاب چ معنی یہ ہیں صبح کی مینے
 اور پری ہجیر و وری اور حالے کہ بلاتی ہے از روی برا کی ننگی کے طرف خضاب کو تقطیع یہ ہے

اصححت و ش مستفعلن شیب قد فاعلن علانی فاعلن یذعنون مستفعلن ش ال فاعلن خضابی فاعلن
 هم و دیگر دینی آمدہ از مجرور و در شواذ کہ خلیل نیاوردہ و آن این است کہ شعر ان شواذ و نشوہ
 جُزْبَ الْبَاذِلِ الْأَمُونِ بد عروض مجنون اخذ است و ضرب مجنون مقطوع است اور ایک ذل
 اور شواذ آیا ہے کہ خلیل او سکو نہیں لایا ہے شعر او سکا مرقومہ متن ہے عروض او سکا مجنون
 اخذ ہے یعنی فعل اور ضرب مجنون مقطوع یعنی فاعلن یعنی یہ ہیں تحقیق کہ کباب اور شہ
 اور وژنا شتر نہ سالمہ اور ناقہ قوی خلقت کا اور خبر اسکی بیت آخرین ہے تقطیع یہ ہے
 ان سوا مستفعلن ان و نش فاعلن و تن فعل و جُزْبَ الْبَاذِلِ فاعلن امونی فاعلن دوزوہ بیت
 آخر یہ ہے بیت من لکذہ العیش و الفقی لکذہ ہر والد ہر دوزوہ فاعلن امونی طاہرین م
 و اما در پارسی تکلف در وانی بر عروض نذال یا معری یا ضرب نذال یا ضرب سالم و عروض سالم
 یا ضرب مجنون نذال یا ضرب نذال یا ضرب مجنون یا ضرب اعرح یا ضرب مقطوع و عروض
 مجنون معری و نذال یا ضرب مجنون نذال و عروض مجنون یا ضرب ہم مجنون یا اعرح یا مقطوع
 و در مجرور بر عروض معری و نذال یا ضرب نذال و عروض سالم یا ضرب سالم و اعرح و مقطوع و عروض
 اعرح و مقطوع یا ضرب ہم اعرح یا مقطوع امثلہ آوردہ اند و درین دو ضرب اخیر خبن ہم بکار دارند
 یا با وزن فاعلان یا فاعلن آید است اما فارسی میں تکلف وانی میں شعر کے ہیں اس طرح پر
 کہ عروض نذال یعنی فاعلان یا معری یعنی فاعلن ساتھ ضرب نذال یعنی فاعلان یا ضرب سالم
 یعنی فاعلن کی اور عروض سالم یعنی فاعلن ساتھ ضرب مجنون نذال یعنی فاعلان یا ضرب نذال
 یعنی فاعلان یا ضرب مجنون یعنی فاعلن یا ضرب اعرح یعنی فاعلان یا ضرب مقطوع یعنی فاعلن کی
 اور عروض مجنون معری یعنی فاعلن اذالت فاعلن اور نذال یعنی فاعلان تجر یک عین ساتھ
 ضرب مجنون نذال یعنی فاعلان تجر یک عین کے اور عروض مجنون یعنی فاعلن تجر یک عین ساتھ
 ضرب مجنون یعنی فاعلن تجر یک عین یا اعرح یعنی فاعلان بسکون عین یا مقطوع یعنی فاعلن
 بسکون عین کے اور مجرور میں عروض معری بدون اذالت یعنی فاعلن اور نذال یعنی فاعلان
 ساتھ ضرب نذال یعنی فاعلان کے اور عروض سالم یعنی فاعلن ساتھ ضرب سالم یعنی فاعلن
 اور اعرح یعنی فاعلان اور مقطوع یعنی فاعلن کی اور عروض اعرح یعنی فاعلان یا مقطوع یعنی

مفعولن ساتھ ضرب اعرج لینے مفعولان با مفعول یعنی مفعولن کی مثالین انکی لائے ہیں اور ان
 دونوں ضرورین اخیر میں یعنی مفعولان اعرج اور مفعولن مفعولع بین نہیں بھی استعمال کیا ہے کہ
 بروزن فحولان یا فحولن لائے ہیں ہم وقوی پندارند کہ مفعولع اسم فحولن است کہ فرع مستفعلن است
 و بسیط مجزوء نہ چنان است بل مفعولع اسم فحولن است از بسیط مجزوء کہ عروض و ضربش مفعولع باشد
 خواہ مجنون خواہ غیر مجنون است اور ایک نوم گمان کرتی ہے کہ مفعولع اسم فحولن کا ہے مستفعلن سے
 بسیط مجزوء میں اور ایسا نہیں ہے بلکہ مفعولع نام وزن کا ہے بسیط مجزوء سے کہ عروض اور ضرب اس میں
 مفعولع ہو خواہ مجنون لینے فحولن خواہ غیر مجنون لینے مفعولن اور سکا کی نے بھی یہی کہا ہے مگر
 بدون تسمیہ پس ایسے وزن کا نام مفعولع ہے بسیط مجزوء میں ہم و بپارسی شاید کہ ہر کان مجنون
 بکار و ازند یا ہر جہ فاعلن بود مجنون بود و بس و شاید کہ ہر دو مستفعلن مطوی بود و چنان بہتر کہ ہر
 زحاف کہ استعمال کنند و بہرہ مواضع ان قصیدہ مطر بود مگر تسکین اوسط و مستفعلن فاعلن کہ ان
 ہر جہانی کہ خواہند شاید مثال دانی عروض و ضرب سالم شعر از عشق آن یوفا افتادہ ام و در بلا
 ہرگز نگوید مرابر خیز و یکدم بیات اور پارس میں چاہیے کہ سب ارکان مجنون مستعمل کریں
 یا کہ جہان فاعلن ہو مجنون ہو جہاں اور بس یعنی فاعلن پس یہ وزن ہوگا مستفعلن فاعلن مستفعلن
 فاعلن اور چاہیے کہ دونوں مستفعلن مطوی ہوں یعنی مستفعلن پس یہ وزن ہوگا مستفعلن فاعلن
 مستفعلن فاعلن اور بہتر یہ ہے کہ ہر زحاف استعمال کریں قصیدے میں ہر جگہ وہی لائن
 مگر تسکین اوسط مستفعلن اور فاعلن میں جس جگہ کریں زیبا ہے مثال دانی عروض اور ضرب سالم
 کی شعر جو قومہ متن ہے قطع اوسکی یہ ہے از عشق ام مستفعلن یوفا فاعلن افتاد ام مستفعلن
 در بلا فاعلن ہرگز نگو مستفعلن ید مرافا فاعلن بر خیز یک مستفعلن دم یا فاعلن مطر و بضم سیم و تشدید
 طار و ضوح و کسر ام مستفعلن و تبر و شونہ و عقب یکدگر شونہ منتخب اور صراح اور گنایات سے
 ہم و اگر عروض و ضرب مجنون کنند ان بہتر کہ فاعلن ہمہ جا مجنون بود و بر نیگو نہ شعر کروم زد و سے
 صفا منزل بچوی دفا و دیدم نگار مر جہاں شگرت و جہاں است اور اگر عروض اور ضرب مجنون
 کریں بہتر یہ ہے کہ فاعلن سب جگہ مجنون ہو جیسا کہ شعر قومہ متن میں ہی اور لفظ مرافا و سیم
 بمعنی خود را ہی قطع اوسکی یہ ہے کروم زد و مستفعلن صفا فاعلن منزل یک مستفعلن صفا فاعلن

ویدیم کما مستفعلن در فاعلن جایی شکر مستفعلن و جاب فاعلن هم مثال مجز و سالم شعر برستمندی
 مکن چندین ستم که بر نیارد از عشق تو دم به دست مثال مجز و سالم کی جو مرقوم متن به اوئی
 اوس شعر که به بین ایسے عاشق نگین پرستم نکر که اوس نے تیری عشق سے دم نہیں مارا
 یعنی اظہار عشق نہیں کیا قطع اوسکی یہ ہے برستم مستفعلن دی مکن فاعلن چندی ستم مستفعلن
 کو بر نیاستفعلن درواز فاعلن عشقی تدم مستفعلن یعنی لشونین بجای بر نیارد در بر نمی آرد ہی پس
 و دون صحیح ہیں مستند بالضم اندو گین اور نگین مجازاً یعنی حاجتمند اور یہ مرکب ہے مست
 بالضم اور ند سے مست یعنی غم داندوہ اور مذمتی صاحب اور خداوند کذا فی البرہان و خیابان
 بین لکھا ہے کہ مستند بالضم حاجتمند اور مست یعنی حاجت ہے غیاث سے هم مثال مخلص مجنون
 شعر کستم درواز تو من نگار اید آن کہ کہ کئی درازات مثال مخلص مجنون کی جو مرقوم متن ہے
 مخلص بیط مجنون وزن مقطوع الضرب و العروض ہے یعنی مفعولن جیسا کہ کہا گیا اور جب
 مفعولن مقطوع کو مجنون کرین فاعلن ہوا اور لفظ یکہ شعر مذکورین یعنی کبار ہے معنی شعر کے
 یہ ہیں غلطان ہوا میں بسبب رو کے یا ہوا میں صاحب در دیری عشق میں امی مشوق بہتر ہے
 کہ اکیلا کر کے تو صلح اور مہربانی قطع یہ ہے کستم بدستفعلن در متن فاعلن نگار فاعلن الکیلا
 مستفعلن بہ کئی فاعلن دراز فاعلن صاحب حاشیہ نے لفظ کستم کو بکاف تازی مضموم پڑھا اور
 یہ لکھا ح معیش اگہ کستم خود را یکشتہ شدم از درد بسبب تو امی نگار تم کلامہ اور صاحب شرح
 اوس سے اعراض کیا گیا مگر پھر معنی اس تکلف سے لکھے جو سمجھ میں نہ آئیں ش صاحب میزان
 گوید معیش ایگہ کستم خود را یکشتہ شدم از درد بسبب تو امی نگار تم کلامہ این معنی در متن
 قابل ہست و از الفاظ شعر ہرگز پیدا نیست اولاً معروف را مجهول شمار کردن معلوم نیست کہ از کجا
 قانون پیدا است و اگر معروف گوید لفظ خود را بطرف خود یا میزند تا معنی خیر گردد و حال آنکہ کستم
 بکاف فارسی فعل ناقص است کہ اسم و خبر بنیاد و ضمیر شکم مفصل خواہ مفصل اسم است و لفظ ہر دو کہ
 طرف است متعلق بلفظ مبتدا شود و آن خبر کستم باشد و حقیقت این است کہ در لطف معنی در گرفتار
 و دینی تکلف رفتن از خوبی فہم معنی آفرین است الحق کہ در تائل آن صد آفرین است تم کلامہ هم
 مثال بہ مجنون بدیت جراحی بت من من نمی گردد بیک دو دو سے ہی ستم از دلم خبر دہد

ت مثال سب ارکان تجویز کی جیسا کہ بیت مرقومہ متن سے تقطیع یہ ہے چرا ہی مفاعلن بہت
 من فعلن بہن منی مفاعلن مکر فعلن بیک و بومفاعلن بہی فعلن غمز ولم مفاعلن نبر وفعلن ہم مثال
 مطوی باز مجوز شش در درار می صنم لب زلم تا الف را بد بدل و بطر ہم بہت مثال مطوی کی مجوز
 شعر جیسا کہ مرقومہ متن سے تقطیع یہ ہے دور در مفاعلن ر یصنم فاعلن لب زلم مفاعلن تا الف را
 مفاعلن بد بدل فاعلن و بطر ہم مفاعلن ہم فاعلن امثلہ اوزان فارسی از انجبت تمام غنی آریک کہ برین بحر
 در پارسی شعر یافتہ نئے شود والا مثلاً ہم ای کہ بتکلف گفتہ باشند این ست بحر ای دائرہ مختلفہ
 ت اور ہم مثالین اوزان پارسی کی تمام و کمال اس جہت سے نہیں لائے کہ ان وزنوں میں
 شعر پارسی پائے نہیں جاتے والا یعنی اگر پائے جاتے ہیں وہ ایسی مثالین ہیں کہ بتکلف کسی ہیں
 بحرین دائرہ مختلفہ کی ہم وافر ہم از بحر ای تا زبان است و ہا شش در دائرہ مفاعلن باشد
 شش بار دور بنا اور ادعروض و سہ ضرب باشد و بر سہ وزن آید کی وافی دو مجز و ابیات این ست
 ت یہ بحر بھی بحر تازی سے ہے اور اصل اسکی دائرے میں مفاعلن ہے چہ بار اور احتمال
 میں اسکے دو عروض یعنی سالم اور مقطوف اور تین ضربین یعنی سالم اور مقطوف اور مصوب
 ہیں اور تین وزنوں پر آتی ہے ایک وافی اور دو مجز و تین یہ ہیں ہم اشعر لنا غنم نسو قما
 غزائرہ کائن تروان جلیتہا العصبی عروض اور ضرب ہر دو مقطوف ست و این وافی است
 ت پہلا شعر جو مرقومہ متن سے عروض اور ضرب دونوں مقطوف ہیں یعنی فعلن منی یہ ہیں
 ہمارے پاس گو سفند ہیں کہ روان کرتے ہیں ہم او کو بہت سادہ رکھتے ہیں گویا شاخین
 پرانی اونکی مانند عصا کے دراز ہیں غزائر جمع غزیرہ کی اور جملہ معنی کلان اور عصبی جمع عصا کی ہے
 جگہ لکسر و تشدید لام بزرگان منتخب سے غزائرہ بالفتح لسانی اور بہت سادہ کا ہونا اور
 پانی اور میوہ کا بہت ہونا منتخب سے تقطیع یہ ہے لنا فعلن مفاعلن نسو و قما مفاعلن
 غزائر و فعلن کا من فرد مفاعلن فعلن تین مفاعلن عصبین و فعلن یہ وافی ہے ہم شعر نقد
 علمت ربیعہ ان جملک واپس خلق عروض و ضرب ہر دو سالم ست دوسرا شعر
 جو متن میں لکھا ہے عروض اور ضرب دونوں سالم ہیں یعنی مفاعلن منی یہ ہیں ہر آئینہ جاتا ہے
 قوم یہ لے یہ کہ تحقیق رستی تیری ست اور برانی ہے یعنی عمدہ بیان تیرا ست ہے

وہن بالفتح سستی اور سست ہونا ثجب سے خلق مجتہدین کہنے ہونا اور جامہ کہنے اور اس معنی پر یکسر لازم
 بھی آیا ہے ثجب سے تقطیع یہ ہے نقد علمت مفاہلن ربیعۃ ان مفاہلن بجملک و امفاہلن
 بین خلق مفاہلن معج شجر انا ہما و امرأۃ فتعصبنی و تعصبتی ۛ عروض سالم و ضرب مصوب
 داین ہر دو مجزواست تیسرا شعر جو متن میں لکھا ہے عروض او سا سالم یعنی مفاہلن اور
 ضرب او کی مصوب یعنی مفاہلن ہے بمعنی یہ ہیں کہ غائب کرتا ہوں اور حکم کرتا ہوں او کو سکون
 غضب کرتی ہے مجھ پر اور نافرمانی کرتی ہے میری تقطیع یہ ہے اعاہتا مفاہلن و امرأۃ مفاہلن
 فتعصبتی مفاہلن تعصبتی مفاہلن اور یہ دو شعر اخیر جو یں ہم دور زحافش و دیگر ارکان مصوب
 و معقول و منقوص استعمال کنند و در صد ارضب و اقصم و اقصم و اجم بکار و در زبانت اور سوا
 عروض اور ضرب کے اور ارکان میں زحاف مصوب یعنی مفاہلن اور معقول یعنی مفاہلن اور
 منقوص یعنی مفاہلن استعمال کرتے ہیں مثال مصوب کی یہ ہے شجر انا ہما و امرأۃ فتعصبتی
 و جاؤزۃ الی ما تستطیع ۛ عروض اور ضرب موقوف ہے یعنی فاعولن اور باقی ارکان سب
 مصوب یعنی مفاہلن اگر کوئی ہنرچ کا گمان کرے وہ سدس عربی میں نہیں آتی مثال معقول
 یعنی مفاہلن کی یہ ہے شجر انا ہما و امرأۃ فتعصبتی و جاؤزۃ الی ما تستطیع ۛ معنی اس شعر کے
 یہ ہیں کہ مکانات معشوقہ فرما کی خالی گویا کہ علامات باقیہ او نہیں مکانات کی مثل سلور کے
 اور مانند نقوش کے ہیں کہ دلالت کرتے ہیں حال کاتب پر اور حال نقاش پر تقطیع یہ ہے
 مثال مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن
 منقوص یعنی مفاہلن کی شجر انا ہما و امرأۃ فتعصبتی و جاؤزۃ الی ما تستطیع ۛ ترجمہ یہ ہے
 دایم حبیبہ سلام کے گھر ہے موضع حفرین نامند کہ نہ جامہ از ہم رفته کے خالی سکونت کنندہ سے تقطیع
 یہ ہے بسلام مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن مفاہلن
 فاعولن اور صدر میں اس سبکی ارضب یعنی مفاہلن اور اقصم یعنی مفاہلن اور اقصم یعنی مفاہلن
 اور اجم یعنی فاعولن استعمال کرتے ہیں ہم و اب پارسی بجملت در وانی عروض و ضرب ہر دو سالم
 یا ہر دو مصوب یا ہر دو موقوف بکار و در زبانت و در مجز و ہر دو سالم یا عروض سالم و ضرب مصوب
 و اب فارسی میں بجملت وانی میں عروض اور ضرب و فاعولن سالم یعنی مفاہلن یا و فاعولن مصوب

یعنی مفاعیلین یا دونوں مطلق یعنی فعلین استعمال کرتے ہیں اور مجزؤین عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی مفاعیلین یا عروض سالم یعنی مفاعیلین اور ضرب معصوب یعنی مفاعیلین استعمال کرتے ہیں ہم و اگر بطریق زحاف ہمہ معصوب کنند فرتی نباشد میان ہزج و این بحر دازین جہت باشد کہ اگر کسی طبعی بگوید بیتہای فارسی اور ہزج باشد بیتہای تازی اور از اقربہ تباری ہزج مسدس نیاید و بپارسی وافر مستعمل نیست و فرق میان ہر دو وزن بستکین و تحریک اور وسط تحركات بیش نیست اور اگر بطریق زحاف کے سب رکونو نکو معصوب کریں فرق نہ ہو در میان ہزج کے اور اس بحر کی اور یہی سبب ہے کہ اگر کوئی طبع کہتا ہے بیتین فارسی کی ہزج سے ہوتی ہیں اور بیتین تازی کی وافر سے اس واسطے کہ تازی میں ہزج مسدس نہیں آئی ہے اور فارسی میں وافر مستعمل نہیں ہے اور فرق ہزج اور وافر کی وزن میں فقط تسکین اور تحریک اور وسط تحركات کا ہے اور بس تلمیح روشن کردہ شدہ اور جو چیز کہ ورق طلا سے روشن کریں اور اصطلاح میں صنعت تلمیح اور سکو کہتے ہیں کہ ایک مصرع خواہ ایک بیت خواہ چند بیتین فارسی میں ہوں اور اوسی قدر عربی میں غلط سے ہم مثال وافی ہمہ سالم علیت بنا غم زورین دل من زد علمی چنانکہ از و گردو ہسان شد علمی ہست مثال وافی کی جنہیں سب رکن سالم ہیں یعنی مفاعیلین بیت مرقومہ متن ہے علم اوس بیت میں یعنی نیزہ ہے اور علم ثانی یعنی مشہور تقطیع یہ ہے بنا غم تو مفاعیلین بری دل من مفاعیلین بزد علمی مفاعیلین چنانکہ از و مفاعیلین گردو جہان مفاعیلین شدم علمی مفاعیلین ہم مثال وافی عروض و ضرب مطلق شعر جو بگندی ہی نگرم برویت چہ سراکنی بتا نظری بکارم ہست مثال وافی کی جنہیں عروض اور ضرب مطلق ہے یعنی فعلین بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے چہر گزری مفاعیلین ہی نگرم مفاعیلین برویت چہ سراکنی مفاعیلین بتا نظری مفاعیلین بکارم فعلین ہم مثال مجزؤ سالم علیت بدی چکنی بجای کسی کہ او کند سجای تو بدست مثال مجزؤ سالم کی بیت مرقومہ متن ہے تقطیع بدی چکنی مفاعیلین سجای کسی مفاعیلین کہ او کند مفاعیلین بکارم تو بدست مفاعیلین ہم و در مزاجت استعمال غیر معصوب و مطلق و در پارسی نشاید و غلط ارکان سالم و معصوب شاید چہ تسکین اور وسط ہمہ جا جائز است اما درین بحر باید کہ نظام ہمہ جا محفوظ بود تا و کلف جمع نشود و اگر ہمہ جا ممکن کنند جب مزاج شودت اور مزاجت میں استعمال ہو معصوب یعنی

مفاعیلن اور مقطوف یعنی فعلن کی نچا ہے اور خطا ارکان سالم اور معصوب کا چاہیے اس واسطے کہ
 تشکیل اوساتین پھر کو نہیں سب جگہ جائز ہے لیکن اس بحر میں چاہیے کہ انتظام سب جگہ پیش
 خاطر ہے یعنی جو کن کہ معصوب آلی سب جگہ قصیدہ معصوب آئے تا وہ تکلف جمع نہوں ایک
 استعمال لغت غیر کا دوسرا بے انتظامی اوزان کی اور اگر سب جگہ مسکن کریں بحر ہرج ہو جائی اسلئے
 کہ بحر وافر اصل پارسی میں نہیں آئی ہے اور استعمال ہرج کا فارسی میں بہت ہے ہم کمال ہم بحر
 تازیان است و حملش دوازده متفاعیلن شش بار باشد و در بنا اور ادو عروض و شش ضرب است
 و بر نہ وزن آمدہ است پنج وانی و چار مجز و ابیاتش اینست یہ بحر کمال ہی بحر تازی سے
 ہے اور اصل اسکے دائرے میں متفاعیلن چہ بار ہے اور استعمال میں اوسکے دو عروض یعنی
 سالم اور اخذ اور چہ ضرب میں یعنی سالم اور مقطوع اور ضم اخذ اور اخذ اور مرفل اور ندال ہیں اور
 نو وزن پر آئی ہے پانچ وانی اور چار مجز و ابیات میں اوسکی یہ ہیں ہم اشعر و اذا
 صحت کما اقص عن ندی و کما علمت شایلی و کمرنی و عروض و ضرب ہر دو سالم است
 پہلا شعر جو محقق نے لکھا عروض اور ضرب دو وزن سالم ہیں یعنی متفاعیلن یعنی یہ ہیں اور حقیقت
 ہوش میں آتا ہو نہیں نشہ سے پس کوتاہی نہیں کرتا ہو نہیں بخشش سے جیسے کہ جاننا ہو تو
 صفتیں میری اور کرم سیر القطیع یہ ہے و اذا صحت متفاعیلن تقفا اقص متفاعیلن صر عن ندی متفاعیلن
 و کما علم متفاعیلن شایلی متفاعیلن و کمرنی متفاعیلن ہم ب شعر و اذا و غوثک و غوثک فائزہ
 نسبت یزدیک و غوثک خبال و عروض سالم اور ضرب مقطوع است دوسرا شعر جو محقق نے لکھا
 عروض سالم یعنی متفاعیلن اور ضرب مقطوع یعنی فعلاتن ہے معنی یہ ہیں کہ جبوقت بلا میں
 شہ کو وہ عورتیں پس نابینا کرادگو یعنی نجا حقیقت کہ جاننا تیرا ایک نسبت ہے کہ زیادہ کرتا ہو نزدیک
 اوسکے نقصان تیرا یعنی رغبت طرف عورتوں کے باعث بے اعتباری ہے دوسرے معنی یہ کہ
 اگر ہم کیکے پکارین سنا کہ یہ دلیل عدم رغبت ہے طرف تیرے خیال بالفتح تباہی و کمی و ہلاک و بچ
 و ماندگی و نہر کشندہ و زرد و ابل نارنجب سے قطع یہ ہے و اذا و غوثک متفاعیلن تک ہم ہیں
 متفاعیلن نقان نہو متفاعیلن شبن ندی متفاعیلن و ک غوثک متفاعیلن شخبالا فعلاتن ہم ب شعر
 لسن الدایر براتین فعلا ب و درست و غیر آہما القطر و عروض سالم است و ضرب ضم اخذ

بحر

متا تیسرا شعر جو محقق علیہ الرحمہ نے لکھا عروض او سکا سالم ہے یعنی متفاعلین اور ضرب بحر
 احدى ہے یعنی فعلین بسکون عین معنی یہ ہیں واسطے کسکے کہ رنج و در موضع رامہ اور عاقل کسکے
 فرسودہ ہوئے ہیں اور تغیر کئی ہیں نشان او سکے باران نے فاعل نام ایک کوہ کا منتخب ہے
 تقطیع یہ ہے لند و یا متفاعلین رب رامت متفاعلین فاعلین متفاعلین دست دعی متفاعلین براہل
 متفاعلین قط و فعلین م و شعر لمن الدیاد و عظام ابعما ہٹل حبش و بارح ترب و عرو
 و ضرب بحر و احدات است چوتھا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اور ضرب دو لون احداتین یعنی
 فعلین تجربیک عین معنی یہ ہیں واسطے کسکے ہیں کہہ کر دور کی ہیں منازل اونکی باران متوالی
 رعد الودہ نے اور گرد باد خاک بردارندہ نے بارح باد گرم اور بوارح جمع منتخب سے تقطیع یہ ہے
 لند و یا متفاعلین عظام متفاعلین لہما فعلین مطلق حبش متفاعلین متوالی بارح متفاعلین تجربیک
 بحریک عین م و شعر و لانت اشج من اساتہ اذ و دعیت نزال و نج فی الذعر و عرو
 احدى و ضرب احدى مضمومت و این پنج وانی است است پانچوان شعر جو مرقومہ متن ہے
 عروض او سکا احدى یعنی فعلین تجربیک عین اور ضرب احدى مضمومت یعنی فعلین بسکون عین ہر معنی
 یہ ہیں ہر آئینہ تو شجاع زیادہ ہے شیر سے جسوقت بلایا جاوے وہ شیر کہ او تراور جنگا کر
 مقام خوف و خطر میں ذعر بالفتح ترسانیدن اور بالضم ترس منتخب سے تقطیع یہ ہے دلانت
 اش متفاعلین جج من اساتہ فعلین متکاذ فعلین دعیت ترا متفاعلین لوج جفہ متفاعلین دعی
 فعلین بسکون عین اور یہ پانچ وزن وانی ہیں م و شعر و لقد سبقتہم وانی و فلم تر قو
 و انت وخریدہ عروض سالم و ضرب مغل است است چھٹا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض او سکا
 سالم یعنی متفاعلین اور ضرب مغل یعنی متفاعلین ہے معنی یہ ہیں تحقیق کہ سبقت کی تونی
 اولن لوگون پر میری طرف پس نڈر اتواوس سبقت کرنے سے حال آنکہ تو مرد متاخر ہے
 اسی کتر ہے سبقتہم شجاع ضمیم ہے اور ائی میں یا ی غانی بتعلق بمصرع ثانی ہے اور
 روع سے بالفتح یعنی ہر سیدن منتخب سے تقطیع یہ ہے و لقد سبق متفاعلین مہموالی
 متفاعلین یلم ترع متفاعلین ہو انت اخر متفاعلین م ز شعر جدت یكون مقامہ و ابد
 بخلف الی الخ عروض سالم و ضرب مذال است است ساتواں شعر جو مرقومہ متن ہے

عروض اور سالم یعنی متفاعلن اور ضرب نذل یعنی متفعلنان ہے معنی یہ ہیں قہر ہو کہ ہے مقام
 او سکا ایسا کہ ہمیشہ چلتی ہیں وہاں ہوا میں گرم جدت لہجہ میں گور تخت سے تقطیع یہ سب
 حدثن یکو متفاعلن مبتقا ہو متفاعلن ابدن منخ متفاعلن تلفر یاح متفاعلن صم شجر واذا
 اقضرت فلا لکن ۛ متخشا و متخجل ۛ ہر دو سالمند است آٹھواں شعر جو مرقومہ متن ہے عروض
 اور ضرب دونوں سالم ہیں یعنی متفاعلن معنی یہ ہیں اور جو وقت ہو تو فقیر پس نہ تو ترسان اور
 صبر جیل کر تقطیع یہ ہے واذا فقیر متفاعلن تفلان لکن متفاعلن تخشش متفاعلن و تخم ملی
 متفاعلن صم ط شجر واذا ہم ذکر دالہ سارۃ اکثر الحسبات ۛ عروض سالم و ضرب مقطوع ہے
 و این چاروں مجزواست نوان شعر جو مرقومہ متن ہے عروض سالم اور ضرب مقطوع ہے
 یعنی فعلاتن معنی یہ ہیں جو وقت کہ وہ یاد کرتے ہیں بدی کو اکثر کرتے ہیں ذکر نیکو کا تقطیع
 یہ ہے واذا ہو متفاعلن ذکر لاسا متفاعلن لانا کشر متفاعلن جناتی فعلاتن واذا ہم بین ہم
 ہشباع غمہ ہے اور یہ چاروں مجزوا ہیں ہم و بطریق زحاف در دیگر ارکان و ضرب ہا مقطوع و
 مرفل و نزال مضمر و موقوف و مخزول بکار دارند است اور بطریق زحاف کے دو ارکان میں یعنی
 صدر اور ابتد اور حشو میں اور ضربوں میں مقطوع یعنی فعلاتن اور مرفل یعنی متفاعلاتن اور نزال
 مضمر یعنی مستفعلان اور موقوف یعنی متفاعلن اور مخزول یعنی مفتعلن استعمال کرتے ہیں ہم
 و اما پارسی برین بحبہ تکلف گفتہ اند و بر قیاس دیگر شعرا می ایشان در دانی بر عروض سالم
 و ضرب ہم سالم یا مقطوع یا اخذ یا اخذ مضمر و عروض مقطوع و ضرب ہم مقطوع یا اخذ یا اخذ مضمر
 و عروض اخذ و ضرب ہم اخذ یا اخذ مضمر و ہر دو اخذ مضمر و ہر دو عروض سالم و ضرب مرفل
 یا ابدال یا سالم و عروض نزال و ضرب مرفل یا نزال ہر دو مرفل عروض سالم و ضرب مقطوع و ہر دو اخذ یا ہر دو مضمر یا
 عروض اخذ و ضرب اخذ مضمر یا ہر دو نزال و ہر دو زحاف یا مضمر یا ہر دو چنانکہ استعمال کنند ہر قصیدہ یکسان
 باید است و اما فارسی میں شعرا سب بحرین تکلف کئے ہیں اور بر قیاس اور اشعار عرب کی
 دانی میں اور عروض سالم یعنی متفاعلن اور ضرب بھی سالم یعنی متفاعلن یا مقطوع یعنی
 فعلاتن یا اخذ یعنی فعلن مخبریک معین یا اخذ مضمر یعنی فعلن یکون معین اور عروض مقطوع یعنی
 فعلاتن اور ضرب مقطوع یعنی فعلاتن یا اخذ یعنی فعلن مخبریک معین یا اخذ مضمر یعنی فعلن یکون

عین اور عروض اخذ یعنی فعلن تجریک عین اور ضرب ہی اخذ یعنی فعلن تجریک عین یا اخذ مضمر یعنی فعلن
بسکون عین اور دونوں یعنی عروض اور ضرب اخذ مضمر یعنی فعلن بسکون عین اور مجزوع عین اور عروض سالم
یعنی متفا علن اور ضرب مرفل یعنی متفا علن یا نذل یعنی متفا علان یا سالم یعنی متفا علن اور مجزوع عین
یعنی متفا علان اور ضرب مرفل یعنی متفا علان یا نذل یعنی متفا علان اور دونوں یعنی عروض اور ضرب مرفل
یعنی متفا علان اور عروض سالم یعنی متفا علن اور ضرب مرفل یعنی متفا علان اور دونوں یعنی عروض ضرب احد
فعلن تجریک عین اور دونوں یعنی عروض ضرب احد مضمر یعنی فعلن بسکون عین یا عروض اخذ مضمر
تجریک عین اور ضرب احد مضمر یعنی بسکون عین کی مثالیں لایا ہیں اور حاکم مضمر بہتر اور جیسا کہ استعمال کریں
تمام تفسیر میں یکساں چچا معلوم ہو سکی مثالیں کہنا تطویل بفاکدہ لکریں اور ان کی مثالیں ہیں ہم مثال ہر دو
سالم از دانی مشعر کنیم یا یکساں طلح کہ جفا بود نہ روا بود کہ چنین کنم نہ روا بود کہ
مثال عروض و ضرب سالم کی دانی سے یعنی متفا علن تقطیع شعر مذکور کی یہ ہے کہ ہم متفا
متفا علن کہ سالم طلح کہ جفا بود متفا علن نزد بود متفا علن کہ ہم متفا علن نزد بود متفا علن
ہم مثال ہر دو قطوع شعر چکنم کہ جز برد خود نزد دل چکنم کہ جز بتو دل ہے مگر اید
مثال عروض اور ضرب مرفل کی یعنی متفا علن تقطیع شعر کی یہ ہے کہ ہم متفا
متفا علن مجزوع خود متفا علن نزد دل چکنم کہ جز متفا علن تبدل ہی متفا علن مگر اید متفا
ہم مثال ہر دو مرفل از مجزوع مشعر بہہ جہان تو یکی نہ بینی چو نگار من بسفید کاری
مثال عروض و ضرب مرفل کی مجزوع سے یعنی متفا علان تقطیع شعر کی یہ ہے کہ ہم متفا علن
تیکہ نہ بینی متفا علان چکا رمن متفا علن بسفید کاری متفا علان سفید کاری یعنی صلاحیت
اور جواز مذکور ہے ہم مثال ہر دو سالم مشعر نہ روا بود کہ جفا کنی کہ بکسے کہ بانو وفا کند
مثال عروض اور ضرب سالم کی مجزوع سے یعنی متفا علن تقطیع بیت کی یہ ہے کہ روا بود متفا
کجفا کنی متفا علن کسی کہا متفا علن تو فا کند متفا علن ہم مثال ہر دو اخذ بیت نہ نکو بود کہ کنی
تو بھیج روی بدی مثال عروض و ضرب اخذ کی مجزوع سے یعنی فعلن تجریک عین تقطیع
بیت کی یہ ہے کہ نکو بود متفا علن کہ کنی فعلن بھیج رو متفا علن بدی فعلن ہم مثال مزاحمت
از دانی مشعر روزی بود کہ عشق تو بسر آیدی یا آن دل بہر من بگر ایدی کہ کن اول مضمر

دوم موقوف سوم سالم است و ہمہ قصیدہ یچنین بایست مثال مزاحف کی دانی سے جو
 شعر موقوفہ متن ہے اور اس شعر میں بسر آیدی بمعنی آخر شدی اور لفظ یا آن بجائے یا آنکہ
 ہے قطعاً اوسکی یہ ہے روزی بود مستفعلن کعثقن تو مفاعیلن بسر ایدی مفاعیلن یا اود
 مستفعلن مہرین مفاعیلن بگر ایدی مفاعیلن رکن اول مضمر ہے یعنی مستفعلن اور رکن دوم
 موقوف ہے یعنی مفاعیلن اور رکن سوم سالم یعنی مفاعیلن اور سب قصیدہ یون ہی چاہیو
 یعنی تبدیل اور تغیر ارکان کی بہترین اور معلوم ہو کہ متاخرین اس بحر کو مشن بھی لازمین
 مرزا بیدل لکھتے ہیں بیست بہ کہ دم آئینہ مائلی کہ زافوست این ہمہ غافلۃً تو نگاہ دیدہ
 بسلی قرہ واکن و بکفن و راہ قطعاً چار بار مفاعیلن ہے اور یہ وزن مطبوع ہے اور
 مزاحف مضمر یہ بیست ہے بیست صنایع خیالت را چہ شد کہ بماند ادا لفتہ و خجلم زوخت
 کز و فالب و گم کرد منتہ قطعاً مفاعیلن مستفعلن چار بار ہے ہم دایرہ دیگر مثال اس
 تطویل بیفائدہ اقتضایں کنند این است بحر ای دائرہ موقوفہ اور لکھنا اور تالو کھا عث
 تطویل بیفائدہ ہے یہ ہیں بحرین دائرہ موقوفہ کی ہم بحر این بحر بہ نزدیک عث و عجم
 مستفعلن است و اصلش تازیان را در دائرہ مفاعیلن شش بار است و در بنا مجز و بکار در اورند
 و اور ایک عروض دو ضرب باشد و در وزن آید و بیتہایش اینست تا یہ بحر نزدیک
 عرب و عجم کے مستفعلن ہے اور اصل اوسکی دائرہ تازی مین مفاعیلن چہ بار ہے اور مجز و
 استعمال کرتے ہیں اور اوسکا ایک عروض ہے یعنی مفاعیلن سالم اور دو ضرب ہیں ایک
 سالم یعنی مفاعیلن اور دوسری مخذوف یعنی فعلن اور دو وزن پاتی ہے مینیں اوسکی یہ
 ہیں ہم اشعر عفا مین آل لیلی السہب فالا ملاح فاکعروہ عروض و ضرب ہر دو سالم
 است پہلا شعر جو موقوفہ متن ہے عروض اور ضرب دونوں سالم ہیں یعنی مفاعیلن بمعنی یہ ہیں
 دو رہوی آل لیلی سے یہ مواضع کہ نام او نکاسہب اور ملاح اور غمر ہے قطعاً اوسکی یہ ہے
 عفا مین ا مفاعیلن لیلیسہ مفاعیلن فلالا مفاعیلن جفلفغم و مفاعیلن بار سب متعلق
 بصر ثانی ہے ہم ب شعر و ناظر مین لباغی التیمیم باظہر الذکول عروض سالم ضرب
 مخذوف است دوسرے شعر جو موقوفہ متن ہے عروض اوسکا سالم یعنی مفاعیلن اور ضرب

محذوف یعنی مفعول ہے معنی ایسہ ہیں اور نہیں سبہ پیچھے میری واسطے
طالب ظلم کی پیچھے نرم یعنی تابع ظالم نہیں ہوں میں نقطہ صیح یہ ہے
وہاں پہلے کی صفت عیلمن لبا غرضی صفت عیلمن منظر دھن عیلمن ذلول
مفعول سیم ضمیمہ کا متعلق بمصرع ثانی ہے ظہر بالفتح پشت اور ضمیمہ بالفتح ستم کرنا
اور حق تلفی اور ذلول بالفتح رام اور تابع اور بغی بالفتح شافق چاروں لغت منتخب سے ہم
و دیگر ارکان بطریق زحاف مقبوض و مکفوف بکار دارند و خلط کنند و عروض ہم مکفوف
و مقبوض استعمال کنند میان یا دونوں ساقبہ باشد و صدر اخرم و ہشت و اخر بکار دارند
ت اور سوا عروض و ضرب کے اور ارکان مقبوض یعنی مفاعیل اور مکفوف یعنی مفاعیل
استعمال کرتے ہیں اور خلط کرتے ہیں ان کو نیز بغی کہیں مفاعیل لائے ہیں اور کہیں مفاعیل اور عروض بھی
مکفوف یعنی مفاعیل اور مقبوض یعنی مفاعیل استعمال کرتے ہیں اور عروض مکفوف میں
حرف آخر لامحالہ ساکن ہوگا کہ آخر ساکن چاہیے اور درمیان یا دونوں کے مفاعیل میں مفعول
ہے یعنی چاہیں دونوں کو ثابت رکھیں اور چاہیں ایک کو گرا دیں دونوں نہیں گرسکتے
اور صدر اخرم یعنی مفعول اور ہشت یعنی فاعل اور اخر یعنی مفعول استعمال کرتے
ہیں ہم و اما پارسی صہاش در دائرہ مفاعیل ہشت بار بود و دونوع بود سالم و مکفوف و مکفوف
دونوع بود و مفعول و مکفوف و مفعول را مکفوف تنہا خوانند و بعضے ہر نوع را بحر
دیگر شمرہ اند و گشتہ اند جملہ رائج عروض و ہشت ضرب است و برسی و چار وزن آندہ
ت و اما فارسی میں اصل اسکی دائرے میں مفاعیل آٹھ بار ہے اور دو قسم پر ہوتی ہے
سالم اور مکفوف یعنی ایک دائرہ سالم کا ہے اور دوسرا مکفوف کا پس وہ مکفوف بھی بجا
دائرہ ارکان اصلی کے ہے اور مکفوف کی بھی دو قسمیں ہیں اول مفعول اور مفعول اوس کہ
کہتے ہیں کہ سالم ہے خرم سے باوجود جواز کے اور دوسرا اخر یعنی اخرم مکفوف مفعول
پس مکفوف مفعول کو مکفوف تنہا کہتے ہیں یعنی مفاعیل کو کہ اوس میں خرم نہیں ہوا اور
اخرم مکفوف کو اخر پست یہ تین قسمیں ٹھہریں ایک سالم یعنی مفاعیل دوسری مکفوف
یعنی مفاعیل تیسری اخر یعنی مفعول مگر خرم تنہا نہیں آتا اور بعضوں نے ان النوع ثلثہ

ہر نوع کو ایک ہجڑ شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ جملہ ان انواع کے پانچ عروض اور آٹھ ضربیں
 ہیں انچوتیس وزنوں پر آئی ہے اگرچہ ازروئے احتمالات عقلی کے جب پانچ کو آٹھ میں
 ضرب دین چاہیے ہوں مگر چوتیس متعل ہین باقی غیر مستعمل اور تفصیل عروض و ضرب
 کی انواع ثلثہ میں بیان ہوگی ہم ہجڑ سالم عروضیان این نوع راسہ عروض و سہ ضرب آوردہ
 اند و ہجڑ وزن شمرودہ اند از انجملہ کی وافی یعنی شمن و دو مجز و یعنی سدس و دو مشطور
 یعنی مریج ت ہجڑ سالم عروضی اس نوع کے تین عروض یعنی سالم مفاعیلین اور مقصور
 فحولان اور محذوف فحولن اور تین ضربیں یعنی سالم مفاعیلین اور مقصور فحولان اور محذوف
 فحولن لائے ہیں اور پانچ وزنوں پر شمار کیا ہے ان میں ایک وافی یعنی شمن اور دو مجز و
 یعنی سدس اور دو مشطور یعنی مریج اور ہجڑ سالم بیان بمقابلہ ہجڑ مکفوف اور ہجڑ
 اخرب ہے یعنی سوائے عروض و ضرب کے اور ان کا نام سالم ہیں اگرچہ عروض و ضرب
 میں بھی اگر کون سالم واقع ہوں ہم بیت شمن اینست بیت ترا دنیا ہم گوید کہ دل درین
 نہ بندی بہ تو خود می بند نیوشی ازین گویای ناگویا چہ عروض و ضرب ہر دو سالم است و ہجڑ
 ازین دائرہ درازت بیت نباشد و در حشر این وزن سبع نشاید کہ از دائرہ بیرون شود و بعض
 چون در آخر مصرع دو حرف بیند کہ آنرا ایک حرف شمرند مانند العت و لون پذیرند کہ سبع
 و خطا بود چہ امثال آن در میان بیت بجائے یک حرف افتد چنانکہ گفتہ ایم است اور بعض نحوین
 مصرع آخر بیت مذکور کا یون ہے مصرع تو خود پندی یعنی شنوی ازین گویای ناگویا صاحب حاشیہ
 کہتا ہے ح دران تکلف تشکیں نون شنوی می افتد تم کلامہ معلوم ہو کہ فقط نشخہ ثانی میں
 تکلف تشکیں نون شنوی نہیں ہے مصرع اول میں بھی یہی تکلف لفظ نیوشی میں ہے
 اور شعر مذکور میں مراد گویای ناگویا سے دنیا ہے کہ خاموش ہے اور بزبان حال نصیحت کرتی
 عروض اور ضرب و دونوں اس بیت میں سالم ہیں یعنی مفاعیلین تطبیع یہ ہے ترا دنیا مقابل
 ہی گوید مفاعیلین کہ دل درین مفاعیلین نہ بندی بہ مفاعیلین تخدی ہین مفاعیلین و نیوشی
 مفاعیلین ازین گویای مفاعیلین نیاگویای مفاعیلین ہین اس کے ہجڑ شمن مطلق و درازت بیت نہیں ہوتی
 معلوم ہو کہ خواہ مفاعیلین چار بار خواہ مفاعیلین فحولن مکرر ہو یہ دونوں شمن ہیں اس سماع

مشنات میں پنچا ہیے بان اور سباعیات مشن اگر ہین توسا دے ہین
 کوئی اس سے دراز تر نہیں پس آخر میں ان وزنوں کی تسبیح پنچا ہیے کہ بیت دائرے
 سے نکل جاتی ہے اور بعضے جب اسکے آخر مصرع میں دو حرف دیکھتے ہین مانند الف
 و نون کے جانتے ہین کہ مسبح ہے یہ خطا ہے کس واسطے کہ الف و نون بمقام یک حرف
 ہین بموجب قاعدہ تقطیع کے کہ نون بعد مدہ کے محسوب نہیں ہوتا اور جب یہ الف
 و نون یا امثال الف و نون در میان بیت کے حشو میں واقع ہوتے ہین ایک ہی حرف
 شمار کیے جاتے ہین مثلاً عیان اور نہان اور زمین اور کمین حشو میں بروزن فعل گنر جاتے
 ہین پس اس وزن کے آخر میں بھی ایک ہی حرف شمار کیا چاہیے جیسا کہ کہا ہمنو صاحب
 حاشیہ نے اس جگہ یہ حاشیہ لکھا ہے ص ح قولہ بعضے چون در آتش مصراع آہ مخنی نمائند کہ
 اہل فن و خود مصنف علام در اول این کتاب تصریح کرده اند کہ دوسا کن را در آتش مصراع
 از سباع شمرند معتبر یا زند پس توجیہ کلام مصنف آنست کہ مراد از آخر مصرع آخر مصراع
 اول است در صورتیکہ مصرع نباشد و بہین معنی صحیح میشود قولہ چہ امثال آن در میان بیت
 والا کلام در آخر مصراع است نہ در وسط و این توجیہ اگر چہ بظاہر وجیہ مینماید لیکن مراد
 مصنف علام نیست زیرا کہ در وزن ثانی مربع این بحر در با بعد و عروض و ضرب ہر دو
 تخطیہ اعتبار دوسا کن مینماید مگر آنکہ گویند دشمن نظر ضرورت یعنی تازیادت بر اصل دائرہ
 لازم نیاید دوسا کن محاسبانہ کنند و مراد از در میان بیت در بیت است ہر جا کہ باشد و این
 غایت توجیہ از جانب مصنف است لیکن اینہم پسندیدہ اش نیست چہ او بی ضرورت نیز روا داد
 چنانکہ در وزن دوم مربع خواہد آمد و تحلیل کہ مراد از دوسا کن الف و نون است خصوصاً
 کہ آنرا مصنف بابجا قائم مقام یک ساکن قرار دادہ اگر چہ در آخر باشد ثم کلامہ معلوم ہو کہ
 حاشیہ مطلب کتاب سے خارج ہے مطلب کتاب کا یہ ہے کہ ہرج مشن سالم و غیرہ
 میں تسبیح نکھا چاہیے کہ بیت دائرے سے خارج ہونی ہے پس جب دو حرف ساکن
 مثل الف و نون خواہ مثل او سکے یا و نون آخر مصرع اول خواہ آتش میں پڑن مثل
 انسان اور حیوان اور سنگین اور گلین کے او کو ایک حرف شمار کیا چاہیے کس واسطے کہ

یہ الف اور نون اور یا جنون اور واو نون حشو میں مقام ایک حرف کے لیے جاتے ہیں اور نون بعدہ کے محسوب نہیں ہوتا چونکہ پنج شمن سالم وغیرہ میں ضرورت ہے کہ بیت دائرے سے خارج نہو یہاں دو حرف ساکن کو مثل الف و نون خواہ اس کے اشتغال مقام ایک حرف کے شمار کرنا بہتر ہے بخلاف اوزان سدس کے وہاں اسکی ضرورت نہیں چاہیں دو حرف ساکن اور الف و نون کو ایک حرف شمار کریں چاہیں صاحب حاشیہ کہ آخر مصرع اول کہتا ہے اور مصرع ثانی کو چوڑے دیتا ہے اور مراد درمیان بیت سے در بیت کہتا ہے اور کہی کہتا ہے کہ وزن مربع میں مصنف نے الف و نون کو بغیر ضرورت بجائے دو ساکن قرار دیا ہے اور کہی الف و نون کو مخصوص کر کے خود دفع اعتراض کرتا ہے این ہمہ یعنی چہ اور محقق علیہ الرحمہ نے وزن مربع میں الف و نون کو مسبق کہاں قرار دیا ہے بلکہ وہ مذہب عربیوں کا لکھتے ہیں اور خود اسکو محذوف کہتے ہیں یعنی الف و نون کو بجائے ایک ساکن قرار دیتے ہیں اور بعد ان تقریرات کے معلوم ہو کہ ہر پنج شمن سالم وغیرہ میں تسبیح نکہنا دو حرف ساکن کا بنظر عدم اخراج وزن دائرے سے بہتر ہے پس جو وزن کہ دائرے سے نکلا ہے اوسمیں اگر دو حرف ساکن آخر میں پڑیں اور اسکو مسبق نہ سمجھا جاسے بلکہ ساکن دوم مقبر نہیں وہ وزن سالم ہے الا وزن مربع حکم وزن شمن رکھتا ہے کسواسطے کہ مربع کے دو نون مصرع ایک مصرع شمن کا ہے حقیقت میں ہم دو وزن اول سدس راعرض مقصود یا محذوف و ضرب مقصور بر یگو بہ بیت ہلازیا باخا بر خیز و پیش آرہ می باد وخت ہرنگ و ہم بوسے ست پہلا وزن سدس کا اسطرح ہے کہ عروض مقصور یعنی فعولان یا محذوف یعنی فعولن اور ضرب مقصور یعنی فعولان جیسا کہ بیت مرقومہ متن ہے اور ہلازیا بار خا شعر مذکور میں امی آگاہ ہوا ای محبوب خوبر و تظلیع یہ ہے ہلازیا باخا عیلن رخا بر خیز میفا عیلن زبشا رفعولان می باد و خا عیلن خست ہمرن غا عیلن گہم بوی فعولان ح قولہ مقصور یا محذوف اہ باید دانست کہ نزد ایشان بودن یک حرف ساکن در آخر کبیت مصرع و دو ساکن در جہت مصرع دوم مغیر وزن نیست لہذا قصر با حذف عروض باقصر ضرب و وزن واحد شمارند و بالعکس را نیز و مخمین عروض سالم و ضرب مسبق یا بادل

دائری

و بالعکس را واحد الوزن شمارند تم کلامہ معلوم ہو کہ نزدایان چہ معنی دارد بلکہ مذہب
 جمہوری ہے کہ اجتماع حذف و قصر آخرین مغیر وزن نہیں ہے دوسرا حاشیہ یہ ہے
 ح ہزار یا مفاعیلین خبری مفاعیلین پیش فعلان مای بادو مفاعیلین رختن مفاعیلین
 کبوی فعلن تم کلامہ معلوم ہو کہ لفظ ہم سے اور ضرب مقصور سے چشم پوشی کر کے کبوی کو
 بروزن فعلن لکھنا یعنی چہ ہم وزن دوم را عرض ہم مقصورست یا مخدوف و ضرب مخدوف
 برنگیونہ بیت فروغ روے او چون نور خورشید نسیم زلف او چون بوی عنبر
 ت اور وزن مسکس کا دوسرا یہ ہے کہ عروض مقصور یعنی فعلان یا مخدوف یعنی
 فعلن اور ضرب مخدوف یعنی فعلن جیسا کہ شعر قومہ تن میں ہے تقطیع یہ ہے
 فروغی رو مفاعیلین یا و چونو مفاعیلین ز خورشید فعلان نسیمی زل مفاعیلین فاد چو بو
 مفاعیلین یعنی فعلن ہم دو وزن اول مربع را عرض و ضرب سالم بود برنگیونہ بیت
 بیاران می کہ پنداری چہ روان یا قوت تابستی و یا چون بر شیدہ تیغ پیش آفتابستی
 ت وزن پہلا مربع کا اس طرح ہے کہ عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی مفاعیلین
 جیسا کہ شعر قومہ تن میں ہے تقطیع یہ ہے بیارامی مفاعیلین کہ پنداری مفاعیلین رو یا تو
 مفاعیلین تابستی مفاعیلین و یا چو بر مفاعیلین شیدہ تی مفاعیلین غمیشی ا مفاعیلین ت
 مفاعیلین غمیشی تیغ کا متعلق پہ مصرع ثانی ہے اور یا قوت تابستی اور آفتابستی یعنی یا قوت
 تابست آفتابست اور حرف یا زائدہ فقط واسطے زینت کلام کے ہے ح قولہ یا قوت تابستی
 یعنی پنداری کہ مثل یا قوت تابستی و پوششی دارد درین صورت ایلا در قافیہ باشد لیکن چون
 ایلا خفیست باکی ندارد آناچہ در بعض نسخہ یا بستی بار موحده قبل الھ و بیای ثباتہ تختانی
 قبل سین واقع شدہ ہست بار معنی چندان چنان نیت و تعلق پنداری را بخوبی صلاحتی
 منیدارد تم کلامہ معلوم ہو کہ ایسے مقام پر تالیف کو بایستہ گمان کرنا سواسے ناواقفیت
 فن کے اور کیا کہا جاسیے اور گمان ایلا بھی ان قافیوں میں بیجا ہے کہ سواسطے کہ
 یعنی خورشید ہے اس جگہ نہ یعنی تابش مھر خپانچہ صاحب بران لکھتا ہو کہ معنی کرمی
 آن آفتابست و کجبلہ اصطلاح شمس رگویند صاحب سراج اللغات لکھتا ہے کہ

آفتاب یعنی قرص خورشید است و یعنی خورشید مجاز است بخلاف آفتاب که معنی روشنی ماه است
و یعنی قرص ماه مجاز است و قیاس آفتاب بر آفتاب و قیاس آفتاب بر آفتاب خطا است
و در غیاب الفخات میں کہنا ہے کہ آفتاب معروف است و یعنی روشنی آفتاب نیز آمدہ گفت
و غیرہ سے ہم وزن دوم را ہر دو مقصور آوردہ اند و مثال دیگر گویند اندیست بماند ستم
غریبان بعد من از پیدا و ہجران و در این محذوف است است و وزن دوم مربع میں
و ضرب دونوں مقصور لائے ہیں یعنی فولان اور بیت مثال کی یہ قیاس میں سب قطع ہو
یہ سبہ بند ستم نقاعیل غریبان فولان منزہ از غافلین و ہجران فولان غریبان یعنی فرما
کنندہ ہے اور یہ بیت حقیقت میں بوزن محذوف سبہ کہو اسلے کہ مربع نصف نہیں ہوتا
پس اگر مقصور کہیں تو دشمن دائرے سے خارج ہو جائے و اگر مربع نصف دشمن ٹھہرے
تو اسکو محذوف کہنا چاہیے اور یہ تائید قول اول کی ہے اور قول اول میں مطلق
دشمن میں تسبیح کو منع کیا ہے ہم و قیاس گذشتہ چنان اقتضا میکند کہ اینجا ہر دو وزن آید
یکی راعوض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور و دیگر راعوض همان و ضرب محذوف و لا اضر
ضرب مسدس نیز یکی گیرند و حقیقت آنست کہ در لغت پارسی میان دین و وزن بسانیت
الازجبت قافیہ نباشد و چون چنین باشد ہر کیے را از ہر ج دشمن و مسدس یک وزن باشد
و مربع را دو وزن پس ہرج سالم را چار وزن بیش نباشد است اور قیاس گذشتہ ایسا چاہتا
کہ اس جگہ دونوں وزن لائیں مثل مسدسات کے ایک کا عوض مقصور یا محذوف اور
ضرب مقصور اور دوسرے کا عوض ہی یعنی مقصور یا محذوف اور ضرب محذوف والا یعنی اگر یہ امر قرار نہیں
تو چاہیو کہ دونوں وزنوں کو مسدسات میں ہی اکٹہ کریں اور حقیقت کہ زبان فارسی میں کچھ فرق ان دونوں
وزنوں میں نہیں ہے الا ازجبت قافیہ مراد یہ کہ تمام قافیہ آخر بیت ہے اوسمیں الجبہ فرق
ایک ساکن کا ہے اور بس پس جب یہ امر قرار پایا تو یہ چار وزن ٹھہرے ایک ہرج
دشمن سالم اور ایک مسدس کہ عوض اور ضرب اوسمیں مقصور یا محذوف ہوں اور دو وزن
مربع کو ایک مربع سالم کہ عوض اور ضرب بھی اوسمیں سالم ہوں اور دوسرے امرن سالم کہ
عوض اور ضرب اوسمیں مقصور یا محذوف ہوں پس ہرج سالم کے چار وزن سے زیادہ نہیں

هم و در مربع متاخران شعر کمتر گفته اند خاصه بر وزن انیس و درین نوع هیچ زحاف دیگر در آن بود
ست اور مربع بین متاخرین نے شعر کم کے ہیں علی الخصوص وزن اخیر میں جبکہ عروض
اور ضرب مقصور ہے اور اس نوع میں یعنی مزج سالم بین کوئی اور زحاف روا نہیں ہے
کسوا سنے کہ در صورت زحاف بحر سالم نر ہے گی ہم مزج مکھوف درین نوع ہم وانی و محذوف
و مشطوری یعنی شمن و سدرس مزج آید و ہمہ ارکان کفوف از بد و آنرا ایک عروض و دو ضرب
آورده اند و بیشش وزن شمرده اند و شمن و دو سدرس و دو مزج عروض ہمہ مقصور یا محذوف
ضرر یا یکی مقصور و دیگر محذوف و بحقیقت ہمہ سه وزن باشد چنانکہ گفتیم ت مزج کفوف
اس نوع میں بھی وانی اور محذوف و مشطوری یعنی شمن اور سدرس اور مزج لاسے ہیں اور سوا
عروض و ضرب کے سب ارکان اس میں کفوف آتے ہیں اور اسکا ایک عروض اور
دو ضرب ہیں ہیں اور چہ وزنوں پر عروضیوں نے شمار کیا ہے دو شمن اور دو سدرس
اور دو مزج عروض سب وزنوں کا ایک ہی مقصور یا محذوف اور ضرب میں سب وزنوں کی
وہ ایک مقصور اور دو سدری محذوف اور بحقیقت میں یہ چہ وزن ہیں جیسا کہ کہا ہے
مزج سالم کے بیان میں معلوم ہو کہ از روئے قیاس کے یہ چار چار وزن ہوتے ہیں
مثلاً وانی میں عروض اور ضرب دونوں مقصور یا دونوں محذوف یا عروض مقصور ضرب
محذوف یا عروض محذوف ضرب مقصور مگر چونکہ اجتماع حذف و قصر مغیر وزن نہیں ہے
حقیقت میں یہ چاروں ایک وزن ٹھہرے و علیٰ ہذا القیاس سدرس اور مزج میں
پس کفوف کے جملہ تین وزن ہوتے اور عروضیوں نے جو چہ وزن کے ہیں اور وانی
کی اور دو سدرس کے اور دو مزج کے و چہ اسکی یہ ہے کہ مثلاً وانی میں جب قصیدہ
خواہ غزل خواہ قطعہ کہیں گے ضرب ایک صورت پر ہوگی اگر محذوف ہوگی مقصور ہوگی
اور اگر مقصور ہوگی محذوف ہو سکے گی پس ضرر یعنی ٹھہرین اور غرہ و قصیدہ و ضرب
محذوف میں بھی مقصور اور محذوف ہوگا اور قصیدہ ضرب مقصور میں بھی پس عروض
ایک ہی ٹھہرا اور شثنی تابع مصرفات ہے اور سکے ہی ہی وزن کے ہم مثال
شمن شمرہ ہا را آمد و مقول برا نکلند حوالی نسیم سمن آورده من باد شمالی

عروض اور ضرب مخدومت میں چارم جہین عروض ناپید اور ضرب ازل اور محبوب اور محقق
 ازل اور محقق محبوب ہے یہ چاروں بھی شمار واحد میں ہیں اور تسبیح رکن سالم نقش اور مرج
 میں نہیں لائے گواسطے کہ دشمن میں پنچا پیچہ کہ بجز اور پیچہ بچا لے گی اور مرج مانہ صراح
 واحد دشمن ہے کہ رکن سوم محقق آتا ہے معلوم ہو کہ اس جگہ صاحب حاشیہ کو مخالف ہوا
 اور یہ حاشیہ لکھنا قولہ باعتبار تحقیق اہ معنی این فقرہ برین فقیر منکشف نشا زیر کہ بہ
 تصحیفش اوزان دہ نمی شود پس اگر تصحیف سے اخیر مراد است از سہ اخیر اوزان تصحیف ضرب
 گرفتہ و عروض را بدستور باقی داشتہ نمی شود و اگر تصحیف ہر دو سہ و دوازہ کرد و نہ دہم کلا
 پوشیدہ نہ ہے کہ اعتبار اوزان محقق علیہ الرحمہ لے کہیں موافق تعداد عروض و ضرب نہیں
 کیا ہے بلکہ ہر جگہ اوزان مستعملہ لکھے ہیں بیان لزوم بالا یلزم کی کیا ضرورت تھی انسان کو چاہیے
 کہ پہلے سمجھ لے تب بات منہ سے نکالے ہم تفصیل این است عروض و ضرب ہر دو سالم
 بر نیگویند ہیت ای کو دک جاد ووش وای فتنہ اہرمن ہد شکر لب و زیبا رخ و سنگین دل و
 سیمین تن ہد ت اور تفصیل یہ ہے کہ پہلا وزن عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی
 مفاعیلن جیسا کہ شعر مذکور میں ہے قطع یہ کہ ای کو و مفعول کجا و دو مفاعیلن شامی فتن
 مفاعیلن اا اہرمن مفاعیلن شکر لب مفعول یزنا مفاعیلن خنکینہ مفاعیلن سیمین تن مفاعیلن
 مجوس دو خدا قرار دیتے ہیں ایک خالق خیر و سکون دان کہتے ہیں دوسرا خالق شر و سکون
 اہرمن کہتے ہیں کہ ذاتی البربان والفیاض اور بیٹھے سنون میں بجائے اہرمن دہرمن ہے
 ای فتنہ زمانہ ہر من ہم و چون در ہمین قصیدہ رکن سوم محقق کنند برین وزن شود مفعول مفاعیلن
 یہ ہمار بار و وسط چار خانہ برین وزن خوش آید مثالش ہیت گفتی بکشم یاری آن یار منم
 آری چکر گشتہ شوم باری در پامی تو اولی تر است اور جو اس قصیدے میں یعنی اس وزن
 میں رکن تیسرا محقق کرین یعنی مفاعیلن مفاعیلن کو جو حشومین ہے مفاعیلن مفعول کرین وزن
 ہو کہ مفعول مفاعیلن چار بار اور وسط چار خانہ اس وزن میں خوشنما ہے یعنی تین مصرع
 ایک وزن اور ایک قافیہ میں اور چوتھے مصرع میں قافیہ اور مثال او سکی شعر مذکور ہے
 قطع کفیب مفعول کشم یاری مفاعیلن ایار مفعول منم اری مفاعیلن گشت مفعول شوم

مفاعیلن در پائی مفعول تا اولاً تر مفاعیلن هم ب عس و ض مضن مقصور یا محذوف و ضرب مقصور و مثلاً
 بیت صد سال با سید سلامی و پیامی به چون متکلفان بر درو بام تو توان بودت دوسراون
 عروض مقصور یعنی فحولان یا محذوف یعنی فحولن اور ضرب مقصور یعنی فحولان مثال اوسکی بیت
 مسطور ہے تقطیع بہ ہ صد سال مفعول بام مفاعیل سلامی مفاعیل پیامی فحولن چو محنت مفعول کفار و
 مفاعیل رب بیت مفاعیل تو ابود فحولان اس مثال میں عروض محذوف تھا مثال عروض مقصور
 کی یہ ہے بیت دود از جگر غم فرمہ چنگ بر آورد و این غمہ ندانم بچہ آہنگ بر آورد
 ج عروض ہمان و ضرب محذوف و ہمان ست کہ وزن گذشتہ ست تیسراون عروض
 وہی یعنی مقصور فحولان یا محذوف فحولن اور ضرب محذوف یعنی فحولن مثال دونوں کی
 حرف از کسی آموز کہ گذارند اندہ شاگرد کسے باش کہ بسیار ندانند بیت دوسری و عشق کسی را
 خبر از راز کس نیست آتش لبم سوزد و دستار ندانند اور یہ وہی وزن گذشتہ ہے
 یعنی چون نزد مصنف و محذوف و مقصور باعتبار وزن فرقی نیست لہذا سوم را حوالہ دوم ساخته
 تم کلامہ معلوم ہو کہ مصنف نے دونوں کو بیان کر کے لکھ دیا کہ حقیقت میں یہ دونوں وزن
 ایک ہیں کس واسطے کہ اجتماع قصر و حذف آخر شعر میں بغیر وزن نہیں اور یہی مذہب جمہور ہے
 نزد ایشان چہ منی دارد ہم عروض ازل یا محبوب و ضرب ازل و عروض ہمان و ضرب محبوب
 مثالش بیت با این ہمہ در راہ تو گر خاک شویم نہ شایستہ نباشیم قدمهای ترا دست چو تھاد
 عروض ازل یعنی فحول یا محبوب یعنی فعل اور ضرب ازل یعنی فحول اور پانچواں عروض وہی اور
 ضرب محبوب یعنی فعل مثال مرقومہ متن ہے تقطیع اوس بیت کی یہ ہے یا ایہ مفعول بدر راہ
 مفاعیل تو گر خاک مفاعیل شویم فحول شایستہ مفعول نباشیم مفاعیل قدمهای مفاعیل ترا فعل اور
 جو حقیقت میں یہ دونوں وزن ایک ہیں اور یہی دو مصرع بتقدیم و تاخیر شالین دونوں
 وزنوں کی ہو سکتی ہیں محقق نے اندراج بیت ثانی کی احتیاج بخانی ح قولہ عروض ہمان
 و ضرب محبوب اختلاف ضرب ازل و محبوب بحقیقت دو وزن است لیکن چون محقق عسلا
 یک دوساکن را در آخر باعث اختلاف وزن نمیدانند لہذا ہر دو را یکی کردہ ہم کلامہ معلوم ہو کہ یہ
 ہکلامہ دو وزن ہیں اور بحقیقت میں ایک اور صاحب حاضیہ نے برعکس بیان کیا اور کسی کے

نزدیک با جماع یک ساکن اور دو ساکن آخر میں وزن مختلف نہیں ہوتا صاحب حاشیہ کا
یہ امر بار بار بہ نسبت محقق لکنا بیجا ہے اور سبب ساکنات شامی فن ہے ہم و عروض فاع
یا فع گفتم اند و ضرب فاع ز عروض ہنچان و ضرب فاع و شرط کردہ اند کہ ماقبل عروض ضرب
دو وزن سالم بود و این سہوہست چہ این دو وزن ہمان ہست کہ چارم و پنجم الا انکہ متحرک
آخرین مسکن الا وسط ہست و عروض و ضرب مخفق مثلاً مثالش این وزن شعر ہست از انم کہ اگر دیر
آید و زین جان پر زور دیر آید فریادہ و این چار وزن بحقیقت یکی ہست بلوزن تراست کہ
آز ارباعی خوانند و پارسی و دہیتی گویندست چہنا وزن عروض فاع یعنی مخفق ازل یا فع یعنی
مخفق محبوب کہما ہے اور ضرب فاع سا توان وزن عروض وہی یعنی فاع یا فع اور ضرب فاع
اور عروضیون نے شرط کی ہے کہ ماقبل عروض اور ضرب کے ان دونوں وزنوں میں یعنی
پچھلے اور ساتویں میں رکن سالم آئے اور یہ سہوہ ہے اس واسطے کہ یہ دونوں وزن وہی
ہیں جو چوتھا اور پانچواں ہے مگر یہ کہ متن متحرک آخرین مسکن الا وسط میں اور عروض
اور ضرب مخفق ہوئے ہیں اس طرح کہ لازم مفاعیل کا فای فحول و فعل سے ملا ہے اور مفاعیل
فاع اور مفاعیل فاع ہوا ہے مثال و سکی شعر مذکور ہے تقطیع او سکی یہ ہے ترسند مفعول
از انم کہ مفاعیل اگر دیر مفاعیل یہ فاع زری جان مفعول پر زور مفاعیل پر آید فر مفاعیل یاد
فاع اور یہ چاروں در پنج چارم پنجم ششم ہفتم حقیقت میں ایک ہیں اور یہ وزن ترازا ہے
کہ او سکور باعی کہتے ہیں اور فارسی میں دہیتی کہتے ہیں ارکان چاروں وزنوں کے پہچان
وزن چارم مفعول مفاعیل مفاعیل فحول وزن پنجم مفعول مفاعیل مفاعیل فعل وزن ششم
مفعول مفاعیل مفاعیل فاع وزن ہفتم مفعول مفاعیل مفاعیل فاع پس چارم اور پنجم اس واسطے
ایک ہیں کہ جمع ہونا ایک ساکن اور دو ساکن کا آخرین مغیر وزن نہیں ہے اور ششم
اور ہفتم مخفق اس کے ہیں پس چاروں وزن ایک ٹکڑے اس جگہ بھی صاحب میزان کو
مخالطہ ہوا اور یہ حاشیہ لکھنا حق قولہ و این سہوہست یعنی بحقیقت سالم نسبت زیر کہ چون در
چارم و پنجم در مفاعیل مفعول یا مفاعیل فعل کہ در آخر مطرع واقع می شود سہ متحرک یعنی لام مفاعیل
و دو متحرک فحول یا فعل ہم آئند و حکمیں وسط کردہ حرف اول فحول یا فعل یا ماقبل منضم نمایند یعنی

مسکن مخفی سازند مفاعیلن فلح یا مفاعیلن فتح شود پس تحقیق درینجا رکن سالم نیست و این هر دو
 فرع چهارم و پنجم است مگر بار خدا یا چنان گویند کہ مراد از سالم در صورت است نہ بحقیقت و ہمین قدر
 تغیر برای اختلاف کافی است تم کلامہ معلوم کہ طالب علمی اور پختہ ہے اور شاعری اور عبارت شن
 میں کہ لفظ سہو بعد لفظ سالم کے واقع ہوا صاحب حاشیہ اپنے گمان میں یہ مطلب سمجھا کہ اس
 وزن کے رکن کو سالم جاننا سہو ہے حال انکہ مطلب کتاب کا یہ ہے کہ وزن ششم و ہفتم کو
 برا سہ سمجھنا سہو ہے بلکہ یہ دونوں اوزان چہارم و پنجم ہیں اور لکھتا ہے کہ ہمیں قدر تغیر را
 اختلاف کافی است یہ کسی کے نزدیک مسلم نہیں اور رکن کے مخفی ہونے سے ہرگز وزن
 نہیں بدلتا بلکہ کہتے ہیں کہ اس وزن میں یہ رکن مخفی آگیا ہے ہم مسدسات عروض سالم
 یا مسنج و ضرب مسنج طہر دو سالم برنگونہ بدیعت تاکہ بودای کو دک سنگین دل و جور تو
 برین عاشق بی سامان است مسدسات آٹھواں وزن عروض سالم یعنی مفاعیلن یا مسنج
 یعنی مفاعیلان اور ضرب مسنج یعنی مفاعیلان تو ان وزن عروض اور ضرب دونوں سالم
 یعنی مفاعیلن شعر مثال کا جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے تاکہ مفعول و دی کو
 مفاعیل کسکیدل مفاعیلن حریت مفعول بری فاش مفاعیل قبی میا مان مفاعیلان چونکہ
 تسبیح مضمر وزن نہیں ہے ایک بیت دونوں کی مثال میں کافی ہے
 ہم ہی عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور مثالش شعر دلدار من آن ترک پریرا
 کس نیست بخوبی بجان یا رہ یا عروض ہان و ضرب محذوف و مکش ہان است
 دسواں وزن عروض مقصور یعنی فحولان یا محذوف یعنی فحولن اور ضرب مقصور یعنی فحولان
 مثال اوسکی مرقومہ متن ہے اور تقطیع اوسکی یہ ہے دلدار مفعول منا ترک مفاعیل پریرا
 فحولان کس نیست مفعول بخوبی مفاعیل چہا یا فحولان گیارہواں وزن عروض وہی یعنی فحولان
 یا فحولن اور ضرب محذوف یعنی فحولن اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی دہم اور یا دہم وزن واحد
 اور مثال اول کافی ہے ہم یب عروض ازل یا محبوب و ضرب ازل یج عروض چنان و ضرب
 محبوب مثال بدیعت باتو نتوان گفت سخن و زیرا کہ توئی شاد چنان چہ تبارہون وزن
 عروض ازل یعنی محذوف مقصور فحول یا محبوب یعنی محذوف مرتین فعل اور ضرب ازل یعنی

فحول تیر ہوان وزن عروض دی یعنی فحول یا فحل اور ضرب محبوب یعنی فعل مثال مرقومہ متن ہر
 تقطیع اوسکی یہ ہے باتون مفعول تو اگفت مفاعیل سخن فعل زیرا کہ مفعول توئی شاہ مفاعیل
 بتا فعل یا بتان فحول چونکہ دونوں وزن ایک ہیں ایک مثال کافی ہے ہم یہ عروض خلع یا فح
 و ضرب فاع یہ عروض چھپان و ضرب فاع و ماقبل عروض و ضرب ہر دو سالم و این ہم سہوست
 و بحقیقت ضرب ہمای گذشتہ است اما سکن مثالش بیت دل سوختہ از زلفت مشک بچہ بخت
 زدہ از رویت مہ دست چو دھوان وزن عروض یعنی فحول یا فحل یا فح یعنی فحول یا فحل یا فح
 پندر ہوان وزن عروض ہی یعنی فاع یا فح اور ضرب فاع مگر ماقبل عروض و ضرب کارکان سالم کی شرط
 کی جو یہ بھی سہو ہو جیسا کہ شمن میں بیان ہوا اور حقیقت میں یہ ضرب گذشتہ میں یعنی وزن گذشتہ میں
 اس سبب تخفیف کر مثال اوسکی مت مرقومہ متن ہر تقطیع و سکی یہ ہر سول سوخ مفعول از زلفت مفاعیل مشک بچہ بخت ز
 مفعول و از رویت مفاعیلن مرفع پس یہ چاروں وزن بھی حقیقت میں ایک ہیں جیسا کہ
 شمن میں بیان ہوا اہم مریجات یو ہر دو سالم بر نیگو نہ مشعر اکنون کہ چنین زارم ہر بر من بکمی
 رحمت ہوا این مانند یک مصرع شمن است کہ رکن سوم مخفق آرندت مریجات سولہوان وزن
 مریجات کا عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی مفاعیلن جیسا کہ شعر مرقومہ متن میں ہے تقطیع و سکی
 یہ ہے الکنو کہ مفعول جنی زارم مفاعیلن بر من نہ مفعول کنی رحمت مفاعیلن اور یہ مانند ایک
 مصرع شمن کے ہے یعنی مانند پنج اخر ب شمن جہین رکن سوم مخفق لائے ہیں یعنی مفعول مفاعیل
 مفاعیل مفاعیلن کو مخفق کر کے مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن کہتے ہیں ہم نیز ہر دو مقصور و
 رکن ابتدا اخر ب نشانید و بر نیگو نہ بود بیت من بی تو چنین زارم ہوا تو از دور ہمیں خند بوج عروض
 سالم و ضرب مخذوف بر نیگو نہ بیت چندین چہ کنی تہیل ہمارا چہ فریبی ہوا این ہر دو
 چھپان است کہ در اول گفتم شدت ستر ہوان وزن عروض اور ضرب دونوں مقصور یعنی فحول
 اور اس وزن میں رکن ابتدا اخر ب پنجابیہ اسواسطے کہ جب دونوں مصرع مریجات کو شمن کرین کوئی
 وزن شمن نہیں ہو سکتا اور بدون تخفیف کے حشو میں اخر ب کیونکہ ہو بیت مثال کی مرقومہ
 متن ہے اور تقطیع یہ ہے من بیت مفعول جنی زار فحولان تازدور مفاعیل ہی خند فحولان
 اور اشار ہوان وزن عروض سالم یعنی مفاعیلن اور ضرب مخذوف یعنی فحولن بیت مثال کی

مرفوعہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے چند سچ مفعول کنی قبل مفاعیلن باربع مفعول فی فحولن متصل
 بالضم اول وثالث یعنی کرو حیلہ ازطالف وبران ولفحات ترکی و سراج کہ زانی انذبات اور یہ
 ووزن وزن کو طبع ہین جس طرح کہ اول بیان کیا لیئے مانند ایک مصرع شمس کے ہم ربط ہو و
 محذوف برنگو نہ بیت ای یا رگرامی بہ آخر تو کجائی و دین در حکم یک مصرع نیست و کوتاہ ترین
 وزنہای ہرج است وزن او بیسوان عروض اور ضرب و وزن محذوف یعنی فحولن بیت
 مثال کی مرفوعہ متن ہے تقطیع یہ ہے ای یا مفعول گرامی فحولن الاخرت مفعول کجائی فحولن اور ہم
 ایک مصرع شمس کے حکم میں نہیں ہے اس واسطے کہ یہ کسی وزن پر اوزان شمنات مسطورہ ہے
 نہیں ہے اور کوتاہ ترین اوزان ہرج سے ہے اس واسطے کہ فقط بیس حروف اور بارہ حرکتیں اس میں
 ہیں ہم کہ جائیکہ عروض بہ بد ہو و ضرب ازل یعنی فحولن برنگو نہ شمس کی بارہ چنین جاہل و نحو
 مباشش چکا عروض بہان و ضرب محبوب برنگو نہ بیت دانی کہ دل از تو نشود سیر مرا کہ
 عروض ہچنان و ضرب فاع یا قبالش سالم برنگو نہ بیت شتاب برفتن صنما لختی باش چرخ
 عروض ہچنان و ضرب فاع برنگو نہ بیت دانی کہ دل از تو نشود سیر مرا کہ دین ہمہ چار یک
 وزن است و وزن یک مصرع قرآنہ پس بحقیقت اوزان مریجات چہار است و اپنے اوزان وزنا
 مانند یک مصرع شمس متاخران استعمال کرتے کنند و قد باران شارب یا گرفتہ اندست
 بیسوان وزن وہ کہ عروض اوسکا ظاہر ہو یعنی بیت متقدم ہو اور کن عروض کچھ داخل مصرع
 اول اور کچھ شامل مصرع ثانی ہو اور ضرب ازل یعنی فحولن اس طرح بیت یکبارہ چنین جاہل
 و نحو خوارہ مباشش لام جاہل کا مصرع ثانی میں شامل ہے تقطیع اوسکی یہ ہے کیا بر مفعول
 چنی جاہ مفاعیل نحو خوار مفاعیل مباشش فحولن اکیسواں وزن عروض وہی یعنی ناپدید اور ضرب
 محبوب یعنی فعل اس طرح بیت دانی کہ دل از تو نشود سیر مرا کہ نون نشود کا شامل مصرع اول
 یہ ہے دانی کہ مفعول و از تو ن مفاعیل شود سیر مفاعیل مرا فعل بیسوان وزن عروض وہی
 یعنی ناپدید اور ضرب فاع مخفی ازل اور قبل اوسکے کن سالم اس طرح بیت شتاب برفتن
 صنما لختی باش صا و صنما کا شامل مصرع اول ہے تقطیع یہ ہے شتاب مفعول برفتن
 مفاعیل نما لختی مفاعیلن مباشش فاع بیسوان وزن عروض وہی یعنی ناپدید اور ضرب فاع مخفی

محبوب اس طرح بیت دانی کہ دلم از سر نو کے گرد و ہوا سے متعلق مصرع ثانی ہے معنی یہ کہ
تو جانتا ہے کہ دل میرا تیرے خیال سے کب بھرتا ہے یعنی ترک عشق ممکن نہیں تقطیع یہ ہے
وانیکہ مفعول دلم از سر مفاعیل ز تو کو گر مفاعیلین دو فع اس جگہ صاحب حاشیہ نے شعر غلط پڑھا
اور تقطیع غلط کی اور خیال معقد کا بھی نکلیا اور نسبت مسامحہ کی نہ طرحت محقق علیہ الرحمہ کے لکھی ح
وانیکہ مفعول دلم سے مفاعیل ز تو کی گر مفاعیلین دو فع لیکن مخفی نہ اند کہ درین تمثیل مسامحہ بہت زبرد کہ
عروض درین شعر نا بد نہ نسبت جزوی از کلمہ کہ بغض در مصراع ثانی مقبہ باشد ما خود نیست تمام کلام
اور یہ چارون یعنی وزن بستم و بست و یکم و بست و دوم و بست و سوم وزن واحد ہے ایک مصرع
ترانہ کے وزن پر پس حقیقت میں اوزان مربعات چارہین کسو اسے کہ دوم اور چارم ایک وزن
اور یہ چارون بھی ایک پس چار وزن مربعات کے تمام و کمال سمجھو اور جو وزن کہ اوزان
مربعات میں مانند ایک مصرع ثمن کے ہے یعنی مفعول مفاعیلین مفعول مفاعیلین متاخر و نہ
اس وزن مربع کو کمتر مستعمل کیا ہے اور قدما نے اس وزن میں شعر بت کے ہیں ہم و ایشان
ہر مصرعے راقیہ آوردہ اند و آنرا بیت می شمرده مانند جز مشطوریہ یا بیتہای معقدہ از اشعار تازیان
کہ آنرا نصفی معین نباشد و بدین سبب ترانہ راقدا چار بیت می گزفند اند و آنرا چار بیت می خوانند
اند و تہائی رباعی و در ہر چار قافیہ آوردن لازم می شمرده اند اما نزدیک متاخران چون مربعات
این اوزان مستعمل نیست این اوزان متروک است و ہر بیتے را ازین ابیات مصرعے می شمرند
و رباعی را دو بیت میخوانند و مصرع سوم را خصی خوانند و قافیہ بشرط نمی نهند است اور تہا
ہر مصرع مربع میں قافیہ لائے ہیں اور اسکو ایک بیت شمار کیا ہے مانند جز مشطوریہ کے یعنی
ربع چار رنگی کی فارسی میں کہ ایک بیت مربع کو کسی سجاے ایک مصرع ثمن کے ہوتی ہے
اور ایک بیت ثمن میں چار قافیہ لاتے ہیں یا مانند ابیات معقدہ تازی کے کہ اوس میں تنصیف
معین نہیں ہوتی ہر بیتے معقدہ کہ اوس میں عروض کچھ شامل مصرع اول اور کچھ داخل مصرع ثانی ہوتا
اسکی ایک بیت کو مصرع کر لیتے ہیں اور دو بیتوں کا ایک شعر ہوتا ہے پس اسی سبب
ترانے کو قدما نے چار بیت قیاس کیا ہے اور اسکو چار بیت می کہاتے ہیں اوس میں ہر مصرع
ایک بیت ہے اور تازی میں اسکو رباعی کہتے ہیں اور چار دن مصرعون میں قافیہ لانا واجب

جانتے ہیں اما نزدیک متاخرین کے جو مریجات اس وزن اربع کے مستعمل نہیں ہیں یہ وزن
 بھی متروک ہیں اور ہر بیت کو ان ابیات مربع سے ایک مصرع شمار کرتے ہیں اور رباعی کو ڈوہائی
 کہتے ہیں اور تیسرے مصرع کو خاصی کہتے ہیں اور اس میں قافیہ شرط نہیں جانتے ہیں اور
 خصی نعت میں خصیہ کردہ کو کہتے ہیں مناسبت ظاہر ہے ہم و بد انکہ رکن دوم از شمنات
 کہ چار خانہ نبود و از مسدسات و مریجاتی کہ دو نیمہ نشود و را بود کہ مقبوض استعمال کنند و باشند کہ
 خوشتر آید و در غیر ترانہ چون مقبوض آورند و رہم قصیدہ چمنان بودت اور معلوم ہو کہ رکن
 دوم شمنات میں جسوقت چار خانہ نہون یعنی مسط نہون کو واسطے کہ مسط میں ارکان برابر
 اور ہوزن لازم ہیں اور مسدسات اور مریجات میں جسوقت دو نیمہ نہون یعنی مسجع نہون کو واسطے
 کہ مسجع میں ارکان برابر اور ہوزن لازم ہیں تو رو اسے کہ در رکن دوم مقبوض استعمال کریں
 یعنی مفاعیلن لائین اور یہ یعنی رکن دوم کا مقبوض لانا کہی مٹھا ہوتا ہے اور سوا اثرانے سکی
 جب رکن دوم مقبوض لائین چاہیے کہ تمام قصیدے میں برابر لائین اختلاف نہ کریں اور رباعی
 حال محقق خود بیان کرتے ہیں ہم اما در ترانہ خلط مقبوض و مکفوف بیکد گرو را بود و میان یا
 و نون معاقبہ بود و در ہمہ مواضع تسکین او اسطر را بود و خلطش با شتر یک ہم را بود و بدین سبب
 رکن دوم ترانہ مقبوض مخفق و غیر مخفق و مکفوف مخفق و غیر مخفق شاید در رکن سوم مکفوف مخفق و غیر مخفق
 شاید بران تقدیر کہ رکن دوم مکفوف باشد آما بران تقدیر کہ رکن دوم مقبوض باشد تخیق صورت
 نہ بندد و رکن چارم ازل مخفق و غیر مخفق و محبوب مخفق و غیر مخفق شاید پس از از دو لاج این شش
 با چار و چہ رکن چارم بیت و چار و چہ حاصل آید کہ آنرا اوزان ترانہ خوانندت لیکن ترانے
 میں خلط مقبوض یعنی مفاعیلن اور مکفوف یعنی مفاعیل کا بیکد گرو اسے اور در میان یا اور
 نون کے مفاعیلن میں معاقبہ ہے یعنی دونوں ساکن دونوں سببوں کے ساتھ ہی اگر نہیں
 سکتے اور جملہ مواضع میں تسکین او سطر را ہے یعنی جہان میں متحرک واقع ہوں وان حرف
 اوسط کو ساکن کر سکتے ہیں اور خلط تسکین کا ساتھ متحرک کے بھی روا ہے یعنی ایک جگہ
 مسکن ہو اور ایک جگہ محرک اس میں کچھ قباح نہیں اور اسی جہت سے رکن دوم ترانہ کا
 مقبوض مخفق یعنی فاعیلن اور غیر مخفق یعنی مفاعیلن اور مکفوف مخفق یعنی مفعول اور غیر مخفق

یعنی مفاعیل لائق ہے اور رکن سوم مکفوف مخنق یعنی مفعول اور غیر مخنق یعنی مفاعیل لائق ہو
 بشرط کہ رکن دوم مکفوف یعنی مفاعیل ہو لیکن اوس صورت میں کہ رکن دوم مقبوض ہو یعنی
 مفاعیل تخنیق ممکن ہوگی کس واسطے کہ جس رکن میں تخنیق کرتے ہیں ماقبل اوس کا حرف متحرک
 ہوتا ہے اور مفاعیل اور فاعل میں نون ساکن واقع ہوا ہے پس تخنیق نہوسکے گی اور رکن چہارم
 ترانے کا ازل مخنق یعنی فاع اور غیر مخنق یعنی فعل اور محبوب مخنق یعنی فعل
 چاہیے پس ان چہ و جون کی آمیزش سے ساتھ چار و جون رکن چہارم کی چوبیس وجہیں
 حاصل ہوتی ہیں کہ اول ذرا ترانہ کہتے ہیں چہ و جہیں یہ ہیں کہ رکن دوم فاعل یا مفاعیل
 یا مفعول یا مفاعیل ہو اور رکن سوم مفعول یا مفاعیل ہو اور چار و جہیں یہ ہیں کہ رکن چہارم فاع
 یا فاعل یا فاع یا فاعل واقع ہوا اور معلوم ہو کہ ارکان اوزان رباعی کے دس ہیں پہلا مفاعیل یا مفعول
 دوسرا مفاعیل مقبوض تیسرا مفاعیل مکفوف چوتھا مفعول انشہرم پانچواں مفعول اخرب چھٹا فاعل
 اشتر ساتواں فاعل ازل آٹھواں فعل محبوب نوآن فاع ازل مخنق دسواں فاع محبوب مخنق اور
 چوبیس وجہیں اوزان ترانے کی جو حاصل ہوتی ہیں تفصیل اولیٰ یہ ہے جو لکھی جاتی ہے

۱ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۲ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۳ مفعول مفاعیل مفعول فعل
۴ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۵ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۶ مفعول مفاعیل مفعول فعل
۷ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۸ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۹ مفعول مفاعیل مفعول فعل
۱۰ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۱۱ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۱۲ مفعول مفاعیل مفعول فعل
۱۳ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۱۴ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۱۵ مفعول مفاعیل مفعول فعل
۱۶ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۱۷ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۱۸ مفعول مفاعیل مفعول فعل
۱۹ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۲۰ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۲۱ مفعول مفاعیل مفعول فعل
۲۲ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۲۳ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۲۴ مفعول مفاعیل مفعول فعل
۲۵ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۲۶ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۲۷ مفعول مفاعیل مفعول فعل
۲۸ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۲۹ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۳۰ مفعول مفاعیل مفعول فعل

ح قولہ این شش وجہ کہ حاصل شدہ ست از ضرب چار و جہ رکن دوم یعنی مقبوض مخنق و غیر مخنق
 و مکفوف مخنق و غیر مخنق یا دو و جہ رکن سوم یعنی مکفوف مخنق و غیر مخنق تمام کلامہ اتنا سمجھ میں نہ آیا کہ
 جب چار کو دو میں ضرب دیکھتے آٹھ ہوتے ہیں نہ چہ چوبیس کا ٹکنا کیسا ہم دین کج سرا

خاصیتی است و آن است که در وی از دوازده سبب خفیف مصرعی افتد بر نیگونه شعر ای دلبر
 دل شد خوش جان هم شد ز خوشتر و این وزن اول مثنی است که رکن آخر سالم است و اگر
 یک یک سبب از وی افکنی وزنی دیگر شود هم از اوزان این بحر تا آنکه که پنج سبب بماند
 و مصرعی بود از مربع این بحر بر نیگونه شعر ای دلبر دل شد و هم سبب تشکین متحرکات است
 پس شش وزن حاصل آید برین ترتیب که فضل هر یکی بر دیگری یک سبب خفیف باشد
 است و او را سبب بحر کی ایک خاصیت ہے کہ اس میں بارہ سبب خفیف سے ایک مصرع
 آتا ہے جیسا کہ مرقومہ متن ہے وزن او سکا یہ ہے مفعول مفعول مفعول مفعول اور یہ دہی
 وزن اول اعراب مثنی ہے کہ رکن آخر او سکا سالم ہے یعنی مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول
 مثال یہ تھی مصرع ای دلبر جادو دوش دای فتنہ اہرمن پس جب ارکان مخفی ہو گئے ہر وزن
 مفعول مفعول مفعول مفعول چار بار ہو جائے گی پس اگر ایک ایک سبب ان سببوں سے
 گرائے تو ایک وزن اور پیدا ہوتا جائے اس بحر کے اوزان سے ہی اور تشکین متحرکات سے
 بھی بیان تک کہ پانچ سبب رہ جائیں وہ ایک مصرع ہو مربع اس بحر کا جیسا کہ مصرع مذکور ہو چکا
 متن ہے اور وزن او سکا مفعول مفعول پس آٹھ وزن حاصل ہوتے ہیں اس ترتیب سے
 کہ فضیلت ایک کی دوسرے پر ساتھ ایک سبب خفیف کے ہے مثلاً اعراب مثنی یہ وزن ہے
 مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول
 مصرع او سکا صد سال بامید سلامی و پامی اور جب دو سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول
 مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول
 کم ہوں یہ وزن ہو مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول
 اور جب چار سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول
 خوار تر از من اور جب پانچ سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول
 با تو نتوان گفت سخن اور جب چھ سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول
 اکنون کہ چنین نزارم اور جب سات سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول
 یار گرامی اور علی ہذا القیاس اوزان مخفی کہ سادہ وزن مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول

ای دلبر دل شده کہ مرکب پانچ سبب سے ہے یعنی مفعول فعلن ہم رجز و این بحریم در ہر دو
لغت مستعمل است و اصلش تازیان را در دائرہ مستفعلن شش بار بود و در بنا وافی و مجز و مشطو
و منہوک بکار دارند و اور ایک عروض دو و ضرب باشد و بر پنج وزن آید و وافی و یکی مجز و یکی
مشطو و یکی منہوک و بیتما لیش نیست ستایہ بحر بھی دون لغت یعنی عربی اور فارسی میں
مستعمل ہے اور اصل او سکی دائرہ تازی میں مستفعلن چہ بار ہے اور استعمال میں او سکو
وافی اور مجز و اور مشطو اور منہوک لاتے ہیں اور او سکا ایک عروض یعنی سالم اور دضربین
یعنی سالم اور مشطو مفعولن لاتے ہیں اور پانچ وزن پر آتی ہے دو وافی یعنی مسدس اور
ایک مجز و یعنی مربع اور ایک مشطو یعنی تین رکن دونون مصرعون میں اور ایک منہوک یعنی
دو رکن دونون مصرعون میں اور بیتین او سکی یہ ہیں ہم اشعر دائرہ لیلی اذ لیلی جارا
قفر تری آیا تھا مثل الزبیر عروض و ضرب ہر دو سالم است پہلا شعر عروض اور ضرب
دونون سالم یعنی مستفعلن جیسا کہ مرقومہ میں مین سنی او سکی یہ ہیں کہ یہ گھر معشوقہ سلمی کا
جسوت سلیم ہمایہ او سکی تہی خالی دیکھتا ہے تو نشان او سکی مثل کتاب کے کہ وال پر
نویسندہ ہے تعلق یہ ہے دایک مثل مستفعلن نا اذ لیلی مستفعلن ما جارتن مستفعلن قفر ترا
مستفعلن آیا تھا مستفعلن مثل زبیر مستفعلن ہم ب شعر القلب مینا مستفعلن شمسالم
القلب مینی جا ہد مجز و عروض سالم و ضرب مشطو است و این ہر دو وافی است
دوسرا شعر کہ مرقومہ میں ہے عروض او سکا سالم اور ضرب مشطو ہے یعنی مفعولن معنی یہ
ہیں دل اوس معشوقہ کا خرم اور سالم ہے اور دل میر القلب مینا اذ لیلی ہے مستریج بالضم
طلب راحت کنندہ منتخب ہے جہد بالفتح والضم توانائی و کوشش و رنج منتخب سے تعلق القلب
میں مستفعلن با مستری مستفعلن جن سالم مستفعلن القلب میں مستفعلن فی جا ہد مستفعلن مجز
و مفعولن یہ دونون وزن وافی میں ہم ج شعر قد آج قلبی منزل مین غم غیر و مقطر
و این مجز و است و عروض و ضرب سالم است تیسرا شعر کہ مرقومہ میں ہے عروض اور ضرب
اوس میں دونون سالم ہیں یعنی مستفعلن معنی یہ ہیں جوش مین لایا دل میر اگر کہ مادر عمر سے
خالی ہے تعلق یہ ہے قد آج قل مستفعلن فی منزل مستفعلن مین ام عم مستفعلن رن مقطر

مستفعلن اور یہ مجزوء ہے ہم شعر مارج آخر انا و شجوا اقد شجاء و این مسطور است
 و عروض ضربش باشد و صدرش ابتدایش است چوتھا شعر مرقومہ متن ہے اور یہ مسطور
 یعنی تین رکن و دونون مصرعون میں ہیں اور عروض اسکا ضرب اسکی ہے اور صدر اسکا
 ابتدا اسکی یعنی عروض اور ضرب اور صدر اور ابتدا میں مستفعلن واقع ہوا ہے اور چونکہ دونوں
 مصرع اسکے بجائے ایک مصرع مسدس الاصل کے ہیں عروض اور ضرب ایک ہے اور صدر
 اور ابتدا بھی ایک معنی شعر کے یہ ہیں کون چیز بیجان میں لائی خرنو تگو اور تیغ کو یا حاجت
 کہ اسنے مخزون کیا شجوا بالفتح حاجت اور اندوہ اور اندوہ گین کرنا منتخب سے تقطیع یہ ہے
 مارج ارج مستفعلن ران و شج مستفعلن و ن تد شجاستفعلن ہم شعر یا کیتی فیہا جدم
 و این منہوک ست مانند مشطور و حشو ندارد است پانچواں شعر مرقومہ متن ہے اور یہ منہوک ہر
 یعنی نصف مجزوء مارج مانند مشطور کے یعنی اس میں بھی عروض اور ضرب اور صدر اور ابتدا ایک ہے
 فرق انا ہے کہ حشو نہیں رکھتی ہے بجا انا مشطور کے معنی یہ ہیں کاشکے ہوتا میں اوس
 زمانے میں جو ان یہ قول و رقبہ بن نفل ابن م حضرت خدیجہ کا ہے کہ اسنے جب حال
 جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سنا کہ کاش ہوتا میں جو ان اور اعانت تمہاری کرتا
 تقطیع یہ ہے یا کیتی مستفعلن فیہا جدم مستفعلن جدم بختین جو ان نو تاز و منتخب ہم و عبد الصمد
 بن مخدل رجزی گفتہ است و ہریتی ازان رکنی بر نیگوہ شعر قالت جبل اذا النجبل
 نذر الرجل حين اقع ابدی بصلن و حکم این حکم شعر ہای ست کہ زیادت از ارکان مستعمل
 گفتہ اند بہ تکلف است اور عبد الصمد ہر مخدل نے ایک رجز کہی ہے کہ ہر بیت اوس میں
 ایک رکن کی ہے اور وہ مرقومہ متن ہے معنی یہ ہیں کہ کما مسماہ جبل نے یہ کہ کیا خجالت ہے
 کہ اس مروے محفل کی اور یہ یہ کیا پایا کہ تقطیع قالت جبل مستفعلن نا و نجل مستفعلن
 مستفعلن میں جن مستفعلن ابدی بصلن مستفعلن پس حکم ان شعروں کا حکم ان شعروں کا ہے کہ زیادہ
 ارکان مستعمل سے کہے ہیں بتکلف خلاف قاعدہ منضبطہ رجز بختین ایک نوع ہے شعر کوتاہ
 سے خلیل کتاب ہے کہ رجز داخل شعر نہیں ہے بلکہ وہ نصف بیت یا ثلث بیت ہے کہ زانے
 المنتخب ہم و بطریق زحاف در ہے کہ خجالت میں و طی و خیل روا بود و در ضرب مقطوع خبر پیش رو انہو

ورکن آخر مشطور مقطوع و مخبون مقطوع بسیار آید است و تحلیل آنرا در عدد دنیا و رده ت اور
 بطریق زفات کے سب رکنوں میں جنہیں معنی مفاعلن اور طلی معنی مفتعلن اور خیل معنی فعلن رسیم
 اور ضرب مقطوع میں یعنی جب ضرب مفعولن ہو جنہیں سے زیادہ روا نہیں ہے یعنی ضرب سجا
 مفعولن فعلن بھی جائز ہے اور رکن آخر مشطور یعنی تین رکن کی میت میں مقطوع یعنی مفعولن اور
 مخبون مقطوع یعنی فعلن بہت آیا ہے اور تحلیل نے اسکو شمار نہیں کیا ہے اسواسطے کہ تحلیل
 قائل مشطور ثلث کا نہیں ہے اور شعر نزدیک اس کے وہ ہے کہ دو مصرع اور عروض و نضر
 رکھتا ہو یہ بات ثلث پر صادق نہیں ہے ان شے پر البتہ صادق ہے لہذا تحلیل قائل اسکا
 ہوا ہے کذا فی المفتاح ہم و اما پارسی اصل این بحر و دائرہ مستفعلن ہشت بار و دائرہ باشد
 دسہ نوع بود سالم و مخبون و مطوی و ازہر یک وانی و مجز و مشطور و منہوک یعنی شمن و سدس
 و مریج و شنے آوردہ اند و ہر مشطور عرب کہ ثلث باشد ہم گفتہ اند و مخبون را کمتر اکتسبار کنند
 و سالم و مطوی را چار عروض و دہ ضرب آوردہ اند و برسی وزن نہادہ و با مخبون ہم جملہ پنج
 عروض و دوازہ ضرب باشد و بر چہل و چار وزن باشد و اما فارسی میں اصل اس
 بحر کے دائرے میں مستفعلن آٹھ بار ہے اور تین طرح پر ہے سالم اور مخبون اور مطوی
 اور ہر ایک کو انہیں سے وانی اور مجز و اور مشطور اور منہوک یعنی شمن اور سدس اور مریج
 اور شنے لائے ہیں اور وجہ تفسیر کی یہ ہے تا مجز و اور مشطور اور منہوک عرب کا گمان نہو
 اور مشطور عرب کہ ثلث ہے یعنی تین رکنوں کی میت ہے اس وزن میں ہی شعر کہے
 ہیں اور مخبون کو کہ قسم دوم ہے کمتر استعمال کرتے ہیں اور سالم اور مطوی کے چار عروض
 اور دس ضربیں لائے ہیں اور تیس وزنوں پر مقرر کیا ہے اور مخبون سے ملا کر پانچ عروض
 اور بارہ ضربیں ہیں اور چوالیس وزنوں پر آتی ہے ہم رجز سالم عروضیان گفتہ اند این
 نوع را دو عروض و پنج ضرب است و ہر پانزدہ وزن آید چار شمن و چار سدس و پنج مریج و یک
 ثلث و یک شنے باین تفصیل ثمنات است رجز سالم عروضیوں نے کہا ہے کہ اس نوع
 دو عروض ہیں یعنی سالم مستفعلن یا ذال مستفعلن اور مقطوع مفعولن یا اعرج مفعولان اور
 پانچ ضربیں ہیں یعنی سالم اور ذال اور اعرج اور مقطوع اور مغل مستفعلن اور پندرہ وزن

بضرب سالم
فارسی

۱۵۶

آتی ہے چار ثمن اور چار مسدس اور پانچ مربع اور ایک مثلث اور ایک ثمنے اگر چہ قیاس
چاہتا ہے کہ سچاس ہوں اسوا سطلے کہ جب دو کو پانچ میں ضرب دیکھے دس ہوں اور
جب دس کو پانچ بار لیجیے سچاس ہوں تفصیل اون پندرہ کی یہ ہے ثمنات ہم عروض
سالم یا نڈال اور ضرب نڈال ب عروض پہچان و ضرب سالم و ہر دو بحقیقت یک وزن است
و حکم نڈال درین وزن ہماں است کہ حکم مسبخ در سبز ثمن چہ این وزن در درازی و تمام می
آن است و مثال این وزن چنین باشد بیت امی دولت تو سوداوی خشم تو مارا زیاں
سودت ہمیشہ با بہا لیکن زیاں را یگانہ و مسطہ چار خانہ برین وزن خوش آید و وزن
پہلا وزن عروض سالم یعنی مستفعلن یا نڈال یعنی مستفعلن اور ضرب نڈال یعنی مستفعلن و سوا
عروض وہی یعنی سالم یا نڈال اور ضرب سالم اور دونوں وزن حقیقت میں ایک ہیں اسلیے
کہ زیادت حرف ساکن سے عروض اور ضرب میں وزن مختلف نہ ہوتا اور حکم نڈال کا
وزن میں وہی ہے جو حکم مسبخ کا تھا ہر سبز ثمن میں اسوا سطلے کہ یہ وزن درازی اور می
میں برابر ہو سکے ہے اگر نڈال لائین گئے بیت دائرے سے نکل جائے گی مگر ایسا متحرک
بہت کیا ہے اور محقق اسکو جو عیب لکھتے ہیں سچا لکھتے ہیں اور مثال اس وزن کی ہوتی ہے
جو مرقومہ متن ہے اور با بہا بیت مذکور میں یعنی قیمتی تقطیع بیت مذکور اسطرح امی دولتی
تو سودا مستفعلن و می خشم تو مستفعلن رازیاں مستفعلن سودت ہمی مستفعلن شا با بہا مستفعلن
لیکن زیاستفعلن نڈال را یگانہ مستفعلن اس مثال میں اگر الف و نون کو سچا ہر ایک حرف کے
یہیے مثال سالم کی ہے والا مثال نڈال کی اور چونکہ دونوں وزن واحد ہیں ایک مثال کافی ہے
بلکہ نڈال سچا ہیے کہ بیت دائرے سے نکل جاتی ہے لہذا محقق نے مثال بھی اوسکی نہ لکھی
اور مسطہ چار خانہ اس وزن میں خوشناس ہے مثال مسطہ کی بدیت خسر و غریب است و گدا
در شہر شاہ باشد کہ از سبھ رخدا سوئی غریبان بگری ہم ج عروض سالم اور ضرب اعرج
بر نیگونہ بدیت آگہ شوم از بوی خوش بی آنکہ کس گوید مرا اگر بگذرد و نخواہ من پیش درم
تسکیر ان دست قیساں وزن عروض سالم یعنی مستفعلن اور ضرب اعرج یعنی مفتولان تسکیر
لام مستفعلن جیو بیت مرقومہ متن میں معنی بیت کے یہ ہیں کہ نے اطلاع آگاہ ہو جاؤ نہیں

بوسے خوش سے اگر معشوق میرا میرے دروازے کی طرف سے گزرے وقت صبح یا آخر
 تقطیع یہ ہے اگر شوم مستفعلن از بوجی شش مستفعلن نے آنکہ کس مستفعلن گوید مر استفعلن گر گزرد
 مستفعلن دلخواہ من مستفعلن پیشی درم مستفعلن شبگیران مفعولان معلوم ہو کہ یہ مفعولان سجا کر
 مستفعلن مسکن اللام ہے اور شبگیر یعنی شب و مینی سحر گاہ و آخر شب اور سفر کرنا اور راہی ہونا
 رات کو قبل صبح اور بعد آدھی رات کے بران اور مصطلحات اور شیدائی اور بہار جم سکونانی انیا
 ش شبگیران الف و لون صفت ست و آن حال واقع گشتہ از دلخواہ و محیش شبینہ راہر و صاحب
 میزان معنی شبگیران کہ صبح گاہ نوشتہ محض غلط باشد تم کلامہ ہر گاہ شبگیران یعنی سحر گاہ
 لغت میں آیا ہے جیسا کہ مذکور ہو اکیونکہ محض غلط ٹھہرا ہم عروض موقوف یا اعرح و ضرب ہچنان
 برنگونہ بیت تا کی کنی ماہستم بر عاشق بیچارہ روزی بود کہ جو تو گرد و شمشیر آوارہ
 و متاخران برین دو وزن شعر کم گیند ت چوتھا وزن عروض یعنی مفعولن یا اعرح نیز
 مفعولان اور ضرب اوسیطر یعنی موقوف یا اعرح جیسا کہ بیت مثال مرقومہ متن ہو لفظ ما
 یعنی ای ماہ اور ماہ سے مراد معشوق ہے تقطیع یہ ہے تا کی کنی مستفعلن ماہستم مستفعلن
 عاشقی مستفعلن بیچارہ مفعولن روزی بود مستفعلن کر جو تو مستفعلن گرد و شمشیر مستفعلن و آوارہ
 و مفعولن اور متاخران نے اس وزن سوم اور چارم میں شعر کمتر کہ ہیں م مسکت ہ
 عروض سالم یا نڈال و ضرب نڈال مثالش بیت تا کی مرا گوی کہ از من باش دور گرد و شمشیر
 از تو چون ہشتم صبور و عروض ہمان و ضرب سالم و بحقیقت ہمان است ت پانچواں وزن
 عروض سالم یعنی مستفعلن یا نڈال یعنی مستفعلن اور ضرب نڈال یعنی مستفعلن شعر مثال کا
 مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے تا کی مر استفعلن گوی کہ مر استفعلن من باش و مستفعلن
 گرد و شمشیر مستفعلن از تو مستفعلن ہشتم صبور مستفعلن وزن چٹا عروض وہی یعنی سالم
 یا نڈال اور ضرب سالم اور یہ حقیقت میں وہی ہے اس واسطے کہ افزونی ایک حساکن کی
 منیر وزن نہیں ہے لہذا مثال بھی اسکی علاحدہ نہ لکھی ہم عروض سالم و ضرب اعرح و عروض
 سالم و ضرب موقوف و ہر دو یکی است مثالش بیت ہرگز نکر دم بالتو جانان من بدی
 پس چونکہ از نیکی نیم بر خود دار ست سالوان وزن عروض سالم یعنی مستفعلن اور ضرب اعرح

یعنی مفعولان وزن اٹھوان عروض سالم یعنی مستفعلن اور ضرب مفعول ع یعنی مفعولن اور ہر دو وزن
 وزن ایک ہیں کہ افزونی حرف ساکن سے وزن نہیں بدلتا مثال متن میں مرقوم ہے اور لفظ
 چون مثال میں یعنی چراہی تقطیع اسکی یہ ہے ہرگز مکر مستفعلن دم با شجا مستفعلن باسن بدی
 پس چونکہ از مستفعلن نیکی نیم مستفعلن بحر و از مفعولان اور چونکہ دو وزن ایک میں ایک
 مثال کافی ہے ہم مریحات ط عروض سالم یا نذال و ضرب مرفل مثالش رود کی گوید شجر
 ای دل بہیز آتش پری یا زیر چنگال عقابی بہت مریحات نوان وزن عروض سالم یعنی مستفعلن
 یا نذال یعنی مستفعلن اور ضرب مرفل یعنی مستفعلن مثال میں رود کی کا شجر مرقوم متن ہے معنی
 شجر کے یہ ہیں کہ ای دل آتش تیر عشق میں پروا نہ کرتا ہے تو یا چنگل عقاب میں ہے کہ وہ جھکو
 اور اے یے جاتا ہے تقطیع یہ ہے ای دل تہی مستفعلن ز آتش پری مستفعلن یا زیر چنگل
 کمالی عقابی مستفعلن اس جگہ صاحب حاشیہ کہتا ہے ح لیکن مخفی نماز کہ مرفل از ضرب ع
 مستفعلن در عربی و فارسی در سابق مذکور نیست تم کلامہ معلوم ہو کہ محقق علیہ الرحمہ نے بیان مرفل
 میں پہلے ہی لکھا ہے کہ در آخر متفعلن افتد و خاص بود یوزن مجز و از فروع متفعلن میں ہی
 متفعلن اور مستفعلن اور مفعولاتن اور متفعلن کو کہہ کر کہا ہے کہ این جملہ خاص بود
 بکمال پس جب ترفیل اہل عرب کے نزدیک کامل میں مخصوص ہو ا فروع مستفعلن میں مرفل بطور عربی
 کیوں کہتے مگر فارسی میں کہ تقلید اہل عرب مستفعلن ہیں خلاف قیاس ترفیل لائے ہیں اور سکا شجر
 محقق نے لکھ دیا مراد یہ کہ یہ امر تقلیدی ہے نہ اصلی چنانچہ آئندہ اسی بحر میں کہتے ہیں کہ سوا
 وافی اسچہ گفتہ اند از بہت متبع عرب گفتہ اند می عروض ہچنان است و ضرب نذال یا عروض
 ہچنان و ضرب سالم و ہر دو یک حکم دار و مثالش شجر ای دلبر آزادہ خوبہ تا کی عتاب و خجک تو
 ست و سوان وزن عروض وہی یعنی سالم یا نذال اور ضرب نذال یعنی مستفعلن گیارہوان وزن
 عروض وہی یعنی سالم یا نذال اور ضرب سالم یعنی مستفعلن اور ان دو وزن کا ایک حکم ہے یعنی وزن
 واحد ہیں لہذا ایک شعر مثال کا بھی لکھا تقطیع اسکی یہ ہے ای دلبر مستفعلن از آواز مستفعلن
 تا کی عتاب مستفعلن بوجیک تو مستفعلن ہم یہ عروض سالم یا اعرج و ضرب اعرج بر نیگوئے شجر
 ناخوردہ باوہ چشم تو چو گوئی چہر اشد مخور بہت بارہوان وزن عروض سالم یعنی مستفعلن

یا اعرح یعنی مفعولان اور ضرب اعرح یعنی مفعولان شعر مثال کا مرقومہ متن ہے تقطیع
یہ ہے ناخر وہ پستقلن داچشم تو مستقلن گوئی چرستقلن شد مخمور مفعولان ہم متحج
عروض سالم یا مقلوع و ضرب مقلوع برنگو نہ بیت گریار دیگر داری ہرزان آید خم شوری
ت تیر ہوان وزن عروض سالم یعنی مستقلن یا مقلوع یعنی مفعولن و ضرب مقلوع
یعنی مفعولن شعر مثال کا جیسا کہ متن میں کہا ہے تقطیع اوسکی یہ ہے گریار دوسری مستقلن
گرداری مفعولن زرا ایدم مستقلن و شوری مفعولن ہم مثلث بدربج یعنی برین وزن قصیدہ
گفتہ است کہ اولش این ست بیت نوشد جهان زمین نو بہار د سال نو و بعرب تشبہ کردہ
و کسے دیگر برین وزن گفتہ است ت مثلث چو دہوان وزن بدربج یعنی فراس وزن
قصیدہ کہا ہے جیسا کہ شعر اول اوسکا متن میں لکھا ہے اور عرب سے تشبہ کیا ہے
آور کسی اور نے اس وزن مثلث میں نہیں کہا ہے تقطیع نوشد جہا مستقلن زمی نو بہا
مستقلن برسال نو مستقلن ہم ثنی یہ بیت بدربجی برکیما ت ثنی یعنی مصرع ایک
رکن کا اور بیت دو رکن کی پذیر ہوان وزن بیت اوسکی جیسا کہ متن میں لکھی ہو معنی
بیت کے یہ ہیں کہ معشوق بدخو اور مغرور ہے اپنی کیما دانی پر یا مراد کیما سے خوشخو
تدبیر صائب ہو تقطیع یہ ہے بدربجی مستقلن برکیما مستقلن ہم مستقلن نزدیک
مناخران ازین جملہ وزن اول بیش نیست و باقی از جہت تنج شعر عرب گفتہ اند و سدس سالم
یا مربج از دیگران بہتر باشد اور مستقل نزدیک مناخرون کو ان سب وزنوں سے اول
بہت ہے یعنی ثمن وانی اور باقی جو کچھ کہا ہو بہت تنج عرب کو کہا ہو اور سدس سالم و یا مربج
اور وزنوں سے بہتر ہے ہم وہم بدربج یعنی گفتہ است قصیدہ مجاہبات عبد الصمد بن المغزل بیت
از یک کن کہ اولش اینست بیت شو برگذر اندر نگر یاد سفر یاد حضر دیدی پس ز نو بہار
ت اور بدربج یعنی نے ایک قصیدہ کہا ہے جواب عبد الصمد بن المغزل میں کہ ہر بیت اوسکی
ایک رکن کی ہے اور آغاز قصیدہ یہ ہے جیسا کہ متن میں کہا ہے تقطیع شو برگذر مستقلن
دقس علی ہذا ہم رجز محمول ہر رکن مخبون بود و عروضیان بازاری ہر تہی از سالم تہی از مخبون
ہر اندر اگر کہ فرس منغل باشد اعرح و مقلوع بے سخن آئند و ہم تکلف ہو و از ہمہ بہتر ثمن

یا سید سب باشد ہر ارکان مجنون بلیت دو دیدہ دارم از سر شک خرقہ کش ای صنف
 و یک زاتش دلم باندہ خشک ہر دلبہ و باقی برین قیاس است رجز مجنون اس میں
 سب ارکان مجنون ہوتے ہیں اور عروسی بمقابلہ ہر بیت کے اور ان سالم سے ایک بیت
 مجنون لائے ہیں گردہ وزن کہ ضربا و سکی مرغل یعنی مستقلاتن اور عرج یعنی مفعولان اور
 مقولع یعنی مفعولن جو انکو بی ضمن لائے ہیں اور یہ سب تکلف سے خالی نہیں اور سب
 اور ان سے بہتر شمن یا سید سب ہے مثال ہمہ ارکان مجنون کی جیسی محقق علیہ الرحمہ نے
 لکھی ہے قطعاً اوسکی یہ ہے دو دیدہ و مفاعلن رفر سرش مفاعلن کنر فکش مفاعلن تیا
 صنف مفاعلن و یک زامفاعلن تثنی دلم مفاعلن بندش مفاعلن کہر دلب مفاعلن اور یا
 اسی قیاس پر ظاہر عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پندرہ وزن جو رجز سالم کے مکے
 ہیں او تو ہی وزن رجز مجنون کے بھی آتے ہیں مگر جہاں ضرب مرغل اور عرج اور مقولع
 پڑتی ہے اوسکو بے ضمن استعمال کرتے ہیں باقی ارکان مجنون مگر شرح میں یہ عبارت
 لکھی ہے بیش باید دانست کہ مرغل و عرج و مقولع کہ در مجنون نیاید پس دوزدہ ماندہ دوز
 مثلث و تثنی ہم در نیاید پس باقی اندہ زن برای مجنون چہار از مثلثات و دوزدہ سہ ستا
 و چہار از در بیات تم کلامہ قائل ہم رجز مطوی ہمہ ارکان مطوی بود و عروضیان بارانی
 ہر پیتی از سالم پیتی ہمہ ارکان مطوی گویند و مرغل را ہم مثالی بیا و زندہ و این وزن از مجنون
 خوشتر بود مثالش از شمن بلیت تا سفری شد بت سن جان دو لم شد سفری و روز شب
 از وقت او پیشہ من اوجہ گری است رجز مطوی اس میں سب ارکان مطوی یعنی مفتعلن
 ہوتے ہیں اور عروسی بمقابلہ ہر بیت کے ابیات سالم سے ایک بیت مطوی لائے ہیں
 کہ اوس میں سب ارکان مطوی ہوتے ہیں اور مرغل کی مثال لائے ہیں اور یہ وزن مجنون
 خوشتر ہے مثال شمن کی جیسی تن میں لکھی ہے سفری یعنی مسافر قطعاً یہ ہے تا سفری
 مفتعلن شد بت سن مفتعلن جان دلم مفتعلن شد سفری مفتعلن روز شب رجز مفتعلن وقت او مفتعلن
 پیشہ من مفتعلن نو حکرم مفتعلن ہم مثالش از سید بلیت ای صنف از عشق تو بیمار شد و
 تو کئی بچ بیمار نظری است مثال سید کی جیسا کہ تن میں لکھی ہے قطعاً اوسکی یہ ہے ای صنف

مفتعلن عشق بتی مفتعلن یا رشدم مفتعلن تو کنی مفتعلن ہیج بجا مفتعلن بمع نظری مفتعلن هم تشکیر
 اوسط ہمہ جار و ادارند و انگاہ میان ضرب اعرح و ضرب مطوی نزال مسکن و میان ضرب مطوع
 و ضرب مطوی مسکن فرق نمازد و در عدد ضرب خط لازم آید و اینجا ہم بیات از اسباب متوالی
 بر خیزد و اما نہ بران ترتیب کہ در ہزج ت اور تشکین اوسط سب جگاہ جائز رکھتے ہیں یعنی تین
 متحرک متوالی مفتعلن میں اوسط کو ساکن کر کے ہوزن مفعولن کہتے ہیں پس اس وقت یعنی
 وقت تشکین اوسط سہ متحرک متوالی مفتعلن کو در میان ضرب اعرح یعنی مفعولان اور ضرب مطوی
 نزال مسکن یعنی مفعولان اور در میان ضرب مطوع یعنی مفعولن اور ضرب مطوی مسکن یعنی مفعولن کے
 فرق نہیں رہتا اور عدد ضرب میں خط لازم آتا ہے یعنی کچھ امتیاز بیکدیگر نہیں رہتا اس جہت
 مطوی کو ساتھ مقطوع اور اعرح کے نہیں لاتے اور یہاں ہی بتین اسباب متوالی سے
 پیدا ہوتے ہیں یعنی جب مفتعلن سب جگاہ مسکن ہو کر مفعولن مفعولن ہو اتمام بیت میں اسباب
 جمع ہو گئے لیکن نہ اوس ترتیب سے کہ ہزج میں یعنی ہزج میں ایک ایک سبب کہ کر سکتے
 آٹھ اوزان ہوئے تھے اوسی وزن سے یہاں وہ صورت نہیں ہے ہم و متاخران ہمیں
 این بحر شعر گفتہ اند و باشد کہ در میان ارکان بتی مجنون افتد و عیبی زیادت نباشد و اما تناسب
 باید داشت متالش از شعر سنائی بیت دست کسی بر ز سر دیشاخ ہویت تو چہ ناکر خجیت
 اور بیخ و بن بر کنی چون رکن سیم مصرع اول مجنون آوردہ نظیرش از مصرع دوم نیم بیت
 تناسب مجنون آوردہ و در باقی قصیدہ ہیج رکن مجنون نیست و ہمچنین بسیار نشاید کہ استواء کنند
 ت اور متاخر و ن نے اس جہہ کہ شمن میں شعر کہے ہیں اور کہی در میان ارکان کسی بیت کے
 رکن مجنون آجائے اور یہ عیب البتہ ہے مگر وزن میں فرق نہیں لیکن تناسب کو نگاہ رکھنا چاہیے
 یعنی قوع اوسکا اگر ہو تو دونوں مصرعون میں ہو مثال اوسکی شعر سنائی شاعر کا ہو سنائی یعنی
 نام ایک شخص کا کہ حکمت اور شاعری میں مرتبہ اعلیٰ رکھتا تھا اور سنائی یعنی روشنی کذا فی الغیث
 و الکشف قلع شعری یہ ہے دست کسی مفتعلن بر ز سر دیشاخ ہو مفاعلن و بیت تو
 تا رگ پنج مفتعلن بیت اور مفتعلن پنج و بن مفاعلن بر کنی مفتعلن چونکہ شاعر رکن سوم مصرع دوا
 مجنون لایا مثل اسکے رکن سوم مصرع دوم کا ہی بہت مناسب کے مجنون لایا اور باقی قصیدہ

بیت کوئی رکن مجنون نہیں ہے اور ایسا بہت استعمال نہ کرنا چاہیے ہوتی ہے تشدید و او یا
 بمعنی حقیقت و ماہیت کذا فی الشعر و ہوتی بضم اول و کسر و او و تشدید تحتانی مفتوحہ و بعدہ
 فوقانی مرتبہ وحدت و ذات باری تعالیٰ و لا ہوت کشف سے کذا فی الغیاث نجات بحساق
 یاد تائی مصدری تنجب سے کہ بالفتح بمعنی سخی و کریم ہے کذا فی القاموس معنی بیت کے یہ ہیں
 کہ ہاتھ کسی کا تیری شاخ حقیقت و ماہیت پر نہیں پہنچتا ہے اس خوف سے کہ مبادا رگ
 شجاعت او سکی تیغ و بن سے اوکھا کر کھچک دے تو ہم بعضے از متاخران مجنون بطوی
 با یکدیگر تالیف کنند و بیتے از مفاعلن و مفتعلن چہار باریا بالعکس بجا و ازند و خوش باشد مثال
 اولی شعر ز نیکو ان لطفت و کرم سزا تر از جو سوسمہ مدار ازین بیش بخم دل مرا لہ خاہ و اگر جانم
 درین ترتیب بگرد و غدر خواہند چنانکہ خاقانی گوید در قصیدہ کہ ترتیب دوم گفتہ است بیت کیسہ
 ہنوز غریہ است با تو ازین قوی دلم چہ خاقانی اگر کیسہ رسد بلا غریہ کہ چہ موضع لقب مفتعلن
 دوبارہ شدہ بجز قاعدہ نشد تا تو بہانہ آوری است اور بعضے متاخرین نے مجنون اور مطوی کو
 با یکدیگر تالیف دی ہے اور ایک بیت مفاعلن مفتعلن سے چار باریا بالعکس یعنی مفتعلن مفاعلن
 چار بار کہی ہے اور وزن خوب ہے مثال اول کی جیسا کہ متن میں لکھی ہے تقطیع او سکی یہ ہے
 ز نیکو مفاعلن لطفت و کرم مفتعلن سزا تر از مفاعلن جو سوسمہ مفتعلن مدار زنی مفاعلن بیش بخم
 مفتعلن دلی مرا مفاعلن ماہ رخا مفتعلن اور اگر کسی جگہ پر یہ ترتیب جاتی رہتی ہے غرض بیش کو
 ہر جیسا کہ خاقانی کہتا ہے اوس قصیدہ میں کہ ترتیب دوم کہا ہے یعنی بروزن مفتعلن
 مفاعلن چار بار و وزن شعر خاقانی کے جو متن میں لکھے ہیں تقطیع او سکی یہ ہے کیسہ مفتعلن
 ز غریہش مفاعلن با تازی مفتعلن قوی دلم مفاعلن چار چا مفتعلن فانیکہ مفتعلن کیسہ مفتعلن
 بلا غریہ مفاعلن گرج ہو مفتعلن ضعی لقب مفاعلن مفتعلن و بار شد مفاعلن بجز قاعدہ
 مفتعلن عدہ نشد مفاعلن تا بہما مفتعلن نا آوری مفاعلن معنی یہ ہیں کہ اگر چہ لفظ خاقانی کی جگہ
 رکھتے مفتعلن دوبارہ آگیا مگر یہ بات قاعدہ سے خارج نہیں ہے اور کیسی کا فریہ ہونا یعنی
 لہیز ہونا و سکا ز سے اور لاغر ہونا یعنی خالی ہونا و سکا ز سے اور معلوم ہو کہ اگر لفظ خاقانی
 بجای مفتعلن مسکن آتا اس جہت پر ہوتا ہم مل و این بجز ہم تازی و ہم لغاری متعلق است و اصلش

فاعلاتن جتھا فاعلن شاب راسی فاعلاتن بعد اذ فاعلاتن و شعیب فاعلن یہ تینوں دن
 جو بیان کیے وانی ہیں ہم و شعر یا غلیلیٰ از کجا و تخر کر سنا بفسان عروض سالم و ضرب مسنج است
 مت چوتھا شعر جو متن میں لکھا ہے عروض او سکا سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب مسنج ہے
 یعنی فاعلیان غلیل یعنی رفیق ربیع یعنی مہتمم ہونا کسی جگہ منتخب سے عسکان بالضم نام ایک
 موضع کا کہ دو منزل کہ مغلہ سے ہے اور بعضے نسخوں میں بجائے رستار لکھا بھی ہے بمعنی
 مکان اور سین و استخر کا متعلق مبعرج اول ہے معنی یہ ہیں امی و وزیر قویو میری ٹھہر و وزیر لو
 آثار مکان معشوقہ کے کہ موضع عسکان میں ہے قطع یہ ہے یا غلیلی فاعلاتن ربیع اس
 فاعلاتن تخر اس فاعلاتن من بفسان فاعلیان ہم و شعر مقفرات و ترسات بہ مثل آیات
 انور ہر دو سالم است مت پانچواں شعر جو متن میں لکھا ہے عروض اور ضرب دونوں سالم
 میں یعنی فاعلاتن اور صرف رافضی زبور میں باشباع کسر و ہے معنی یہ ہیں کہ مکانا سے
 خالی کہتہ مثل نقوش کتابت ہیں کہ دلالت کرتے ہیں کتاب پر یعنی ساکنوں پر قطع یہ ہے
 مقفرات فاعلاتن و اوساتن فاعلاتن مثل ایانا فاعلاتن تر زبور فاعلاتن ہم و شعر طامکا
 قوت بہ اعیانک من ہذا الثمن عروض سالم و ضرب محذوف است و این ہر سہ مجزوست
 مت چھٹا شعر جو متن میں لکھا ہے عروض او سکا سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب محذوف یعنی فاعلاتن
 عین اور ی عینان میں متعلق مبعرج اول ہے معنی یہ ہیں مدت ہوئی کہ خشک ہوئیں واسطی و
 دونوں آنکھیں میری اس معشوقہ سے کہ نام او سکا متن ہے اور بعضے نسخوں میں بجائے طامکا
 ماما ہے اس صورت میں معنی یہ ہو گئے کہ کیا ہے متن کہ بسبب او کے آنکھیں میری خشک ہوئیں
 قطع یہ ہے طامکا فاعلاتن رت بھلی فاعلاتن نان من ا فاعلاتن و ش متن فاعلن یہ تینوں
 وزن مجزوکے ہیں ہم و ا ماز حافش در ارکان خبن و کف و شکل روا بود مگر اچھ و ضرب افتد
 و میان الف و کف کے لفظ کے رکن دوم و سوم محیط باشند محاقبہ باشند و ارکان بایں سبب ہدیہ یا
 یا طرغین یا برمی شوند چنانکہ گفتہ آمدہ است و ا ماز حاف او سکی ارکان میں خبن یعنی خلا
 او کف یعنی فاعلات اور شکل یعنی فاعلات روا ہے مگر وہ رکن کہ ضرب میں پڑے اس میں
 کف اور شکل روا نہیں ہے اور در میان الف اور نون کے جو فاعل رکن دوم سے فاعل

رکن سوم تک محیط بین محاقبہ ہے مثلاً فاعلاتن فاعلاتن نہیں نون فاعلاتن اول اور
اول فاعلاتن ثالث نے احاطہ کیا ہے فاعل رکن دوم سے فاعل رکن سوم تک اور درمیان
انکے دو جگہ محاقبہ واقع ہوا ہے یعنی دو سببوں کے مابین آخر یا سلامت رہیں گے یا ایک نہیں
گر گیا دو نون مٹا گئے اور اگر کان محاقبہ کے سبب سے صدر یا عجز یا طر فین یا بری ہو گیا جیسا کہ
قبل ازین کہا گیا ہے مثلاً فاعلاتن فاعلاتن میں اگر فاعلاتن ہو گا رکن صدر کہلائے گا اور اگر
فاعلاتن فاعلاتن ہو گا رکن عجز کہلائے گا اور اگر فاعلاتن فاعلاتن ہو گا رکن طر فین
ہو گا اور اگر رکن سب سلامت رہیں گے بری کہلائیں گے ہم و آما بفارسی این بحر دو نوع آید
سالم و مجنون و بعضے عروضیان ہر ایک را بحرے دیگر شمارند و ہر یکے وافی و مجز و مشطور
یعنی مثنیٰ و مسدس و مربع و ثمنی آوردہ اند و جملہ را ہشت عروض و چار و ضرب آوردہ اند و گفتہ اند
برسی و چار وزن است لیکن فارسی میں یہ بحر دو نوع پڑتی ہے سالم و مجنون اور
بعضے عروضی ان دو وزن کو دو بحرین جدا گانہ شمار کرتے ہیں اور ہر ایک کو وافی اور مجز و مشطور
اور نہ ہو کہ یعنی مثنیٰ و مسدس و مربع اور ثمنی لائے ہیں اور ان سبکی آٹھ عروض اور چودہ
ضرین لائے ہیں اور کہا ہے کہ چون تیس وزنوں پر ہے ہم رمل سالم عروضیان این نوع را
پنج عروض و نہ ضرب آوردہ اند و گفتہ اند ہفدہ وزن است ہفت مثنیٰ و پنج مسدس و چار مربع
و یکے ثمنی رمل سالم عروضی اس قسم کے پانچ عروض لائے ہیں ایک سالم یعنی فاعلاتن
دوسرا محذوف یعنی فاعلن یا مقصور یعنی فاعلان تیسرا محذوف اعر مجنون یعنی فاعلن یا محذوف
مقطع مجنون یعنی فعل چوتھا محذوف مملوس یعنی فاعل یا محذوف احد یعنی فاعل یا پنچاں مشعث
یعنی مفعول اور نو ضرین لائے ہیں ایک سالم یعنی فاعلاتن دوسری مقصور یعنی فاعلان تیسری
محذوف یعنی فاعلن چوتھی محذوف اعر مجنون یعنی فاعلن یا محذوف مقطوع مجنون یعنی
فعل چھٹی محذوف مملوس یعنی فاعل ساتویں محذوف احد یعنی فاعل آٹھویں مثنیٰ یعنی فاعلن
نویں مشعث یعنی مفعول اور کہا ہے کہ سترہ وزن ہیں سات مثنیٰ اور پانچ مسدس اور چار مربع
اور ایک ثمنی ہم مثنیات عروض و ضرب ہر دو سالم مثالش بحر چند کریم چند نالم چند ہاشم
جفت اندہ و نیست کوئی ماہ ردئی مر مر ازین غم را بی است مثنیات پہلا وزن عروض اور

ضرب دونوں سالم ہیں یعنی فاعلاتن مثال اوسکی شعرو مجتہق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے تفتیح یہ ہے
چند کریم فاعلاتن چند نالم فاعلاتن چند باشم فاعلاتن جفت اندہ فاعلاتن نیست گوی فاعلاتن
ماہ روی فاعلاتن مر مر ای فاعلاتن غم رانی فاعلاتن ماہ روی ای ماہ روی من و بکاسے
ماہ روی ماہ رویان بھی بعضے نسخوں میں ہے اور جفت اندہ یعنی صاحب اندہ ہم پ عروض
مقصود یا محذوف و ضرب مقصور مثالش بیت مر مر ازبان و دل چیزی گرامی تر بنود دل بدیم
روز و صلت جان و ہم روز فراق و دوسر روزن عروض مقصور یعنی فاعلاتن یا محذوف یعنی
فاعلاتن اور ضرب مقصور یعنی فاعلاتن مثال اوسکی شعرو مجتہق میں لکھا ہے تفتیح یہ ہے مر مر از
فاعلاتن جان بچی فاعلاتن زی گرامی فاعلاتن تر بنود فاعلاتن دل بدیم فاعلاتن روز و صلت
فاعلاتن جادہ و فاعلاتن زلفراق فاعلاتن ہم ج عروض ہما ضرب محذوف است و بحقیقت ان
وزن است تیسر وزن عروض وہی یعنی مقصور فاعلاتن یا محذوف فاعلاتن اور ضرب محذوف
فاعلاتن ہے اور حقیقت میں وہی وزن ہے یعنی دوسرا اور تیسرا ایک وزن ہے مگر مثال عروض
مقصود اور ضرب محذوف کی یہ ہے بیت فی مر آرا م در شہرونہ در دادی قرارہ ہجوں در
عیش مجنون در گسید انشدہ مثال دونوں محذوف کی بیت بر امید نقش ویت دست
نقاش ازل و نقش بر بست یکسں چون تو کتر یافته ہم و عروض محذوف اعرج مجنون یا محذوف
مقطوع مجنون و ضرب محذوف اعرج مجنون بر نیگونہ بیت تا کی از ہجران نگار چند باشم بدو
سنگ آہن نیستم من چند باشم صبور است چوتھا وزن عروض محذوف اعرج مجنون یعنی فاعلاتن
یا محذوف مقطوع مجنون یعنی فعل اور ضرب محذوف اعرج مجنون یعنی فاعلاتن بیت مثال کی مرقومہ
متن ہے معنی یہ کہ کب تک ہوں میں اور صبر کروں میں کہ مثل سنگ و آہن کے سخت نہیں ہوں
تفتیح یہ ہے تاکیز سچ فاعلاتن را نگار فاعلاتن چند باشم فاعلاتن بدو فاعلاتن سنگ آہن فاعلاتن
نیستم من فاعلاتن چند باشم فاعلاتن صبور فاعلاتن ہم و عروض ہما ضرب محذوف مقطوع مجنون
بر نیگونہ بیت باتو خوبی کرد خواہم گر تو خوبی کنی و فر تو رشتی کرد خواہی باتو رشتی کنی
پانچواں وزن عروض وہی یعنی فاعلاتن یا فعل اور ضرب محذوف مقطوع مجنون یعنی فعل شعر مثال کا
جو یہ کہ متن میں ہے تفتیح اوسکی یہ ہے باتو خوبی فاعلاتن کرد خواہم فاعلاتن کرت خوبی فاعلاتن

کمی فعل و ترتیبی فاعلاتن کرد خای فاعلاتن بابرشتی فاعلاتن کنتم فعل کرد خواهم یعنی خواهم کرد
 اور کرد خواهم یعنی خواهم کرد هم و عروض محذوف ملطوس یا محذوف احد و ضرب محذوف ملطوس
 مثالش شش کار خوشتر از چاکر خود از چه داری زار کار خوشتر از زار داری از سخن چنان دار
 است چنان وزن عروض محذوف ملطوس یعنی فاع یا محذوف احد یعنی فع اور ضرب محذوف
 ملطوس یعنی فاع مثال او سکی جیسا که متن میں ہے راز داشتن محاورہ ہے یعنی کتمان اور عین
 افشا اور راز داری یعنی مخفی داشتن یعنی بیت سکے یہ ہیں کہ کام اپنا اپنے چاکر سے کیون چپا
 اگر چپا تو سن میں سے چپا قطع یہ ہے کار خیش فاعلاتن چاکر خیر فاعلاتن از چادری
 فاعلاتن راز فاع کار خیش فاعلاتن راز داری فاعلاتن از سخن جی فاعلاتن دار فاع هم تر
 عروض همان و ضرب محذوف احد مثالش شش مرد دانا راز دانا یار باید خوب بدگر تو دانا
 ترا هم یار دانا بد داین چهار وزن اخیر نزدیک متاخران مجبور است سائون وزن
 عروض وہی یعنی فاع یا فع اور ضرب محذوف احد یعنی فاع مثال او سکی جیسا کہ متن میں ہے
 قطع او سکی یہ ہے مرد دانا فاعلاتن راز دانا فاعلاتن یار باید فاعلاتن خوب فاع گز دانا
 فاعلاتن بی ترا هم فاعلاتن یار دانا فاعلاتن بی فع اور یہ چارون وزن اخیر یعنی چارم پنجم
 ششم ہفتم متاخران کے نزدیک مجبور یعنی متروک ہیں م مسدسات ح عروض سالم
 و ضرب مسینگ مثالش شش ای نگار اگر تو نیکوتر نہ بینم چا جز اندر صورت صورت نکالان
 مسدسات آٹھوان وزن عروض سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب مسینگ یعنی فاعلیان مثال جیسا کہ
 متن میں ہے قطع او سکی یہ ہے ای نگار فاعلاتن گرت نیکو فاعلاتن تر نہ بینم فاعلاتن
 عاجز نہ در فاعلاتن صورت صوفا فاعلاتن رت نگاران فاعلیان اور لیت
 نگارا یا یعنی متکلم جیسے ملاذا اور معاذ یعنی ملازمین اور معاذ من غیاث سے یا الف تسمیہ و
 تعلیم کے جیسے طابا اور صابا اور نصیر اور جلا لا یہ بھی غیاث سے م ط عروض و ضرب
 ہر دو سالم وہاں است کہ وزن اولت لوان وزن عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی فاعلاتن
 اور یہ وزن م ہی ہے یعنی وزن اول کسوا سے کہ زیادت یک حرف ساکن بغیر وزن نہیں ہے م
 می عروض سالم یا شعث و ضرب شعث مثالش شش چید باشد نیک خواہست جنت اندہ

چند باشد و سمدارت بازاری چه و از نو بحث چنین باشد مثالش شعر چند باشم ہم
بر نیسان بیچاره گشته شادی زمین دل من آواره ست و سوان و زن عروض سالم یعنی
فا علاتن یا مشعت یعنی مفعولن اور ضرب مشعت یعنی مفعولن مثال او سکی جیسا کہ متن میں ہے
تقطیع او سکی یہ ہے چند باشد فا علاتن نیک خواہست فا علاتن حجت اندہ فا علاتن چند باشد
فا علاتن و سمدارت فا علاتن بازاری مفعولن اور بازاری یعنی ذلیل اور خور ہے اور عروض
اور ضرب مشعت کی بھی مثال متن میں ہے تقطیع او سکی یہ ہے چند باشم فا علاتن ہم بر نیسا
فا علاتن بیچارہ مفعولن کشت شادی فا علاتن زنی دلی من فا علاتن آوارہ مفعولن یعنی
شادی میرے دل سے دور ہوئی ہم یا عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصوب عروض
ہمان و ضرب محذوف و ہر دو یکے ست شعر صابری تاکے کنم و عشق تو دراز پہنائی کنون
پہید کنم ست وزن گیا رہوان عروض مقصور یعنی فا علان یا محذوف یعنی فا علن اور ضرب
یعنی فا علان وزن بارہوان عروض ہی یعنی فا علان یا فا علن اور ضرب محذوف یعنی فاعل
اور دونوں وزن ایک ہیں مثال جیسا کہ متن میں ہے تقطیع او سکی یہ ہے صابری تاکہ
فا علاتن کے کنم در فا علاتن عشق تو فا علن راز پہنای فا علاتن نے کنوئی فا علاتن و اکنم
فا علن اور بعضے نسخوں میں بجا کے در عشق تو بار در عشق ہے اس صورت میں عروض
مقصود ہوگا ہم و اگر عروض و ضرب فاعل و فاع و فاع کنند از بدید تقطیع توان کرد و از بدید
مستعمل نیز دیک متاخران چہارم و پنجم ست اور اگر عروض اور ضرب فاعل مجنون محذوف
اعرج اور فعل مجنون محذوف تقطیع اور فاع محذوف معلوم اس اور فاع محذوف اخذ کریں
مدید سے تقطیع ان دنوں کی ہوگی اور ان سب وزنوں سے مستعمل نزدیک متاخران کے
چہارم و پنجم ہے معلوم کیا چاہیے فا علاتن فا علاتن فاعل بروزن فا علاتن فا علن فا علان
اور فا علاتن فا علاتن فعل بروزن فا علاتن فا علن فا علن اور فا علاتن فا علاتن فعل
بروزن فا علاتن فا علن فعلان ہے اور فا علاتن فا علاتن فاع بروزن فا علاتن فا علن
فعلن ہے ہیں یہ چار وزن وزن یکے ہیں ح نیست مراد صنف علامہ اما مخفی نہ اند کہ
فعلان اگرچہ از فروع فا علاتن ست لیکن مدید واقع نمی شود و تم کلامہ کیوں نہیں آتا کہ

محقق علیہ الرحمہ بجز مدیدین لکھتے ہیں کہ در مجزوعروض محذوف یا مجنون محذوف و ضرب مجنون محذوف یا ابر بکار دہشتہ اند پس فعلن اور فعلان ایک ہے اور الفث اور لثان آخر میں بجا کیحرف ہے اور یاوت یک ساکن بھی منیر وزن نہیں ہے اور خود محشی لکھتا ہے کہ فعلان از فروغ فاعلاتن است اور بجز مدیدین خود حاشیہ لکھا ہے کہ بعضے ضمن در فاعلاتن مقصور جائز نہیں دارند مگر صواب جواز آنست اور تشکین او سلب جگہ جائز ہے اور رسالہ عبدالواسع میں فعلان مقطوع مسیح بجز مدیدین لکھا ہے قتال ہم مربعات بیج عروض سالم و ضرب مسیح مدید و دو سالم و ہر دو یک وزن است مثالش بیت خبر ویا دلربا یا چونکہ باجا کر سازی است وزن تیر ہوان عروض سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب مسیح یعنی فاعلیان اور وزن چود ہوان عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی فاعلاتن یہ دونوں ایک وزن ہیں شعر مثال کا مرقومہ متن میں ہے اور اس میں لفظ چاکرا اشارہ طرف اپنے ہے قطع یہ ہے کہ خبر ویا فاعلاتن دلربا یا فاعلا چونکہ باجا فاعلاتن کر سازی فاعلاتن ح نیز لفظ ہر دو سالم مثالش بیت چشم اندازم کہ گاہ آگنی سویم گاہ ہے ہم کلامہ معلوم ہو کہ شعر مرقومہ متن میں بھی عروض اور ضرب دونوں سالم ہیں معلوم نہیں کہ دونوں شعرون میں کیا فرق سمجھے اور احتیاج اس مثال کی گمنو کی کیا تھی ہم یہ عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور یا عروض ہمان و ضرب محذوف و ہر دو ایک وزن مثالش شعر ہر کہ بد خواند ترا از بدی بہت ادبری است وزن پذیر ہوان عروض مقصور یعنی فاعلان یا محذوف یعنی فاعلن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان وزن سولہوان عروض ہی یعنی فاعلان یا فاعلن اور ضرب محذوف یعنی فاعلن اور یہ دونوں ایک وزن ہیں شعر مثال کا مرقومہ متن ہے معنی شعر کے یہ ہیں کہ اسے معشوق تیرے خمیر بین ظلم و ستم ہے پس اگر کوئی سمجھو ظالم خواہ قاتل کے حق بجانب اوسکے ہے اور سچ کہتا ہے قطع اوسکی یہ ہر کہ بد خا فاعلاتن نہ ترا فاعلن از بدی ہس فاعلاتن تو بری فاعلن اس جگہ صاحب میزان حاشیہ لکھا ہے ح قطعش ہر کہ بد خا فاعلاتن نہ ترا فاعلاتن مدعی ہس فاعلاتن تو فاعلن لیکن حقیقی نماند کہ این مثال عروض سالم و ضرب محذوف است نہ مثال عروض مقصور یا محذوف و ضرب محذوف چنانکہ مصنف گمان کرد اگر عروضش خواہد ترا بر وزن فاعلن محذوف است

و کلمہ از در بند صریح ثانی خرم است کہ وزن اعتبار ندارد گوئیم خرم در فارسی بر دو حرف نیامده
 معجزه اصناف علام در فصل ہستم می آرد در ہیچ موضع مثالش نیامد و ہم کلام حق یہ ہے
 کہ اس جگہ داو طالب علمی کی دمی ہے قائل ہم و این اوزان ہمہ شمن اند و حال ایشان همچنان
 کہ در ہزج گفتہ شد و اگر رکن آخر فعل یا فعل یا فاع یا فع کنند منفع نوزان گفت و معتقد شود
 اور یہ اوزان رباع کے نیمہ شمن ہیں اور حال انکا وہی ہے جو ہزج میں کہ گویا کہ اس ہزج
 اوزان رباع کے نصف شمن کہے گئے اور اگر رکن آخر فعل یا فعل یا فاع یا فع لائیں اسکو
 صریح نکما چاہیے یعنی اسکو دو مصرع علاحدہ ہم قافیہ نکما چاہیے اس واسطے کہ رکن دوم شمن کا
 ایسا واقع نہیں ہوتا اور یہ نصف شمن ہے پس وہ معتقد ہو جائے گا یعنی کہیں گے کہ عذر
 اوسکا نا پذیر ہے ہم ثنی نیز مثالش شعر آفتابی مشکبوی و بحقیقت این اوزان ہمہ دست
 و متداول از انجملہ وزن است ثنی وزن ستر ہوان کہ مثال اوسکی مرقومہ متن ہے
 تقطیع یہ ہے آفتابی فاعلاتن مشکبوی فاعلاتن اور ان دونوں میں یا می خطاب ہے
 اور حقیقت میں یہ سب اوزان و تن میں یعنی سترہ میں سات وزن سے ہوئے ہیں علاحدہ
 نہیں وہ تیسرا اور پانچواں اور ساتواں اور نوواں اور بارہواں اور چودہواں اور سولہواں اور
 ستر اول اول میں تین وزن ہیں ایک شمن میں دوم اور سوم کہ ایک وزن ہے دوسرا سدا
 میں گیارہواں اور بارہواں کہ ایک ہے تیسرا رباع میں پندرہواں اور سولہواں کہ ایک ہے
 ہم رمل مجنون ہمہ ارکان او مجنون آید خبر رکن اول کہ سالم شاید و این دلیل است بر ان کہ
 ارکان سداسی ارکان اصلی نیست و دائرہ و فروع سباعی اند و غرضیان گفتہ اند کہ این سب
 پنج غرض و وہ ضرب است و بر ہفتہ وزن آمدہ است بہشت شمن و شش سدس و دو رباع
 و یکے شتا یا این تفصیل رمل مجنون ست رکن اوسکے مجنون گئے ہیں سوای رکن اول
 کہ سالم بھی آتا ہے اور یہ دلیل ہے اس بات پر کہ کہان شش حرفی ارکان اصلی نہیں ہیں نیز
 فاعلاتن رکن اصلی نہیں ہے دائرے میں لکھ سداسی فروع سباعی ہیں یعنی فاعلاتن فرع فاعلاتن
 سباعی ہے کسواسطے کہ جب اکثر ارکان سداسی پاؤ گئے اور ایک سباعی یعنی فاعلاتن
 اور سباعی سے بزجاف خلیق سداسی بنتی ہیں پس معلوم ہوا کہ اصل سداسی دائرے میں سباعی

رمل مجنون

اور عروضیوں نے کہا ہے کہ اس بحر میں مجنون کو پانچ عروض ہیں ایک مجنون یا مشعث یعنی
 فعلاتن یا مفعولن دوسرا مجنون مقصور یا مجنون محذوف یعنی فعلان یا فعلن تیسرا محذوف مقطوع
 مجنون یا محذوف اعرج مجنون یعنی فعل یا فعلول چوتھا محذوف مملوس یا محذوف اخذ یعنی فاع
 یا فاع پانچواں مجنون سبع یا معری یعنی فعلیان یا فعلاتن آدھس ہر بین ہیں ایک مجنون
 یعنی فعلاتن دوسری مشعث یعنی مفعولن تیسری مجنون مقصور یعنی فعلان چوتھی مجنون محذوف
 فعلن پانچواں مجنون محذوف مسکن یعنی فعلن چھٹی محذوف مقطوع مجنون یعنی فعل ساتویں محذوف
 اعرج مجنون یعنی فعل آٹھویں محذوف مملوس یعنی فاع نویں محذوف اخذ یعنی فع دسویں
 مجنون سبع فعلیان اور سترہ وزنوں پر آئی ہے آٹھ شمن اور چھ مسدس اور دو مزج اور
 ایک شتا اس تفصیل سے مہتمنات عروض و ضرب ہر دو مجنون مثالیں مشعر حکیم ہیں
 کہم بابتونید اوچہ سودم و بجزان حیلہ ندانم کہ رعشت بگریمت مثنیات پہلا وزن عسری
 اور ضرب دونوں مجنون یعنی فعلاتن مثال ادسکی جو متن میں ہے قطع یہ ہے حکیم ہر فعلاتن حکیم
 یا فعلاتن نمید افعلاتن و چسودم فعلاتن بخراجی فعلاتن لند انم فعلاتن کر عشقت فعلاتن بگریتم
 فعلاتن اور مثال صدر سالم کی یہ ہے سعدی کہتا ہے مشعر گفتم بودم جو بیائی غم دل بابو گویم
 و چہ بگویم کہ غم از دل برد چون تو بیائی و اور بعضے اس وزن کو شانزہ رکنی کہتے ہیں جیسا کہ
 خواجہ عصمت اللہ بخاری نے کہا ہے مشعر رنگ رخسار و در گوش و خط و قد و حن و عارض
 خال لبست امی سر و پر و روی سیمینہ و شفق و کوکب و شام و سحر و طوبی و گلزار بہشت بہت و ہلال
 طرب چشمہ کوثر بہ کدافی الحدائق ہم ب عروض مجنون یا مشعث و ضرب شعث مثالیں
 بدو رخ ماہ تمامی بہ دوزن لک چو عبیری بہ بدولب شکرو قندی بدو چنگ بادامی بہ و این وزن را
 استحقاق آن نیست کہ وزنی مفر و کنند چہ مسکن وزن اول ست است وزن دوسرا عروض مجنون
 یعنی فعلاتن یا مشعث یعنی مفعولن اور ضرب مشعث یعنی مفعولن مثال مرقومہ متن ہے قطع ادسکی
 یہ ہے بدو رخ ماہ تمامی بہ دوزن لک چو عبیری بہ بدولب شکرو قندی بدو چنگ بادامی بہ و این وزن را
 استحقاق آن نیست کہ وزنی مفر و کنند چہ مسکن وزن اول ست است وزن دوسرا عروض مجنون
 یعنی فعلاتن یا مشعث یعنی مفعولن اور ضرب مشعث یعنی مفعولن مثال مرقومہ متن ہے قطع ادسکی
 یہ ہے بدو رخ ماہ تمامی بہ دوزن لک چو عبیری بہ بدولب شکرو قندی بدو چنگ بادامی بہ و این وزن را
 استحقاق آن نیست کہ وزنی مفر و کنند چہ مسکن وزن اول ست است وزن دوسرا عروض مجنون
 یعنی فعلاتن یا مشعث یعنی مفعولن اور ضرب مشعث یعنی مفعولن مثال مرقومہ متن ہے قطع ادسکی

یا مجنون محذوف و ضرب مجنون مقصور مثالش شعر منم از عشق تبی ماند به تیار بدر
کہ برخ ماہ تمام ست و بدل سنگ خام و عروض ہان و ضرب مجنون محذوف و حقیقت ہان
ست وزن تیسرا عروض مجنون مقصور یعنی فعلان یا مجنون محذوف یعنی فعلن اور ضرب مجنون مقصور
یعنی فعلان مثال متن میں لکھی ہو قطعیج اوسکی یہ ہے منم عشق فعلاتن قتی من فعلاتن و تیسرا
فعلاتن ربدر و فعلان کہ بر خما فعلاتن ہا مس فعلاتن قتی من فعلاتن گر خام فعلان اور وزن
چوتھا عروض وہی یعنی فعلان یا فعلن اور ضرب مجنون محذوف یعنی فعلن اور حقیقت میں وہی وہی
لہذا دوسری مثال کی بھی حاجت سبانی اور نہ لکھی اور شعر میں تیار یعنی فکر و اندیشہ کردن ہے
اور خام یعنی سخت سبب ہم عروض ہان و ضرب مجنون محذوف مسکن و عروضیان این شعر
اتر میخواند و خطاست مثالش شعر نکشم جو کہے کو نو فاد و ربودہ ندیم دل کہے کو نکند و کہے
و اگر ضرب مجنون مقصور مسکن باشد حکمش میں تو اند بود و این وزن ہم استحقاق افراد
چہ تفاوت با وزن گذشتہ خبر سبب قافیہ و تسکین یا تحرک نیست پانچواں وزن عروض
وہی یعنی فعلان یا فعلن اور ضرب مجنون محذوف مسکن یعنی فعلن سکون العین اور عرضی
اسکو اتر کہتے ہیں یہ خطا ہے اسواسطے کہ خین بیان لازم ہے اور اتر محذوف قطعیج ہوتا ہے
بدون نہیں کہے ہاں تلفظ میں البتہ ایک ہے مثال اوسکی جو متن میں لکھی ہے قطعیج یہ ہے
نکشم جو فعلاتن کہے کو فعلاتن زو فاد و فعلاتن بود فعلن ندیم دل فعلاتن کہے کو فعلاتن
نکند دل فعلاتن واری فعلن و اگر ضرب مجنون مقصور مسکن ہو یعنی فعلان لبسکون عین حکم اسکا
بھی وہی ہوگا جو فعلن میں کیا گیا اور یہ وزن بھی استحقاق افراد کا نہیں رکھتا یعنی جدا گانہ ہوگا
اسواسطے کہ تفاوت وزن گذشتہ سے نہیں رکھتا سو قافیہ کے مراد قافیہ سے رکن اخیر ہے
کہ ایک جگہ فعلن متحرک العین اور ایک جگہ فعلن سکون العین واقع ہوا ہے اور اسواسطے
کہ ایک جگہ تحرک ہے اور ایک جگہ تسکین و کلام درینجا در نفس وزن ست قطع نظر
از قافیہ و آن از سکون یا ساکن مختلف نمی شود کہ امر سابقا تم کلامہ قابل ہم و عروض ہان
و ضرب محذوف مقلوع مجنون مثالش بلیت اگر ایس شودی جان من از در و فراق
بہمہ جو من از عشق تو خوش شودی یا و ضرب محذوف اصح مجنون ہمیں حکم دارد و است چنانکہ

نوان وزن عروض مجنون یعنی فعلیان یا معری یعنی فعلاتن اور ضرب مسنخ یعنی فعلیان
 و سوان وزن عروض اور ضرب دونوں مجنون معری یعنی فعلاتن بیت مثال کی مرقومہ متن ہے
 تقطیع او سکی ہے یہ طریق فعلاتن زربا و فعلاتن بصوبی فعلاتن کھر لیش فعلاتن تہا ر
 فعلاتن سچوانی فعلاتن اور یہ دونوں ایک وزن ہیں صوبی لفتح اول شراب بار و کشف سے
 اور مصطلحات میں شراب پینا وقت صبح کہ انی الغیاث اور حریف ہم پیشہ و ہم کار تحب اور صراح
 اور کنز سے ہم یا عروض مجنون یا مشعشع و ضرب شعشع برنگیونہ بلیت اگر ایدون کہ ہمیں دلش
 و زری کہ ہمہ خلق نگو نامی یابی و این وزن را استحقاق آن نیست کہ مفرد گیرند چہ کن وزن گذ
 است گیار ہوان وزن عروض مجنون یعنی فعلاتن یا مشعشع یعنی مفعولن اور ضرب شعشع یعنی
 مفعولن مثال مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے اگر بد و فعلاتن کہ ہمید فعلاتن نشو زری مفعولن
 رہمہ خل فعلاتن مفعولنا فعلاتن یا بل مفعولن اور اس وزن کو استحقاق اسکا نہیں ہے کہ مفرد مقرر
 کرین یعنی جدا گانہ کہیں کسوا سئلے کہ مسکن وزن گذشتہ کا ہے یعنی فعلاتن مسکن ہو کر مفعولن
 ہوا ہے ہم یہ عروض مجنون مقصور یا مجنون محذوف و ضرب مجنون مقصور برنگیونہ بلیت
 ولم از عشق تو شد خستہ و ریش و نوکن جو بر برین عاشق خویش و پنج عروض ہمان و ضرب
 مجنون محذوف و بحقیقت ہمان ستات بار ہوان وزن عروض مجنون مقصور یعنی فعلان
 متحرک العین یا مجنون محذوف یعنی فعلن متحرک العین اور ضرب مجنون مقصور یعنی فعلان متحرک العین
 مثال مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے ولم از عشق فعلاتن قشند خس فعلاتن ریش فعلان ممکن جو
 فعلاتن ربری نا فعلاتن شقیش فعلان تیر ہوان وزن عروض وہی یعنی فعلن یا فعلان
 اور ضرب مجنون محذوف یعنی فعلن اور حقیقت میں یہ وہی وزن دوازدم ہے ہم یہ عروض
 ہمان و ضرب مجنون محذوف مسکن و عروضیان ابتر گویند بہو و این وزن را ہم استحقاقی افراد
 ست چود ہوان وزن عروض وہی یعنی فعلن یا فعلان اور ضرب مجنون محذوف مسکن یعنی فعلن
 بسکون عین اور عروضی او سکوا بتر کہتے ہیں سہو سے کسوا سئلے کہ بحدت اور تقطیع اتر ہوتا ہے
 اور بیان خبن لازم اور اس وزن کو بھی استحقاق افراد کا نہیں ہے بلکہ وہی وزن دوازدم
 و سیزدہم ہے ہم ہر جات یہ عروض مجنون معری یا مسنخ و ضرب مسنخ برنگیونہ بلیت

سخن من کہ رسانند بر آن ناه دلارام بدیوہر دو معری و حکمش همان است است مربعات پند ہون
 وزن عروض مجنون معری یعنی فعلاتن یکسبغ ای مجنون مسبغ یعنی فعلیکان اور ضرب مسبغ ای
 مجنون مسبغ یعنی فعلیکان مثال مرقومہ متن ہے تقطیع سخن من فعلاتن کہ رسانند فعلاتن بر انما
 ہ دلارام فعلیکان اور لفظ بر شعرین معنی نزدیک ہے وزن سولہوان عروض اور ضرب دونوں
 معری یعنی فعلاتن اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی وزن پانزدہم ہے ہم مثنی زیر بنگونہ بیت
 ہ شادیم بدستی تثنیہ وزن سترہوان جیسا کہ شعر اوسکی مثال کا مرقومہ متن ہے
 تقطیع یہ ہے رہ شادی فعلاتن بدستی فعلاتن نیم صریح ثانی میں معتبر ہے ہم و تحقیق این
 اوزان عائد باشت وزن است و آنچه عروض یا ضرب فعول یا فعل یا فاع یا فاع است متروک
 و مقصور و محذوف مقبول تر از دیگر است و تسکین اوسط ہمہ جا استعمال کنند و باغیہ مسکن
 خلط کنند اور حقیقت میں یہ اوزان ہنگامہ عائد یعنی راجع طرف آٹھ وزنوں کے ہیں
 یعنی نو وزن دوم اور چہارم اور پنجم اور ہفتم اور دہم اور یازدہم اور سیزدہم اور چہار دہم اور شانزدہم
 باقی رہے آٹھ وزن اور اون میں جو وزن کہ عروض یا ضرب اوس میں فعول یا فعل یا فاع
 یا فاع ہے متروک ہے در مقصور اور محذوف مقبول تر از وزنوں سے ہے اور تسکین اوسط
 متروکوں مجنون میں سب جگہ استعمال کرتے ہیں اور ساتھ غیر مسکن کے خلط کرتے ہیں یعنی
 کسی جگہ فعلاتن اور کسی جگہ مفعولن ہو تو جائز ہے ہم و چون ہمہ مسکن بود بیت از اسباب بود
 چنانکہ در ہرج گفتمہ آمد و اینجادہ وزن متوالی بر خیزد بقاصیل یک یک سبب خفیف و مصراع اطل
 از دوازده سبب و مصراع اقصر از سبب و این غریب تر است از آنچه در ہرج گفتمہ و فرق میان
 اوزان مشترک کہ ازین سہ بحر توان خوانند یعنی ہرج و خبر و رمل در مصراع عامی دیگر در تصیدہ ظاہر
 شود و ہمہ برین قیاس در دیگر مواضع است اور اگر سب رکن مسکن ہوں یعنی مفعولن مفعولن مفعولن
 مفعولن بیت اسباب سے ہوگی جیسا کہ ہرج میں کہا گیا اور اس جگہ دس وزن متوالی پیدا ہوتے
 ہیں بقاصلہ یک یک سبب خفیف اور مصراع اطل بارہ سببوں کا ہوگا اور مصراع قصر تین سببوں کا
 اور یہ غریب تر از دوازده سبب و اوس سے جو ہرج میں کہا ہے یعنی ہرج میں مزج تک وزن
 بکلی تھے اور یہاں رمل میں مثنی تک نکلتے ہیں مثلاً مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن کہ مثنی ہے

اگر تین مفعولن سے ایک ایک سبب ملاحظہ ملاحظہ کر جاوے ایک مفعولن یعنی شنی ریحانے
 تو نو سبب کی کمی سے نو وزن اور ایک شنی جملہ دس وزن پیدا ہوتے ہیں کسوا سطلے کہ
 بحر شمر ابھی مستعمل ہوئی ہے بخلاف ہرج کے کہ وہ شنی نہیں آئی ح قولہ اینجادہ وزن
 متوالی بر خیزد لیکن مخفی نماز کہ ہفت وزن از انما ازین بحر باشد و باقی از رجز و ہرج الی آخرہ
 معلوم ہو کہ محقق علیہ الرحمہ نے کہ سترہ اوزان مستعمل اس بحر کے کھے ہیں اور ان میں بھی بعض
 متروک لکھا ہے اور جو کوئی وزن کبھی پنج سبب اور کبھی ہفت سبب اور کبھی ہشت سبب بہت
 عدم استعمال کے نہیں لکھا صاحب میزان کو شبہ ہو کہ سات ہی وزن اس بحر میں کل سکون
 ہیں پس یہ گمان باطل ہے اور یہاں غرض اخراج اوزان سے ہے نہ استعمال اوزان سے
 اور فرق در میان اوزان مشترک کے کہ ہرج اور رجز اور رمل تینوں بحرون میں پائی جاتی ہیں اور
 مصارع قصیدہ سے ظاہر ہوتا ہے یعنی جس بحر میں وہ قصیدہ ہو گا معلوم ہو جائے گا
 کہ یہ ارکان مزاحف اوس بحر کے ہیں اور اس طرح اور مواضع میں یعنی تمیز ارکان مزاحف
 کی اوس بحر سے ہوتی ہے جس میں واقع ہوں ورنہ ایک ایک زحاف کئی کئی بحرون میں آتا
 ہم و متاخران را وزنی خوش است کہ بر تل تقطیع توان کرد چون یک رکن مشکول میگردد و کی
 سالم تا بتی از فعلات فاعلاتن بود چہار بار مثالش نیست بیت بچمن بر آئی زوری سپہ
 ہمار لبشکن چہ سر غمرہ بجنباں صف روزگار لبشکن چہ نیست بحور دائرہ مجلبہ و اوزان آن
 ست اور متاخران کے نزدیک ایک وزن خوش آئند ہے کہ اوسکو رمل میں تقطیع کیا جائے
 جب ایک رکن مشکول یعنی فعلات لین اور ایک رکن سالم یعنی فاعلاتن تو ایک بیت
 فعلات فاعلاتن سے ہو چار بار مثال اوسکی مرقومہ متن سے تقطیع یہ ہے بچمن بچمن
 رای روزی فاعلاتن سپہیب فعلات ہار لبشکن فاعلاتن سر غمرہ فعلات امی بجنبا فاعلاتن
 صف روز فعلات کار لبشکن فاعلاتن یہ ہیں بحرین دائرہ مجلبہ کی اور اوزان اوس کے
 ہم سر بیع این بحر ہم در دو وقت مستعمل است و ہاں در دائرہ مستعملن مستعملن مفعول
 دو بار است و دانی و مشطور یکا و رند و آنرا در بنای تازی دو عرض و شش ضرب است و
 ہاں شش وزن آمدہ و ابیاتش نیست یہ بحر بھی دونوں زبانوں میں یعنی تازی و فارسی

میں مستعمل ہے اور اصل اسکی دائرے میں مستفعلن مستفعلن مفعولات دو بار ہے اور
 وافی اور مشطور استعمال کرتے ہیں اور اسکی استعمال تازی میں دو عروض یعنی مملوی
 مکشوف فاعلن یا محمول مکشوف فاعلن اور موقوف یعنی مفعولان یا مکشوف یعنی مفعولن ہیں
 اور چہ ضرب میں مملوی موقوف فاعلن اور مملوی مکشوف فاعلن اور اصل مفعولن یکون
 عین اور محمول مکشوف فاعلن بحر یک عین اور موقوف مفعولان اور مکشوف مفعولن ہیں
 اور چہ وزنوں پر آئی ہے اور بیتین اسکی یہ ہیں ہم اشعر ازمان سلمی لا یرئی ظلہا
 الرأؤن فی شام دلائی عراق ۛ عروض مملوی مکشوف است و ضرب مملوی موقوف است
 پہلا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اسکا مملوی مکشوف ہے یعنی فاعلن اور ضرب مملوی
 موقوف یعنی فاعلن ہے ازمان بالفتح جمع زمان بمعنی وقت کثر اور منتخب اور غیاث سے
 اور سلمی نام معشوقہ عرب اور شام اور عراق دونوں ناک بحسن و خوبی مشہور ہیں اور الرأؤن
 میں رای مشدودہ اول متعلق مصرع اول ہے اور ثانی متعلق مصرع ثانی معنی یہ ہیں زمانی
 سلمی کہ نہیں دیکھی مانند اونکے دیکھنے والوں نے شام میں اور نہ عراق میں تقطیع یہ ہے
 ازمان سل مستفعلن مالا یرئی مستفعلن مثلہا فاعلن راءون فی مستفعلن شامودہ لا مستفعلن فی عراق
 فاعلن ہم شب شعر ہاج الموی رسم بذات الغضا ۛ مخلوق مستمع محمول ۛ عروض
 و ضرب مملوی مکشوف است و دوسرا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اور ضرب اس میں
 دونوں مملوی مکشوف ہیں یعنی فاعلن غضا نام ایک درخت صحرائی کا مانند کنار کہ اگ اسکی
 دیر تک رہتی ہے غیاث سے اور مخلوق بمعنی کمنہ اور مستمع بمعنی ساکت مجموع سے کہ باہم
 بمعنی گنگ شدن ہے غیاث سے اور مخلوق ریگ نودہ گردیدہ یا منقلب الاحوال اور منتخب
 کلمہ ہے کہ محمول اور باطل زمین و شہر قطار رسیدہ معنی یہ ہیں کہ اوٹھایا یعنی پیدا کیا عشق کو
 نشان مکانات نے اس موضع میں کہ جس میں درخت غضا ہے کمنہ اور ساکت منقلب الاحوال
 تقطیع یہ ہے ہاجوا مستفعلن سمین ہذا مستفعلن لغضا فاعلن مخلوق مستفعلن مستمع مستفعلن
 محمولو فاعلن ہم ج شعر ثالث ذم لقصید یقیل الحما مٹلا فقد تلبثت اسلمی ۛ عروض
 ہچنان است و ضرب اصل است فیسرا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض دی یعنی مملوی مکشوف

فَاعْلَن اور ضرب اصل یعنی فعلن سکون عین خنا بالفتح والقصر سخن فحش و بہودہ منتخب سے
 اور مہل بمعنی زبان غیاث سے معنی یہ ہیں کہ کہا معشوقہ نے در حالیکہ قصد نہیں کیا گیا تھا
 بسخ فحش زبان سے کہ تحقیق پہنچا یا تو نے اس سخن فحش کو میرے کانوں میں تقطیع یہ ہے
 قائلہ ولم تستفعلن بقصد لقی مستفعلن للونا فاعلن مہلن فقد مستفعلن البغت اس مستفعلن باعی
 فعلن ہم رشحہ انشع مشاک والوجہ دکا نیرہ واکر ارف الالکت غنم عروض و ضرب ہر دو
 محمول کشوف ست داین چار وانی است قدم چوتھا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اور ضرب دونوں
 محمول کشوف ہیں یعنی فعلن تجربیک عین معنی یہ ہیں جو معشوق کی مانند ہو مشک سحر
 اور موندہ اس کے مثل دینارون کے سرخ اور روشن ہیں اور سر انگشتان خالبہ مثل غنم
 سرخ ہیں اور غنم بختیں ایک درخت ہے زمین حجاز میں کہ بھل اس کے سرخ ہوتے ہیں انکو
 تشبیہ دیتے ہیں انگشتان خالبہ سے کذا فی المنتخب تقطیع یہ ہے انشع مس مستفعلن
 کو و نو جو مستفعلن ہذا فاعلن نیر و و اط مستفعلن رافلاکت مستفعلن فغنم فعلن اور یہ چاروں وزن
 وانی کے ہیں ہم ہ شعر فیضمن فی حاقا تہا بالابوال چ عروض و ضرب کی است و لین نو
 ست پانچوں شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اور ضرب ایک ہیں یعنی مشطوبہ ہے اور یہ مرقومہ
 یعنی مفعولان معنی یہ ہیں کہ گراتے ہیں وہ نافی کنار ہی فرج سے اپنی پیشاب تقطیع یہ ہے
 فیضمن فی مستفعلن حاقا تہا مستفعلن بالابوال مفعولان ہم و شعر یا صاجی رخلی اقلما عدلی
 ہچنان است و آن کشوف ست و ہر دو وزن از مشطوبہ ست چٹا شعر جو مرقومہ متن ہے
 اوسی طرح پر ہے یعنی عروض اور ضرب ایک ہیں بسبب مشطوبہ ہونے کے اور وہ کشوف ہے
 یعنی مفعولن معنی یہ ہیں ای دو صاجو ہم منزل میری کم کرد بار شرمیر ارجل بالفتح مسکن و
 منزل درخت و سباب و پالان شتر و کوچ مصالح اور منتخب وغیرہ سے کذا فی الغیاث اور عدل
 بکسر اول و سکون ثانی بار کی طرف کہ پشت ستور پر لیجاتے ہیں غیاث سے ح ای دو بار
 پالان یعنی سواری من کم کنید ملاست من تم کلامہ ظاہر ہے کہ عدل بمعنی ملاست خلاف تمام
 اور عدل بمعنی بار کی طرف شتر موافق تمام تقطیع یہ ہے یا صاجی مستفعلن حلی اقل مستفعلن
 لا عدلی مفعولن اور یہ دو وزن وزن مشطوبہ کے ہیں ہم و بطریق زحاف و گیر کار کان مجنون و

مطوی و مجبول روا دارند و ضربہای مشطور مجنون روا دارند و بطریق زحاف کو یعنی
 بطریق تغیرات جائزہ کے اور ارکان مجنون یعنی مفاعلن اور مطوی یعنی مفتعلن اور مجبول یعنی
 فعلن روا رکھتے ہیں اور ضربہای مشطور مجنون روا رکھتے ہیں یعنی مفعولان اور مفعولن کو
 ضرب مشطور میں مفعولان اور مفعولن بھی کر لیتے ہیں ہم و اما پارسی ارکان ہمہ مطوی یکا رواں
 ویر سالم و مجنون شعر نیامده است الا آنچه عروضیان بہ تکلف گفته اند از جهت تشبہ بعرب و گفته
 اور اسہ عروض است و بہت ضرب و بردہ وزن آوردہ اند باین تفصیل است و اما فارسی بیت
 ارکان مطوی استعمال کرتے ہیں اور سالم اور مجنون میں شعر نہیں آتا ہے الا جو کچھ عروضیوں
 بہ تکلف کہا ہے بہت تشبہ بعرب سمجھا چاہیے اور کہا ہے کہ اس کے تین عروض یعنی مطوی
 موقوف فاعلان یا مطوی مکشوف فاعلن اور مجنون مکشوف فعلن متحرک عین اور اصلم
 مقصور فاع یا اصلم محذوف فع اور آٹھ ضربیں ہیں یعنی مطوی موقوف فاعلان اور مطوی
 مکشوف فاعلن اور مجنون مکشوف فعلن اور مجنون مکشوف فعلن متحرک عین اور اصلم مقصور
 فاع اور اصلم محذوف فع اور موقوف مفعولان اور مکشوف مفعولن اور اصلم حقیقت میں مجبول
 مکشوف مسکن ہے علاحدہ نہیں ہے یعنی فعلن مسکن العین کہ وزن چارم میں ضرب ہے
 اور اسکو عروضیوں نے اصلم کہا ہے سہو کی ہے حقیقت میں وہ فعلن متحرک العین کو
 مسکن کیا ہے پس ضربیں آٹھ ہوئیں نہ نو اور اس سب کو دس وزنوں پر لائے ہیں اس تفصیل
 ہم ا عروض مطوی موقوف یا مکشوف و ضرب مطوی موقوف برنگونہ بیست چون نریم دست
 بقراک توچہ جز تو کسی نیست مراد سنگیرت پہلا وزن عروض مطوی موقوف یعنی فاعلان یا
 مطوی مکشوف یعنی فاعلن اور ضرب مطوی موقوف یعنی فاعلان بیت مثال کی جیسا کہ متن
 میں ہے تقطیع یہ کہ چون نریم مفتعلن دست لفت مفتعلن راک تو فاعلن جزت کسی مفتعلن نریم
 مفتعلن دستگیر فاعلان اور قراک بمعنی شکا طبع ہے ہر عروض ہماں و ضرب مطوی مکشوف
 و حقیقت ہماں وزن اول است و دوسرا وزن عروض وہی یعنی فاعلان یا فاعلن اور
 ضرب مطوی مکشوف یعنی فاعلن اور یہ حقیقت میں وہی وزن اول ہے ہر عروض مطوی
 مکشوف و ضرب مجنون مکشوف برنگونہ بیست ماہ رضا برہم روی زمین و خبر تو مراد گراں سرد چ

تشریح وزن عروض مطوی کشوف یعنی فاعلن اور ضرب مجہول کشوف یعنی فعلن متحرک العین مثال
 جیسا کہ متن میں ہے تقطیع یہ ہے ماہ رخا مفتعلن برہم و مفتعلن ایزنی فاعلن خبر مرفوع مفتعلن یا دیگر
 مفتعلن نسزد فعلن اور نسزد یعنی سزاوار نہیں ہے ہم و عروض ہمان و ضرب اصل کم گفتہ اندو این
 سہو است چہ اینجا طی لازم است و حقیقت مجہول کشوف مسکن است شائش بیت پستہ است
 شفا سے دلم نہ زانکہ شد او خستہ باد است بدو این وزن مسکن وزن سوم است چوتھا
 وزن عروض وہی یعنی مجہون کشوف فاعلن اور ضرب اصل کم عرضیون نے کمی ہے یعنی جب
 مفعولات سے و تدرگہ جائے مفعول ہے مقام پر اس کے فعلن مسکون العین لایکن اور یہ
 سہو ہے اس واسطے کہ بیان سربج مطوی میں طے لازم ہے پس جب اصل کم کھائے کمان رہا
 لہذا اسکو مجہول کشوف مسکن کہنا چاہیے کہ قبل اجتماع وزن و طے ہے اور جب اسکو مسکن
 کریں فعلن مسکون العین ہو معنی بیت مثال مرقومہ متن کی یہ ہیں کہ لب تیرے میرے دل
 کے واسطے شفا ہیں اسلئے کہ یہ تیری آنکھ کا بیمار ہے اور دو موافق اور مناسب بیماری کے
 چاہیے تقطیع یہ ہے بیتا تو مفتعلن بہت شفا مفتعلن اسی دلم فاعلن زاکشد و مفتعلن خستہ
 مفتعلن و است فعلن اور یہ وزن مسکن وزن سوم ہے اس جگہ صاحب حاشیہ نے تین جگہ
 غلط لکھا ایک یہ کہ مجہول کشوف کو مجہون کشوف لکھا اور نسزد بر وزن فعلن بھی نہیں ہے
 بلکہ بر وزن فعلن ہے دوسرے یہ کہ اینجا طے لازم است پر یہ حاشیہ لکھا ح قولہ اینجا طی لازم است
 و از ان مفتعلن شود پس اگر آنرا اصل کم کنند بر وزن فعلن ماندہ فعلن ہم کلامہ معلوم ہو کہ ضرب میں
 کرن اصلی مفعولات واقع ہوا ہو نہ مستفعلن کہو اسلئے کہ سربج متن نہیں آئی پس مفعولات سے
 اصل کم فعلن ہوگا نہ مفتعلن جیسا صاحب حاشیہ نے لکھا کیا تیسرا انما لفظ وزن آئندہ میں ہم
 عروض و ضرب ہر دو مجہول کشوف بر تیکو نہ ہدیت قبلہ من روی چو ماہ تو شدہ قبلہ ازین بہ خود
 بہمان بدو عروض ہمان و ضرب اصل کم سخن درو ہمان است کہ گفتہ آمدت باخچان وزن عروض
 اور ضرب دونوں مجہول کشوف یعنی فعلن متحرک العین بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے
 قبلہ من مفتعلن روی چا مفتعلن ہدشد فعلن قبلہ ازین مفتعلن ہدشد مفتعلن بہمان فعلن جیسا کہ
 عروض وہی یعنی فعلن متحرک العین اور ضرب اصل کم یعنی جسکو عروضی اصل کم کہتے ہیں اور کلام اس میں

وہی ہے جو کہا گیا یعنی طے لازم ہے اسکو مجبول مکشوف ممکن کہنا چاہیے صاحب حاشیہ نے
 اس حکم پر حاشیہ لکھا ہے قطعاً پیش قبل اس مقتعلن روا چھ مقتعلن ہے تشد فاعلن قبل از می مقتعلن
 بہنود مقتعلن ورجھان فاعلن تم کلامہ معلوم ہو کہ مجبول مکشوف فعلن ہے نہ فاعلن اور قطعاً نظر
 اسکے اگر عروض و ضرب فاعلن ہو وہ وزن اول ہے ہم ز عروض اصلم مقصور یا اصلم محذوف
 و ضربہ اصلم مقصور بر اینگو نہ بلیت سنگدل آن یار نے آرم یک شیم از خود نکند شاد چہ
 عروض ہماں و ضرب اصلم محذوف و بحقیقت ہماں است ساتوان وزن عروض اصلم
 مقصور فاع یا اصلم محذوف فاع اور ضرب اصلم مقصور فاع بیت مثال کی مرقومہ متن ہے قطعاً یہ
 سنگدل مقتعلن یار یا مقتعلن رزم فاع یک شیم مقتعلن خد نکند مقتعلن شاد فاع آرم بفتح زائجہ و
 سکون را رملہ شرم اور حیا اور شفقت اور مہربانی اور صلح اور شستی لطائف اور جہانگیری او
 بران اور در اسی کذا فی الغیات آٹھوان وزن عروض وہی یعنی فاع یا فاع اور ضرب اصلم محذوف
 یعنی فاع اسیہ حقیقت میں وہی وزن ہے یعنی ہفتم اور شتم ایک وزن ہے ہم ط مشطور و
 ضرب موقوف بر اینگو نہ ع و سر من جہر ہوس جانان نیست چہ ہی ہم مشطور و ضرب مکشوف
 بر اینگو نہ بلیت بار دیگر آن بیت من باز آمدت نوان وزن مشطور اور ضرب موقوف یعنی مفعولان
 ذکر عروض کا کیا اسوا سطلے کہ مشطور میں عروض اور ضرب ایک ہے مثال جیسی متن میں ہے
 قطعاً اسکی یہ ہے دوسرے مقتعلن خبر موسی مقتعلن جانانیس مفعولان و سوان وزن بھی
 مشطور اور ضرب مکشوف یعنی مفعولن بیت مثال کی مرقومہ متن ہے قطعاً یہ ہے بار دیگر مقتعلن
 الیت من مقتعلن باز آمد مفعولن معلوم ہو کہ مثال اول مشطور میں عین لکھا اور مثال دوم مشطور میں
 بیت اشارہ یہ ہے کہ مشطور کو صرغ اور بیت و وزن کہہ سکتے ہیں ہم و نیز دیک متاخران مستعمل
 وزن اول است دوم از سلم مثال بر اینگو نہ گویند بلیت دلخواہ من برین ستمگا رشد بلی یق
 جہری مر مر اور خواہ و از مخبون بر اینگو نہ بلیت چراغ و می کنی بار ہی چہ جہا ہی کنی دلش را بدودہ
 و دیگر را ہمہ مثال آوردہ اند لیکن ناخوش و متکلف باشد است اور نزدیک متاخران کے
 وزن اول مطوی کا مستعمل ہے اور دوسرا وزن ساکلم جسکی مثال مرقومہ متن ہے قطعاً لخواہ
 من مستعمل برین ستم مستعمل کار رشد فاعلن بی بیچ خبر مستعمل می مر مستعمل کردہ فاعلن

اور مخنون اوسی سالم کا جو مثال مسطورہ متن ہے تقطیع اور سکی یہ ہے چنانچہ مفاصلن دمی کنی مفاصلن
بار ہے فاعلن چہ راہی مفاصلن کنی ولس مفاصلن را بر دفا علان اور مثالین اور ورتون کی ہی
پیشہ غرب لائے ہین مگر ناخوش اور تکلیف دہندہ ہین اور ہی یعنی بندہ یعنی عاشق مہ قریب
این بحر پارسی گویان خاص است واصلش در دائرہ مفاصلین مفاصلین فاع لاتن دو بار است و
در بنا مکفوف بکار دارند موفور یا اخر ب و ہر دو را دو عروض و چہا ر ضرب آورده اند و گفتہ اند ہر
وزن آمدہ است و مکفوف را دو وزن آورده اند یک عروض مقصور یا محذوف و دو ضرب اول
مقصور دوم محذوف و بحقیقت ہر دو کی است مثالش انیت بلیت فغان زان سر زلفین تا بدار
فروہشتہ زیاتوت آید است یہ بحر فارسی گویون کی خاص ہے اور اصل اور سکی دائرے
میں مفاصلین مفاصلین فاع لاتن ہے دو بار اور استعمال میں مکفوف ہے موفور یا آخر ب
موفور وہ کہ حسین خرب نہو یعنی مفاصل اور اخر ب مفعول اور دو نوٹکی دو عروض ہین یعنی
سالم اور مقصور یا محذوف اور چار ضرب ہین یعنی مقصور اور محذوف اور سالم اور سبغ
اور کہا ہے کہ چہ وزنون پر آئی ہے اور مکفوف کے دو وزن لائے ہین ایک کا عروض
مقصور یعنی فاع علان یا محذوف یعنی فاعلن اور دو ضرب ہین اول مقصور یعنی فاع علان اور دوم
محذوف یعنی فاعلن اور حقیقت میں یہ دو وزن ایک ہین مثال مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے
فغان اس مفاصلین مفاصلین تا بدار فاع علان فروہشتہ مفاصلین زیاتوت مفاصلین تا بدار
فاع علان اور زیاتوت آید اس سے مراد رخسارہ ہے ہم و اخر ب را چہا ر وزن آورده اند و عروض
و چہا ر ضرب عروض سالم و ضرب صبغ داین پسندیدہ نیست چہا ر دائرہ زیادت صحت مثالش
بلیت شمسیر بندہ گفت دہندہ خود ہر چہ جز این بود محال است اور اخر ب کے
چار وزن لائے ہین اور دو عروض لائے ہین سالم اور مقصور یا محذوف اور چار ضرب ہین اول
سالم صبغ مقصور محذوف پہلا وزن عروض سالم فاع لاتن اور ضرب صبغ فاع لیان اور یہ
پسندیدہ نہیں ہے کسوا سنے کہ دائرے سے زیادہ ہے معلوم ہو کہ قریب دائرے ہین مگر
اور شمسیر نہیں آئی ہے کسوا سنے کہ صلیح اور قریب اول یعنی جدید انکی اد ایل ہین
رکن کرتا ہے اور ان نیون کو شمسیر نہیں لائے ہین بیت مثال مرقومہ متن ہے تقطیع اور سکی

یہ ہے شمشیر مفعول برزند مفعول کف دہندہ فاعل لاتن خذہج مفعول خبر ایب مفعول محبت
 فاعل لیان کف دہندہ یعنی قبضہ دہندہ اور خود یعنی تحقیق اور محال یعنی یا طل ہم پ ہر دو سالم
 مثالش بیت باران کہ زمین پاک و شستہ داردہ چون کزدل من غم ہی نشوید است و دوسرے
 عروض اور ضرب دونوں سالم بیت مثال کی جیسا کہ متن میں ہے معنی یہ ہیں کہ باران زمین کو
 پاک اور شستہ رکھتا ہے سبب کیا کہ میرے دل سے غبار غم نہیں کھوتا قطعاً بار کہ مفعول نیک پاک
 مفاعیل شستہ دارد فاعل لاتن چون کزد مفعول من غم مفاعیل می نشوید فاعل لاتن ہم ج عروض
 مقصور یا محذوف و ضرب مقصور بر نیگو نہ بیت بامروم فاعل سازگار طبع ہر چارہ شود مرد سازگار
 تیسرے وزن عروض مقصور یعنی فاعلان یا محذوف یعنی فاعلن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان
 بیت مثال کی جیسی متن میں لکھی ہو قطعاً اوسکی یہ ہے بامروم مفعول مناساز مفاعیل کا طبع
 فاعلان ہر چارہ مفعول شود مفاعیل سازگار فاعلان ہم عروض بہان است و ضرب محذوف
 و حقیقت ہمہ وزن ہمیش نیست و حکم تسکین اواسط بہان است کہ گفتہ آمد و این بحر نیز و یک
 متاخران ہم متروک است چوتھا وزن عروض وہی یعنی فاعلان یا فاعلن اور ضرب محذوف
 فاعلن و حقیقت میں سبب تین وزنوں سے زیادہ نہیں ہیں کسوا سطرے کہ دونوں مکفوف مفعول
 ایک ہیں اور چاروں اخر ب دو اور حکم تسکین اوسط کا وہی ہے جیسا کہ سابق میں کہا گیا یعنی
 جائز ہے پس مفعول مفاعیل بعد تسکین اوسط کے مفعولن مفعول ہوگا اور یہ بحر بھی نزدیک تلخ و نیک
 متروک ہے ہم ملشح این بحر ہر دو لغت مستعمل است و بتازی اصلش در امرہ مستفعلن مفعول
 مستفعلن دوبار باشد و در نیادانی و منہوک آید و اور ایک عروض بود و نہ ضرب و بر نہ وزن
 آید کیے وانی و بیش نیست است یہ بحر دونوں زبانوں میں یعنی عربی اور فارسی میں مستعمل
 اور اصل اوسکی دائرہ تازی میں مستفعلن مفعولات مستفعلن ہے دوبار اور ہر حال میں وانی اور
 منہوک آتی ہے اور اوسکا ایک عروض ہے یعنی سالم مستفعلن اور تین ضربین ہیں یعنی بطوی
 مستفعلن اور موقوف یعنی مفعولان اور مکشوف یعنی مفعولن اور تین وزنوں پر آتی ہے ایک وانی
 بیت اوسکی یہ ہے ہم اشعر ان ابن زید لازل استعلا فی الخیر لفسی فی مضمرہ اعرسہ فاعل
 عروض سالم و ضرب بطوی است پہلا وزن عروض سالم مستفعلن اور ضرب بطوی یعنی

مقتعلن سے بیت مثال کی جیسا کہ مسطورہ متن ہے لقطیع اوسکی یہ ہے ان بن زمی مستفعلن
 ویلا ذوال مفعولات مستعلن تفعیل تفعیل مستفعلن ہی فی مضر مفعولات بلعرقا مقتعلن عرب
 بالضم تکیونی اور احسان اور بضم یابی آیا ہے منتخب سے معنی یہ ہیں تحقیق کہ پسریہ ہمیشہ
 استعمال کرتا ہے خیر کو فاش کرتا ہے اپنے شہر میں احسان کو ح العرف بالضم الاحسان بضم تین
 مبالغہ اور ضرورتہ تم کلامہ قابل ہم دو منہوک کیے راضی موقوف و پیش نیست بضم
 صبر انبی عبد الدار یہ دیگر راضی کشوف و پیش نیست ج شعر و یلم سفید سعادت
 اور دو منہوک یعنی مثنیٰ ایک کی ضرب موقوف یعنی مفعولان مفعولات سے اور وہ وزن دوسرا
 بیت مثال کی جیسا کہ متن میں ہے لقطیع اوسکی یہ ہے صبر بنی مستفعلن عبد و مفعولان
 معنی یہ ہیں کہ صبر کو اسے پسراں عبد و ار اور دوسری منہوک کی ضرب کشوف یعنی مفعولان
 مفعولات سے وہ وزن قیسرا ہے بیت مثال کی جیسا کہ متن میں ہے لقطیع اوسکی یہ ہے
 ویلم متع مستفعلن و سعادت مفعولن معنی یہ ہیں کہ خرابی ہے واسطے اُم سعادت کے کہ نام بھی اوسکا
 سعد ہے اور ویلم سعید اصل میں ذیل لَام سعید تھا اور سعد منصوب باعنی ہے ہم و بطریق زحاف
 درہمہ ارکان غیر ضرر بہا خبن و ملی و خیل بکار و ارند لاد رکین عروض کہ اگر خیل کشد تا نامی مفعولات
 پنج متحرک متوالی شود نشاید و در ضرر بہا سے منہوک خبن بکار و ارند و زنی دیگر یافتہ اند کہ خلیل
 نیا و ردہ است و آن وانی است عروض سالم و ضرب مفعولات اور بطریق زحاف کے
 سب ارکان میں سوا ضربوں کے خبن یعنی مفاعیلن اور مفعولات اور طبعی مقتعلن اور مفعولات
 اور خیل یعنی فعلیتن اور مفعولات استعمال کرتے ہیں الا رکین عروض میں خبن اور طبعی لائے ہیں
 خیل نہیں لائے کسواسطے کہ اگر خیل لائیں تا نامی مفعولات سے مل کر پانچ متحرک متوالی جمع
 ہو جائیں اور یہ سچا ہے مثلاً کہ میں مستفعلن مفعولات فعلیتن پس تا اور فا اور عین اور لام
 تا و ثانی پانچ متحرک جمع ہوں اور پانچ متحرک جمع نہیں ہوتے اور اضراب منہوک میں
 خبن یعنی مفعولات استعمال کرتے ہیں بدور ایک وزن اور پایا بھی کہ خلیل اوسکو نہیں لایا ہے
 اصد و دانی ہے عروض سالم یعنی مستفعلن اور ضرب مفعولات یعنی مفعولن اور اسکی مثال کی جیسا کہ
 کہ وزن اول وانی میں اگر عرفا کو بسکون را یہ ہے مثال اسکی ہو جائے ح قولہ و زنی دیگر آہ

باید دانست کہ وزنی قطوع الضرب کہ در مفتاح و غیر آن از کتب فن مذکور است نسبت بحدیت
 ذاک و قد اذعراؤ خوش بصلب الخدر حب لبائنه مخفر یعنی انکس حالی کہ ترسانید
 حشیان را بکشاده رخسار فراخ است سینہ او و واسع است تقطیعش ذاکو قد مفتعل اذعراؤ
 فاعلات خوش بصل مفتعل تلخ در ح مستفعلن غلبان فاعلات بموجز مفتعلن اما مخفی نماند کہ
 دین وزن عروض ہم مطوی است سالم چنانکہ محقق علام میفرماید و شاید کہ مصنف علام را شانی دیگر
 سالم العروض و تقطیع الضرب ہم رسیده باشد اما دیگر عروضیان بر قطوع الضرب کنفامی نمایند
 قتال هم و ابپارسی اصلش در دائرہ مستفعلن مفعولات چهار بار باشد و دانی و مجز و مشطور
 یعنی شمن و سدس و مریج بکار دارند و ہمہ ارکان مطوی مستعمل است و عروضیان گویند اورا
 سه عروض و اشت ضرب است و برد و انده وزن آمده است چهار شمن و شش سدس و دو مریج
 بدین تفصیل است اما فارسی اصل اس سحر کی دائرے میں مستفعلن مفعولات چار بار ہے اور
 دانی اور مجز و اور مشطور یعنی شمن اور سدس اور مریج استعمال کرتے ہیں اور سب ارکان مطوی
 یعنی مفتعلن فاعلات مستعمل ہیں اور عروضی کہتے ہیں کہ او سکے تین عروض ہیں یعنی مطوی
 موقوف فاعلان یا مطوی مکشوف فاعلان اور اصلم مقصور و ہم اخذ مقصور فاع یا اصلم مخذوف
 و ہم اخذ مخذوف فع اور مطوی محرک مفتعلن یا مقطوع مفتعلن اور اٹھ ضرب ہیں ہیں یعنی
 مطوی موقوف فاعلان اور مطوی مکشوف فاعلان اصلم مقصور و ہم اخذ مقصور فاع اصلم مخذوف
 و ہم اخذ مخذوف فع اور مطوی مذال مفتعلان اور مطوی محرک مفتعلن اور اعرج مقولان
 اور مقطوع مفتعلن معلوم ہو کہ جب فاع اور فع شمن میں مفعولات سے بنی اصلم مقصور
 اور اصلم مخذوف ہو اور جب سدس میں مستفعلن سے بنے اخذ مقصور اور اخذ مخذوف ہو
 پس لفظ میں ایک ہیں اگرچہ اعتبار دو ہیں اندام محقق علیہ الرحمہ نے اٹھ ضربیں لکھیں کہ اصلم
 کہ غرض صورت لفظ سے ہے نہ اعتبارات سے چنانچہ سیرج میں دو قطوع سے ایک فعلن
 فاعلان سے دوسرا مفتعلن مستفعلن سے وہاں دونوں شمار میں لیے کہ صورتیں دو تھیں
 لفظ کی صاحب حاشیہ نے بیان بھی شبہ کیا اور یہ لکھا ح مطوی موقوف و مطوی مکشوف
 و اصلم مقصور و ذال و اعرج و مقطوع و اخذ مقصور و اخذ مخذوف و مطوی محرک اصلم مخذوف

و این همه ده بودند بهشت چنانکه مصنف فرموده تم کلامه قتال اوریه بحر باره وزنون پرتی بحر
چار شمن اورچہ سدرس اور دو مربع اس تفصیل سے ہم شمنات عروض مطوی موقوف
یا مکشوف و ضرب مطوی موقوف بر نیگو نہ بیت ترک من آن خبروی سیمبر و مهر جوی
قامتش آزادہ سروروی چو ماہ تمام ہ و چون این وزن چارخانہ شود مسط یا غیر مسط
رکن دوم ہر دو مصرع ہم مطوی مکشوف یا موقوف بکار و از بندر قیاس عروض و ضرب
ت شمنات وزن پہلا عروض مطوی موقوف فاعلان یا مطوی مکشوف فاعلن اور
ضرب مطوی موقوف فاعلان بیت مثال کی مرقومہ متن ہے لفظیہ یہ ہے ترک من
مفتعلن خبروی فاعلات سیمبر و مفتعلن مهر جوی فاعلان قامت مفتعلن زار و مفتعلن
ردی چا مفتعلن ہے تمام فاعلان اور جو یہ وزن چارخانہ ہو یعنی با قافیہ اور غیر مسط یعنی
نئے قافیہ رکن دوم سرادون مصرعوں کا بھی مطوی مکشوف یعنی فاعلن اور مطوی موقوف
یعنی فاعلان استعمال کرتے ہیں مثل عروض اور ضرب کے یعنی مطلع میں رکن دوم ہم
و ضرب ہوگا اور اشعار میں رکن دوم ہم قافیہ عروض ہوگا و وزن فاعلن خواہ فاعلان
پس اگر چارخانہ نہ ہو مثلاً ایک لفظ نصف رکن دوم میں نصف رکن سوم میں
معتبر ہو و بان رکن دوم کو مطوی مکشوف اور مطوی مخدوف و مسط
عروض و ضرب کے نہ کہیں گے بلکہ وہ ہمیشہ مطوی مخدوف ہوگا ح قولہ چارخانہ
اگرکہ منقسم شود بچار قسم کہ یک قسم را از انہا بادگیرے قافیہ ہو پس اگر سہ ازان یک قافیہ
دارند و چارم قافیہ دیگر دارد کہ یا بیت دیگر مانند آن ہم قافیہ است آنرا مسط گویند و تفصیل
و تمثیلش در اول کتاب گذشت و مثال غیر مسط اسخی دل دل سوار شاہ سلام علیک
حیدر باذالغفار شاہ سلام علیک تم کلامہ قتال ص ب عروض ہمان و ضرب مطوی
مکشوف و بحقیقت ہمان است دوسرا وزن عروض وہی یعنی فاعلان یا فاعلن اور
ضرب مطوی مکشوف یعنی فاعلان اور حقیقت میں یہ وہی ہے یعنی وزن اول اور دوم
ایک ہے ص ج عروض اصل مقصور یا اصل مخدوف و ضرب اصل مقصور یا نیگو نہ بیت
من ز فرغ رخ چو ماہ تو ہر شب باز نمایم نشان ز شعلہ نور شید و عروض ہمان و ضرب

اصل محذوف و بحقیقت همان است که گذشت تیسر اوزن عروض اصل مقصور یعنی فاع
یا اصل محذوف یعنی فاع اور ضرب اصل مقصور یعنی فاع بیت مثال کی مرقومہ متن ہے
تقطیع او سکی یہ ہے من ز فرد مفتعلن علی رخیج فاعلات ماہ تہر مفتعلن شب فاع باز تہر مفتعلن
بہم نقار فاعلات شعل آخر مفتعلن شید فاع وزن چوتھا عروض وہی یعنی فاع یا فاع اور ضرب
محذوف یعنی فاع اور حقیقت میں یہ وہی وزن ہے جو گذرا یعنی سوم اور چہارم ایک ہر
ہم مسدسات ۵ عروض مطوی معرے یا نذال و ضرب نذال برانگو نہ بیت یا رن آن
سر و قد موی میان پسیم بر و مشک زلف بدر جمال ۶ و عروض و ضرب ہر دو مطوی معرے
و حکمش همان است پانچواں وزن عروض مطوی معرے یعنی مفتعلن یا مطوی نذال
یعنی مفتعلان اور ضرب مطوی نذال یعنی مفتعلان اگرچہ عروض فقط مطوی معری کتابت
میں ہے مگر تفریقہ جملہ عروض کہ کھے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ لفظ یا نذال کتابت سے
رہ گیا ہو بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے یا رننا مفتعلن سر و قد و فاعلات
موی میا مفتعلن پسیم بر و مفتعلن مشک زلف فاعلات بدر جمال مفتعلان چٹا وزن عروض
اور ضرب دونوں مطوی معرے یعنی مفتعلن اور حکم او سکا وہی ہے یعنی پنج اور ششم ایک ہے
اور ایک ساکن کی زیادت مغیر وزن نہیں ہم ز عروض مطوی یا مقطوع و ضرب اعرج
برانگو نہ بیت چون ز تو باشد عنایت ای مہترہ ہیچ نتر سم ز حاسد و بد خواہ ح و
ہمان و ضرب مقطوع و حکمش همان است ساتواں عروض مطوی یعنی مفتعلن یا مقطیع
یعنی مفعولن اور ضرب معرج یعنی مفعولان بیت مثال کی متن میں لکھی ہے تقطیع یہ ہے چوترا
مفتعلن شد عنای فاعلات تیمتر مفعولن ہیچ نتر مفتعلن سم ز حاس فاعلات و بد خواہ
مفعولان اکھوان وزن عروض وہی یعنی مفتعلن یا مفعولن اور ضرب مقطوع یعنی مفعولن
اور حکم او سکا وہی ہے یعنی وزن ہفتم اور ششم ایک ہے ہم و بعضے از قدما این عروض را
ضرب مجنون مطبوس کہ بروزن فحول باشد استعمال کردہ اندت اور بعضے اس عروض کے
مقابلے میں ضرب مجنون مطبوس یعنی فحول لائے ہیں مثلاً مصرع ثانی بیت مذکور کا یون ہو
۵ ہیچ نتر سم ز حاسد و غیرہ پس و غیرہ وزن فحول ہو ہم ط عروض اخذ مقصور یا اخذ

مخذوف و ضرب اخذ مقصور برانیکونہ بیت امی بدو رخ چون گل بہارہ چون تو ندیدم
 کیے نگارہ ۱۱ عروض و ضرب اخذ مخذوف و حکمش بہان ست ست نوان وزن عروض
 اخذ مقصور یعنی فاع یا اخذ مخذوف یعنی فاع اور ضرب اخذ مقصور یعنی فاع بیت مثال
 کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے امی بدو رخ مفتعلن چو گلب فاعلات ہار فاع چو تندی مفتعلن
 دوم یکین فاعلات گار فاع دسوان وزن عروض وہی یعنی فاع یا فاع اور ضرب اخذ مخذوف
 یعنی فاع اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی وزن نهم اور وہم ایک ہے ہم مربعات یا عروض مطوی
 موقوف یا مکشوف و ضرب مطوی موقوف برانیکونہ بیت چون ز تو رخ نجم فرو و صابری
 از من محوہ ۱۱ عروض بہان و ضرب مکشوف و حکمش بہان استات مربعات گیارہ وزن
 وزن عروض مطوی موقوف یعنی فاعلان یا مطوی مکشوف یعنی فاعلن اور ضرب مطوی موقوف
 یعنی فاعلان بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے چو ترن مفتعلن جم فرو و فاعلان
 صابری مفتعلن من محوہ فاعلان بارہوان وزن عروض وہی یعنی فاعلن یا فاعلان اور ضرب
 مطوی مکشوف یعنی فاعلن اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی وزن یا زوہم اور وزوہم ایک ہے
 ہم داین جملہ بحقیقت پنج وزن است و تسکین اوسط ہمہ جار و ابودت اور یہ سب یعنی
 دوازده حقیقت میں پانچ وزن ہیں اور تسکین اوسط سب جگہ روا ہے ظاہر ہے شہادت
 میں وزن پہلا اور دوسرا ایک ہے یہ ایک ہوا اور تیسرا اور چوتھا ایک ہے یہ دوسرا
 اور مسدسات میں وزن پانچواں اور چھٹا اور ساتواں اور آٹھواں سبب جواز تسکین اوسط
 ایک ہے یہ تین ہوئے اور نوان اور دسوان ایک ہے یہ چار ہوئے اور مربعات میں
 گیارہوان اور بارہوان ایک ہے یہ پانچ ہوئے صاحب حاشیہ نے یہاں یہ حاشیہ
 لکھا ہے پنج وزن است مخفی نماز کہ باسقاط وزن دوم و چارم و ششم
 و ہشتم و نہم و دوازدهم کہ ہر ایک بامقابلش متحد است شش بانی می ماند و اسقاط اور ان
 سببہ ازین دوازده بہ خیال ناقص نمی آید تم کلامہ افسوس کہ اس عبارت کو بھی سمجھ کر تسکین اوسط
 ہمہ جار و ابودہم و چون و ضرب سوم و چارم یا وہم ہمہ سکر کنند بہر ج نیز بر نوان خواند
 مثلاً فاعلن فاعلات مفعولن فاع را چنین تقطیع نوان کرد مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع داین

ترانہ است و باقی برین قیاس و ہر جا کہ چنین افتد فرق بدیکر مصرعہاے قصیدہ ظاہر گردد
 ت اور جو وزن سوم اور چہارم یا دہم میں سب مسکن کرین ہنرچ میں بھی پڑھ سکتے ہیں
 مثلاً مفعولن فاعلات مفعولن فع کہ مسکن مفتعلن فاعلات مفتعلن فع وزن سوم اور چہارم
 کا ہے اوسکی یوں تقطیع ہو سکتی ہے مفعولن فاعلن مفاعیلن فع اس صورت میں فاعلن
 بجائے فاعلا اور مفاعیلن بجائے مفعولن ہوگا اور یہ وزن ترانے کا ہے ہنرچ سے
 اور باقی ارکان اسی قیاس پر اور جس جگہ ایسا واقع ہو فرق اور مصاریح قصیدہ سے
 ظاہر ہوگا یعنی اور مصرعون سے تمیز وزن ہنرچ اور وزن نسج میں ہو جائے گی ہم بعضے
 عروضیان برین اوزان از سالم مستقلن و مخبون اشدہ آوردہ اند مثال وزن اول از سالم
 بیت بریار من بیگناہ بجرم گرفت راہ آں حاسد عیب خواہ و آن دشمنیشت
 گومی و از مخبون شاعر مر از ان روی لعل و زان دوزل سیاہ و زوزگہ شب کنی
 و زشب گہو باز روز بدست اور بعضے عروضی ان وزنوں میں سالم سے مستقلن اور مخبون
 مثالین لائے ہیں یعنی اوزان سالم میں اول رکن مفتعلن تھا اوسکی جگہ مستقلن سالم
 اور مخبون مستقلن یعنی مفاعلن مثالون میں لائے ہیں مثال وزن اول کی سالم سے
 یعنی وزن اول سالم مفتعلن فاعلات تھا یہاں مستقلن فاعلات ہے بیت مثال کی
 مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے بریار من مستقلن بیگناہ فاعلات بجرم بک مستقلن رفت راہ
 فاعلان حاسدی مستقلن عیب خواہ فاعلات وادشمنی مستقلن یشت گومی فاعلان
 اور مثال مخبون سے یعنی وزن اول سالم میں جہان بجائے مفتعلن مفاعلن آیا ہے
 اوسکی مثال یہ ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے مر از ان مفاعلن روی لعل
 فاعلات و زوزل مفاعلن فوج سیاہ فاعلان زوزگہ مفاعلن شب کنی می فاعلات یشت گومی
 مفاعلن باز روز فاعلان ہم و ز مخبون اگر ہر دو مستقلن مخبون باشد بغایت ناخوش بود
 اما اگر دوم مطلوبی بود بہتر باشد برنگونہ بیت مر از لعل و در تو نیست نصیبہ مر از چہرہ
 سیاہ یشت گزندے بدست اور مخبون یعنی جہان اول رکن مخبون آیا ہے اگر دونوں
 مستقلن مخبون ہوں یعنی مفاعلن نہایت ناخوش ہے لیکن اگر دوسرا مستقلن مطلوبی ہو

یعنی مفتعلن بہتر ہے مثال او سکی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے مرارنح مفاعلن کو درست
 فاعلات بنس نفسی مفتعلن بی فع مرارچہ مفاعلن غی سیاہ فاعلات مست کرن مفتعلن وی فع
 معنی بیت کے یہ ہیں کہ مجھکو ترے فعل و در سے یعنی لب و دندان سے نہیں ہے
 حصہ اور تری چشم سیاہ سے ہے گزند چرخ بالفتح و غین معجمہ ایک طائر شکاری ہے
 بطور شکرہ مؤید اور بران اور سراج سے کذا فی النیات ہم مثال وزن پنجم از سالم بیت
 بر من چہ کردہ دراز این زبان بگذارتا و ارم این زبان در دہان ت مثال وزن پنجم کی
 سالم سے یعنی وزن پنجم سالم مفتعلن فاعلات مفتعلن تھا یہاں بجائے مطوی سالم ہے
 بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے بر من چہ استغفلن کرد اید فاعلات راز زبان
 مستغفلان بگذارتا مستغفلن دار منیر فاعلات بادرومان مستغفلان ح بر من چہ استغفلن
 کرد اید فاعلات راز زبان مستغفلان بگذارتا مستغفلن دار منیر فاعلات بادرومان مستغفلان
 و بر ارمی مصنف وزن عروض مستغفلن باید و بہر کیفیت این شعر مثال وزن پنجم کہ دران
 عروض معری و ضرب نزال باید نہایت اندر شد تم کلامہ معلوم ہو کہ صاحب حاشیہ نے پہلی
 عبارت بھی غلط پڑھی کہ جہان عروض معری ہے وہاں یا نزال بھی ہے اور جملہ عروض
 مصنف علیہ الرحمہ نے اسی سیاق سے لکھے ہیں اور قطع نظر اس سے مصنف علیہ الرحمہ
 مثالین بطور عروضیوں کے لکھتے ہیں اور خود کہتے ہیں کہ الف اور نون بجائے ایک حرف
 کے ہے اور صاحب حاشیہ خود بھی جا بجا لکھتا ہے کہ زیادت یک ساکن منخیر وزن نہیں
 باوجود اسکے ایسے اعتراض پر اصرار بھی ہے ہم داور کن اول مجنون شہر زہر خوبی نہ از
 بر اسے وفا ترا گزیدم تبار خلق جہان و باقی برین قیاس ت اور مثال کرن اول
 مجنون سے یہ ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع زہر خو مفاعلن بی نازب فاعلات رای وفا
 مفتعلن ترا کزی مفاعلن دم تبار فاعلات خلق جہا مفتعلن اور باقی مثالین اسی قیاس پر
 ہیں ہم حقیقت این بحر در ہر دو لغت مستعمل است و تباری ہماش و دائرہ فاعلاتن
 مس قطع لن فاعلاتن دو بار است و اور اسے عروض و چہا ضرب بست و بر پنج وزن کردہ است
 سہ از وافی و دواز محزوبان تفصیل ت یہہ بحر تازی اور فارسی میں مستعمل ہے اور اصل

اوسکی دائرہ تازی میں فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن ہے دوبارہ اوسکے تین
 عروض ہیں یعنی فاعلاتن سالم اور مس تفع لن سالم اور فاعلن محذوف اور چار ضرب ہیں
 یعنی فاعلاتن سالم اور مس تفع لن سالم اور فاعلن محذوف اور فاعلن محذوف
 اور پانچ وزنوں پر آئی ہے تین دانہ اور دو مجزواں تفصیل سے ہم اشعر حل ابل
 ما بین درنی فباؤنی ۱۰ وحلت علویۃ بالسخال ۱۰ عروض و ضرب ہر دو سالم است
 پہلا وزن شعر جوتن میں ہے عروض اور ضرب اوسکے دونوں سالم یعنی فاعلاتن
 درنی اور بادولی اور سخال تینوں نام قریوں کے ہیں اور فی فباؤلی میں یعنی داو ہے
 معنی یہ ہیں کہ ادتری اہل میری قری کی کہانی بادولی ہیں اور ادتری ساکن اوس قریہ
 تالیہ کی قریہ سخال میں تقطیع یہ ہے جل اہلی فاعلاتن مابین در مس تفع لن تا فاؤ
 فاعلاتن لا وحلت فاعلاتن علویۃ مس تفع لن بسخالی فاعلاتن ہم بسخفر
 لیت شعری بل ثم بل ایتمم ۱۰ او یحو لن من دون ذاک ۱۰ عروض سالم و ضرب
 محذوف است دوسرا وزن عروض سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب محذوف یعنی فاعلن
 شعر مثال کا مرقومہ بین آتین صیفہ مضارع متکلم بنون خفیضہ اور یحو لن صیفہ مضارع فاعل
 بنون خفیضہ معنی یہ ہیں کہ کاش جانتا میں آیا ہر آؤنگا میں ان تک یا جایل ہوگی ہر
 اسکے موت یعنی آیا یا رذکو پہر و کیونگا میں یا بغیر دیکھے مر جاؤنگا تقطیع یہ ہے لبت
 شعری فاعلاتن بل غم حمل مس تفع لن الا تینم فاعلاتن او یحو لن فاعلاتن من دون
 در مس تفع لن کر و فاعلن ہم ج شعری ان قدز ناؤنا علی عامرہ فقیصت مہمہ
 او ندھ لکم ۱۰ ہر دو محذوف و این لہر سہ دانہ است تیسرا وزن عروض اور ضرب
 دونوں محذوف ہیں یعنی فاعلن معنی یہ ہیں اگر قدرت پاتا میں کسی دن عامر پر انتقام
 لیتا میں اوس سے یا چور دیتا میں اوسکو واسطے تمہارے تقطیع یہ ہے ان قدز نا
 فاعلاتن یو من علی اس تفع عامر فاعلن فقیصت من فاعلاتن ہو و ندھ مس تفع لن
 ہو لکم فاعلن یہ تینوں وزن دانہ کے ہیں ہم شعری لبت شعری کاؤ اثری ۱۰ گم غم
 فی آخر کا ۱۰ ہر دو سالم اندر است جو تھار وزن شعر جوتن میں مسطور سے عروض اور ضرب

دونوں سالم ہیں یعنی مس تفع لن معنی یہ ہیں کہ کاش جاننا میں کہ کیا راہی اور عمر کی ہے
میرے مقدسے میں تقطیع یہ ہے لیث شعری فاعلاتن ذاتری سس تفع لن ام عمر
فاعلاتن فی امرنا سس تفع لن ہم ہ شعری کل خطب ان لم تکنوا عظیم
عروض سالم و ضرب مجنون مقصور است و این ہر دو مجزئہ است پانچواں وزن شعر
موقوفہ میں ہے عروض سالم یعنی مستفعلن اور ضرب مجنون مقصور یعنی فاعلاتن معنی یہ ہیں
کہ ہر کا عظیم اگر غضب نہ کر وتم آسان ہی تقطیع یہ ہے کل خطب فاعلاتن ان لم تکنو
مس تفع لن تو عظیم فاعلاتن لیسر و فاعلاتن یہ دونوں وزن مجزئہ کے ہیں ہم و بطریق
زحاف درہم ارکان ٹین رو ابو و دو درکن اول کف و شکل رو ابو و میان حرف آخر کن
اول و حرف دوم کن دوم معاقبہ باشد و در ضرب بیت اول تشیث رو ابو و دو عروض اگر
بیت مصرع بود ہم لازم آید است اور بطریق زحاف کے سب ارکان میں ٹین رو ہے
پس فاعلاتن فاعلاتن اور سس تفع لن مفاعلن ہوگا اور کن اول میں کہ فاعلاتن ہے
کف یعنی فاعلاتن اور شکل یعنی فاعلاتن رو ہے اور در میان حرف آخر کن اول کے
کہ نون فاعلاتن کا ہے اور حرف دوم کن دوم کی کہ میں سس تفع لن کا ہے معاقبہ ہے
یعنی دونوں سلامت رہیں گے یا ایک گر یگانہ دونوں اور ضرب بیت اول میں کہ سلم
تشیث رو ہے یعنی سجا ہے فاعلاتن مفعولن لاناد است ہے اور عروض میں بھی
اگر بیت مصرع ہوگی یعنی مطلع تشیث لازم ہوگی اسطے مطابقت ضرب کے ہم و اما
بپارسی اصلش دو اترہ فاعلاتن سس تفع لن چار بار ابو و مجنون بجا رو اندو
عروضیان گوید آزا چار عروض و ہفت ضرب است و بہشت وزن مستعمل است یک
مثنوی شش سبب و یکی مربع با میں تفصیل است و اما پارسی میں اصل اسکی دو اترہ میں
فاعلاتن مس تفع لن چار بار ہے اور مجنون استعمال کرتے ہیں اور عروضیوں نے
کہا ہے کہ اس کے چار عروض ہیں یعنی مفاعلن مجنون اور فاعلاتن مجنون اور مفعولن تشیث
اور فاعلان مجنون مقصور یا فاعلن مجنون مخدوفت اور سات ضرب ہیں یعنی مفاعلن مجنون
اور فاعلان مجنون اور مفعولن مشعث اور فاعلان مجنون مقصور اور فاعلن مجنون مخدوفت اور

فعلن مشعش محذوف اور فعلان مشعش مقصور اور اسٹھ فعلون پر مستعمل ہے ایک شمن
 اور چہ مسدس اور ایک مریح اس تفصیل سے ہم اعروض اور ضرب ہر دو مجنون از شمن
 بر نیگونیہ بیت شمن آنکس کہ تا بفرق ہی سوزم از قدم چہ زخم عشق آن صنم کہ نہ بینی چنو دکرت
 ست پہلا وزن عروض اور ضرب دونوں مجنون یعنی مفاعیلن بیت مثال کی مرقومہ متن ہے
 نقطیع او سکی یہ ہے منماکس فعلاتن کتا بفر مفاعیلن قہمیسو فعلاتن زفر قدم مفاعیلن غمی
 عشش فعلاتن قاصنم مفاعیلن کہ نہ بینی فعلاتن چنو دگر مفاعیلن اور چنو اختصار چون او
 کا ہر بیان ہم مسدسات پہ ہر دو مجنون بر نیگونیہ بیت تن تو درد مند بودل تن ۵ صنایع ہر کہ بیشتر است
 مسدسات ۵ دوسرا وزن عروض اور ضرب دونوں مجنون ہن ہن فعلاتن بیت مثال کی متن میں بطور ہر نقطیع یہ ہے
 تن فی فعلاتن بند مفاعیلن ولی سرفعلاتن صنار فعلاتن جبر کنی مفاعیلن شتر اول فعلاتن ہم ج عروض
 مجنون یا مشعش و ضرب بشعش و این بحقیقت همان است کہ ضرب دوم مثالش بیت
 من اگر دل تن پوشم بار سے ۵ رخ چون زعفران بچہ پوشانم ست تیسرا وزن عروض
 مجنون یعنی فعلاتن یا مشعش یعنی مفعولن اور ضرب بشعش یعنی مفعولن اور یہ وزن
 فی الحقیقت وہی ہے کہ ضرب دوسری یعنی قسم دوسری پس دوم اور سوم مسدس میں
 ایک وزن ہے مثال مرقومہ متن ہے نقطیع یہ ہے منگردل فعلاتن متن ہومث مفعولن
 شام باری مفعولن رخ چون رخ فعلاتن فرا بچی مفاعیلن پوشانم مفعولن ہم و عروض همان
 و ضرب مجنون مقصور برانیگونیہ بیت چکنم چون مرا سخا بد یارم ۵ یکہ نالم ازین حکایت و
 حال ۵ ست جو تھا وزن عروض وہی یعنی فعلاتن یا مفعولن اور ضرب مجنون مقصور
 یعنی فعلان بیت مثال کی متن میں لکھی ہے نقطیع او سکی یہ ہے چکنم چو فعلاتن مرا سخا
 مفاعیلن بد یارم مفعولن یکہ نالم فعلاتن ازی حکام مفاعیلن سجال فعلان ہم ۵ عروض مقصور
 یا محذوف و ضرب ہم مجنون مقصور برانیگونیہ بیت چکنم صابری چو صبر نماندہ تم از رخ
 صابری بگذاخت ۵ و ضرب بشعش مقصور ہم مستعمل باشد و ابیت کہ بخت آن دنن دیگر
 اور زندگی ست پانچواں وزن عروض مجنون مقصور یعنی فعلان یا مجنون محذوف یعنی فعلن
 اور ضرب بھی مجنون مقصور یعنی فعلان بیت مثال کی جیسی متن میں لکھی ہے نقطیع او سکی یہ ہے

چکھم صا فعلاً تن بری چسب مفاعلن رنخاند فعلان تنمزان فعلاتن چسبا بری مفاعلن
 بگداخت فعلان اور ضرب مشعت مقصور یعنی فعلان بسکون عین بھی مستعمل ہے اور چاہیے
 کہ بھت اوسکے ایک وزن اور لائے ہم و عروض ہمان و ضرب محذوف و کش ہمان
 ت چٹا وزن عروض وہی یعنی فعلان یا فعلن اور ضرب مجنون محذوف یعنی فعلان اور حکم اوکا
 وہی ہے یعنی بنجم اور ششم ایک ہے ہم و عروض ہمان و ضرب ابتر گفنتہ اندوآن ہو
 بل مشعت محذوف ست برنگونہ بیت چہ گنہ کردم ای نگار بگو کہ کہ زمین روز و شب
 گزرائی ؟ این جملہ مخبر و این بحر ست سا توان وزن عروض وہی یعنی فعلان یا فعلن
 اور ضرب ابتر کہی ہے عروضیون یعنی فعلن بسکون عین اور یہ سہو ہے بلکہ مشعت محذوف
 اس واسطے کہ ضمن بیان لازم ہے اور بعد ضمن کے تہر سی فعلن بسکون عین نہیں سکتا
 بیت مثال کی جیسی متن میں لکھی ہے تقطیع اوسکی یہ ہے چہ گنہ کر فعلاتن دم ہنگامٹان
 ر بکو فعلن کر من رد فعلاتن ز شب گری مفاعلن زانی فعلن بسکون عین اور یہ سب اولان
 جزو کے ہیں ہم مربع ح ہر دو مجنون ست برنگونہ بیت چہ گنہ کر با کسے جفا کہ بود
 از تو مبتلاست مربع آٹھوان وزن عروض اور ضرب دولون مجنون یعنی مفاعلن جیسے
 بیت مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے چکنی با فاعلاتن کسی جفا مفاعلن کبود فعلاتن
 تمبتلا مفاعلن ہم و بحقیقت این جملہ پنج وزن ست و صدر و ابتر اسالم رو البود و تسکین واسطہ
 متحرکات ہم جائز بود اور یہ سب حقیقت میں با پنج وزن ہیں ایک مشن اور تین
 سدس اول و سوم و چارم اور ایک مربع باقی متحد صدر اور ابتر الان اوزان میں سالم لانا
 روا ہے اور واسطہ متحرکات کی تسکین بھی روا ہے یعنی بجائے فعلاتن مفعولن لائیں
 جہان چاہیں ہم و عروضیان برابر کان سالم نہ تکلف امثالہ آوردہ اند مثال وزن اول
 از سدسات برنگونہ بیت چند گویم با من کن بدنگار را چہ تار عشقت پیدا نکرد و نہ نام
 ست اور عروضی ارکان سالم کی مثالین تکلف لائے ہیں مثال وزن اول کی سدسات
 جیسی مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے چند گویم فاعلاتن با من کن مستقلین بدنگار
 فاعلاتن تار عشقت فاعلاتن پیدا نکرد مس فقح لن و نہ نام فاعلاتن ہم مثال وزن دوم

بیت دلر با باشد پاک پیدار از مہ نزد ہر کس زین دیدہ نمازم مثال وزن دوم کی
 مسدسات سے جیسی مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے دلر با با فاعلاتن شد پاک بی
 مس قطع لن دار از مہ مفعولن نزد ہر کس فاعلاتن زنی دیداری مس قطع لن نمازم مفعولن
 لفظ پاک شعر مذکور میں معنی صاف اور آشکارا ہے اور نماز با قطع و تشدید المیم سخن چین
 اور اشارہ کنندہ بحیثیت اور طبع زندہ لطافت سے کذا فی الغیث ہم مثال وزن سوم ہے
 روی یارم لالہ را کی پسند وہ لالہ چون او کی برد در بہار رت مثال وزن سوم کی مس
 سے شعر متن میں مرقوم ہے تقطیع او سکی یہ ہے روی یارم فاعلاتن مر لالہ راست فطر
 کی پسند و فاعلاتن لالہ چو و فاعلاتن کے برد مس قطع لن در بہار فاعلاتن ہم مثال وزن
 چارم بیت پنجم آمد و نخواہ من بادراد ہر دو رخ را آریستہ چون بہشت مثال
 وزن چارم کی مسدسات سے بیت مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے پیشما مد فاعلاتن
 و نخواہ من مس قطع لن بادراد فاعلاتن ہر دو رخ را فاعلاتن آریستہ مس قطع لن چون بہشت
 فاعلاتن ہم مثال وزن پنجم بیت وقت رحمت نامد ترا ای نگار فاعلاتن چند داری مارا بدین
 زاری مثال وزن چھم کی مسدسات سے جیسی بیت مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ
 وقت رحمت فاعلاتن نامد ترا مس قطع لن ای نگار فاعلاتن چند داری فاعلاتن مارا بدی
 مس قطع لن زاری فعلن ہم مثال سالم وزن مشطوری بیت تاکے ایدل اندہ خوری تو بشار
 اولی تری مثال سالم وزن مشطوری یعنی مربع کی تقطیع بیت مذکور کی یہ ہے تاکیدی فاعلاتن
 اندہ خری مس قطع لن تو بشار دی فاعلاتن اولی تری مس قطع لن ہم مضارع دین
 بھر ہم دہر و وقت مستعمل است و بازی اصلش در دائرہ مفاہیلن فاعلاتن مفاہیلن
 دو بار باشد و در بنا مجرؤ آید و اور ایک عروض دیک ضرب ہو و دو سالم و ہر یک وزن
 آید و پیش اینست یہ بھر بھر کی تازی اور فارسی میں مستعمل ہے اور اصل اسکی
 دائرہ تازی میں مفاہیلن فاعلاتن مفاہیلن دو بار ہے اور استعمال میں مجرؤ آتی ہے
 اور اسکا ایک عروض اور ایک ضرب ہے دونوں سالم یعنی فاعلاتن اور ایک وزن پر
 آتی ہے اور بیت او سکی یہ ہے شعر دغائی زلی سعادہ و دغائی ہوئی شکوہ

شعر مثال کا معنی اوسکے یہ ہیں کہ بلا یا محکوم طرف معشوقہ سعاد کے اسباب محبت سعاد نے
اور قطع طبع اوسکی یہ ہے دعائی مفاعیل السعدان فاع لاتن وداعیہ مفاعیل و اسعاد ہی
فاع لاتن ہم و صدر و ابتدا کہ مکفوف اند مقبوض ہم رد و بود و میان یا ونون مفاعیلن مراقبہ
و در عروض کف نیز رد و بود و مفاعیلن شاید کہ بجزم اخرج یا اشتر شود و صدر او
ابتدا کہ مکفوف ہیں یعنی مفاعیل مقبوض بھی رد و این یعنی مفاعیلن اور در میان یا و ونون
مفاعیلن کے مراقبہ ہے یعنی ثبوت و ونون کا ہم جائز نہیں ہے اور لامحالہ سقوط ایک کا
لا بعینہ واجب ہے اور عروض اور ضرب میں کف بھی رد و اسے یعنی فاعلات مگر حسب آخر
شعر میں کف آئیگا آخر لامحالہ ساکن ہوگا اور مفاعیلن لائق ہے کہ خرم سے اخرج یعنی
مفعول یا اشتر یعنی فاعلن ہو یعنی مفعول اور فاعلن بھی صدر اور ابتدا میں آجاتا ہے ہم
و اما بفارسی اصالتش در دائرہ مفاعیلن فاع لاتن چہا بار بود و ہمہ ارکان مکفوف بکار دارند
مکفوف یا مفعول بود یا اخرج و ہر کیے را نوے شعرند و ہر دو ہفت عروض و یازدہ ضرب آورده اند
و گفته اند برست و ہفت وزن استعمال است و اما دائرہ فارسی میں اصل اوسکی نمایان
فاع لاتن چار بار ہے اور سب ارکان مکفوف استعمال کرتے ہیں یعنی مفاعیل فاع لات
اور مکفوف یا مفعول یعنی مفاعیل بدون اخرج یا اخرج یعنی مفعول آتا ہے اور ہر ایک کو
عروضی ایک نوع جانتے ہیں اور ونون کے سات عروض اور گیارہ ضرب میں لائے
ہیں اور کہا ہے کہ ستائیس وزنوں پرستعمل ہے ہم مضارع مکفوف عروضیان
این نوع را چہا عروض و ہفت ضرب آورده اند و گفته اند برود وزن آندہ است سہ شصت و
و مسدس و سہ مربع و دو مثلث و تفصیل اینست مضارع مکفوف عروضی اس نوع کو
چار عروض لائے ہیں یعنی مقصور یا محذوف فاع لاتن سے فاعلان یا فاعلن ایک
اور ابتر جبکہ محقق علیہ الرحمہ نے محذوف مقصور کہا ہے یعنی فعلن ہو اور مقصور مفاعیلن ہے
یعنی فعللان یا محذوف اوسکا یعنی فعلن تین اور سالم یعنی فاع لاتن چار محجب حاشیہ
اس جگہ یہ حاشیہ لکھا ہے مقصور و محذوف و ابتر و سالم تم کلامہ مقابل اور آئندہ
ضربین لائے ہیں مقصور فاع لاتن سے یعنی فاعلان ایک اور محذوف اوس سے

فاعلین دو اور ابتر یعنی فعلین جسکو محقق علیہ الرحمہ نے محذوف مقصور لکھا ہے یعنی
 ابتر مقصور منفاعیلین سے یعنی فعل لان چار اور محذوف اوس سے
 یعنی فعلین پانچ اور سالم یعنی فاع لاتن چہا و محبوب یعنی فعل سات اور ازل یعنی فاع
 آٹھ صاحب حاشیہ نے اس جگہ یہ حاشیہ لکھا ہے قولہ ہشت ضرب یعنی مقصور و محذوف
 و ابتر و سالم و محبوب و ازل و این ہمہ شش می شود نہ ہشت و اگر مقصور و محذوف ہشت
 و مسدس و مربع را جدا جدا شمار کنند زائد ز ہشت گردد تم کلامہ قائل اور عرضیوں نے
 کہا ہے کہ یہ نوع دس و زنون پر آئی ہے تین ہشت اور دو مسدس اور تین مربع اور دو
 مثلث اور تفصیل یہ ہے ہم شمنات اعرض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور
 برینگو نہ بیت نگار آفتاب روی و شراب آفتاب بخت و دلت گسل از نگار و دین
 گسل از شراب و شمنات پہلا وزن عروض مقصور یعنی فاعلان یا محذوف یعنی
 فاعلین اور ضرب مقصور یعنی فاعلان جیسی شعر مرقومہ میں ہے تقطیع او سکی یہ ہے
 گسار و مفاعیل تاب روی فاع لاتن شراب و مفاعیل تاب بخت فاع لان و دلت
 گسل مفاعیل از نگار فاع لاتن دین گسل مفاعیل از شراب فاعلان و دلت گسل از نگار
 امی دل اپنا ندا و گھا معشوق سے ہم ب عروض ہمان و ضرب محذوف و دلت گسل ہمان
 ت دوسرا وزن عروض وہی یعنی فاعلان یا فاعلین اور ضرب محذوف یعنی فاعلین اور
 حکم او سکا وہی ہے یعنی دونوں وزن ایک ہیں ہم ج ہر دو ابتر گشتہ اند و سہوست چہ
 ابتر محذوف مقطوع باشد و این محذوف مقصور ہست از ان جہت کہ فاع لاتن مفروق
 نہ مجموعی مثالش بیت تو گوئی مرا کہ از چہ چنین مستندی و ازیر کہ بچہ گھوڑ جانم کمندی
 ت پتسر اوزن عروض اور ضرب و دونوں ابتر کہے ہیں عروضیوں نے اور یہ ہو ہے
 اسوا سطر کہ ابتر محذوف اور مقطوع کو کہتے ہیں اور یہ محذوف مقصور ہے اس جہت سے
 کہ فاع لاتن مفروق ہے نہ مجموعی اور قطع فاعلاتن مجموعی میں آتا ہے نہ مفروق میں
 مثال او سکی مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے گویم مفاعیل را کارج فاع لاتن
 چنی مست مفاعیل مندی فعلین ازیر اک مفاعیل پنج لہو فاع لاتن زجانت مفاعیل

کند می فعلی هم مسدسات هم عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور بر اینگونه
 مانند م رعاشقیست چنین زار که کنون بر من ای نگار به بخشای است مسدسات چو تهاذات
 عروض مقصور یعنی فعولان یا محذوف یعنی فعولن اور ضرب مقصور یعنی فعولان بیت مثال کی
 مرقومہ متن ہے قطع او سکی یہ ہے بمنم ز مفاعیل غاشقیست فاع لات جنی زار فعولان
 کثو بر م مفاعیل فی نگا فاع لات بخشای فعولان هم ه عروض همان و ضرب محذوف و شتر
 همان است تا پانچوان وزن عروض وہی یعنی فعولان یا فعولن اور ضرب محذوف یعنی
 فعولن اور حکم او سکا وہی ہے یعنی یہ دونوں وزن ایک ہیں هم مریجات و شتر من و
 ضرب ہر دو سالم بر اینگونه بیت چہ کردم بتا گونی کہ بر من چنین بکینی ت مریجات
 جھٹا وزن عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی فاع لاتن بیت مثال کی مرقومہ متن ہے
 قطع او سکی یہ ہے چکر دمب مفاعیل تا گونی فاع لاتن کبر چچ مفاعیل فی بکینی
 فاع لاتن اور بکینی ای بکینہ ہستی هم ز عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور بر اینگونه
 بیت نہ بینی کہ عشق بار چمن دست بر کشاوت ساتوان وزن عروض مقصور یعنی
 فاعلان یا محذوف یعنی فاعلن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان بیت مثال کی مرقومہ متن ہے
 قطع یہ ہے نہ بینی کہ مفاعیل عشق بار فاع لان بمن دست مفاعیل بر کشاوت فاع لان
 هم ح عروض همان و ضرب محذوف تا آٹھوان وزن عروض وہی یعنی فاع لان یا
 فاع لن اور ضرب محذوف یعنی فاع لن یہ دونوں بھی ایک ہیں هم مثلثات ط
 این وزن را عروض نبا شد و ضرب محبوب آید و ازین نوع شعور از گفتمہ اند چہا چہا
 گفتمہ اند از ان سہ بر یک تافید و چہا م را قافیہ دیگر و مطربان بعضی آنرا پارسی بار بخوانند
 و بعضے جادو راہ مثالش شعور دل از یاس نگدل گبل و اگر مسکن کنند چنین شود شعر
 بنام دمی چہر اکوشی ت مثلثات نوان وزن اس وزن کا عروض نہیں ہے نقطہ ضرب
 سے اسکی شناخت ہی اور ضرب محبوب آتی ہے یعنی جب مفاعیلن سے دونوں سہب
 گرگی مفاہر با فعل او سکی مقام برآ یا اور اس نوع میں شعور از تر نہیں کہی ہیں یعنی بہت کم
 کہی ہیں قصیدہ خواہ غزل نہیں کہتی چار چار کہی ہیں یعنی مثل مسط چہا رخا نہ کے اور نہیں ہے

نہیں ایک تانے پر اور چوتھے کا قافیہ دوسرے موافق ابیات کے اور بعضے مطرب اور سکو
 فارسی باربد کہتے ہیں باربد نام مطرب خسرو پرویز کا کشف اور برہان اور غیاث سے اور
 بعضے مطرب اور سکو جادو راہ کہتے ہیں جادو بمعنی سحر اور ابراہیم بنی لغمہ اور مقام اور پروہ اور
 اصول اور خواندگی ہے کذا فی البرہان مثال او سکی سے دل از یار سنگدل گیسل چ تقطیع
 یہ ہے دل از یار مفاہیل سنگ رلب فاع لات گسل فعل اور اگر مسکن کرین یعنی اگر
 مفاہیل فاع لات فعل میں تین متحرک سے ایک کو ساکن کرین بر وزن مفاہیل فاع لات
 فع ہو مثال مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے بنام مفاہیل می چر کو فاع لاتن شی فع ح
 بنام ردی ہی متن میں بھی اور حاشیے میں بھی لکھا ہے قابل ہم می ہین وزن و فشر
 ازل ہم مسکن شود برنگونہ شاعر ازیرا چنین گزیدم یار چہ و بد انکہ مضارع موفور نیز و یک
 متاخران متروک است و سوان وزن ہی وزن ہے اور ضرب او سکی ازل یعنی
 مفاعیل اور ازل اجتماع حذف و قصر کو کہتے ہیں جب مفاہیل میں حذف و قصر کیا مفاع
 اور اگر مسکن ہوئے مفاہیل فاعلات مفاع میں تین متحرک سے ایک ساکن ہو بر وزن
 مفاہیل فاعلاتن فاع ہو جائے مثال او سکی سے کہ مرقومہ متن ہے اور لفظ ازیرا شاعر
 مذکور میں یعنی ازینجت ہے اور ازیرا خفف او سکا ہے خواہ نیز اصل ہو اور الف و
 زائدہ او سپر آیا ہو مگر ازیرا الفتح اول و یا بھول مزید علیہ زیر ابیجی ازینجت برہان سے
 کذا فی الاضیاء تقطیع یہ ہے ازیرا ج مفاہیل فی گزیدم فاع لاتن بار فاع اور معلوم ہو
 کہ مضارع موفور نیز و یک متاخران کے متروک ہے ہم مضارع اخرج عروضیان
 این نوع را بہفت عروض دیارہ ضرب آوردہ اند و گفتہ اند کہ برہفتہ نوع آمدہ است
 پنج شمس و بہفت مسدس و پنج مریج باین تفصیل است مضارع اخرج عروضی اس نوع کو
 سات عروض لائے ہیں وہ فاعلاتن سالم اور فاعلان مقصور یا فاعلان محذوف و فاعلاتن
 جسکو ابتر کہتے ہیں اور محذوف مقصور ہے اور فاع مجہول موقوف یا فتح مجہول کہنوت
 اور مفاہیل سالم اور فاعلان مقصور یا فاعلان محذوف اور فاعلان ازل اور گیارہ ضرب ہیں
 لائے ہیں وہ فاعلاتن سالم اور فاعلان مقصور اور فاعلان محذوف اور فاعلان جسکو ابتر

ازینجت
 ازیرا

ازینجت

کھتے ہیں اور وہ محذوف مقصور ہے اور فتح محبوب مکشوف اور فاع محبوب موقوف
 اور مفاعیلن سالم اور فاعلان مقصور اور فاعول محذوف اور فاعول ازل اور فعل المعجوب اور کما
 کہ سترہ نوع پر آئی ہے پانچ مثنیٰ اور سات مسدس اور پانچ مربع اور تفصیل سو مثنیات
 عروض و ضرب ہر دو سالم ہر ایک نوعیت فریاد من عشق پر پھر کہ سن برہ کر عشقہ عمر
 برو نیا مد شبی بر درہ و چون مسکن شود مفعول فاعلاتن چہار بار شود و چہار خانہ برین وزن
 جوش آیدست مثنیات پہلا وزن عروض اور ضرب دو وزن سالم یعنی فاع لاتن بیت مثال
 مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے فریاد مفعول من عشق فاع لاتن پر پھر مفاعیلن ای سمنبر
 فاع لاتن کر عشق مفعول عمر برد فاع لاتن نیا مد شبی مفاعیلن بی بر در فاع لاتن لفظ در شعر
 میں زائد ہے اور بعضے سنخون میں بر در باضافت ہے یعنی نزدیک دروازہ اور اگر مسکن ہو
 یعنی تار فاع لاتن میثم مفاعیلن سے ملے بہتکین اوسط مفعول فاع لاتن چہار بار ہو اور چنانہ
 اس وزن میں خوش آئندہ ہوتا ہے مثال یہ ہے بیت از تو فانیادانی کہ نیک دانم
 وزن چنانچہ دو دانم کہ نیک دانی ہم عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور برنگو
 مشہر یاران سن جوان و رفیقان سن جوان ہر اندوہ تو بکر و مرا ای نگار بریر دست و سر
 عروض مقصور یعنی فاعلان یا محذوف یعنی فاعلن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان بیت
 مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے یاران مفعول سن جوان فاعلات رفیقان
 مفاعیلن سینوان فاعلان اندوہ مفعول تو بکر فاعلاتن مرا این مفاعیلن کا بریر دست اعلان
 ہم عروض ہمان و ضرب محذوف و حکمش ہمان است تیسرا وزن عروض وہی
 یعنی فاعلان یا فاعلن اور ضرب محذوف یعنی فاعلن اور حکم او سکا وہی ہے یعنی یہ دونوں
 وزن ایک ہیں ہم عروض و ضرب ابتر گفتمہ اندوہ سہوست چہ محذوف مقصور ست شالش
 بیت دانی کہ از چہ عمر گزدم بانہ و زیر کہ تو زاندر من شادمانی دست چوتھا وزن
 عروض اور ضرب کو عروضیوں نے ابتر کہا ہے اور یہ سہو ہے اس واسطے کہ ابتر حذف
 اور قطع ہے اور قطع و تدجوعی میں آتا ہے اور فاع لاتن منضصل میں و تدجوعی نہیں ہے
 مفروقہ ہے پس یہ محذوف مقصور ہے جب فاع لاتن کو حذف کیا فاع لار با واجب قصیر

ت نون وزن عروض اور ضرب و دونوں ازل یعنی فاعل باجماع حذف و قصہ شعر مثال کا
مرقومہ متن ہے معنی یہ ہیں کہ مثل روئے محبوب کے ماہ شب چار و ہم محبتا ہے لفظ حبیب
مانند مفعول روئے خوب فاعل لات فاعل لات تا بدش مفعول سننے چار فاعل لات واد فاعل
هم می عروض ہمان و ضرب محبوب و ہمان وزن است و سوان وزن عروض وہی
یعنی فاعل اور ضرب محبوب یعنی فعل محذوف مرتین اور یہ وہی وزن ہے یعنی یہ دونوں
ایک ہیں ہم یا رکنی کہ بجای عروض ست نہ ازان قبیل است کہ رکنی کہ بجای ضرب است
پس معقد است و ضربش محبوب موقوف بر نیگو نہ شعر تا کی بوم باندہ و تیمار عشق آن بت
نامہ زبان چہ و اگر ہمہ اواسط متحرکات مسکن کنند بارہ بہتر شود بر نیگو نہ شعر سر و سی بہ بالا
رخ سیب و سیم دندان لب ناروان چہ است گیارہ و ان وزن جو رکن کہ بجائے
عروض ہے نہ اوس قبیل سے ہے جیسا کہ رکن بجائے ضرب ہے پس معقد ہے
یعنی رکن عروض اور ہے کہ مفاعیلین سے بنا ہے اور رکن ضرب اور ہے کہ فاعل لاتن سے
بنا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ مضارع مسدس کئی طرح پر ہے ایک بجز فاعل لاتن اخیر
یعنی مفاعیلین مضارع لاتن مفاعیلین جیسا کہ ظاہر ہے دوسرے بجز فاعل لاتن دوم نیز
مفاعیلین مفاعیلین فاعل لاتن جیسا کہ انوری کہتا ہے بیت کو آصف جم کو بیا بہ بین
بر تخت سلیمان راستین بد پیشش بدل دیو و دام و دودہ بر ہم زدہ صفہای حور عین
بر وزن مفعول مفاعیل فاعلن خواہ فاعلان اور تیسری صورت معقد کی کہ اس میں
مفاعیلین اول مصرع ثانی گر گیا ہے لہذا اسکو معقد کہا ہے یعنی گویا کہ یہ ایک ہی مصرع
کسواسطے کہ مفاعیلین سبب مضارع میں جب مسدس بناتے ہیں سا قلم نہیں ہوتا جیسا کہ
وقوع اسکا مصرع ثانی بیت مثال میں ہے اور بیت معقد ہے چنانچہ محقق علیہ الرحمہ
خود فرماتے ہیں کہ ضرب ہو سکی محبوب موقوف یعنی فاعل لاتن سے تقطیع بیت
مثال مرقومہ متن کی یہ ہے تاکب مفعول و م باند فاعل لات ہتیمار مفاعیل عشق اب
فاعلات تہا مہر مفاعیل بان فاع اور اگر سب اواسط متحرکات کو مسکن کریں یعنی مفعول
فاعلات مفاعیل فاعلات مفاعیل فاع میں دو جگہ تین متحرک جمع ہوئے ہیں لہذا

اور کھوساکن کرین پس رکن یہ ہونگے مفعول فاع لاتن مفعول فاعلاتن مفعول فاع
یہ صورت کچھ اول سے بہتر نہیں بلیت سروسی بالارخ سیب سیم دندان لب و لہ
جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے سرویس مفعول ہو بالافاع لاتن رخ سیب
مفعول سیم دندان فاع لاتن لب نامفعول وان فاع اس جگہ صاحب حاشیہ فریہ لکھا ہے
ح قولہ محبوب موقوف درینجا مثنیٰ ازل باید نہیر کہ اصل رکن ضربی درینجا مفعول فاع
موقوف است و وقف در و تدر موقوف واقع شود پس وقف درینجا گنجایش ندارد و تم کلام
دوسرا حاشیہ یہ ہے ح تقطیعش تاکیب مفعول دم باتدفاع لات ہتیار مفعول غلیل غلیل
مفعول تینہم فاع لات بان فاع و این خلاف قرار داد مصنف علام است زیرا کہ اولت
دون ساکن را کہ در آخر صرح افتد باز بر یک حرف می شمار و پس محبوب مکشوف بالیتی فرو
تم کلامہ اور تیسرا حاشیہ یہ ہے ح تقطیعش سرویس مفعول ہے بالافاع لاتن رخ
سیب مفعول سیم دندان فاع لاتن لب نامفعول و اف تم کلامہ چوتھا حاشیہ یہ ہے
ح و الف نامہربان در تقطیع سے افتد و این عیب ہست تم کلامہ قابل ہم عیب وض
ہجنان و ضرب محبوب مکشوف و وزن ہمان ہست بار ہوان وزن عروض و سبط
یعنی رکن عروض آور آور رکن ضرب آور آور شعر معتقد اور ضرب محبوب مکشوف یعنی فاع
فاع لاتن سے اور وزن وہی ہے یعنی دونون وزن ایک ہین ہم مریجات تنج عروض
و ضرب سالم برینگونہ بلیت آمد بہار خرم وقت گل اندر آدست تبرہوان وزن عروض
اور ضرب دونون سالم یعنی فاع لاتن مثال مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے الیہ
مفعول ہار خرم فاع لاتن و فاعی کہ مفعول اندر آمد فاع لاتن ہم پید عروض سالم مضر مقصور
براینگونہ بلیت ای دلبر نگارین بانامیکی باز دست چود ہوان وزن عروض سالم
فاع لاتن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے
ایدلب مفعول رنی نگاری فاع لاتن مامای مفعول کی باز فاعلان ہم یہ عروض سالم و
ضرب محذوف و مکش ہمان است است پذیر ہوان وزن عروض سالم یعنی فاع لاتن اور
ضرب محذوف یعنی فاعلان اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی دونون وزن ایک ہین ہم یو

عروض مقصور و رکن موفور و ضرب مقصور بر اینگونه بیت ای یار دلربای چو کی بار بی
بازت سولہ اوان وزن عروض مقصور یعنی فا علان اور رکن موفور یعنی رکن سوم
مفاعیل بدون خرب او ضرب مقصور یعنی فا علان مثال بیت کی مرقومہ متن ہے معنی
یہ ہیں کہ اسے دلربا ایک بار بندے سے موافقت کر قطع یہ ہے اے یار مفعول
دلربای فا علان کیے بار مفاعیل ہی بسا زفا علان ہم نیز عروض مانند شانزدہم رکن
سوم موفور اما ضرب محذوف و این دو ضرب استحقاق انفرادی درجہ تفاوت با دو وزن
مذکور بہ تسکین و متحرک اواسط متحرکات بیش نیست استرہوان وزن عروض
مانند شانزدہم یعنی مقصور فا علان اور رکن تیسرا موفور یعنی مفاعیل بدون خرب اما ضرب
محذوف یعنی فا علان اور یہ دونوں قسمیں یعنی شانزدہم اور مبقہ ہم استحقاق انفرادی
نہیں رکھتیں ہیں یعنی اوزان جداگانہ نہیں ہیں اسواسطے کہ تفاوت ساتھ دونوں
کہ قبل اس سے مذکور ہوئے فقط بہ تسکین اور متحرک اواسط متحرکات ہوا و بس بس
حقیقت میں وہی ہیں ہم و این چارہ وزن کہ بعد از وزن سوم آوردہ اند نزدیک تاخر
متروک ہست و تسکین اوسط سے متحرک متوالی ہمہ جائز باشد و قدما موفور و آخر ہم
آمیختہ اند چنانکہ رودکی گوید بیت جوانی کست و چیرہ زبانی چہ طبع گرفت نیز گرائی
ت اور یہ چودہ وزن کہ بعد از وزن سوم کے لائے ہیں نزدیک تاخرون کے
متروک ہیں اور تسکین اوسط سے متحرک متوالی سب جگہ جائز ہے اور قدما نے موفور
یعنی مفاعیل اور آخر کو ملا یا ہے جیسا کہ رودکی کہتا ہے بیت مرقومہ متن ہے
قطع اوسکی یہ ہے جو اینک مفاعیل ست و چیرہ فاعلات زبانی فعلن طبعاً مفعول
رفت نیز فاعلات گرائی فعلن ح قولہ بعد از وزن سوم درینجا از وزن سوم مے باید
یا بجا سے پانزدہ چارہ و نیز کہ پانزدہمہ مجہدی شود و یکی اوزان درینجا ہفدہ است
تم کلامہ پس چارہ کو پانزدہ پڑہ کر ای اعتراض لکھنا یعنی چہ اور اگر کتاب میں پانزدہ
تھا لفظ بعد کو بعد و پڑا ہوتا کہ نہونا حرف دال کا سہواً تمام کاتب ہے ہم مقضی
این بحر تازیان خاص است و اصلش در دائرہ مفعولات مستفعلن مستفعلن و دوبارہ است

و مجر تو بکار دوارند و در ایک عروض و یک ضرب است ہر دو مطوی برین وزن آید پیش
 این است متغضب یہ بحر خاص تازیون کی ہوا و متغضب یا متغضب سہ مضی قطع کردن ہے
 اور اصل او سکی داری سے ہیں مفعولات مستغفلن مستغفلن و بار ہے اور مجر و استعمال
 کرتے ہیں اور او سکا ایک عروض اور ایک ضرب ہے دو نون مطوی یعنی مفتعلن اس وزن پر
 آتی ہے اور بیت او سکی یہ ہے ہم شعر اعرضت فلاح لہا عارضان کالبرد
 ش شعر مرقومہ متن ہے معنی او سکے یہ ہیں اعرض کیا معشوقہ نے پس ظاہر
 ہوئے او سکے دو رخسار سے مثل نزلے کے شفات اور سپید اور بعضے نسخوں میں بجائے
 اعرضت اقبلت ہے یعنی توجہ کیا معشوقہ نے تقطیع او سکی یہ ہے اعرضت فاعلات
 لاح لہا مفتعلن عارضان فاعلات کلمہ دی مفتعلن اور بردہ مفتعلن معنی نزلہ و نگر کدرا
 فی النیات ہم در صدر و ابتدا میان فار مفعولات و در و ش مراقبہ باشد پس ہر دو مجنون
 مطوی نشاید است اور صدر و ابتدا میں در میان فا اور و او مفعولات کے مراقبہ ہے
 پس دو نون رکن صدر و ابتدا میں مخبون مطوی سچا ہے یعنی اسقاط دو نون کا اور ابتدا
 دو نون کا سچا جائز نہیں ہے بلکہ ثابت رکھنا ایک کا دو نون سے لازم ہے پس فعلات
 ہوگا یا فاعلات ہوگا یا فاعلات ہم و پیاری بہ تکلف امثلہ آوردہ اند بر اینگوئے بیت
 ترک خویر وئی مرا چہ چرانہ خوش نشی چہ و ضرب نزال سحری و مسکن و اباید داشت
 بر قیاس و دیگر اوزان است اور فارسی میو تکلف شالین لائے ہیں جیسے بیت مرقومہ متن ہے
 تقطیع او سکی یہ ہے ترک خوب فاعلات روی مفتعلن گوچرانہ فاعلات خوش نشی
 معلوم ہو کہ اس مریج کو کبھی مشن بھی لائے ہیں بیت مسر و گلزار منی فصل نو بہار منی
 من اگر چہ تنگ توام چہ عز و افتخار منی چہ بروزن فاعلات مفتعلن فاعلات مفتعلن اور
 اگر عین مفتعلن کا ساکن کریں فرق اس وزن میں اور ہزج اشترین ثریبے جیسا کہ یہ
 شعر ہے وقت را نیست دان آفتد کہ توانی چہ حاصل حیات ایجان یکدم است نادانی
 چہ اور کبھی مشن میں مطوی مسکن مریج ہوتا ہے جیسا کہ یہ شعر ہے و فراق او مری
 عرض کن کہ شب ہمارا چہ بدتوان ہر روز اور در را کہے چہ کند کہ کن دوم مصراع ثانی مفعولات

تجربہ

اور ضرب مقتضب کی نذال یعنی مفتعلان اور معری مفتعلن اور مسکن یعنی مفعولن روا رکھتے ہیں مثل اور اوزان کے ہم محبت این بحر در ہر دو لغت مستعمل است و بازی اصلش در دائرہ مس قفع لن فاعلاتن فاعلاتن دوبار باشد و مجز و کبار در نزد یک عروض و یک ضرب ہر دو سالم و اور ایک وزن باشد و بتیش نیست محبت لغت میں یعنی از پنج برکنہ ہے اور یہ بحر تازی اور فارسی میں مستعمل ہے اصل اسکی دائرہ تازی میں مس قفع لن فاعلاتن فاعلاتن مجز و اور مجز و استعمال کرتے ہیں ایک عروض اور ایک ضرب دونوں سالم یعنی فاعلاتن اور اسکا ایک وزن ہر بیت اسکی یہ ہے م شعر البطن منها خمیض و ا کو مجہ مثل الہلال و در ارکان خبن و کف و شکل روا در نزد مگر ضرب کہ در وی خبر خبن نشاید و میان آخر ہر رکن دوم دیگر رکن معاقبہ باشد و در ضرب تشیث روا بود شعر جیسا کہ مرقومہ متن ہے معنی اس کے یہ ہیں شکم اس سے خالی ہے یعنی لا غریبان ہے اور منہ مثل ہلال و تقطیع اسکی یہ ہے البطن من مس قفع لن و حینصو فاعلاتن و لوجہ مستمس قفع لن للہلالی فاعلاتن اور ارکان میں خبن یعنی مفاعلن فاعلاتن اور کف یعنی مستفعل فاعلاتن اور شکل یعنی مفاعل فاعلاتن روا رکھتے ہیں مگر ضرب اس میں سوا خبن کے یعنی سوا فاعلاتن کے سچا ہے اور در میان آخر ہر رکن کے اور دوم رکن ثانی کے معاقبہ ہے یعنی بن فاعلاتن فامین کہ دونوں کو سلاست رکھیں یا ایک کو حذف کریں تو دونوں صاحب حاشیہ لے اس جگہ یہ حاشیہ لکھا ہے پس حذف ہر دو یا احد ہما جائز بود تم کلامہ فاعل اور ضرب میں تشیث یعنی مفعولن روا ہے بجائے فاعلاتن کے ہم را با ببارسی اصلش در دائرہ مس قفع لن فاعلاتن چار بار بود و شمن و مسدس و مربع و مکرر کردہ اند و گفتہ اند کہ اور پنج عروض و نہ ضرب است و بر سیزدہ وزن آمدہ است ہفت شمن و دو مسدس و چار مربع و ارکان ہمہ مجنون بکار در نزد تفصیل نیست لیکن دائرہ فارسی میں اصل اسکی مس قفع لن فاعلاتن چار بار ہے اور شمن اور مسدس اور مربع استعمال کی ہے اور کہا ہے کہ اس کے پانچ عروض ہیں فاعلاتن مقبون اور فاعلان مقبون

یا فعلن مخبون محذوف اور فعلن مخبون محذوف مسکن جسکو ابتر کہتے ہیں اور فاع مخبون
محذوف مدروس یا فاع مخبون محذوف مطلق اور مفاعلن مخبون اور نوضر بین ہیں فاعلاتن
مخبون اور فاعلان مخبون مقصور اور فعلن مخبون محذوف اور فعلن مخبون محذوف مسکن جسکو
ابتر کہتے ہیں اور فعل مخبون محذوف مطلق اور فاع مخبون محذوف مدروس اور فاع
مخبون محذوف مطلق اور مفاعلان مخبون نزال اور مفاعلن مخبون اور تیرہ وزنوں پر
آئی ہے سات شمن اور دو مسدس اور چار مریج اور سب ارکان مخبون احتمال کر تہیں اور تفصیل یہ
ہم مثنیات اعروض و ضرب ہر دو مخبون برنگو نہ بیت اگرچہ حیلہ فردشی و گرچہ
چرب زبانی ہے سپاس دار خدا ایم کہ تو بجلہ مرانی ہے مثنیات پہلا وزن عروض
اور ضرب دونوں مخبون یعنی فاعلاتن بیت مثال کی مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ بین
کہ ہر چند حیلہ گر اور چرب زبان ہے تو شکر کر خدا کا یا شکر گزار خدا ہوں میں کہ تو بہمہ جست
واسطے میرے ہے تظلیع اوسکی یہ ہے اگرچہ حی مفاعلن فردشی فاعلاتن و گرچہ چرب مفاعلن
زبانی فاعلاتن سپاس دار مفاعلن ر خدا ایم فاعلاتن کہ تو بجلہ مفاعلن لمرائی فاعلاتن مریج
اعروض مخبون مقصور یا مخبون محذوف و ضرب مخبون مقصور برنگو نہ بیت نہ ہر حیلہ
ترا با من ای گزیدہ نگارہ بجای نرم درشت و بجای وصل فراق ہے دوسرا وزن عروض
مخبون مقصور یعنی فاعلان یا مخبون محذوف یعنی فعلن اور ضرب مخبون مقصور یعنی فاعلان
بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تظلیع اوسکی یہ ہے زہر حی مفاعلن ستر یا فاعلاتن
منی گزی مفاعلن و نگار فاعلان بجای نرم مفاعلن درشتو فاعلاتن بجای وصل مفاعلن
لفراق فاعلان مریج عروض بچنان و ضرب مخبون محذوف و حقیقت ہمان وزن است
تیسرا وزن عروض وہی یعنی فاعلان یا فعلن اور ضرب مخبون محذوف یعنی فعلن
اور حقیقت میں وہی ہے یعنی دونوں وزن ایک ہیں کسواسطے کہ زیادت یک حرف میفرماید
نہیں ہے ہم عروض بچنان و ضرب ابتر گفتہ اند و این مہوست مخبون محذوف مسکن
می باید چہ خبن در ہمہ اسکان لازم است و این استحقاق افراد نیست مثالش بیت تو مردان
کہ روزی لغو نہ باشد اگر کہنے ز پای در آید سری بختبانی ہے چوتھا وزن عروض وہی

یعنی فعلان یا فعلن اور ضرب مجنون و ضیون کے کہی ہے اور یہ سہو ہے مجنون محذوف
 مسکن کہنا چاہیے اس واسطے کہ جنہ بیان جملہ ارکان میں لازم ہے اور بعد جن کے
 تہ سے یعنی حذف و قطع سے فعلن نہیں ہو سکتا اور اس کے استحقاق الف و تہ یعنی وزن لگانہ نہیں ہے
 بلکہ وہی وزن ہے یعنی دوسرا اور تیسرا اور سہوا بنانیدن یعنی حرکت کردن تقطیع یہ ہے
 تہ و امفا علن نکر و زنی فعلاتن نحو ذیل مفا علن لہکر فعلن کسیر یا مفا علن اور اید فعلن
 سری یکن مفا علن بانی فعلن ہم و عروض مجنون محذوف مسکن و ضرب مجنون تقطوع
 برائیکو نہ بلیت مراوی ست کہ دائم ستم کند بر من چہ بودی ارستم از شکر آدمی
 ست یا پنچان وزن عروض مجنون محذوف مسکن یعنی فعلن بکون عین اور ضرب مجنون
 محذوف یعنی فعل بیت مثال کی مرقومہ متن ہے معنی بیت کے یہ ہیں کہ دل میرا
 جھپستہ کرتا ہے ہمیشہ کاش ایسا ستم معشوق مجھ پر کیا کرتا تقطیع یہ ہے مرا ولی مفا علن
 سکد ایم فعلاتن ستم کند مفا علن بر من فعلن چو دیر مفا علن ستم از فعلاتن شکر امفا علن
 مدی فعل ہم و عروض مجنون محذوف دروس یا مطبوس و ضرب مجنون محذوف دروس
 برائیکو نہ بلیت دل بر آتش و چشمی پر آب دارم چہ ازان کہ با من بدخوشد ہست جہان
 ست چٹا وزن عروض مجنون محذوف دروس یعنی فاع یا مجنون محذوف مطبوس یعنی
 فع اور ضرب مجنون محذوف دروس یعنی فاع بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی
 یہ ہے ولی پر امفا علن تشش چشمی فعلاتن پر اید امفا علن رم فع از کہ امفا علن من بدخو
 مشغول شد ستم امفا علن نان فاع ح تقطیعش دیپر امفا علن تشش چشمی فعلاتن بر اید امفا علن
 رم فع از کہ امفا علن بند خو فعلاتن ستم ستم امفا علن نان فاع و اینہم خلاف قرار داد
 مصنف علام معلوم میشود زیر کہ اوالف و لون ساکن را یک حرف می شمارد پس ضرب
 مجنون محذوف مطبوس ستم بطور مصنف تم کلامہ مخفی نہ ہے کہ مصنف مثالین بطور عرضیون کے
 لکھتے ہیں اور جہان جہان سہو پاتے ہیں بیان کرتے جاتے ہیں اور الف و لون کو
 جو بحر دائرے سے نکلتا ہے وہاں سجای کحرف لینا چاہیے بوقاتی میں اختیار یہ
 لکھتے ہیں صاحب حاشیہ و اید اعلم کیا سمجھا ہے کہ ہر جگہ اسی بات کو اعتراضاً بار بار لکھا ہے

یا وصفی کہ خود معنی اس شعر کے بھی نہیں سمجھا کہ سن بد خوگر وزن فعلاتن لکھتا ہے اور مقام مضمت
 اور غیر مضمت میں تمیز نہیں رکھتا ہم ز عروض ہماں و ضرب مخبون محذوف مملوس وزن
 ہماں است و گفته اند کہ این ہر دو وزن مسکن خوشتر آید و این سہ وزن آخر بہ نزدیک متاخران
 مہجور است سہا توان وزن عروض وہی یعنی فاع یا فع اور ضرب مخبون محذوف
 مملوس یعنی فع اور وزن وہی ہے اور کہا ہے عروضیوں نے کہ یہ دونوں وزن مسکن
 خوش آتے ہیں یعنی ہر وزن مفاعلن مفعولن مفاعلن فاع خواہ فاع مثال بدیت اگر
 کشائی تار می ز سنبل ترید ہمیشہ آید بوی صبا معطر بہ ہر وزن مفاعلن مفعولن مفاعلن فاع
 اور خلط مسکن اور غیر مسکن بھی روا ہے اور یہ تین وزن آخر نزدیک متاخران کے
 متروک ہیں ہم مسدسات ح عروض معری و ضرب مذال برائیکونہ شاعر دلم بہرہ ہے
 یا ربی ہماں بہا بیا رولیان را بن سپارہ است آٹھواں وزن عروض معری یعنی مخبون
 معری مفاعلن اور ضرب مذال یعنی مخبون مذال مفاعلن شعر مثال کا مرقومہ متن ہے
 تقطیع یہ ہے دلم بہر مفاعلن و ای یا فعلاتن ربی بہا مفاعلن بہا بیا مفاعلن ربی ہماں
 فعلاتن بن سپار مفاعلن معنی یہ ہیں کہ ای بار دل میرا لیا ہے تو نے بوسہ نسبت
 میں دے ہم طہر و معری و ہماں وزن است سہا توان وزن عروض اور ضرب و لون
 معری یعنی مخبون معری مفاعلن اور یہ وہی وزن ہے یعنی ہشتم اور نہم ایک وزن ہو
 ہم مریجات می عروض و ضرب ہر دو مخبون برائیکونہ بدیت سخن خوبی رویت
 کہ از غمان برانی چہ است مریجات و سواں وزن عروض و ضرب دونوں مخبون یعنی فعلاتن
 بدیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے سخن قو مفاعلن بیرویت فعلاتن کہ غما مفاعلن
 برانی فعلاتن رویت یعنی روی خود اور کم رخصتا کہ مرا کا اور غمان یعنی غما ہم با عروض
 ہماں و ضرب مخبون مقصور برائیکونہ بدیت منم زیار بجسرت بہ منم ز عشق بجورت
 گیارہواں وزن عروض وہی یعنی فعلاتن اور ضرب مقصور یعنی فعلاتن بدیت مثال کی مرقومہ
 متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے منم زیار مفاعلن را بجسرت فعلاتن منم ز عشق مفاعلن
 قجوز فعلاتن ہم سب عروض ہماں و ضرب مخبون محذوف و ہماں وزن است بارہواں

وزن عروض وہی یعنی فعلاتن اور ضرب مخبون مخذوف یعنی فعلن اور وہی وزن ہے یعنی
 یازدہم اور دوازدہم ایک وزن ہے ہم تنج عروض مخبون مقصور یا مخبون مخذوف و ضرب
 مخبون مخذوف و ہر دو مسکن رو ابو دیرانگو نہ بیت تو آگئی صنما کہ من چہ غم خوردم
 ت تیر ہوان وزن عروض مخبون مقصور یعنی فعلاتن یا مخبون مخذوف یعنی فعلن اور ضرب
 مخبون مخذوف یعنی فعلن اور دونوں مسکن جابرین بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تظلیع
 او سکی یہ ہے تا آگئی مفاعیلن صنما فعلن کن چہ مفاعیلن خروم فعلن ہم و جملہ مسدسات و مرجات
 نزدیک متاخران نامستعلی است و تشکین در ہمہ مواضع رو ابو دیر و صدر و ابتدای این بحر
 روانہ بود چہ مبدو و تد مجموع نیست ہر چند بران وزن است ازان جہت کہ از دو سبب خفیف
 بعد از خبن وزن و تدی باقی مانده است و از قدر بعضی بنا و بریتی آورده اند کہ صدر و اخر
 و بعضی از متاخران وزنی دیگر آورده اند از مفاعیل فاعلاتن چار بار و آن خلط مشکول
 با سالم میتواند بود برانگو نہ شعر بدان ملک الملوکی کہ ہر دو جهان بامرش شدند زیر پیچ چیری
 بگفتن کاف و نونی این است اوزان دائرہ مشتبہ است اور جملہ مسدسات اور مرجات
 نزدیک متاخران کے نامستعلی ہین اور تشکین اوسط سبب جملہ روانہ ہے اور صدر اور ابتدا
 ہین اس بحر کی خرم روانہ ہین ہے اس واسطے کہ مبدو و تد مجموع نہیں ہے اور خرم و تد مجموع ہین
 آتا ہر چند اس وزن پر جہت یہ کہ اصل ہین سبب خفیف تو لغو مس تھا لکن ہین جابرین خبن ہوان
 و تد ہو گیا یعنی مفاعلو تد اصلی نہیں ہے اور قدر اسے بعضے ایک بیت بنا دے لائے ہین کہ
 صدر او سکا اخرم ہے اور بعضے متاخران سے ایک وزن اور لائے ہین مفاعیل فاعلاتن
 چار بار اور وہ خلط مشکول یعنی مفاعل کا ساتھ سالم کے یعنی فاعلاتن کے ہو سکتا ہر شعر
 مثال کا مرقومہ متن ہے تظلیع او سکی یہ ہے بدال مفاعل کملوکی فاعلاتن کہ درج مفاعل
 بامرش فاعلاتن شدند ز مفاعل ہیچ چیری فاعلاتن بگفتن مفاعل کاف و نونی فاعلاتن
 یہ ہین اوزان دائرہ مشتبہ کے ہم متقارب این بحر در ہر دو لغت مستعمل است و ہین
 در دائرہ فعلن مشتبہ بار باشد و بتازی وافی و مجز و بکار دارند و اوراد و عروض و چار ضرب
 و ہر شش وزن آمدہ است چہار و نونی و دو مجز و بیتایشل بن است یہ بحر عربی اور

فارسی میں استعمال ہو اور اصل اوسکی دوسرے میں فعلوں آٹھ بار ہے اور تازی میں وانی اور
مجزو استعمال کرتے ہیں اور اوسکے دو عروض ہیں فعلوں سالم اور فعل محذوف اور چار قسم
ہیں فعلوں سالم فعل مقصور فعل محذوف فعل ابتر اور چہ وزنوں پر آئی ہے چار وانی اور
دو مجزوا اور بیتین اوسکی یہ ہیں ہم اشعر فاما تیتیم تیتیم ابن عمر فالتا ہم القوم فلی
نیاما عروض و ضرب ہر دو سالم است پہلا وزن عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی
فعلوں بیت مثال کی مرقومہ متن ہے رومی راب سے معنی یہ کہ است خواب ہوا اور نیام جمع
نیام معنی خوابیدہ یعنی یہ کہ فاما تیتیم ابن مرگوبا یا قوم نے سرست خواب تقطیع اوسکی یہ ہے
فاما فعلوں تیسرے فعلوں تیسب فعلوں نورن فعلوں فالتا فعلوں مہلقو فعلوں مردلی فعلوں
نیاما فعلوں ہم ب اشعر و یا ونی الی لشوق یا یاسات و شعیت مرا ضیع مثل السعال
عروض سالم است و ضرب مقصور دو سر وزن عروض سالم یعنی فعلوں اور ضرب مقصور
یعنی فعل بیت مثال کی مرقومہ متن ہے یا کسات مقلوب الیسات زنان بسن ایاس
رسیدہ کہ انقطاع حیض سے اس میں ہوتا ہے اور نہایت الرعب میں بالکسات
ببای موجدہ پڑا ہے معنی محتاجات اور شعث جمع شعثا بمعنی پرگندہ موجدہ آلودہ و مر ضیع
جمع مرضع بمعنی شیر دہندہ اور سعال اصل سعالی تجرت یا بمعنی غول بیابانی معنی یہ ہیں کہ
جگہ دیتا ہے طرف زنان نقطع بحیض پریشان موگد آلودہ شیر دہندہ مانند غول بیابانی
کے تقطیع یہ ہو یا وی فعلوں الانس فعلوں و نیما فعلوں اساتن فعلوں و شعث فعلوں
مراضی فعلوں عثلس فعلوں سعال فعلوں ہم ج اشعر و ارونی من الشیر شعراً عو یضاً
یئسی الزوات الذی قد ردا عروض سالم است و ضرب محذوف تیسرا وزن عروض سالم
یعنی فعلوں اور ضرب محذوف یعنی فعل شعر مثال کا مرقومہ متن ہے معنی یہ ہیں روایت
کرتا ہوں میں شعر سے شعر مشکل کہ بھلا دیتا ہے راویوں کو کہ اوسکی روایت کی ہو تقطیع
یہ ہے و اروی فعلوں شش شع فعلوں رشع فعلوں عو یض فعلوں سسر فعلوں رواتل
فعلوں لذی قد فعلوں رو فعلوں ہم ب اشعر خلیلی عو تجا علی رسم داریہ خلعت من شکیمی
و من نیمہ عروض سالم و ضرب ابتر و این چار وانی است چوتھا وزن عروض سالم

یعنی فاعل اور ضرب ابتر یعنی فاعل باجماع حذف و قطع شعر مثال کا مرقومہ متن ہے معنی اوسکے
یہ ہیں اسی دونوں دوستوں میرے ٹھہر و خانہ سے ویران پر کہ خالی ہیں سلیمی سے
اور میتہ سے اور یہ دونوں نام معشوقہ کے ہیں تقطیع یہ ہے خطیلی فاعل یو جاعل فاعل
علی رس فاعل مدارن فاعل خلعت من فاعل سلیمی فاعل و منی فاعل یہ فاعل اور یہ
چاروں وزن وافی کے ہیں ہم ہ مشعر امین و منیہ اقرت ہ سلمی بذات الغضاض
ہر دو محذوف ست پانچوان وزن عروض اور ضرب دونوں محذوف ہیں یعنی فعل
شعر مثال کا مرقومہ متن ہے و منہ آثار الدار کذا فی القاموس غضا جمع غضاۃ نام ایک
شجر کا ہے ذات غضا یعنی وہ زمین کہ جس پر یہ درخت ہوں معنی یہ ہیں آیا یہ ویرانہ
نشان گھروں کا ہے کہ واسطے معشوقہ سلمی کے بچ زمین درختان غضا کے تھا تقطیع
یہ ہے امدم فاعل متن اق فاعل قرت فعل سلمی فاعل بذات فاعل غضا فعل
ہم و مشعر کحفت و لا تمیتس ہ فاعل یقض یا یثیکا ہ عروض محذوف و ضرب ابتر
و این ہر دو مجزوءات چھٹا وزن عروض محذوف یعنی فعل اور ضرب ابتر ہے یعنی
فع شعر مثال کا مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہیں کہ عقیف ہو اور خرین ہو جو کہ
مقدور اور حکم ہو اہوگا پیش آئے گا عقیف مرد بارسا اور پرہیزگار از حرام غیاث سے
تقطیع یہ ہے نصف فاعل ولایت فاعل تاس فعل فاعل فاعل ضیاق فاعل ضیاق فاعل کا فاعل او
یہ دونوں مجزوءین ہم و بطریق زحاف در دیگر ارکان قبض رو ابو و در عروض ہر دو
تقصیر حذف رو ابو و در صدر شک و یاشد کہ در ابتدا ہم بنا در استعمال کنند ست
اور بطریق زحاف کے اور ارکان میں قبض روا ہے یعنی فاعل بضم لام حشو میں لا تا
درست ہے اور قبض گرانا حرف پنجم کا جب سبب میں پڑے اور عروض ہی سالمین
تقصیر یعنی فاعل اور حذف یعنی فعل روا ہے اور صدر میں انکم یعنی فعلن اور ثرم یعنی فعل
بسکون عین روا ہے اور کہی ابتدا میں ہی بنا در انکم اور ثرم کو استعمال کرتے ہیں ہم
و ہما در پارسی وافی و مجزوء و مشطور آور وہ اند و گفتہ اند کہ اور او عروض است و ہما ضرب
و ہر وہ وزن آمدہ است چار شمس و سہ سدس و سہ مریح است و انا پارسی میں وافی اور مجزوء

اور مشطور لائے ہیں اور کہا ہے کہ اوسکے دو عروض ہیں سالم یعنی فحولن اور مقصور
یعنی فحول یا محذوف یعنی فعل اور چار ضرب ہیں میں مسبق فحولان اور سالم فحولن اور فحول مقصور
اور فعل محذوف اور دوس ورنون پر آئی ہے چار شتمن و تین سندس اور تین مربع شتمنا
اعروض سالم و ضرب مسبق براہیکونہ بیت ببالانکارا چو ازادہ سروی و لیکن برخمار
مانند گلنار و دین ناپسندیدہ است چه حرف آخر از دائرہ بیرون است شتمنا
بہملا وزن عروض سالم یعنی فحولن اور ضرب مسبق یعنی فحولان بیت مثال کی مرقومہ میں ہے
گلنار یعنی گل انار مراد سے قطع یہ ہے ببالا فحولن نگار فحولن چا از فحولن و سروی فحولن
ولیکن فحولن برخسا فحولن رمان فحولن و گلنار فحولان اور یہ ناپسندیدہ ہے اس واسطے کہ
حرف آخر دائرہ سے باہر ہے ہم ب ہر دو سالم ت دوسرا وزن عروض اور ضرب
دو نون سالم یعنی فحولن مثال اوسکی یہ ہے بیت اگر سرو من و چین جا بگیر و عجیب
باشد از سرو بالا بگیر و ہم ج عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور تیسرا وزن
عروض مقصور یعنی فحول یا محذوف یعنی فعل اور ضرب مقصور یعنی فحول مثال ۵
کافریدی نہ یک قطر آب گہرهای روشن تر از آفتاب ہم عروض همان و ضرب
محذوف و تحقیق ہر دو وزن یکی است و شاہ نامہ برین وزن گفتہ اندست چوتھا وزن
عروض وہی یعنی فحول یا فعل اور ضرب محذوف یعنی فعل مثال ۵ چو آیم بکویت کن
عیب من کہ کی اختیارم درین آمدن و اور حقیقت میں یہ دو نون وزن ایک میں
یعنی سوم اور چہارم اور شاہنامہ اسی وزن میں کہا ہے شعر شاہنامے کے یہ ہیں ۵
بروز نبرد آن یل زورمند بہ شمشیر و خنجر بگزد و کند و درید و برید و شکست و بہت چہ بیان
را سر و سینہ و پا و دست ہم و این وزن را پارسی گویند گویان راہ اعشی خوانند از جهت آنکہ ابیات
اعشی برین وزن است کہ این دو بیت ازان است شعر و کاس شربت علی لذت
و آخری تذات و یث نہا بہا کہ لکی ایل علم الناس انی امر و ایتہ المعبشہ برن بابا
ت اور ان تین ورنون کو فارسی گو کہ اعشی کہتے ہیں یعنی طریق خوانندگی ہوا سلم کہ
ابیات اعشی اس وزن پر ہیں کہ دو بیتیں اوس سے یہ ہیں شعر و نون مرقومہ میں

معنی اونکے یہ ہیں بہت کاسے پیے میں نے واسطے لذت کے اور بہت پیالے
 نوش کیے مینے واسطے دوا کے یعنی بہت گرم و سرد زمانے کا چکھنا تاکہ جانیں لوگ کہ
 ایک مرد ہوں میں کہ ہوسچا ہوں میں اور تلاش کی ہے مینے معیشت اور سکی دروازہ
 اور تقطیع یہ ہے کہ اس فعل میں شریو فعلوں علامہ فعلوں ذوق فعل و آخری فعلوں تداوی
 فعلوں تنہا فعلوں بہا فعل لکن بیخ فعلوں کثنا فعلوں ساتھ فعلوں ردو فعل ایتل فعلوں شیت
 فعلوں بہن با فعلوں بہا فعل عشی نام شاعر کا اور راہ یعنی پردہ سرد و دم مسدسات و عرو
 و ضرب سالم برنگونہ بیت نگہ کن بدان سرخ و سرخ کہ کروز و گشت این رخا تم
 مسدسات اپچوان وزن عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی فعلوں بیت مثال کی
 مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے نگہ کن فعلوں بد اسر فعلوں خدو سرخ فعلوں کروز و فعلوں
 و کشتی فعلوں رخا تم فعلوں ہم و عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور برانگونہ بیت
 ازان خط مشکین یا رہ شد آن ماہش اندر محاق است چٹا وزن عروض مقصور یعنی
 یعنی فعلوں یا محذوف یعنی فعل اور ضرب مقصور یعنی فعل بیت مثال کی مرقومہ متن ہے
 تقطیع اور سکی یہ ہے از اخط فعلوں طمشکی فعلوں نیار فعلوں شدا ما فعلوں ہند ر فعلوں
 محاق فعلوں ماہ سے مراد خسارہ اور محاق بضم اور کبسر اور بفتح تینوں حرکتوں سے آیا ہے
 بمعنی کاستن ماہ ابتدا اور سکی شب پانزدہم سے ہے اور تین دن آخر مینے کے کہ چاند
 ان ایام میں چپ جاتا ہے لطائف اور منتخب اور مدار اور کشف سے کذا فی الغیاب ہم
 نہ عروض ہماں و ضرب محذوف و بحقیقت ہماں است سا تو ان وزن عروض یعنی
 فعلوں یا فعل اور ضرب محذوف یعنی فعل اور یہ حقیقت میں وہی وزن ہے یعنی ششم
 اور ہفتم ایک وزن ہے ہم مربعات عروض و ضرب سالم برنگونہ ششم
 عیان شد نہا تم کہ زنگ رخا تم مربعات اٹھواں وزن عروض اور ضرب دونوں
 سالم یعنی فعلوں شتر مثال کا مرقومہ متن ہے نہا تم یعنی زار نہاں میرا اور زخان رخساری
 تقطیع یہ ہے عیاں شد فعلوں نہا تم فعلوں زنگی فعلوں رخا تم فعلوں ہم ط عروض مقصور
 یا محذوف و ضرب مقصور برانگونہ ششم قولی دل گزارہ نہا تم دل سپارہ متن وزن

عروض مقصور یعنی فعل یا محذوف یعنی فعل اور ضرب مقصور یعنی فعل بیت مثال کی
مرقومہ متن ہے قطع یہ ہے تائی دل فعل کن گزار فعل نم دل فعل کن سپار فعل ہم
ی عروض ہان و ضرب محذوف و بحقیقت ہان است و سوان وزن عروض ہی
یعنی فعل یا فعل اور ضرب محذوف یعنی فعل اور یہ وہی وزن ہے یعنی ہم اردو ہم ایک
ح قطعیش تائی دل فعل کن گزار و فعل کن مندل فعل کن سپار فعل ہم کلامہ تحقق علیہ الرحمہ
تو عروض کو مقصور یا محذوف لکھتے ہیں یہ قطع عروض سالم کی کرتے ہیں اور شعر
مین بھی داد لکھا ہے ہم وہ نزدیک متاخران مسدسات و مرعات متروک است
وقد ما اثلیم و صدر یا در ابتدا بنا و بکار و شتہ اند چنانکہ رو کی گوید بیت بہار است
ہر روزہ در روز نم منکر فراوان و معروف کم و استعمال قبض و فارسی روایت یہ
مت اور متاخرین کے نزدیک مسدسات اور مرعات متروک ہیں اور قدما و اثلیم یعنی
فعلن صدر مین یا ابتدا مین بطریق ندرت استعمال کیا ہے جیسا کہ رو کی کہتا ہے
بیت رو کی کی مرقومہ متن ہے روز نم یا روزیم یعنی موسم برشکال و بہار منکر یعنی افرنگ
مثل شراب نوشی اور لہو و لعب معروف یعنی امر معروف ضد منکر قطع یہ ہے بہار س
فعلن تہر و فعلن زور و فعلن زرم فعل منکر فعلن فراد و فعلن منع و فعلن منکم
فعل اور استعمال قبض کا فارسی مین روا نہیں ہے کسی وجہ سے معنی اسکے یہ ہیں
کہ وزن سالم مین اور وزن محذوف خواہ مقصور الضرب و العروض مین جیسو صدر اور
ابتدا مین رکن اثلیم یعنی فعلن کبھی آگیا ہے اس جگہ مقبوض یعنی فعل کو لانا سچا ہے
صاحب میزان اس مطلب کو نہ سمجھا اور اثلیم پر یہ حاشیہ لکھا ح مثال اثلیم و صدر
و ابتدا بل و شونیز رفیم و برویم و ان نو بردل و صبح الصبح انزل بتزل و وزن
مصرع اول فعلن فعلن فعلن فعلن و وزن مصرع ثانی فعلن فعلن فعلن فعلن تم کلامہ
ظاہر ہے کہ رفیم و برویم بر وزن فعلن فعلن باسباع ہے اور دوسرا حاشیہ استعمال
قبض کی جگہ لکھا ہے ح لیکن متاخرین بر مقبوض اثلیم شعر گفتہ اند باین طور کہ یک
شکس مقبوض باشد و دیگر اثلیم تقدیم مقبوض چنانکہ درین شعر بر وزن ہجرت چہ چارہ سازم

چون شمع دور از تو میگذرانم به بر وزن فعل فاعل و تقدیم اتم نیزه گرم بخوانی درم برانی
دل خزین را بجای جانی به بل ازین قسم برشانزده رکن هم آورده مثالش جامی فرماید
زهی جمال تو قبله جان حرم کوئی تو کعبه دل به فان سجده نا الیک منجد وان سحینا الیک نسجی
و دیگری گوید زهی دو چشمت بخون مردم کشاده تیر و کشیده خنجر به رخ چو ماه صبح
دولت خط سیاهست شب منبر به هر دو وزن فعل فاعل و بعضی مقبوض اتم که آنرا اثر گویند
با سالم نیز تریب جمع کرده اند و برشانزده رکن آورده مثالش زلف منبر بر به تیر
تیره شب است و وادی موسی به جامه صبرم در کف عشقت و امن یوسف دست زلفی به
بر وزن فعل فاعل و بعضی مقبوض اتم و دشمن ازند مثالش ای سر زلفت غالیه سای
و می مه رویت غالیه نیز به بر وزن فعل فاعل فعل فاعل تم کلامه ظاهر ہے کہ یہ سب
اوزان متقارب مین ہیں اور عبارت محقق علیہ الرحمہ مین مخالفت لکھی کہ مین نہیں جسکی
مخالفت کی ہے وہ وہی مقام خاص ہے جسکا بیان ہوا ہم محریب این بحر مستعمل
و شعر برین بسیار نیافہ اند و مثالش فاعل نشت بار بود و مثال بیت سالم او بتنازی چنین
باشد شعر حار بوا قومهم ثم لم یزعمودہ للصلاح الذی خیرہ رامن به غریب
یہ بحر مستعمل نہیں ہے اور شعر اس مین بہت کم پائے ہیں اور اصل او سکی فاعل آٹھ
اور مثال بیت سالم کی اوس سے عربی مین یون ہے شعر قومہ من ہے معنی یہ مین
لڑے وہ اپنی قوم سے پس نہ ٹھہرے بدی سے واسطے صلاح کے ایسی صلاح کہ
خیر او سکی مسدود ہے تقطیع یہ ہے حار بوا فاعل قومهم فاعل نثم لم فاعل نزع و فاعل
لصلحا فاعل جلالہ الذی فاعل خیر ہو فاعل رامن فاعل صم و ہم مخبون ایراد کنند برنگونہ
شعر و اثبت جمیع مواضعنا کہ فاسقت بغنیہ ساکنہ است اور مخبون بھی لاقو مین
یعنی فاعل جحر کب عین آٹھ بار شعر قومہ من ہے معنی یہ مین آیا مین او سکی سب مواضع
مین پس افسوس کیا مینے او کے ساکن کے غائب ہونے پر تقطیع یہ ہے و اکی فاعل
تجی فاعل عمو فاعل لہنا فاعل فاسقت فاعل تنخی فاعل تبسا فاعل کنہا فاعل صم و ہم مخبون
ایرا و کنند برنگونہ شعر یا مخبونی اوزک رومی به و از خم قلی فاعل غندی است اور بہ

مسکن بھی لاتے ہیں یعنی فعلن سکون عین آٹھ بار شعر مرقومہ سن ہے معنی یہ ہیں اسی
محبوب میرے دریافت کر میری سوچ کو اور رحم کر میرے دل پر پس بیٹھ نزدیک میرے
تقطیع یہ ہے یا مح فعلن بوی فعلن اور ک فعلن روحی فعلن و رحم فعلن قلبی فعلن غلبس
فعلن عندی فعلن ہم و عروضیان این رکنا را موقوف خوانند و این سہو است چہ قطع
جز در عروض و ضرب یافتند و ہر سہ نوع یعنی سالم و مخبون و موقوف غلط کنند اور
عروضی این رکنون کو یعنی فعلن فعلن کو موقوف کہتے ہیں اور یہ سہو ہے اس واسطے کہ
قطع سوائے عروض و ضرب کے نہیں آتا پس مخبون مسکن ہیں اور تینوں قسمیں یعنی
سالم فاعلن اور مخبون فعلن بحر یک عین اور موقوف فعلن سکون عین غلط کرتے ہیں
ہم و اما بفارسی قدما بہ تکلف برین بحر ہم شعر آوردہ اند نذال و معری ہم عروض و ہم ضرب
و ضرب تنہا نذال و ہم مخبون یا ہمہ مسکن یا مختلط ہمہ نذال و معری و مختلط اما سالم یا مخبون
و مسکن غلط کنند کہ از قیاس خارج بود و اما فارسی میں قدما بہ تکلف اس بحرین
شعر لاتے ہیں نذال یعنی فاعلان اور معری یعنی فاعلن عروض ہی اور ضرب ہی اور
ضرب تنہا نذال بھی لاتے ہیں اور سب رکن مخبون بھی لاتے ہیں اور سب رکن مسکن بھی
لاتے ہیں اور سب رکن مختلط بھی لاتے ہیں یعنی کوئی مخبون اور کوئی مسکن اور سب
نذال اور معری اور مختلط بھی لاتے ہیں لیکن رکن سالم کو ساتھ رکن مخبون اور مسکن کے
غلط نہیں کرتے ہیں فارسی میں کہ انکے قیاس سے خارج ہے بخلاف عربی کے کہ وہاں لاتا
درست ہے ہم مثال سالم مشن شعر سخت سرگشتہ ام از غم حیر تو پد گر خطای کنم دلبر اعفو
کن مت مثال سالم مشن کی شعر مرقومہ متن ہے تقطیع سخت مبر فاعلن کشتہ ام فاعلن
از غمی فاعلن جبر تو فاعلن گر خطا فاعلن کی کنم فاعلن دلبر فاعلن معفو کن فاعلن ہم
مثال سالم سدس شعر سرخ گل بردوخ کشتہ پد لاجرم فتنہ کشتہ مت مثال سالم
سدس کی شعر مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے سرخ گل فاعلن بردوخ فاعلن کشتہ مت مثال سالم
لاجرم فاعلن فتنای فاعلن کشتای فاعلن کشتہ یعنی پیدا کردہ ہم مثال مربع سالم شعر
سجدہ کردت تبا پد آفتاب از خاک مت مثال مربع سالم کی شعر مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے

سجد کرنا علن و تنہا علن افنا علن بزفاک فاعلن ہم مثال ثمن مخبون و مسکن در بیشتر
 آورده اند **ت** مثال ثمن مخبون اور مسکن کی سابق میں لائے ہیں عربی میں اور فارسی میں
 مثالین یہ ہیں مثال مخبون **ع** چورخت بنو گل بان ارم **ع** چورخت بنو قدس و چین **ع**
 فعلن آٹھ بار تقطیع اسکی یہ ہے مثال مسکن **ع** ہروم میت و ارم زاری **ع** کز غم تاک
 ز ارم زاری **ع** فعلن آٹھ بار تقطیع اسکی یہ ہے ہم و ہمکن از ہرج اخرب و مل مخبون ہم
 تقطیع توان کرد **ت** اور اگر سب رکن مسکن ہوں یعنی فعلن فعلن فعلن مسکن عین اس
 وزن کو ہرج اخرب اور مل مخبون میں تقطیع کر سکتے ہیں ہرج اخرب مسدس مخدوف و
 و الضرب بروزن مفعول سفا عیل فعلین ہے اور مل مخبون مسدس مخدوف العروض و الضرب
 فعللاتن فعلن ہے جب انکو مسکن کیجیے وہی وزن ہو جائے ہم و باقی وزنہ اثنی عشر
 و مربعات مخبون و مسکن از طبع دور تر بود این است بحر بای دائرہ متفقہ تفصیل بحور و اوزان
 تمامی آن تمام شد **ت** اور باقی وزن مسدسات اور مربعات مخبون اور مسکن کی طبیعت
 دور ہیں یہ ہیں بحرین دائرہ متفقہ کی اور تفصیل بحور و اوزان کی جملہ تمام ہوئی ہم معلوم
 کہ در پانزدہ بحر کہ مستعمل عرب است جملہ عروضہا نیست و شش است و جملہ ضربہا پنجہ است
 و بر شصت و سہ وزن آمدہ است و در دہ بحر کہ مستعمل عجم است بقول عروضیان چل و چہار
 عروض و ہشتاد و پنج ضرب است و بر صد و نو و نہ وزن شعر گفتہ اند و اللہ اعلم بالصواب
ت اور معلوم ہوا کہ پندرہ بحر و ن میں کہ مستعمل عرب ہیں جملہ عروض چہا بیس ہیں
 اور جملہ ضرب پچاس اور نرستہ وزنوں پر آئی ہیں اور دس بحر و ن میں کہ مستعمل
 عجم ہیں بقول عروضیوں کے جو الیس عروض اور پچاسی ضرب ہیں اور ایک سے
 ننانوے وزنوں پر شعر کہے ہیں واللہ اعلم بالصواب ہم و باید دانست کہ این بحر با
 مولف از اصول مذکورست و شاید کہ اصلاہما سے دیگر غیر آنچه گفتہ اند تا لیف کنند و از ان
 اصلاہما بحر با مولف شود کہ در فحاشات دیگر مستعمل باشد یا بروز گاری دیگر مستعمل شود چنانکہ
 بہا و در لغت پارسی رکنی ثمانی یافتہ می شود مولف از دو و تدریسے بروزن مفاعلاتن و
 شعری دیدہ اہم از مکرر این رکن چہار بار کہ عین آن شعر بر یاد ندارم اما برین منوال بود

این سخن صحیح است

بعیت اگر بدانی کہ نے تو چونم مرادین غم روانداری و درست فعلن مخبون مفل برین
 وزن باشد از متفاعلن موقوف مفل پنجین است اور جانا چاہیے کہ یہ سچوین مولف
 اصول مذکور سے ہیں اور شاید کہ اصلین اور سوا ان اصولوں کے تالیف کریں اور اول
 اصولوں سے سچوین مولف ہوں کہ اور زبانوں میں سوا تازی اور فارسی کے مستعمل ہوں
 یا اور زمانے میں مستعمل ہوں چنانچہ بذرت لغت پارسی میں ایک رکن ثانی یعنی
 ہشت حرفی پایا جاتا ہے مولف دو و تد اور ایک سبب سے بروزن مفاعلاتن کہ اس میں
 مفا اور علا و دو تد میں اور تن ایک سبب و ایک شعر دیکھا ہے میں اس رکن کی
 تکرار سے چار بار کہ بعینہ و شعر یاد نہیں ہے مگر سطح پر تھا بعیت اگر بدانی کہ بی تو چونم
 مرادین غم روانداری و تعلق اگر بدانی مفاعلاتن کبیت چونم مفاعلاتن مرادین غم
 مفاعلاتن روانداری مفاعلاتن اور ست فعلن مخبون مفل اس وزن پر ہے یعنی مفاعلاتن
 اور متفاعلن موقوف مفل یعنی مفاعلاتن بھی اس وزن پر ہے موقوف یعنی مخبون
 ہم و نیز از سچو کہ اور این زبان پہلو بران بگر میگویند و شبیہ است بہر جہد سالم
 رکن اول ہم ثانی است مولف از چہا سبب خفیف برین وزن کہ مفعولاتن و گاہ سالم بجا میرا
 و گاہ مخبون بروزن مفاعیلن و گاہ مطوی بروزن فاعلاتن و ہر سہ با یکدیگر خلط میکنند و
 دو رکن باقی مفاعیلن فحولان یا مفاعیلن فحولن است مثالش بیت فردا کہ عرض پی
 لشکر دژن پی و میان دوسرا ہل انجن پی و ہمہ گرد آورد ویر و جوان را و انچہ من کردہ
 پی ز برج بمن پی و صدر بیت اول سالم است و ابتدا و صدر بیت دوم مخبون و ابتدای
 بیت دوم مطوی و امثال این بسیار است اور ایک سچو اور بھی دیکھی ہے کہ رکن اول
 او سکا ثانی ہے مولف چار سبب خفیف سے اس وزن پر کہ مفعولاتن اور اور اس زبان
 پہلو می اوس سچو پر کہتے ہیں وہ مشابہ ہے بہر جہد سالم سے اور اس میں ضم اول اور
 سکون نون اور اور امین بھی ایک طرح کی خوانندگی اور گویندگی ہے کہ وہ خاصہ فارسیو سکا
 اور شعر او سکا زبان پہلو می میں ہوتا ہے کسی شاعر نے کہا ہے بیت لحن اور امین
 و بیت پہلو می و زخمہ و دو و سماع خسرو می و اور ایک دیکھی نام ہے مضافات اور

تولیع جو سقان سے مشہور باورامہ چونکہ خنیا گردان کے ساکن نے یہ خواندگی وضع کی باورامہ مشہور ہوئے پس اوس مفعولات کو کہی سالم استعمال کرتے ہیں اور کبھی مجنون بردن مفاعیلن اور کبھی مطوی بردن فاعلاتن اور قینون کو باکید گر غلط کر دیتے اور بعد اوسکے مفعولان خواہ مفاعیلن خواہ فاعلاتن کے دو رکن باقی مفاعیلن فعلان یا مفاعیلن فعلن ہیں مثال اوسکی بیت جو مرقومہ متن ہے اور شعر مذکور میں فردا کہ یعنی فردا وقت صبح اور عرض یعنی ملاحظہ اور پی لشکر یعنی پامی لشکر اور وزن یعنی کثافت اور سنجاست مراد خرابی بی در پی ہے اور دوسرا بل انجمن پی یعنی در پی دوریس اہل انجمن اور زبرج یعنی زینت اور بمن پی امی در پی من خواہد بود صدر بیت اول سالم ہے یعنی مفعولاتن اور ابتدای بیت اول اور صدر بیت دوم مجنون یعنی مفاعیلن اور ابتدای بیت دوم مطوی یعنی فاعلاتن قطع یہ ہے فردا کہ مفعولاتن ضعیف کر مفاعیلن وزن پی فعلن میان پی دو مفاعیلن سری اہلن مفاعیلن حین پی فعلن ہمہ کرد مفاعیلن و در پیرو مفاعیلن جوارا فعلن انجمن کر فاعلاتن پیر برج مفاعیلن بمن پی فعلن اور شل اسکے بہت ہیں ہم و غرض از ایراد این سخن آن است تا دانند کہ اصول بجز در آنچه گفتیم محصور بہت نہ فروع و تغیرات بل آنچه ایراد کردیم موجود است بحسب اغلب والد اعلم بالصواب اور غرض اس سخن کی ایراد سے یہ ہے تا معلوم کریں کہ اصول بجز جو کہے ہیں ہنئے محصور ہیں نہ فروع اور تغیرات بلکہ جو فروع اور تغیرات ایراد کیے ہنئے موجود ہیں بحسب غالب یعنی اصول محصور ہیں فروع اور تغیرات محصور نہیں ہیں والد اعلم بالصواب

فصل ہشتم در تغیر زیادت کہ تعلق بارکان ندارد و از تغیرات کہ در بیشتر یاو کردیم تغیر زیادت را کہ آنرا اخزم خوانند در ہیج موضع مثال نیاوردیم و آن بنایت گران و ناپسندیدہ باشد و بکنی و بحری خاص نبود و ایراد آن بآن سبب باین موضع افگندیم کہ تا بجز در اوزان و قواف نہ باشد اگر اک آن چنانکہ باید دست نہ در و خرم بیشتر یک حرف بود کہ در اول بیت افزاید شالاش تہازی امر القیس گوید

شہر مکان بنیرانی عرائین و بیکہ کہ کثیر اناس فی بجا و محفل بہ بر بحر طویل است

از وزن دوم و او خرم است فصل ششم بیان تغیر زیادت میں کہ ارکان سے
تعلق نہیں رکھتا پس تغیرات جو پہلے بیان کیے تھے ان میں ایک تغیر زیادت بھی ہے
اوسکو خرم کہتے ہیں کسی جگہ مثال اوسکی نہیں لائے ہم وہ نہایت گران اور ناپسندیدہ
اور کسی رکن اور کسی بحر کے ساتھ خاص نہیں اور یہاں اوسکو اسلئے بیان کیا ہے کہ
جب تک بحرین اور اوزان معلوم نہوں اور اک اوسکا جیسا چاہیے حاصل نہیں ہوتا
اور خرم اکثر بیک حرف ہوتا ہے کہ اول بیت میں لاتے ہیں مثال اوسکی تازی بیت
امر القیس کی جو مرقومہ متن ہے اوس میں شبیر نام ایک کوہ کا ہے اطراف مکہ میں اور
غزین سرزمینی مراد اول چیز و بل جمع و ایل یعنی باران بزرگ قطرہ بجا و کلیم مخطوط قرل
چا و پچیدہ معنی یہ ہیں اور گویا کہ شبیر اول باران میں مرد بزرگ بگلیم مخطوط پچیدہ ہے
تقطیع کا فن فعل شبیرن فی مفاعیلن عراقی فحولن نوبلی مفاعیلن کبیر فحول اناسن
فی مفاعیلن سجادن فحولن مزملی مفاعیلن کجس بطویل ہے وزن دوم سے جسکے عروض
اور ضرب دونوں مقبوض ہیں اور و او اول بیت میں خرم کا ہے ح خرم دراصل
انداختن حلقہ و ربہنی شترست و وجہ مناسبت ظاہر و حکم کردن حرفی یا کلمہ را بخرم بنی
بران است کہ بروش وزن شہری درست نشود و لا نشاید ثم کلامہ فحال اور کبھی یہ زیادت
مصرع دوم میں ہوتی ہے بیت تا اللہ یا کتبایت القاع قلن لنا ہذا کیلانی منکر
آم کیلانی من البکر بحر بسیط سے بروزن مستعلن فعلن مستعلن فعلن مستعلن فاعلن
مستعلن فعلن اور ہمزہ استفہام اول مصرع دوم میں خرم جو ہم وزیادہ ازین ہم آوردہ اندا یک کلمہ
از چار حرف و آن نادر است و بیش ازین است شمر آشد و جباریم کبر الموت
فان الموت لا یقیا ولا تجزع من الموت و ازل بواذیکا ہر بحر ہزج است اول
و کلمہ آشد و خرم است اور زیادہ ایک حرف سے بھی لاتے ہیں چار حرف تک
یعنی چار حرف کا کلمہ اور یہ بہت کم ہے اور مثال اوسکی جیسا کہ مرقومہ متن ہو اوسمیں
حیا زیم جمع حرام بمعنی کمر بند ہے اور لا یقیا ہشباع الف معنی یہ ہیں باندہ کمر بند
اپنے واسطے موت کے پس تحقیق کی موت ملاقات کرگی تجھے اور زدر موت سے حیوت

دار و ہوا تیری دادی بین تقطیع یہ ہے حیا زیم مفاعیل کلوت مفاعیل فانملو مفاعیل
 تلاقیکا مفاعیل و لا تجزع مفاعیل کلوت نطال اذا غلل مفاعیل بوادیکا مفاعیل یہ بحر
 ہزج ہے وزن اول اور کلمہ اشد و کا خزم ہے مثال زیادت ایک حرف اور چار حرف
 محقق علیہ الرحمہ نے لکھی مثال زیادت دو حرف کی یہ ہے شہر قد خاتری الیوم من
 جدتیک نہ ناست در کہ ۴ بروزن فاعلاتن مفاعیلن فعلاتن مفاعیلن خفیف مجزوع
 اور قدم خزم ہے مثال زیادت سہ حرف کی بیست اذا حذرت ربعلی ذکر تک ۴
 یا بار کیماید ب الخذرا ۴ بروزن فعلاتن فاعلن فعلاتن فاعلن فعلن مد مجزوع
 اور کلمہ اذا خزم ہے ہم دور پاسی ہم بیک حرف قدما آورده اند بعضے در اول مصرع ۴
 اول براینگلو کہ رود کی گوید بیست جعد مجون نوزد آب ببادہ گوئیا آسپندان شکستی ۴
 میانکش نازک چو سایہ موئی ۴ گوئی از یکدگر گسستی ۴ بحر خفیف است از وزن ہفتم
 و میم خزم است در اول بیت دوم است اور فارسی میں بھی بیک حرف قدما لائے ہیں
 بعضے اول مصرع میں جیسا کہ بیت رود کی کی مرقومہ متن ہے بحر خفیف میں وزن ہفتم
 عروض مشکول اور ضرب ابتر اور میم خزم کا ہے اول بیت دوم میں اور نوزد آب بینی
 موج آب تقطیع یہ ہے جعد مجو فاعلاتن نوزد ا مفاعیلن بیاد فعلاتن کو ایا فاعلاتن
 خبا سکش مفاعیلن نسبی فعلن یا نکش فاعلاتن ز لکچسا مفاعیلن یا موسی فعلاتن کو ایا
 فاعلاتن ذکر کس مفاعیلن نسبی فعلن ہم و بعضے در اول مصرع دوم ہم گفتہ اند چنانکہ
 مرادی گوید بیست از شتم و گنج چہ فریاد و سود ۴ کہ مرگ کند بر تن تو تا ختن ۴ بحر
 سریع است از وزن دوم و حرف کہ در اول مصرع دوم خزم است و متاخران البتہ استعمال
 خزم نمی کنند و الداء علم است اور بعضے اول مصرع دوم بھی لائے ہیں جیسا کہ مرادی
 کہاتے بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے از شتم مقتولن کخجہ مقتولن باد سو
 فاعلاتن مرگ کند مقتولن بر مقتولن تا ختن فاعلن بحر سریع ہے وزن
 دوم سے اور حرف کاف کا اول مصرع دوم میں خزم ہے اور متاخران البتہ استعمال
 خزم کا نہیں کرتے ہیں و الداء علم بالصواب ہم فصل نہ کم در ذکر معانی بعضے الفاظ

القاب مذکور پر پارسی سبب رسن باشد و تدنیج و این دو اسم از اجہت نہادہ اند کہ عرب بیت شعر را بخانہ تشبیہ کردہ اند چہ بیت خانہ باشد و خانہ ایشان خیمہ باشد و خیمہ بر سن و میخ قائم شود و فاصلہ جدا کنندہ باشد بعضی متحرکات متوالی رب اکن از دیگر متحرکات جدا کنند **فصل نوین** ذکر معانی بعض الفاظ اور القاب مذکور میں اور فارسی میں سبب بمعنی رسن ہے اور وتد بمعنی میخ اور یہ دو نام اس جہت سے رکھے ہیں کہ عرب بیت کو گھر سے تشبیہ دیتے ہیں اس واسطے کہ بیت بمعنی خانہ ہے اور گھر عرب کا خیمہ ہوتا ہے اور خیمہ رستی اور میخوں سے قائم ہوتا ہے اور فاصلہ بمعنی جدا کنندہ ہے یعنی متحرکات متوالی کو بسبب ساکن کے اور متحرکات سے جدا کرتا ہے ہم و اباجو طویل و مدید و بسیط باین سبب بمعنی درازی و کشیدگی گسترگی نام کردہ اند کہ بتاری بزرگتر ترکیب اصول این بحر کہ در دائرہ بیت و چہار حرف است ایچ ترکیب نیست اور بحرون طویل اور مدید اور بسیط کا اس سبب سے بمعنی درازی و کشیدگی و گسترگی نام رکھا ہے یعنی طول بمعنی درازی اور مد بمعنی کشیدگی اور ربط بمعنی گسترگی ہے کہ تازی میں انکی ترکیب سے کوئی ترکیب بزرگتر نہیں ہے کہ دائرہ سے میں چہ بیس حرف ہیں ایک مصرع میں ہم و بعد ازان سہ بحر اصل بحر وافر و کامل بیت و یک حرف است و ہر چند مساوی دیگر مسبعات است اباجوکت ازان زیادت است پس ازین جہت این دو بحر ابو فور و کمال موسوم کردند اور بعد انکے یعنی بعد طویل اور مدید اور بسیط کے وافر اور کامل ہے کہ اول میں اکیس حرف ہیں ایک مصرع میں اور ہر چند برابر اور مسبعات کا ہیں لیکن حرکتوں میں اول سے یازدہ ہیں کہ ان میں تیس حرکتیں ہیں اور سباعیات دیگر میں مثل رجز اور رمل کے چوبیس حرکتیں ہیں پس اسی جہت سے ان دو بحرون کا نام ابو فور اور کمال رکھا ہم و ہر جز آواز سے راگویند کہ تا برسنے باشد و این اسم از جہت نکوی بحر و نہادہ اند و در جز ربی راگویند کہ پای شتر را بلزاند و گفته اند موضع نشستن باشد بیشتر از ہودج خرو و این اسم از جہت اضطراب و خرابی و بسبب تقارب حرکات یا بسبب کوتاہی بیت

برین بحر نہادہ اند کہ در عرب بیشتر مشطور استعمال کنند و رمل زفتن بشتاب باشد
 و این اسم از جهت روانی وزن نہادہ اندت اور ہرج آواز با ترنم کو کہتے ہیں اور
 ترنم بعضی سرود اور خوش آواز ہی ہے اور یہ نام اس سحر کا بسبب خوبی اور نیکی کو
 رکھا ہے اور ہر جز ایک مرض کو کہتے ہیں کہ پامی شتر کو لغزش میں لانا ہو اور یہ بھی
 کہا ہے کہ موضع نشستن ہے شتر پر ہودج سے چھوٹا اور یہ نام اس سحر کا بسبب
 اضطراب اجزاء کے اور بجمت تقارب حرکات کے یا بسبب کوتاہی بیت کے رکھا ہو
 کہ عرب میں بیشتر اسکو مشطور مستعمل کرتے ہیں اور رمل بمعنی شتاب رفتن ہے
 یہ نام بسبب روانی وزن کے رکھا ہے ہم و سرج رابیب سرعت اطلاق ہوتا ہے
 وزنش این نام نہادہ اند و قریب رابیب قرب اور مضارع و ناقہ منسرح تیز و باشد
 و المنسرح الرجل آن باشد کہ بر پشت افتد و پایا از ہم باز تند و منسرح را این نام
 بسبب روانی نہادہ اند یا بسبب آنکہ دور کن او کہ بر وزن مستفعلن است از یکد یکد بر کن
 مفعولات جدا شدہ اندت اور سرج کا نام بسبب سرعت اطلاق کو او سکو کتاب
 وزن پر سرج رکھا ہے اور قریب کا نام قریب رکھا ہے کہ اسکو قرب مضارع سے ہے
 اسواسطے کہ وزن مضارع کا مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن ہے اور وزن قریب کا
 مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن ہے اور ناقہ تیز و کو منسرح کہتے ہیں و المنسرح الرجل
 یعنی پشت سے دراز ہوا اور دونوں پاؤں یکدگر سے جدا کیے پس منسرح کا نام منسرح
 بسبب روانی کے رکھا یا اس سبب سے کہ دور کن او سکے مستفعلن یکدگر سے بر کن
 مفعولات جدا ہوئے ہیں ہم و خفیف رابیب خفت وزن خفیف نام کردہ اند و مضارع
 راز جمت مشابہت اور ہرج و اقتضاب بریدن است و اقتضاب سخن و شعر گفتن
 آن باشد بر سبیل ارتجال و بعضی گویند سحر مقتضب ازان جمت خواندہ اند کہ کوئی بعضی
 از منسرح است کہ تا بریدہ اند و بعضی گویند بآن سبب کہ وزنی مرتجل است
 اور خفیف کا بسبب خفت وزن کے خفیف نام رکھا ہے اور مضارع کو مضارع کہنا
 کہ اسکو مشابہت ہے ہرج سے اسواسطے کہ وزن مضارع مشتمل بہ مفاعیلن ہے اور

اور ہرج کے بھی رکن مفاعیلین ہیں اور اقضاب بمعنی بریدن ہے اور اقضاب شعر
 و سخن برہیل ارتجال یعنی فی البدیہہ کہنا اوسکا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مقضب کو
 مقضب اس جہت سے کہا کہ منسرح سے بریدہ ہوئی ہے اسواسطے کہ رکن مقضب کے
 مفعولات مستفعلن مستفعلن ہیں اور وزن منسرح کا مستفعلن مفعولات مستفعلن ہے اور
 بعضے کہتے ہیں اس سبب سے کہ وزن مرتجل ہے یعنی روان اور فی البدیہہ ہم و
 مجتث ازہن برکنہہ باشد و گویند بآن سبب گفتہ اند کہ گویا این بحر را از خفیف باز
 برکنہہ اند و مرا تصور چنان است کہ مقضب مجتث را باین نامہما از ان جہت خوانندہ اند
 کہ عرب بحر مجز و مستعمل نداشتہ اند گویا بعضے از اصل مجز و را باز بریدہ اند یا آنرا ازین
 برکنہہ اندت اور مجتث بمعنی ازہن برکنہہ ہے اور کہتے ہیں یہ بحر خفیف سے
 برکنہہ ہوئی ہے یعنی نکالی گئی ہے اسواسطے کہ خفیف میں س قفح لن در میان دو
 فاعلان کے ہے اور مجتث میں مقدم و دونوں پر اور مجکو تصور ایسا ہے کہ مقضب
 اور مجتث کے اس جہت سے نام رکھے ہیں کہ عرب انکو سوا مجز و کے نہیں کہتے
 پس گویا اصل سے مجز و کو بریدہ کیا ہے ہم و متقارب را از جہت تقارب اجزا و کوتاہی
 ارکان متقارب گفتہ اند و غریب را از جہت قلت استعمال و رکض الخیل را ندن آپ ہا
 بیانی کہ برہیلوی او بجنبا مند و این بحر را باین سبب باین نام خوانندہ اند کہ روانی او
 بہ تکلف است و بحر را از جہت اشتغال او بر اوزان بسیار بحر خوانندہ اند چہ معنی بحر مقضا
 وسعت و تعمق کندت اور متقارب کو جہت تقارب اجزا اور کوتاہی ارکان متقارب
 کہا ہے اور غریب کو جہت قلت استعمال غریب کہا ہے اور رکض الخیل را ندن آپ ہا
 ہوس قدم سے کہ اوسکے پہلو پر ملائین یعنی مضمار را میں اور اس بحر کا اسم اعظم یہ نام رکھا ہے
 کہ روانی اوسکی بہ تکلف ہے اور بحر کو اس جہت سے بحر کہا ہے کہ مشتمل ہے اوزان
 بسیار سے اور معنی بحر کے مقضی وسعت و تعمق ہیں ہم و بہرامی و غیر اوزار و عروضیان
 گفتہ اند عروض چونی باشد کہ در میان خیمہ باشد و ضرب و انہما می خیمہ باشد و من باین
 تفسیر و کتب لغت نیافتہ ام و چنان چہ در علم عروض را باین سبب باین نام گفتہ اند

کہ معارض ضرب بست یعنی مقابل او یا ازاجہت کہ عروض راہ و سمت راہ باشد و ضرب را
ازان جہت ^{مقابل} باین اسم خوانندہ اند کہ اوزان سبب ضرب بہا مختلف شود چہ ضرب و صنف
یکی باشد **ت** اور بہر اسی وغیرہ عروضیوں نے کہا ہے کہ عروض چوب در میان خمیہ
اور ضرب و اسن خمیہ کے ہین اور مینے یہ تفسیر کتب لغت میں نہیں پائی اور ایسا
جانتا ہوں کہ عروض کو اس سبب سے عروض کہا ہے کہ معارض اور مقابل ضرب
کے ہے کہ دونوں آخر صرغ میں پڑتے ہین یا اس جہت سے کہ عروض بمعنی راہ اور
سمت راہ ہے اور ضرب کو اس جہت سے ضرب کہا ہے کہ اوزان او کو مختلف ہوتے
کسو اسے کہ ضرب اور صنف ایک ہی دونوں بمعنی قسم ہم و این علم را باین سبب
عروض خوانند کہ مشتمل است بر معارضہ کردن شعر با اصول و ارکان اوت اور اس
علم کا نام اس جہت سے عروض رکھا کہ مشتمل ہے معارضہ اور مقابلہ شعر پر ساتھ اصول
اور ارکان کے اور اس جہت سے کہ معروض علیہ شعر ہے یا اس جہت سے کہ عروض
نام مکہ معظمہ کا ہے اور خلیل ابن احمد کہ مغلطہ میں باین علم لہم ہو الہذا می نام اس
علم کا رکھا یا اس جہت سے کہ عروض بمعنی راہ و شوار گذار ہے کوہ میں اور اس علم سے
بھی بد شواری راہ اوزان کی معلوم ہوتی ہے اور ایسے وجوہ کتب عروض میں بہت
کھے ہین ہم و مجزورا بمعنی جزوی پیگندہ باشد و مشطوری یعنی نصفی پیگندہ و
منہوک از لاغری بگداختہ **ت** اور مجزوکا نام مجزؤ ہوا سے رکھا کہ مجزؤ او سکو کہتو ہین
جبکہ ایک جزؤ گر گیا ہو اور مشطور کا نام اس واسطے مشطور رکھا کہ مشطور او سکو کہتو ہین
جسہین نصف گر گیا ہو اور نصف باقی رہا ہو اور منہوک کو منہوک اس واسطے کہتو ہین
کہ منہوک بمعنی از لاغری بگداختہ ہے یعنی ثلث بیت ہم اما القاب تغیرات خصین
فرا شکستن جامہ باشد و بد و ختن موضع شکستہ کا کوتاہ شود و مخبون را ازینجا گرفتہ اند
و طی در نو بدن بود و قبض فراہم گرفت و کف بازداشتن **ت** و اما القاب تغیرات
خصین فرا شکستن جامہ ہے اور سینا موضع شکستہ کا کوتاہ ہو جائے و کوفی از
اور مخبون کو سین سے لیا ہے اور طے پٹہ اور قبض فراہم کر لینا اور گرنگی او کف

باز رکھنا اور باز رہنا کذا فی المنتخب ہم واضرار باریک میان و سبک کردن چار پایان
 و عصب پی سخت باشد و تعصیب باریک میان کردن از گرسنگی و معصوب از اینجا
 گرفته اندت اور اضرار باریک میان اور سبک کرنا چار پایوں کا اور منتخب میں معنی
 در دل داشتن بھی ہے اور عصب بمعنی پی سخت اور تعصیب باریک میان کرنا گرسنگی کو
 اور معصوب میں سے لیا ہے ح قول معصوب از اینجا گرفته اند بل معصوب بمعنی
 بسیار گرسنه است کما فی القاموس المعصوب النجائع جداً و ممکن است کہ از عصب بمعنی
 پیچیدن باشد تم کلامہ معلوم ہو کہ تعصیب کو بمعنی باریکی میان گرسنگی سے اور لفظ معصوب
 اوس سے محقق علیہ الرحمہ نے خود لکھا ہے اور عصب جیسا بمعنی پیچیدن ہو معنی داغ
 کردن و استوار بستن و فراہم کردن شاخہا سے درخت و ریختن بر گھما می درخت
 بضر بچوب و غیرہ و سخت بستن را نہای شتر مادہ وقت و دشیدن شیر و خشک
 شدن آب در وہان و غیرہ بھی ہیں کذا فی المنتخب ہم و موقوف از وقف گرفته اند
 و کشوف را از کشف کہ چون حرفی از آخر بیگنند مانند آنست کہ برہنہ شدہ باشد
 اور موقوف کو وقف سے لیا ہے اور وقف بمعنی ایستادن و واداشتن ہو منتخب ہو
 اور کشوف کو کشف سے لیا ہے کہ جب ایک حرف آخر سے گرا میں مانند برہنہ ہو نیکیا
 ح قولہ برہنہ شدہ باشد ظاہر الین کلام دلالت برین معنی دارد کہ این لفظ بشین معنی
 لیکن علامہ مخشری در کشف و غلط و فیروز آبادی و قاموس و سکاکی در مفتاح آورده اند
 کہ صحیح بسین مہملہ ست و بشین معنی تعصیب ست تم کلامہ ظاہر ہے کہ یہ دو لغت ہیں
 ایک کشف بشین معنی برہنہ کردن اور دوسرا کشف بسین مہملہ بمعنی بریدن و پارہ پارہ
 کردن جامہ انداز و ضیون میں کہینے کشوف بشین معنی اور کسی نے کشوف بسین
 مہملہ لکھا ہے کہ دو وزن مناسب مقام ہیں اور دو وزن لغت منتخب سے ہم و مقصور
 کوتاہ کردہ شدہ و مقطوع بریدہ اندام و محذوف بعضے از وی بیگنندہ و اخذ و ابتر
 و دنبال بریدہ ست مقصور کوتاہ کیا گیا مقطوع بریدہ اندام جسکا بدن ٹکڑے ٹکڑے
 ہو او محذوف یعنی گرا ہوا یعنی جس کو کوئی جزو گر گیا ہو و اخذ و ابتر دنبال بریدہ جسکو

دم کٹا کتے ہیں ح قولہ ونبال بریدہ ظاہر از کلام مصنف علامت است کہ اخذ و اتر ہر دو
 معنی مذکور وارد حال آنکہ معنی اخذ فی الجملہ مخالفت از معنی مذکور وارد چہ اخذ بمعنی خفیف و لذت
 جوہری گوید بجبر اخذ و ناقص خدا ہی الہی خف ریش و ذہنہا یعنی آنکہ موی و مٹش کمتر باشد
 تم کلام معلوم ہو کہ حد بالفتح و التثنیہ الذال یعنی از ہم بریدن منتخب سے اور خذ و خذ
 کوتاہی و سبکی دم شتر و جزآن یہ ہے منتخب سے اور نیز بختین بریدہ دم شدن یہ ہے
 منتخب سے قتال ہم و اصل ہم و دو گوش برکنده و شعث پر گندہ کردہ یا فرو گذاشته است
 اصلم جسکے دو نون کان او کھٹا لیے ہوں اور شعث پریشان کیا ہوا اور لٹکا یا ہوا ہم
 و اصلم رخنہ شدہ و اخرم دیوار بینی بریدہ و سنج تمام و دراز کردہ و ذال و امن و دراز کردہ
 یا فرو گذاشته و مفل بزرگ کردہ و دامن کشا و کردہ و مشکول چار پا دست و پاستہ
 مشکال و مجبول عقل یا اعضا تباہ شدہ و معقول شتر زانوبستہ بمقال و منقوص ناقص کردہ
 و مقطوف خراشیدہ و یا میوہ از درخت چیدہ و موقوف گردن شکستہ و مخزول بریدہ
 و اثرم و دندان میفتادہ و شتر بلکہ چشم باز گردیدہ و اخر بگوش شکافتہ و غضب گویند
 کہ سرون اندرونی او شکستہ باشد و نیز گو سفندی را گویند کہ یک سرون او شکستہ باشد
 و اقصم گو سفندی را گویند کہ سرون بیرونی او کہ محکم باشد شکستہ باشد و فردی را نیز گویند
 کہ دندان پیشین او از نیمہ شکستہ باشد و اجم آن گو سفندی کہ سرون ندارد و اقص
 سرون برہم یا برگوش پیچیدہ و اخرم رسن و دینی کردہ است اور اٹلم سوراخدار اور اخرم
 لٹکا اور سنج بڑا یا ہوا اور ذال و امن و دراز یا لٹکا ہوا اور مفل بزرگ کیا ہوا یا دامن
 کشا و کیا ہوا اور مشکول چار پایہ ہاتھ پاؤں بندہ ہوا رسن سے مجبول جسکی عقل یا
 اعضا تباہ ہوئے ہوں اور معقول وہ شتر کہ جسکی زانو بند ہے ہوئے ہوں رسن سے
 اور منقوص ناقص کیا ہوا اور مقطوف خراش کیا ہوا یا میوہ درخت سے چٹا ہوا اور
 موقوف جسکی گردن ٹوٹی ہوئی ہو مخزول بریدہ اور اثرم و انت گرا ہوا یعنی جسکے دانت
 گر گئے ہوں اور شتر بلکہ چشم گھٹا ہوا یعنی جسکی ملکین گھلی ہوئی ہوں اور اخر بگوش
 اور غضب وہ گو سفند جسکی شاخ اندر سے پھٹی ہوئی ہو اور وہ گو سفند جسکی اکب شاخ

شکستہ ہو اور اقسام وہ گو سفند کہ شلخ بیرون اوسکی جو محکم ہو اور ٹوٹ گئی ہو اور اوس
 مرد جو کبھی کہتے ہیں جسکے دندان پیشین ٹوٹ گئے ہوں اور اجم وہ گو سفند جو شلخ
 نہ رکھتی ہو اور نقص شلخ لپٹی ہوئی یا شلخ کان پر لپٹی ہوئی اور اخرم وہ جانور کہ کبھی
 ناک میں رشی ڈالی ہو ہم غلیل بیشتر ازین القاب بلاخطہ احوال تغیرات نہادہ است
 کہ لقب ہر علت کہ خاص با و ایل مصر عماست از علتہما سے مقدم چار پای گرفتہ و آنچه
 خاص با و اخرست از علتہما ہی موخر و آنچه عامست از آنچه خاص بموضع نباشد است
 اور غلیل نے بیشتر یہ القاب بلاخطہ احوال تغیرات رکھے ہیں کہ لقب اوس علت کا
 جو خاص با و ایل مصر اربع ہے علت ہای مقدم بدن چار پایہ سے لیا ہے اور لقب
 اوس علت کا جو خاص با و اخر مصر اربع ہے موخر بدن چار پایہ سے لیا ہے اور لقب
 اوس علت کا جو عام ہے اوس سے لیا ہے جو کسی موضع میں خاص نہیں ہے ہم
 و همچنین اعرج ننگ و مدروس کہند و ناپید و ملوس ناپدید و سترہ و ازل ناقص سرین
 یقال ذلک الدار ہم قول زکوا کسی نقصت فی الوزن و الازل الخفیف الوریث
 اور اسطرح اعرج یعنی ننگ ہے اور مدروس یعنی کہندہ اور ناپید اور ملوس یعنی ناپدید
 اور سترہ اور ازل ناقص سرین جسکے سرین ناقص ہوں کہا جاتا ہے کہ ناقص ہوئی
 ورم وزن میں حق ناقص ہوئے کا ای نقصان آیا وزن میں اور ازل خفیف الوریث کو
 کہتے ہیں و رکیں و وزن سرین ہم و محبوب بریدہ و حضی کردہ باشند و محبوب
 کٹا ہوا اور حضی کیا ہوا ہے ہم و همچنین معاقبہ بر عقب یکدیگر آمدن باشد و مراقبہ یکدیگر را
 نگاہ داشتن و رقیب و ہر منزلی از منازل قمر منزلی باشد کہ چون از ہر دو یکی طلوع کند
 دیگر غروب کند و الداعلمت اور اسطرح معاقبہ پیچھے ایک دوسرے کے آنا اور
 مراقبہ ایک دوسرے کو نگاہ رکھنا اور رقیب ایک منزل سے منازل قمر سے کہ وہ طلوع
 کرنا ہے ایک طرف مقابل میں اوسکے دوسرے منزل میں غروب کرنا ہے دوسری
 طرف یعنی مشرق اور مغرب و الداعلم فصل و ہم در بیان فائدہ و منفعت علم عروض
 بیان اینمندی ہر چند بعد کتاب الفہرست ترا باشد اما چون فہرست بر ہندی و شوار تو اندو بود

تاخیر شش مصلحت نمود و ازین جهت در تناسب حلقے نیفتد چه فائدہ ہر چیز کے کہ بوجہی
 غرض و غایت آن چیز است چنانکہ اول فکر باشد آخر عمل نیز باشد فصل سومین
 بیان فائدہ علم عروض میں بیان اسکا ہر چند صدر کتاب میں لائق تر تھا لیکن جو فہم
 مبتدی پر دشوار ہوتا ہے تاخیر اسکی مصلحت معلوم ہوئی اور تناسب میں کچھ خلل نہیں ہے
 اس واسطے کہ فائدہ ایک شے کا کہ غایت اس شے کا ہے جیسا کہ اول فکر میں ہوتا ہے
 باعتبار تصور کے آخر کا بھی ہوتا ہے باعتبار وجود خارجی کے پس اگر آخر کتاب میں بیان
 خالی مناسبت سے نہیں ہے ہم و منکرین فائدہ این علم گویند ادراک وزن بذوق تو اندوڑ
 و صاحب ذوق از عروض مستغنی باشد و عادتش را بوسیلہ عروض از شعر حظ تا حدی بود
 پس عروض را فائدہ زیادت نباشد اور منکر فائدہ علم عروض کے کہتے ہیں کہ ادراک
 وزن کا متعلق بذوق ہے اور صاحب ذوق علم عروض سے مستغنی ہے اور اسکو عادم
 اور فاقد کو اپنی نادانقت ذوق کو بوسیلہ عروض شعر سے حظ یعنی مزہ ایک حد تک ہوتا ہے
 یعنی قلیل ہوتا ہے پس عروض سے زیادہ فائدہ نہیں ہے ہم و بدراک کہ اکثر این مقدمات
 بامسئمت و وجہش از انچه درین فصل گفتہ شود روشن گردد گوئیم کہ فائدہ این علم از
 چہار وجہ است اور معلوم کرنا کہ اکثر یہ مقدمے یعنی اقوال منکرین بامسئمت ہیں اور
 وجہ اسکی جو اس فصل میں لکھی جاوے گی ظاہر ہوگی کہتے ہیں ہم کہ فائدہ اس علم کا چار
 وجہوں سے ہے ہم اول آنکہ احاطہ بہہ اوزان و احصای آن وجہ مناسبت و مخالفت
 اوزان با یکدیگر و تصرفات پسندیدہ و ناپسندیدہ در آنکہ علم مشتمل بران است از ذوق
 حاصل نہ تواند شد و از صنعت حاصل آید و مثال این چنان بود کہ بجائے ذوق اور
 شیرینی ممکن باشد اما معرفت آنکہ انواع شیرینی ہا چند باشند و ترکیب آن چگونه گفتند
 و صلاح و فساد ہر یک از چہ باشد بجائے ذوق ممکن نگرودت اول وہ کہ احاطہ
 سب وزنوں کا اور حصر اور شمار اور ہنگام اور ہمین مناسبت اور مخالفت اوزان کی با
 یکدیگر اور تصرفات پسندیدہ اور ناپسندیدہ کہ یہ علم مشتمل ہے اسبہ ذوق سے حاصل
 نہیں ہو سکتا اور صنعت یعنی وزن عروض سے حاصل ہو سکتا ہے

کہ حس ذوق سے دریافت کرنا شیرینی کا ممکن ہے مگر معرفت انواع شیرینی کی اور اوسکی ترکیب کی اور اوسکی صلاح اور فساد کی حس ذوق سے ممکن نہیں ہم دوم آنکہ شعرابی کہ بروزن غیر متداول باشد و مناسب آن از بداهت نظر دور صاحب ذوق از دراک وزن آن عاجز شود تا بمعرفت ^{مستعمل} هنر و عیب آن چہ رسد و صاحب صناعت را در حال بران وقوف افتد و چہ دوسری یہ ہے کہ وہ شعر کہ بروزن غیر متداول اور نامستعمل ہیں اور تناسب او کا بداهت نظر سے دور ہے صاحب ذوق اسکے وزن کے اور ایک سے عاجز ہوتا ہے عیب و ہنر کے جاننے کا ذکر کیا اور صاحب صناعت فی الفور اوس سے واقف ہو جاتا ہے ہم سوم آنکہ تمیز میان اوزان متقارب اکثر احوال پر اصحاب ذوق متبیس باشد اگر اور ایک کند از بیان آن عاجز باشد و بر عرضی یقین بود مثال اوزان متقارب از فارسی این بیت است بیت عاقل از عیش تلخ حازم گردود باشد امین ہر آنکہ عاقل گردود اگر لام عاقل را تحریک نکنند و ہمزہ اظہار کنند وزن ترانہ باشد از ہرج و اگر تحریک کنند یا اظہار ہمزہ منسرح باشد و اگر ہمزہ در لفظ نیارند خفیف باشد و ہمیں قیاس در مصرع دوم است و چہ تیسری یہ ہے کہ تمیز اوزان متقارب کی یعنی جو بحرین کہ قریب اونسکے وزن ہیں اکثر صاحب ذوق پر متبیس ہوتی ہے اور اگر دریافت کرتا ہے اونسکے بیان سے عاجز ہوتا ہے اور عرضی کے نزدیک پسہ مشکل نہیں ہے مثال اوزان متقارب کی فارسی میں جو مرثیہ متن ہے اوس میں حازم بمعنی ہوشیار ہے مخرم سے پس اگر لام عاقل کو تحریک نہ کریں اور ہمزہ کو اظہار نہ کریں وزن ترانے کا ہو ہرج سے یعنی بروزن مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع اور اگر لام عاقل کو تحریک کریں ساتھ اظہار ہمزہ نہ منسرح ہو یعنی بروزن مفتعلن فاعلات مفعولن فاع اور اگر ہمزہ کو تحفظ میں نہ لائیں خفیف ہو یعنی بروزن فاعلاتن مفاعیلن مفعولن اور یہی صورت ہے مصرع دوم کی ہم و مثال دیگر از فارسی این بیت مشہور قد کاؤ تلبنی ان یزل بہجہ کو قافہ من کان اظلوب باقرہ مصرع اول محتمل است کم از طویل باشد و اظلم بود و محتمل است کہ اظالم باشد و چون مصرع دوم آید اگر قافہ خفیف گویند معلوم شود کہ کامل است و اگر مشدود گویند

معلوم شود کہ طویل است اور مثال دوسری تازی مین یہ ہے جیسا کہ شعر قومہ تن
 معنی اوسکے یہ مین تحقیق کہ حبوت لغزش کی میرے دل نے بسبب اوسکے جادو کے
 پس نگاہ رکھا اوسکو اوسنے کہ قلوب سب کے اوسکے حکم مین مین یعنی خدا ایتھالے نے
 مصرع اول محتمل ہے طویل سے ہو اور اٹلم ہو یعنی بروزن فعلن مفاعیلن فحول مفاعیلن اور
 محتمل ہے کہ کامل سے ہو یعنی بروزن مستفعلن مستفعلن مفاعیلن اور جب مصرع دوم پر آئیں
 اگر وقاہ کو مخفف بدون تشدید کہیں معلوم ہو کہ کامل ہے بروزن مفاعیلن مستفعلن مفاعیلن
 اور اگر مشد کہیں معلوم ہو کہ طویل ہے بروزن فحولن مفاعیلن فحول مفاعیلن ہم دیکھی از
 افاضل عالم کہ در علوم متبحر بود در اثنای بیان سکہ چند عروض خواستہ است کہ این بیت پر
 نقطہ کند شہر سن دایمی یومنا و یوم نبی التیمہ اذا التفت ضیئہ یقذہ کہ گفتہ است
 از منجست و اصل شرح مفعولن فاعلاتن مستفعلن مدس و اور مفاعیلن کہ از مستفعلن پنجون شدہ خرم کردہ
 فاعیلن شد و این ناجائز و رکن اول کہ مستفعلن بود پنجون مفاعیلن شدہ و ازین فاعیلن بودہ کہ اینجا
 اسقاطیم روا نمود چہ خرم دروند بودہ این ہم جزوی از سببست و فاعیلن ہیچوہ از فروع
 مستفعلن نتواند بود اگر اول بیت فمن رای بودی چنان بودی کہ او گفت ایا چون برین وجہ است
 از بحر خفیف از وزن دوم است و آن فاضل بزرگتر از ان است کہ امثال انضی برو پوشیدہ ماند
 الا انک اعتمد بر ذوق کردہ در صناعت ہماری تمام نہ آشتہ سوی چنین کردہ است اور ایک
 شخص نے افاضل عالم کے علوم میں متبحر تھا اثنای بیان مسائل عروض میں چاہا کہ این بیت کی تطبیق کر
 جو قومہ تن معنی اوسکی یہ مین کس فرد کیا ہر روز جنگ میرا اور نبی نیم کا حبوت کہ گرمی اوسن کی
 پیش آئی اوسکو اور کہا کہ منشرح سے ہے بروزن فاعیلن فاعلاتن مستفعلن مفعولن فاعلاتن
 مستفعلن اور رکن اول کہ مستفعلن تھا پنجون مفاعیلن ہوا اور بخرم فاعیلن اور اس سے
 فاعیلن تھا کہ اس جگہ اسقاطیم مفاعیلن روا نہیں ہے اسوا سیکے کہ حزم و تدبیر آتا کہ
 اور یہ ہم ایک جزو سبب ہے اور فاعیلن کسی وجہ سے فروع مستفعلن ہے نہیں ہو
 اگر اول بیت فمن رای بروزن مفاعیلن ہوتا اوسکا کہست ٹھیک ہوتا اسوا سیکے کہ
 ضمن اس جگہ البتہ جائز ہے لیکن جو اس وجہ پر ہے کہ اول بیت سن رای بروزن فاعیلن

بمحر خفیف سے وزن دوم ہے یعنی بروزن فاعلاتن مفاعیلن فعلاتن فاعلاتن مفاعیلن
 فاعلاتن کسوا سطلے کہ وزن دوم خفیف میں عروض سالم اور ضرب محذوف ہے اور ضرب
 اس میں سب جگہ جائز ہے ح یعنی فاعلاتن مفاعیلن فعلاتن فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن
 تم کلامہ قائل اور وہ فاصل بزرگتر اس سے ہے کہ ایسے معنی او سپر پو شیدہ ہیں
 مگر یہ کہ اعتماد ذوق پر کیا اور صناعت یعنی فن عروض میں مہارت تمام نہ رکھتا تھا سہو الیسا کیا
 ہم و من کی ازاد بارادیم کہ قصیدہ دراز بر اول وزن طویل گفتہ بود و یک بیت در میانہ
 بروزن سوم افتادہ خواستم کہ اورا وقوف دہم چون در صناعت بصیرت نہ داشت اورا کہ
 نیکو و تابعدار ہدی کہ بذوق اورا کہ کرد اصلاح آن بیت بگردان این سبب
 شمل خیرانی فاعلی جبرک ان و بان رقادنی لا یخرج اذ بانوہ منی تلحقی اما منازل
 الہما قصیرتی و اما متولی فغان و بعد از ان باضمان کردت اور میں نے ایک
 شخص کو ادیبوں سے دیکھا کہ قصیدہ دراز وزن اول طویل میں کہتا تھا عروض مقبوض
 یعنی مفاعیلن اور ضرب سالم یعنی مفاعیلن اور ایک در میان کی بیت وزن سوم طویل میں
 واقع ہوئی تھی عروض مقبوض اور ضرب محذوف یعنی فاعلاتن چاہا میں نے کہ اس کو آگاہ کروں
 جو صناعت میں بصیرت نہ رکھتا تھا اورا کہ نہ کرنا تھا بہان تاک کہ بعد ایک مدت کے کہ
 بسبب ذوق کے دریافت کیا اس بیت کی اصلاح کی بین میں مرقومہ میں ہیں معنی اورا کہ
 یہ ہیں کہ محل باندا میری ہمایوں نے پس نہیں ہیں ہمایے میرے اور دور ہوا
 خواب میرا کہ رجوع نہیں کرتا ہے جو وقت سے جدا ہوئے ہیں ہمای کب ملاقات کروں گا
 میں اور کی لیکن منازل اور کی اہل کے بصری میں ہیں و اما منزل میری پس غمان
 مصرع اول بروزن فعول مفاعیلن فعول مفاعیلن ہے مصرع ثانی بروزن فعول
 مفاعیلن فعول مفاعیلن ہے مصرع ثالث بروزن فعولن مفاعیلن فعول مفاعیلن ہے
 مصرع رابع بروزن فعولن مفاعیلن فعول فعولن ہے بعد اس کے بجائے فغان فاضان
 بنایا تا مصرعہ مصرع اخیر کی مفاعیلن ہوئی شبہ ہو کہ عروض میں قبض لازم ہے اور
 بہان عروض بیت اول میں سالم اسو سطلے کہ لازم قبض کا بیت غیر مصرع میں ہے

وزن سوم
 عروض مقبوض
 سبب

اور صریح میں عروض تابع ضرب ہوتا ہے ہم چارم آنکہ عادم ذوق را طریق تحصیل تمیز
 میان نظم و شعر عروض نبود و این فائدہ تمام است بآنکہ اعتقاد من آنست کہ اگر کسی را
 در سب و فطرت ذوق نباشد ممکن باشد کہ بلکہ عروض اورا اکتساب ذوقی حاصل شود و
 این معنی در خویش تن مشاہدہ کردہ ام این ست تمامی سخن در عروض والہد اعلم والہد ولی
 التوفیق است و جو چوتھی یہ ہے کہ ناواقف ذوق کو راہ حاصل کرنے تمیز کی میان
 نظم اور شعر کے سوا عروض کے نہیں ہے اور یہ فائدہ تمام ہے باوجودی کہ اعتقاد میرا
 یہ ہے کہ اگر کسی کو ابتداء فطرت میں ذوق نہ ہو ممکن ہے کہ بسبب ملکہ عروض اور
 ذوق حاصل ہو جائے اور ملکہ بمعنی کیفیت راستہ ہے اور یہ بات میں نے اپنی ذات میں
 مشاہدہ کی ہے یہ ہے تمامی سخن کی عروض میں والہد اعلم والہد ولی التوفیق
 مضمون دوم در علم قافیہ و آن دہ فصل است فصل اول در حد قافیہ و اقسام
 آن اسم قافیہ باشد کہ بر تہمتہ قصیدہ یا بر تمامی یک بیت از قصیدہ اطلاق کنند
 و آن بطریق توسع و مجاز باشد اسم قافیہ بمعنی قافیہ جسکا نام ہے اور سکو بھی اور آخر
 ابیات قصیدہ پر اطلاق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قصیدہ کے اور آخر میں یہ
 قافیہ ہے اور یہ کہنا بطریق توسع اور مجاز ہے اور من قبیل اطلاق جزو بے کل پر
 جیسے اطلاق کلمے کا مجموعہ اشمدان لا الہ الا اللہ اشمدان محمد رسول اللہ علیا ولی اللہ
 یا تمامی ایک بیت قصیدہ پر اطلاق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس بیت میں یہ قافیہ
 اور یہ کہنا بھی بطریق توسع اور مجاز ہے کسواسطے کہ حقیقت میں قافیہ بدون دو بیتوں
 ظاہر نہیں ہوتا اور قافیہ کو قفوسے لیا ہے بمعنی پیروی یعنی قافیہ پر و آخر بیت ہے
 یا شاعر پیروی اور سکی کرتا ہے اور بنا نظم کی او سپر ہے اور تہمتہ آخر ہر خبر غیاث سے
 ہم و باشد کہ کلمات متشابہہ را کہ در ادخرا بیات باشد توانی خوانند و آن از جہت تکرار
 کلمات باشد بر قافیہ است اور کبھی کلمات متشابہہ کو جو آخر بیت میں واقع ہوتے ہیں
 قافیہ کہتے ہیں کسواسطے کہ اول کلموں میں حرف قافیہ شامل ہوتا ہے مثل گوہر اور آخر
 کے کو نہیں را حرف روی شامل ہے پس لفظ گوہر اور آخر تمامہا اور آخر ابیات میں

قافیہ میں یہی ہے مذہب اخفش کا ہم وہ باشد کہ کج حرف را کہ اصل قافیہ باشد و آن را
حرف روی خوانند چنانکہ بعد ازین گفته شود قافیہ خوانند است او کبھی ایک حرف کو
کہ اصل قافیہ ہے اور او سکو روی کہتے ہیں جیسا کہ بعد اس کے کہا جائے گا قافیہ کتنی ہیں
یہ مذہب ابو علی قطرب اور ابو العباس کا ہے کذا فی المفتاح معلوم ہو کہ یہاں تک
باب قافیہ میں تین مذہب ہوئے ایک یہ کہ مثلاً اختر اور گوہر میں حرف رو سے
قافیہ ہے دوسرا یہ کہ مجموع لفظ اختر اور گوہر قافیہ بسبب شمول حرف رو سے کہ
ہو تیسرا یہ کہ مجموع یہ دونوں قافیہ ہیں اور آخر قصیدہ یا قصیدہ یا آخر بیت میں
بطریق توسع اور مجاز اور قسم اول یہی ہے ہم و خلیل و قومی از علمای عرب کہ نظر
و دقیق تر کردہ اند در تعریف قافیہ گفتہ اند قافیہ عبارت است از مجموع حرکات و حروف
از حرف ساکن آخر بیت باشد تا حرفی ساکن کہ برو مقدم بود با حرکتی کہ پیش از ساکن
مقدم بود مثلاً در صاحب اکا تبا مجموع دو الف و دو حرف کہ میان الیغان است و حرکت
آن دو حرف و حرکت صا و یا ہنات اور خلیل نے اور ایک قوم علمای عرب نے
نظر دقیق کی ہے کہ قافیہ عبارت ہے مجموع حرکات اور حروف سے کہ حرف
ساکن آخر بیت سے حرف ساکن تک کہ اس ساکن آخر پر مقدم ہو ساتھ اوس
حرکت کے کہ اوس ساکن اول پر مقدم ہو مثلاً صاحب اکا تبا میں دو الف ساکن
اول و آخر اور دو حرف شحر کہ جو در میان ان دو الفوں کے ہیں اور حرکتیں او کی اور
حرکت صا و کی صاحب اکا تبا میں یا حرکت کا ف کی کا تبا میں مجموع قافیہ ہے ح با حرکتی کہ
پیش از ان است آ و این کلام صریح است درین معنی کہ حرف ما قبل ساکن اول خارج
از قافیہ نزد خلیل است اما از بیان سکاکی در مفتاح و صاحب خزرجیہ چنان معلوم میشود
کہ آخر حرف نیز داخل قافیہ است چہ عبارت سکاکی این است ہی عند الخلیل من آخر حرف
فی البیت الی اول ساکن یمین مع المتحرک الذی قبل الساکن وقال الخرجی من المتحرک قبل
الساکنین الی انتہائہ کلام ظاہر ہے کہ جب حرکت داخل ہوئی وہ حرف کہ جس پر حرکت ہے
خارج نہیں ہو سکتا اس حرکت کو کہ دونوں لفظوں میں بلکہ کلام خلیل میں مراد متحرک سے حرکت

اوسکی ہے کہ حرکت بجز نہیں ہوتی ہم و اگر در آخر بیت مثل کار دو ساکن بود قافیہ مجموع آن دو ساکن و حرکت ماقبل ایشان باشد است اور اگر آخریت دو ساکن ہوں قافیہ مجموع وہ دو ساکن اور حرکت ماقبل اول دو ساکنوں کی ہے ہم بنا بر این تعریف قوافی را قسمت کردہ اند بہ پنج قسم و ہر ایک را القبی نہادہ اند برین وجہ کہ میان دو ساکن حشر خالی نبود از انکہ یا چار متحرک بود یا سہ متحرک یا دو متحرک یا یک متحرک یا بیچ متحرک نبود و بیچ قسم دیگر غیر ازین اقسام ممکن نہ باشد اول را متکاوس خوانند و دوم را مترکب و سوم را متدارک و چہارم را متواتر و پنجم را مترادف و لفظ سکوت مثل جردن و اخرا این القاب است از حرکت اس تعریف اخیرہ کے قوافی کو تقسیم کیا ہے پانچ قسموں پر اور ہر ایک کا ایک لقب مقرر کیا ہے اس طرح کہ در بیان دو ساکن آخر کے یا چار متحرک ہونگے جیسے اللہ فخر بین کہ بعد الف ساکن کے جو بعد لام کے ہے ہا اور فا و جیم اور با چاروں متحرک ہیں یا تین متحرک ہونگے جیسے الموت نزل میں کہ بعد واو ساکن کے تا اور نون اور زامی مجملہ تینوں متحرک ہیں یا دو متحرک ہونگے جیسے فیما جند غ میں کہ بعد الف ساکن کے جیم اور ذال مجملہ دونوں متحرک ہیں یا ایک متحرک ہوگا جیسے سائل اور قاتل میں در صورت سکون آخر بعد الف ساکن کے ایک متحرک ہے یا کوئی متحرک ہوگا جیسا کہ حال و قال میں بسکون آخر اول کو متکاوس کہتے ہیں اور متکاوس بمعنی ابنوہ کردن ہے منتخب سہ ہر اور دوسرے کو مترکب کہتے ہیں اور مترکب بمعنی درہم نشستن ہے منتخب سے اور تیسرے کو متدارک کہتے ہیں اور متدارک بمعنی در یا فتن ہے منتخب سے اور چوتھے کو متواتر کہتے ہیں اور متواتر بمعنی بی در پی شدن ہے غیاث سے اور پانچویں کو مترادف کہتے ہیں اور مترادف بمعنی در پس یکدیگر نشستن ہے منتخب سے اور کوئی قسم سو ارن پانچ قسموں کے اور ممکن نہیں ہے کہ سوا سطلہ تارخی میں چار متحرکوں سے زیادہ جمع نہیں ہوتے اور متحرک چہارم بطریق زحاف کے آتا ہے جیسے حکم میں اصلی نہیں ہوتا اور لفظ سکوت میں حروف آخر ان القاب کے شامل ہیں یعنی سین متکاوس کا اور با مترکب کی اور کاف متدارک کا اور رے متواتر کی اور فے مترادف کی ہم و بد انکہ درین تعریف و قسمت نظری وجہ بہت چہ بہت کہ متداول ابن

تقریف مشتمل شود بر آنچه در قافیہ معتبر باشد مثلاً درین بیت گفته اند شہر قد خیر الدین
 الالہ فخر بہ بموجب تقریف مذکور قافیہ مجموع شش حرف و پنج حرکت باشد از آخر بیت
 و نہ چنان است چہ درین موضع حرف را و حرکت ماقبل او پیش معتبر نیست و همچنین درین بیت کہ
 گفته اند شہر لا غار بالموت نزل بہ قافیہ بموجب تقریف مذکور مجموع پنج حرف و چار حرکت
 آخرین باشد و درین بیت شہر یا کینتیٰ فیہا جذع بہ مجموع چار حرف و سہ حرکت
 آخرین باشد و چنان است چہ در ہر یک یک حرف و یک حرکت پیش معتبر نیست و معلوم ہو
 کہ اس تقریف اور تقسیم بین فکر اور تامل واجب ہے اس واسطے کہ جو چیز کہ قافیہ میں معتبر
 نہیں ہے وہ بھی اس تقریف میں داخل ہوئی جاتی ہے مثلاً بیت اول میں جو مرقومہ متن ہے
 معنی اوسکے یہ ہیں تحقیق کہ کامل کیا دین کو خدا نے پس کامل ہوا اور خیر لازمی اور متعنی
 دونوں طرح پر آیا ہے پس اس بیت میں قافیہ بموجب تقریف مذکور کے مجموع چار حرف
 یعنی الف ساکن کہ بعد لام الہ کے ہے اور با اور فا اور جیم اور با اور اے ساکن جو آخرین ہو
 اور پانچ حرکتیں یعنی حرکت لام کی جو قبل الف الہ کے ہے اور حرکت با اور حرکت فا اور
 حرکت جیم اور حرکت با ہیں اور ایسا نہیں ہے یعنی یہ مجموع چار حرف اور پانچ حرکتیں
 اس جگہ قافیہ میں معتبر نہیں ہیں بلکہ اس مقام میں فقط حرف را اور حرکت ماقبل
 قافیہ میں معتبر ہے اور پس اس واسطے کہ قصیدے میں قافیہ فخر کا نظر ہو گا نہ لاہ فخر و شاہ
 فقطح یعنی از حرکت ہمزہ الہ تا حرکت با ی فخر تم کلامہ قتال اور سیطرح بیت ثانی جو
 مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہیں کہ نہیں ہے ننگ موت سے کہ موت آنے والی ہے
 پس اس بیت میں بھی قافیہ بموجب تقریف مذکور کے مجموع پانچ حرف یعنی وا اور تا اور نون
 اور ز اور لام اور چار حرکتیں یعنی حرکت میم کی جو قبل واو کے ہے اور حرکت تا اور حرکت
 نون اور حرکت ز اور نجمہ ہے اور سیطرح بیت ثالث میں جو مرقومہ متن ہے معنی اوسکو
 یہ ہیں کاشکے ہوتا میں اوس وقت میں جو ان اور معنی تفصیلی اسکے رخصت میں بیان ہوئی پس
 اس بیت میں بھی قافیہ بموجب تقریف مذکور کے مجموع چار حرف یعنی الف جو فیہا میں ہو
 اور جیم اور ذال و حیر اور عین اور تین حرکتیں یعنی حرکت با جو قبل الف فیہا کے ہے اور حرکت

جہم کی اور حرکت ذال مجہم کی اور ایسا نہیں ہے یعنی شعر ثانی میں پانچ حرف اور چار حرکتیں
 اور شعر ثالث میں چار حرف اور تین حرکتیں معتبر نہیں ہیں بلکہ دونوں شعرون میں ایک
 حرف اور ایک حرکت فقط معتبر ہے اس واسطے کہ قافیہ نزل کا اجل ہو گا نہ موت نزل
 اور فوت عجل اور قافیہ جذع کا ورع ہو گا نہ ما جذع و با ورع ہم و اما قسمت مذکور اگر
 بطریق منع خلو کنند یعنی قافیہ ازین اقسام خالی نباشد صحیح بود اما اگر بطریق منع جمع کنند
 صحیح نبود چہ اگر شعر مثلاً بر بحر بسیط محزور یا رجز باشد و رکن آخر در ہیتی مخبول و در یک بیت
 مطوی و در سوم سالم یا مخبون باشد قافیہ در یک قصیدہ ہم شکا و س و ہم متر اکب و ہم
 متدارک باشد و اگر بر بحر کامل باشد و رکن اخروی وقتی مخزول و وقتی سالم یا مضمر یا
 سو قوس قافیہ ہم متر اکب و ہم متدارک باشد و اما قسمت مذکورہ اگر بطریق منع
 خلو کریں یعنی کوئی قافیہ ان پانچ قسموں سے خالی نہ ہو گا یا نہ تقسیم صحیح ہوگی لیکن اگر
 قسمت بطریق منع جمع کریں یعنی پانچوں قسمیں ایک قصیدہ سے میں جمع نہ ہوگی تو یہ تقسیم
 صحیح نہ ہوگی اس واسطے کہ اگر شعر مثلاً ایک قصیدہ سے میں بروزن بسیط محزور ہو اور وزن بسیط
 محزور یہ ہے مستفعلن فاعلن مستفعلن یا بروزن رجز ہو اور وزن رجز یہ ہے مستفعلن مستفعلن
 مستفعلن اور رکن آخر یعنی رکن عروض و ضرب ایک بیت میں مخبول یا اجتماع ثبن و طلی یعنی
 فعلننن آورد و سری بیت میں مطوی یعنی مفتعلن اور تیسری بیت میں سالم یعنی مستفعلن
 یا مخبون یعنی مفاعلن ہو قافیہ ایک قصیدہ سے میں ہم شکا و س ہو گا بروزن فعلنننن
 قبیل ساکن و ہم متر اکب بروزن مفتعلن و ہم متدارک بروزن مستفعلن خواہ مفاعلن اور اگر
 شعر مثلاً ایک قصیدہ سے میں بروزن بحر کامل ہو گا اور وزن بحر کامل کا یہ ہے مفاعلن
 مفاعلن اور رکن آخر بیت کا کبھی مخزول یعنی مفتعلن اور کبھی سالم یعنی مفاعلن یا مضمر
 یعنی مستفعلن یا موقوف یعنی مفاعلن قافیہ ہم متر اکب ہو گا بروزن مفتعلن و ہم متدارک
 ہو گا بروزن مفاعلن خواہ مستفعلن خواہ مفاعلن ہم بعد ازین تقریر کنیم و گوئیم اگر کسی
 خواہد کہ تعریف قافیہ کند بوجہی کہ بختیق نزدیک تر بود برین وجہ باید گفت کہ قافیہ عبارت است
 از مجموعی کہ مولف باشد از حسنی یا حروفی کہ واجب باشد کہ در کلمات متشابه کہ در ادھر

ابیات یا مصرعہا بود مکرر یا در حکم مکرر باشد بحسب اصطلاح و از حرفی کہ بمشابت حشو افتد میان آن حروف و از حرکاتی کہ تعلق بآن حرف یا بان حروف داشته باشد بعد اسکے تقریر کرین ہم اور کہیں ہم کہ اگر کوئی چاہے کہ تعریف قافیہ کی کرے اس طرح کہ تحقیق سے نزدیکتر ہو یوں کہنا چاہیے کہ قافیہ عبارت ہے اوس مجموع سے جو مولف ہو ایک حرف سے مثل روی کے جیسے لفظ قمرین حرف رہا کہ اس میں حرف رابع حرکت قبل قافیہ ہے یا مولف ہو حروف سے اور مراد حروف سے تاسیس اور ردیف اور روی اور اور وصل اور خروج ہے کہ واجب ہو یہ بات کہ کلمات متشابه میں جو اواخر ابیات واقع ہوں یا اواخر مصاریع واقع ہوں کر آئین یا حکما کر آئین بحسب اصطلاح قید و آخر ابیات کی اسلئے ہے تا تصدیق اور غزلین اور قطعے سوا مطلقہ کے شامل ہو جائیں اور قید و اواخر مصاریع کی اسلئے ہے تا مطلع اور ثنویان اور رباعیان شامل ہو جائیں اور قید حکم تکرار کی اسلئے ہے تا فوافی مستزاد اور فردین شامل ہو جائیں کہ مستزاد حکم مصرع میں ہے اور فرد جب اوس سے دوسری بیت مل جائے گی تکرار قافیہ ہو جائے گی اور مولف ہو اوس حرف سے جو بمنزلہ حشو واقع ہوتا ہے ان حرفوں میں مثل فصل کے جیسے میم اور قاف ہے کامل اور عاقل میں اور مولف ہو حرکات سے جو تعلق اوس حرف روی سے یا اون حرفوں سے یعنی تاسیس اور ردیف اور ذیل اور روی اور وصل اور خروج سے رکھتے ہوں ہم و فہم یعنی این تعریف بعد از معرفت حروف و حرکات قافیہ صورت می بندد چہ معرفت مرکب کل بی معرفت اجزای او میسر نشود و تحقیق فرق در میان نزد عرب و مذہب عجم و قافیہ ہم بعد از ان ممکن باشد و چون سبقت در علوم شعر عرب راست ابتدا بہ بیان مذہب عرب کنیم درین فن والدہ اعلم است اور سمجھنا اس تعریف کا بعد سمجھنے حروف و حرکات قافیہ کی ممکن ہے اس واسطے کہ فہم مرکب کا بدون فہم اجزاء کے میسر نہیں ہوتا اور فرق مذہب عرب و عجم بھی بعد اسکے معلوم ہو سکتا ہو اور جو سبقت شعریں عرب کو ہے لہذا بیان مذہب عرب سے ابتدا کرتے ہیں ہم والدہ اعلم **فصل دوم در بیان حروف و حرکات** کہ اجزای قافیہ باشد بر مذہب عرب حروف قافیہ نزدیک جمہور شمس است

رومی و سہ حرف کہ بروی مقدم باشد و آن تاسیس و دخیل و روف ہست و دو حرف کہ از روی متاخر باشد و آن وصل و خروج باشد فصل دوسری بیان حروف و حرکات ہیں کہ اجزائی قافیہ ہیں نزدیک عرب کے حروف قافیہ کے نزدیک جمہور کے چہ ہیں اولیٰ اور تین حرف کہ رومی پر مقدم ہوتے ہیں وہ تاسیس اور دخیل اور روف اور دو حرف کہ رومی سے موخر ہوتے ہیں وہ وصل اور خروج ہے ہم اما حرف رومی حرفی است مگر کہ بنائی قافیہ برومی است و ہر قصیدہ کہ بقافیہ منسوب باشد سبتش بحرف رومی کنند مثلاً قصیدہ را کہ ضرب و سلب قافیہ باشد بائی خوانند قصیدہ را کہ حمل در حل قافیہ باشد لامی خوانند پس باد لام درین دو قافیہ رومی باشد اما رومی ایک حرف ہے کہ مکرراتا ہے اور بنا قافیہ کی اوس پر ہوتی ہے اور جو قصیدہ کہ منسوب ہوتا ہے ساتھ ایک قافیہ کی نسبت اوس قصیدے کی ساتھ حرف رومی کی کرتے ہیں مثلاً قصیدہ حبیب ضرب اور سلب قافیہ ہو اوسکو بائی کہتے ہیں اور حبیب حمل اور حمل قافیہ ہو اوسکو لامی کہتے ہیں پس ضرب و سلب میں بی رومی ہو اور حمل اور حمل میں لام رومی ہے اور ضرب یعنی زدن اور سلب یعنی ربودن اور نیست کردن اور حمل بفتح اول و سکون ثانی یعنی برداشتن اور حمل بفتح یعنی کوچ کردن چارون لغت غیاث سے اور رومی بفتح اول اور کسر و او اور تشدید یا ہے اور فارسیوں نے بتخفیف استعمال کیا ہے بمعنی سیراب اور تازہ اور نام حرف اصلی قافیہ کا ہے کہ مدار قافیہ کا اوسپر ہے و طاعت اور منتخب سے اور رسالہ عطائی میں لکھا ہے کہ رومی کو روا سے لیا ہے اور روا لغت میں وہ رسن ہے جس سے بارش شراباںد ہتے ہیں پس گو یا اس حرف سے ابیات برہم مبتہ ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ رومی لغت میں برہم تابندہ ہے پس جیسا کہ بیٹنے والا رسی کارستی کو مٹتا ہے اور اوسکے اجزا کو جمع کرتا ہے یہ حرف بھی اجزا کے ابیات کو جمع کرتا ہے کذا فی الغیاث اور رومی کو بیان میں اور حرفون پر ہمت ہم کیا اوسو اسلکہ کہ یہ حرف اصلی ہے قافیہ میں اور قافیہ محض رومی سے بدون اور حرفون ہو سکتا ہے اور اور حرفون سے قافیہ بدون رومی کے نہیں ہو سکتا ہم و حروف ہر مقدم

بروی اما تاسیس الفی باشد کہ میان آن روی حرفی متحرک بود چنانکہ الف در حامل و
جابل و اما داخل آن حرف متحرک بود کہ میان تاسیس و روی باشد مانند میم و اما حامل
و جابل و اما روف حرفی از حروف مد باشد کہ میان او و روی بیج حرف نبود مانند
در سار و ا و نار و اول در سور و اول و نور و اول و سیر و اول و نیز و اول و اول و با چون
ساکن باشند و اقبل ایشان متحرک مخالف قومی آنرا روف شمرند و قومی شمرند
اور حروف جو مقدم روی بر ہوتے ہیں ادن میں ایک تاسیس ہے اور تاسیس
الف ہے کہ در میان اوسکے اور روی کے ایک حرف متحرک ہوتا ہے جیسے الف
حامل اور جابل میں اور دوسرے داخل اور داخل ایک حرف متحرک ہے کہ در میان تاسیس
اور روی کے ہوتا ہے جیسے میم اور ہے حامل اور جابل میں تیسرے روف اور
روف ایک حرف ہے حروف مد سے کہ در میان اوسکے اور روی کے کوئی حرف
نہیں ہوتا جیسے الف سار و اول و نار و ادن اور و اول سور و اول و نور و ادن اور
یا سیر و اول و نیز و ادن اور و اول و یا جب ساکن ہوں اور اقبل اوسکے متحرک فغان
ایک قوم نے اوسکو روف شمار کیا ہے اور ایک قوم نے اوسکو روف نہیں شمار کیا ہے
جیسے قول اور قیل بالفتح پس تاسیس معنی استوار کردن و بنیاد نهادن منتخب و غیاث
وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ الف تاسیس سے بنیاد و قافیہ ہوتا ہے اور داخل جو شخص کہ
کسی کے کاروبار میں دخل رکھتا ہو غیاث سے اور وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ یہ حرف
در میان تاسیس اور روی کے داخل ہے اور روف بکسر اطل اور سکون ثانی معنی
سیرین اور معنی دبی ہم آمدن اور پس سوار نشینندہ اور حرف علت ساکن اقبل
اوسکے حرکت موافق کہ بیفاصلہ حرف ساکن قبل روی کے داخل ہوتا ہے غیاث سے
اور وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ یہ حرف ردیف روی ہے اور سار و ادن یعنی سیر کردن اور
نار و ادن یعنی نفرت کردن اور سور و اول و نور و صیغہ نامی مجہول موافق اوس لغت کے
کہ قول اور بوع کو مجہول قال اور باع کا کہتے ہیں اور سیر و اول و نور و اول و صیغہ
امر کے ہیں اور حروف مد یعنی حرف علت اقبل حرکت موافق و اقبل مضموم اور

ماقبل مفتوح اور پے ماقبل کسوز اور اگر حرکت ماقبل مخالف ہو جیسے قول اور قیل بالفتح
اسمیں اختلاف ہے اور قیل بالفتح پادشاہ افعیال مع غیاث سے ہم و حروف متاخر
از روی الٹا وصل یا یکی از حروف مد باشد کہ بعد از روی متحرک آید چنانکہ الف در حکما و حلا
و دوا و در حکوا و در حلو او یا در حلی و در حلی و یا حرف با و آن یا ساکن بود چنانکہ در حمله و حمله
باشد و یا متحرک چنانکہ در حکما و حکما و حله و حله و یا خروج یکی از حروف مد بود کہ بعد
از ہائے وصل متحرک باشد مانند الف در حکما و دوا و در حکما و دوا یا در حلی و حلی و حلی و حلی
حروف کہ مؤخر روی سے ہوتی ہیں اولین میں ایک وصل ہے اور وصل یا ایک
حرف مد سے ہوتا ہے کہ بعد روی متحرک کے آتا ہے جیسا کہ الف حکما و در حلا
میں اور دوا و حلو او و در حلو امین او یا حلی او و در حلی میں دیا وصل حرف ہا ہوتا ہے اور
وہ حرف ہا یا ساکن ہوتا ہے جیسے حکہ اور حکہ میں دیا متحرک ہوتا ہے جیسے حکما و در حکما
اور حلی میں آدو دوسرا جو مؤخر روی سے ہوتا ہے خروج ہے اور خروج ایک حرف
حروف مد سے ہوتا ہے کہ بعد ہائے وصل متحرک کے آتا ہے جیسا کہ الف حکما میں اور
دوا و حلو میں اور پے حلی میں وصل پیوند و پیوستن ضد ہجر و پیوند کردن منتخب سو اور
وجہ تشبیہ ظاہر ہے کہ یہ حرف روی سے ملا ہوا ہے اور خروج بصفتین بمعنی بیرون
رفتن اور بغی شدن غیات سے اور وجہ تشبیہ ظاہر ہے کہ بعد روی کے وصل اور بعد وصل
یہ حرف آتا ہے اور حکما و در حلا و دونون صیغہ تثنیہ اور حکوا و در حلو و دونون صیغہ جمع اور
حلی اور حلی و دونون مصدر مضاف بیامی تکملہ اور حکہ اور حکہ و دونون مصدر مضاف
بہامی ضمیر ہم و حروف او اخرا میں شش لقب درین لفظ جمع است کہ یسلف کج و وصل را
صلہ نیز خوانند کہ بعضے و خیل را از حروف قافیہ فخر مذکور است اور حرف آخر ان الفاظ
اس لفظ میں جمع ہیں یسلف کج یا روی کی اور سین تاسیس کا اور لام و خیل کا اور
فاروق کی اور پھر لام و وصل کا اور جیم خروج کا اور معنی یسلف کج کے یہ ہیں کہ گزرتا ہوں
در یا فیمشیر اور وصل کو صلی ہی کہتے ہیں اور بعضے و خیل کو حروف قافیہ سے نہیں
شمار کرتے بسبب اسکے کہ حرف غیر معین ہے ہم و بعضی حروف دیگر اثبات کنند کہ

قافیہ را باعتبار این دو حرف غالی و متعدی خوانند و در مثال غالی این بیت آورند که شعر
 وَ قَائِمٌ الْأَعْلَاقِ خَاوِيٌ الْخُحْرِ قُرْنٍ بِمِثْلِ شَبَّهِ الْأَعْلَامِ لَمَّا خُفِّقَتْ بِهِ بِرْدَاتِيْ كَهْ نَوْنٍ سَاكِنٍ
 در لفظ آورند بعد از قاف که روی است و ساکن است و باشد که تحریر کیش کنند اگر چه وزن
 آن سبب مختل شود و آن نون را حرف فلو خوانند و بعضی نون را دو حرف قافیہ
 کے اور ثابت کیے ہیں کہ قافیہ کو باعتبار اول و نون حرف نون کے غالی اور متعدی
 کہتے ہیں اور غالی کی مثال میں یہ بیت لاتے ہیں شعر جو مرقومہ متن ہے معنی اوسکے
 یہ ہیں یعنی بہت سے بیابان تاریک غالی چلنے والے سے مشتبہ علامات درخشندہ
 مہر آب قطع کیے ہیں مینے قائم سیاہ منتخب سے عمق بالفتح و بالضم و ضممتین تک چاہ اور
 کنارہ بیابان کہ دیکھنے سے دور ہو منتخب سے مخترق چلنے والا اعلام جمع علم بمعنی نشان
 اور علامت ملح روشن ہونا اور چمکانا منتخب سے خفق ہلنا سراب کا منتخب سو پس
 المخترق اور الخفق جو قافیہ واقع ہو ڈھین اس بیت میں اس میں دو روایتیں ہیں ایک وایت
 یہ ہے کہ نون ساکن تلفظ میں لاتے ہیں بعد قاف کے کہ روی ہے اور ساکن ہے
 اور دو نون کو ساکن پر شہتے ہیں مثل دو ساکن کے آخریت میں اس صورت میں وزن
 مختل نہیں ہوتا اور دوسری روایت یہ ہے کہ فقط قاف کو آخرین متحرک پر شہتے ہیں
 نون تلفظ میں نہیں لاتے اس صورت میں وزن مختل ہوتا ہے کہ واسطے کہ مصرع اول
 بروزن مفاعیلن مستفعلن مستفعلن ہے اور مصرع ثانی بروزن مفتعلن مستفعلن مستفعلن پس
 جب نون کو تلفظ میں نہ لائے اور قاف کو کسور پڑا وزن مختل ہوا مگر یہ صورت ہتھما سے
 خارج ہے صورت اول جسمین نون پڑا جاتا ہے عرض اوس سے ہے اور اوس نون کو
 حرف فلو کہتے ہیں غالی حد سے گزرنے والا منتخب سے پس غالی نون تنوینی ہے کہ
 توانی مقیدہ سے لاحق ہوتا ہے اور وہ عبارت ہے اول قافیون سے کہ حرف روی
 اون میں ساکن غیر مدہ ہو پس غالی آخرین مثل خرم کے ہے اول میں ہم و در مثال
 متعدی این بیت آورند مست لَمَّا رَأَيْتُ الدَّهْرَ حَمَّا خَطَاوُہُ حَرْفٌ صِلَتْ وَ سَاكِنٌ
 می باید و چون بر عادت بعضی از عرب متحرک کنند و ادی تو لکہ کند آنرا متعدی خوانند و ہر دور

از حساب عیوب شعر شمرند کہ تعلق بقافیہ وارد و فرق باشد میان خروج و تعدی چه آن
حرف را ایراد واجب بود و این حرف را خطا از جهت آنکہ وزن مختل میشود است اور
تعدی کی مثال مین یہ بیت لاتے ہیں جو مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہیں کہ قسوت
دیکھا میں نے کہ زمانے نے گرم کیا فساد اپنا خطل فقہین سستی اور تباہ کہنا سخن کا اور گرن
پچھیدن منتخب سے پس حرف باصلہ بھی ساکن چاہیے مگر عادت بعض عرب کی یہ ہے
کہ اوس ہی کو متحرک کرتے ہیں کہ اوس سے وا پیدا ہوتا ہے اوسکو حرف تعدی کہتے ہیں
اور دونوں کو یعنی غلو اور تعدی کو عیوب شعر سے شمار کرتے ہیں اور تعلق قافیہ سے
رکھتا ہے اور فرق ہے خروج اور تعدی مین کسواسطے کہ ایراد خروج کا واجب
ہوتا ہے کہ وہ داخل وزن ہوتا ہے اور ایراد تعدی کا خطا ہے اس جہت سے کہ
وزن مختل ہوتا ہے جیسے یہ شعر خبر مشطور بر وزن مستغفلن مستغفلن متغفلن ہے جب حرف
موصولہ متحرک اور وا پیدا ہوا وزن مختل ہو گیا مگر حرکات قافیہ و اما حرکات کہ
تعلق بقافیہ دارد ہم شش است ارس و آن حرکت ماقبل الف تاسیس بود و ب اشباع
و آن حرکت و خیل بود و ج حذو و آن حرکت ماقبل روف بود و توجہ و آن حرکت
ماقبل ہوی بود و مجری و آن حرکت روی متحرک بود و فاد و آن حرکت ہای وصل متحرک
بود و حرف اوایل این شش لقب درین لفظ جمع است کہ راحت من و قومی ریس را
اعتبار نہ کردہ اند و قومی اشباع را و در آنکہ تحت ماقبل واو یا را کہ نہ از حرف مد باشند
چون بجای روف افتد حذو خوانند یا نہ خلاف است تحت حرکتین قافیہ کی و اما
حرکتین کہ تعلق قافیہ سے رکھتی ہیں وہ بھی چہ ہیں اول رس اور وہ حرکت ماقبل
الف تاسیس کی ہے جیسے حرکت حا و در جیم کی خایل اور جابل مین اور رس بافتخ
و التشدید السین بمعنی ابتدا ایک چیز کی منتخب سے اور یہ حرکت بھی ابتدای قافیہ مین
آتی ہے دوم اشباع اور وہ حرکت و خیل کی ہے جیسے حرکت میم اور ہا کی حامل و جابل
مین اور اشباع بالکسر بمعنی پر خواندن و باصطلاح قافیہ حرکت مابعد الف تاسیس
غیاث سے سوئم حذو اور وہ حرکت ماقبل روف کی ہے جیسے حرکت سین اور نون کی

ساروا اور نو زوا میں اور خود بالفتح برابر کرنا دو چیزوں کا آپس میں اور برابر کسی چیز کے ہونا منتخب سے اور جو یہ حرکت قدم بقدم روف کی ہے لہذا عدد و نام رکھا چہارم توجیہ اور وہ حرکت ماقبل روی ساکن کی ہے جیسے حرکت فا اور شین کی فتح اور شق میں اور توجیہ روگردانی اور خوب بیان کرنا منتخب سے اور نام حرکت ماقبل روی ساکن کا کذا فی الغیث پنجم مجری اور وہ حرکت روی متحرک کی ہے جیسے حرکت لام کی حلی اور حلقہ میں ح مانند حرکت قاف و مخترقن و خفقتن تم کلامہ قائل اور مجری جامی روان شدن اور راہ مجاری جمع غیث سے ح سبب جریان تم کلامہ ششم نفاذ اور وہ حرکت ہے وصل متحرک کی ہے جیسے حرکت ہاکی حملہ اور حملی میں اور نفاذ بالفتح جاری شدن فرمان منتخب سے اور بعضوں نے اسکو بدال مہملہ پڑا ہے بمعنی تمام شدن اور جرو اوایل ان چہ القاب کے اس لفظ میں جمع ہیں کہ راحت من پس را اشارہ رس کا اور اعلیٰ اشارہ اشباع کا اور حا اشارہ خدو کا اور تا اشارہ توجیہ کا اور سیم اشارہ مجری کا اور نوں اشارہ نفاذ کا ہے اور ایک قوم نے رس کو اعتبار نہیں کیا ہے کہ وہ ہمیشہ فتح ہوتا ہے اور ایک قوم نے اشباع کو کہ اس کے نزدیک جیسے دخیل غیر معین ہے ویسی اسکی حرکت بھی غیر معین ہے اور اس بات میں خلاف ہے کہ فتح ماقبل واو اور یا کا کہ حروف در سے نہوں جب بمقام روف کے واقع ہوا و اسکو خذو کہیں یا نہ کہیں پس جو لوگ اس حرف کو حرف مد جانتے ہیں اس حرکت کو خذو کہتے ہیں اور جو لوگ حرف مد نہیں جانتے اس حرکت کو بھی خذو نہیں کہتے ہم فصل سوئم در احکام این حروف و حرکات پہنچ شعر مقفی از روی خالی نوا اند بود شاہد کہ پنج حرف باقی خالی بود و روی اگر متحرک بود قافیہ را مطلق خوانند و اگر ساکن بود مقید خوانند و جمع تبار و روف ہم ممکن نہ باشد اما خلوا از ہر دو ممکن بود آن قافیہ را کہ از ہر دو خالی بود و مجرود خوانند پس قافیہ یا مروف بود یا موسس یا مجرود فصل تیسری احکام میں ان حروف اور حرکتوں کو کوئی شعر مقفی از روی سے خالی نہیں ہو سکتا ہے کہ پانچ حروف باقی یعنی تاسیس اور دخیل اور روف اور وصل اور خروج سے خالی ہوا اور روی اگر متحرک ہو

نوشته در حقیقت کلام

پہنچ

یعنی موصولہ ہو قافیہ کو مطلق کہتے ہیں بسبب اطلاق اور روانی کے اور اگر ساکن ہو یعنی موصولہ ہو متعید کہتے ہیں کہ آگے نہ چل سکے اور جمع ہونا تاسیس کا اور روف کا ہم ممکن نہیں ہے کسوا سٹے کہ تاسیس کو فاصلہ ایک حرف کا رومی سے لازم ہے اور روف اور رومی میں کوئی حرف فاصلہ نہیں ہوتا پس اقبل رومی یا ذخیل ہوگا یا روف جمعیت ممکن نہیں مگر خالی ہونا دونوں سے یعنی تاسیس اور روف سے ممکن ہے اور اس قافیہ کو جو تاسیس اور روف سے خالی ہو مجرور کہتے ہیں یعنی تنہا ہے روف و تاسیس کے ساتھ نہیں مثل قمر کے کہ راع حرکت میم قافیہ ہے پس قافیہ یا روف ہوتا ہے یا سوسن یا مجرور ہم و بیشتر حروف کہ در یک قافیہ جمع شو پنج بود تاسیس و ذخیل و رومی وصل و خروج چنانکہ در حاملہ و امثال ان مجتمع اند و بیشتر حرکات کہ در یک قافیہ جمع شود چار بود رس و اشباع و مجرری و نفاذ کہ در ہمیں مثال جمع اند است اور زیادہ حرف کہ قافیہ میں جمع ہوتی ہیں پانچ ہیں تاسیس اور ذخیل اور رومی اور وصل اور خسرو ج جیسا کہ حاملہ میں اور اسکی امثال میں یعنی حاملہ و حاملہ میں فراہم ہیں پس حاملہ میں الف تاسیس کا اور میم و ذخیل کا اور لام رومی کا اور و وصل کی اور الف خروج کا اور زیادہ حرکتیں کہ ایک قافیہ میں فراہم ہوتی ہیں چار ہیں رس اور اشباع اور مجرری اور نفاذ کہ اسی مثال میں یعنی حاملہ میں جمع ہیں پس رس حرکت ماقبل الف تاسیس ہے اور اشباع حرکت میم و ذخیل ہے اور مجرری حرکت لام رومی متحرک ہے اور نفاذ حرکت ہی وصل متحرک ہے ہم و کثر حروف کہ در یک قافیہ افتد کثیر ہوتا آن رومی تنہا بود و کثر حرکات کجرت بود و ان توجیہ بود چنانکہ در قمر افتد مثلاً چون را رومی ساکن بود یا مجرری چنانکہ در قمر و افتد است اور کثر حروف کہ قافیہ میں ہوتے ہیں ایک حرف ہوتا ہے اور وہ روس تنہا ہے اور کثر حرکتیں کہ قافیہ میں ہوتی ہیں ایک حرکت ہے اور وہ توجیہ ہے جیسا کہ لفظ قمر میں مثلاً جب رس رومی ساکن ہو یا مجرری جیسا کہ لفظ قمر و میں پس توجیہ حرکت ماقبل رومی ساکن اور مجرری حرکت رومی متحرک ہے اور حاشیہ میں سینچ لفظ مجرر کے یہ لکھا ہے ح حرکت ماقبل رومی متحرک ہم و اعتبار مجرر کے از تاسیس

واردات و تجرید و اطلاق و تقیید ہر قصیدہ و در بشر کہ ہر یک قافیہ ہو و واجب باشد
و تاسیس چنانکہ گفتیم خبر الف نباشد و رس جز فحوت نماند بود و خیل ہر حرفی کہ
ہو و غیر حروف مد شاید و اشباع نیز اصناف حرکات تواند بود و اختلاف و خیل پسندیدہ
نبود و اختلاف اشباع ناپسندیدہ بود و در حرفت نبود و بنزدیک بیشتر اصل صناع
جز حرف مد نشاید و اختلاف روف ناپسندیدہ بود و جز یک اختلاف و آن اختلاف
ہو او یا با بشرط آنکہ از حروف مد باشند و در آن صورت لامحاله حذو مختلف باشد
بضمت و کسرت و در غیر آن صورت اختلاف خود ہم ناپسندیدہ بود و در اعتبار کرنا
تاسیس اور روف اور تجرید اور اطلاق اور تقیید کا ہر قصیدے میں اور ہر شعر میں
کہ ایک قافیہ ہو معنی مطلع ہو واجب ہے یعنی تمام قصیدے میں قافیہ ایک طرح کا چاہیے
اور تاسیس جیسا کہ کہا ہے سو الف کے نہیں ہوتا اور رس یعنی حرکت ماقبل الف
تاسیس سو الف کے ممکن نہیں کہ ماقبل الف کے ہمیشہ فتح ہوتا ہے اور ذیل جو حرف ہو
سو ا حروف مد کے سوا اور ہے اور اشباع یعنی حرکت و خیل سب حرکتیں ہوتی ہیں اور
اختلاف و خیل کا ناپسندیدہ نہیں ہے جیسے اختلاف ہم اور ہا کا ہے حامل اور جاہل
اور اختلاف اشباع کا یعنی حرکت و خیل کا ناپسندیدہ ہے جیسے اختلاف حرکت ہا کا
تجاہل اور جاہل میں اور روف سو ا حرف علت کے نہیں ہوتا یعنی الف اور و او اور یا
اور نزدیک اکثر اہل فن کے روف سو ا حروف مد کے سوا ہے یعنی حرف مد مع حرکت
موافق مثل عماد اور عمید اور عمود کے اور بعضے قول اور قبل بالفتح کو ہی روف جاہل
اور اختلاف روف کا ناپسندیدہ ہے سو ایک اختلاف کے اور وہ اختلاف ہو او یا
بشرط کہ حروف مد سے ہوں جیسے عمود اور عمید کہ قافیہ انکا عربی میں درست ہے
اور اس صورت میں لامحاله حذو یعنی حرکت ماقبل روف مختلف ہوگی ایک جگہ نصہ اور
ایک جگہ کسرہ اور سو اس صورت کے اختلاف حذو کا بھی ناپسندیدہ ہے ہم و روی
ہر حرف کہ باشد شاید الاچار حروف کہ در بازہ حالت نشاید و آن چار حروف مد است
و ا کہ حروف وصل اند و تفصیل حالتہا این است اور روی جو حرف ہو سوا اور

یعنی اگر الف اور یا او ہو تو اختلاف خود کا جائز ہے

اگر چار حرف گیارہ حالتوں میں روی نہیں ہوتی اور وہ چار حرف تین مدہ ہیں اور ایک
 کہ چاروں حرف وصل ہیں اور تفصیل گیارہ حالتوں کی یہ ہے ہم اما الف وینج حالت
 نشاید کہ روی بود الفی کہ از اشباع حرکت حادث شود چنانکہ در لفظ الضربا و آنرا الف
 اطلاق خوانند ب الفی کہ از جهت بیان حرکت در آخر کلمہ آید چنانکہ در لفظ انا و حیہما الف الفی
 بدل تنوین بود و در حال وقت چنانکہ رایت زید و الفی کہ بدل نون تاکبہ خفیفہ باشد
 چنانکہ در اضربا کہ بدل اضربین بود و الف ثنیہ چنانکہ در ضربا باشد الف الف پانچ
 حالتوں میں پنجاہیہ کہ روی ہو اول وہ الف کہ اشباع حرکت سے پیدا ہوتا ہو جیسا کہ
 لفظ الضربا میں ہے اور اسکو الف اطلاق کہتے ہیں دوم وہ الف کہ واسطے بیان
 حرکت کے آخر کلمہ میں آئے جیسا کہ لفظ انا و حیہما میں ہے آنا ضمیر مکمل ہے و حیہما اسم
 فعل معنی بیاسوم وہ الف کہ بدل تنوین کے ہوتا ہے حالت وقت میں جیسا کہ رایت زید
 یعنی دیکھا میں نے زید کو چارم وہ الف کہ بدل نون خفیفہ کے ہوتا ہے جیسا کہ اضربا بدل اضرب
 کے آنا ہے معنی ہر آئینہ بزین پنجم الف ثنیہ جیسا کہ ضربا میں ہے ہم آما یا در دو حالت
 نشاید کہ روی بود ایا نیکہ از اشباع حرکت حادث شود چنانکہ درین لفظ نحوئی و آن را
 یای اطلاق خوانند ب یای ثانیث چنانکہ در نحوئی باشد ث لیکن یا در دو حالتوں میں پنچا
 کہ روی ہو اول وہ یا کہ اشباع حرکت سے پیدا ہو جیسا کہ اس لفظ میں نحوئی اور اسکو
 یای اطلاق کہتے ہیں نحوئی بالفتح اول بر خیر اور بر سہ یا ہر جهت بر سے اور سیل کہ
 پانی او سکا صاف ہو اور نام ایک موضع کا ہے اور نام ایک عورت کا ہے کہ سگ مادہ کو
 دن بچھ کر سہ رکھتی تھی اور وہ سگ وہ رات بھر اسکی پسبانی کرتی تھی بیان تک کہ
 اس سگ مادہ نے مارے بھوک کے اپنی دم کو چاڈالا اور کھالیا اور یہ بات مثل
 ہوئی عرب کہتے ہیں فلان الجحش من کلثہ نحوئی منتخب سے دوم یای ثانیث جیسا کہ نحوئی
 میں ہے اور نحوئی صیفہ امر سوئٹ کا ہے بمعنی بر خیز ہم و اما او در دو حالت نشاید کہ روی
 بود و او ویکہ از اشباع حرکت حادث شود چنانکہ درین لفظ کہ نحوئی و آن را او اطلاق خوانند
 ب او و جمع چنانکہ در ضربا باشد ث و اما او در دو حالتوں میں پنجاہیہ کہ روی ہو اول

واو کہ مشباع حرکت سے پیدا ہو جیسا کہ اس نقطہ میں کہ فحو ملو اور او سکوا واو اطلاق کہ مبین
 حو ملو حالت رفع میں ہے اور فاکلمہ علاحدہ دوم واو جمع کا جیسا کہ ضر بو امین ہر اور ضر بو
 صیغہ جمع مذکر غائب کا ہے ہم و آنا ہر دو حالت نشا بدای سکتے چنانکہ در مالئہ و سلطانئہ
 باشد ب ہا سے تانیث خاصہ کہ ساکن ہو و چنانکہ در حمزہ و ضار بہ باشد و اگر متحرک ہو
 بعضے بکار دہشتہ اند اما بغایت ناپسندیدہ باشد و تانیث در امثال ضربت و خرجت
 رواداشتہ اند کہ روی کنند اما ہم قبیح باشد و اگر متحرک کنند چنانکہ در ضربتے و ضربتے
 تبخش کہ بودت و اما ہر دو حالتون میں سچا ہیے کہ روی ہو اول ہای سکنہ اور ہای
 وہ ہا ہے کہ آخر کلمہ میں بحالت وقف واسطے بیان حرکت اور باقی رہنے حرکت کے
 آتی ہے جیسا کہ بالئہ اور سلطانئہ میں دوم ہا تانیث کی علی الخصوص حسبوقت کہ ساکن ہو
 یعنی حالت سکون میں بالاتفاق روی نہوگی جیسے کہ حمزہ اور ضار بہ میں اور حالت متحرک
 میں اختلاف ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ اگر متحرک ہو جیسے حمرنی اور ضاربتی میں بعضوں
 استعمال کیا ہر لیکن نہایت ناپسندیدہ ہے اور تا تانیث امثال ضربت و خرجت میں
 رواری ہے کہ او سکوا روی کرین لیکن یہ بھی قبیح ہے اور اگر متحرک کرین جیسا کہ ضربتی
 اور خرجتی میں قبیح او سکا کہ ہو جائے ہم و بدانکہ ٹون نیز در یک حالت نشاید کہ روی باشد
 و ان ٹون تنوین باشد و اہل صناعت ذکر ان نکر وہ اند با ن سبب کہ در مقاطع سخنہا
 تنوین مستعمل نہ باشد اور معلوم کیا چاہیے کہ ٹون بھی ایک حالت میں سچا ہیے
 کہ روی ہو اور وہ ٹون تنوین کا ہے اور اہل فن نے ذکر او سکا نہیں کیا ہے اس سبب ہے
 کہ مقاطع سخن میں تنوین مستعمل نہیں ہے بلکہ تنوین آخر شعر میں بمقام وقف حروف علت کر
 بدل جاتی ہے پس ذکر واو و والعت اور یا کا معنی او س سے ہے ہم و ہر چ غیر ازین حرفہا
 مذکور باشد و ابو کہ روی باشد اما از انکافات مانند الفی کہ بدل حرف اصلی ہو و چنانکہ
 در عصا و رمی و والعت تانیث چنانکہ در جملی ہو و والعت زائد ملحق باخر کلمہ چنانکہ در جباری
 باشد و از یا ہای اصلی چنانکہ در یرمی و ندی باشد و یا ہای اصناف چنانکہ در یتیمی و یا
 نسبت چنانکہ در مکتی باشد و چنانہیں واو اصلی چنانکہ در یغز باشد و یا ہای اصلی چنانکہ در بلہ

وعمہ باشد و نای ضمیر چنانکہ در بیتہا باشد و اگر چه ساکن بود ہر چند بعضے از مین ازہ
 قبح خالی نبودت اور سوا ان حرفون کے سب حرف روا ہے کہ روی ہون لیکن
 الفون سے مانند اوس الف کے بدل حرف اصلی کے ہوتا ہے جیسا کہ عصا اور رچی تین
 کہ الف بدل یے کے آیا ہے اور عصا بمعنی چوبدستی اور رچی بمعنی سنگ استیا کے ہے
 غیاث سے اور الف تانیث کا جیسا کہ جلی مین ہی اور جلی بمعنی زن باردار ہے غیاث اذ
 کنز سے اور الف زائدہ جو ملحق ہوتا ہے آخر کلمہ سے جیسا کہ خباری مین اور زائدہ ہونا
 اسکا باعتبار حروف اصلیدہ کے ہے اگر چه نفس کلمہ مین داخل ہے باعتبار وضع سے کے
 مباری بمعنی اول و رای مملہ و الف مقصورہ بصورت یا نام ایک طائر کا ہے برابر فغانی
 اور زنگ اوسکا زرد اور سیاہ ہوتا ہے فارسی مین اوسکو چوز کہتے مین شرح لصاب یوحنا
 اور صحاح سے کذافی الغیاث اور یاون سے بار اصلی جیسا کہ یزنی اور ندنی مین ہے
 یزنی رنی سے بمعنی تیر انداختن اور ندنی بمعنی انجمن اور مجلس ہے دونوں لغت ثعلب سے
 اور یے اضافت کی جیسے لفظ یقینی مین ہے بمعنی خانہ مین اور یا نسبت جیسے مکی مین ہے
 یعنی منسوب بلکہ اور اسطرح و او اصلی جیسا کہ لغز مین ہے بمعنی جہاد میکند اور با اصلی
 بلکہ اور عثمہ مین بلکہ لغت مین نادان شدن منتخب سے اور عثمہ لغت مین بمعنی گشتگی اور حیرت
 راہ مین اور بنجانا حجت اور دلیل کا اور دور ہونا منتخب سے اور با ضمیر جیسے بیتہ او
 بیتہا مین بیتہ یعنی گھس اور کا اور بیتہا یعنی گھر اوس عورت کا اور اگر چه بیتہا
 ضمیر ساکن ہو بیتہ مین تو بھی روی ہو سکتی ہے ہر چند بعضے حرف ران حرفون سے
 قبح سے خالی نہیں مین یعنی انکے روی کرنے مین قباح ہے اور وہ بای نسبت ہے
 اور بای اضافت ہے کہ بیتہ مثل ضمائر اور مثل نون تمثینہ و جمع کے مین روی کرنا اسکا
 قباح سے خالی نہیں اور با ضمیر جو بیتہ اور بیتہا مین ہے کہ اسکا بھی روی کرنا مثل
 ہا ہے تانیث کے بنچا ہو سکا کی فی اسکو تصریح لکھا ہے اور و او اصلی جیسے نیز مین ہے
 صاحب مفتاح نے لکھا ہے کہ بہت سے حروف اصلی مدات سے مثل سُرّی یسُرّو
 یسُرّی کے اور نای اصلی مثل اشبنہ اور اغمثہ کے مانند حروف اشباعیہ کے حرف وصل

ہوتے ہیں نہ رومی اسکی گنجائش قصاید میں البتہ ہے ہم وضابطہ است کہ ہر حرف
 کہ بیک معنی در آخر کلمات مکرر شود مانند ضا و نون تشنیہ و جمع وغیر ان اگر رومی کنند
 از قہمی خالی نبود چه بوجہی تکرار قافیہ باشد و در مثال ان مقید از مطلق و مجرور از غیر مجرور
 قبیح تر باشد و بہترین حرفی کہ رومی کنند حرف اصلی باشد کہ از جنس حرف مذہب و دست
 اور قاعدہ یہ ہے کہ جو حرف بیک معنی آخر کلمات میں مکرر آتا ہے مثل ضما و نون
 تشنیہ اور جمع وغیرہ کے جیسے یا بے نسبت ہے اگر اسکو روئے کرین قباحت سے خالی
 نہیں کہ واسطے کہ ایک وجہ سے تکرار قافیہ ہے اور ایطای اسی کو کہتے ہیں اور اسطرح کی
 تکرار میں مقید مطلق سے اور مجرور غیر مجرور سے قبیح تر ہے یعنی اس ایطای مثالوں میں ایطای
 رومی ساکن کا ایطای رومی متحرک سے اور ایطای رومی مجرور کا ایطای رومی غیر مجرور سے
 یعنی مروف اور محسوس سے بدتر ہے اور بہتر رومی کے واسطے حرف اصلی کلمے کا ہے کہ
 کہ جنس حرف مذہب سے نہ کو واسطے کہ حروف مد اور وہی بیشتر حرف وصل ہوتے ہیں اسکا
 بیان ہو چکا ہے ہم و اختلاف حرف رومی و اختلاف مجروری روا نبود و اختلاف توجیہ روا نبود
 اندام از قہمی خالی نبود و بعضی گفتہ اند اختلاف توجیہ بضم و کسر روا بود و قیاس بر وزن
 و مد و غیر ان روا نبود اور اختلاف حرف رومی اور اختلاف مجروری یعنی حرکت
 رومی کا روا نہیں ہے اور حال اسکا غیوب میں مفصل لکھا جائے گا اور اختلاف توجیہ کا
 بحركات ثلاثہ روا رکھا ہے لیکن قبیح سے خالی نہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ اختلاف
 توجیہ کا بضم و کسر روا ہے مثلاً قافیہ حرم بضم را کا ساتھ حرم کسر را کے کرین گے
 اور قیاس اسکا ہے اور پر روف اور مد و کے اور سوا اسکو جائز نہیں یعنی جیسے قافیہ قولو او
 قیلو کا درست ہے اور قافیہ قولو او تا لو خواہ قیلو او تا لو کا درست نہیں اسطرح اختلاف
 توجیہ بھی بضم و کسر درست ہے بضم و فتح اور کسر اور فتح درست نہیں ہم و حرف وصل جزیکی
 از چہا حرف مذکور تھا روا نبود و جمع میان قافیہ موصول و غیر موصول و اختلاف حرف وصل
 و اختلاف نفاذ روا نبود اور حرف وصل ہوا ایک کے چار حروف سے نہیں
 ہو سکتا وہ تین حرف مذہب با عیب اور ایک با دفع کی خواہ سکتی کی خواہ ضمیر کی جسکا بیان

کلی
 بیان

در قافیات

ہو چکا ہے اور قافیہ موصول اور غیر موصول جیسے اسباب اور ابواب جمع نہوگا اور اختلاف
حروف وصل جیسی عالم و ظالم کہ اور اختلاف نفاذ یعنی حرکت وصل جیسے عالمی اور
ظالمی روا نہیں ہے ہم و حرف خروج جزئی کی از حروف بدتواند بود و اختلاف آن
نہو و وصل و خروج بنزدیک جمہور جز رومی مطلق را نباشد و حرف خروج ہوا
حرف مد کے نہیں ہوتا اور اختلاف او کا مثل حکما اور حملہ کے روا نہیں ہے
اور وصل اور خروج نزدیک سب کے رومی متحرک کے واسطے ہوتا ہے کس واسطے کہ جب
رومی ساکن ہوگی کیونکہ حرف وصل سے ملے گی اور جب وصل سے نکلے گی خروج سے
بھی نکلے گی کہ خروج بعد وصل کے ہوتا ہے ہم و اشتباہ میان این حروف ممکن نباشد
جز میان رومی و روف یا وصل اما میان رومی و روف چنانکہ درین صورت کہ صلوة و زکوۃ
در حرف الف چوبو بھی الف اولی آن باشد کہ رومی کنند از ان جهت کہ ہی تانیث
نشانید کہ رومی باشد و چوبو بھی اولی آن باشد کہ روف کنند چوبو ہی وصل بعد از رومی مفید
نیاید و اشتباہ در میان حروف قافیہ کے ممکن نہیں ہے مگر در میان حروف رومی
اور حرف روف کے اور در میان حرف رومی اور حرف وصل کے پس در میان رومی
اور روف کے جیسا کہ توانی صلوة اور زکوۃ میں حرف الف ہے کس واسطے کہ اس الف کو
ایک وجہ سے اولے یہ ہے کہ رومی کریں اور ہے کو وصل کہیں اس سبب سے کہ ہے
تانیث پنجاہیہ کہ رومی ہو بخیاں ایطاک کی اور ایک وجہ سے بہتر یہ ہے کہ اس الف کو روف
کریں اور ہے کو رومی کہیں اس جهت سے کہ حرف وصل بعد رومی ساکن کے نہیں آتا
اور یہاں اگر الف کو رومی کہیں تو رومی ساکن ہے ہم و درین صورت کہ علاء و حجاۃ
چوبو بھی الف اولی آن باشد کہ روف کنند چوبو درین صورت ہضمیہ بڑی رومی ہی باید و پنجاہیہ
بود اما نشانید کہ وصل بود از جهت سکون رومی و چوبو بھی اولی آن کہ رومی کنند چوبو حرف صلی
و ہای ضمیر در حکم تکرار از قیج خالی بود چوبو اتفاق امثال این قافیہ قیج نباشد و اگر غلط
و علیہ قافیہ کنند قیج باشد و اس صورت میں جیسے علاء اور حجاۃ ہوا و روف و
میں ہای ضمیر ہے اور ہای ضمیر کا حال محقق علیہ الرحمہ نے پیشتر لکھا ہے کہ بعضوں نے

قافیہ کیا ہے اور اسکو حکم تکرار میں نہیں جانا ہے اور پھر لکھا ہے کہ خالی از قافیہ
 نبود یعنی بعضوں کے نزدیک یہ تکرار قافیہ ہے پس اس جگہ موافق دونوں مذہبوں
 لکھتے ہیں کہ علاوہ اور حجاب میں ایک وجہ سے اولیٰ یہ ہے کہ الف کو رد ف کہیں
 اور ہے کہ روی اسواسطے کہ ہے ضمیر کی ہے اور سزاوار ہے کہ روی ہو موافق مذہب
 اون لوگوں کے جو اس میں تکرار نہیں جانتے اور سنا ہے کہ ہا وصل ہو بسبب سکون
 روی کے یہ دوسری جہت ہوئی روی قرار دینے حرف ہا کے اور ایک وجہ سے اولیٰ
 یہ ہے کہ اس الف کو روی کہیں کہ اسواسطے کہ یہ الف حرف اصلی ہے اور حرف اصلی
 ہوتے ہوئے اور حرف کو روی قرار دینا سنا ہے اور ہا ہی ضمیر حکم تکرار میں ہے موافق
 مذہب اون لوگوں کے جو ہا ہی ضمیر کو حکم تکرار میں جانتے ہیں یہ جہت دوسری ہوئی
 روی قرار دینے حرف ہا کے تاکہ قافیہ قبیح سے خالی ہو اسواسطے کہ ایسے قافیہ قبیح نہیں
 ہیں یعنی جب الف حرف اصلی روی ہو اور ہا وصل باتفاق اس میں قباحت لازم
 نہ آتی کہ اسواسطے کہ ہر جگہ حرف اصلی روی اور ہا ہی ضمیر وصل ہوتی ہے اس میں بھی
 وہی صورت قرار دینا چاہیے اور اگر عقل اور علم کو قافیہ کرین قبیح ہے یعنی جن لوگوں
 ہا ہی ضمیر کو حکم تکرار میں نہیں جانا ہے وہ قافیہ کرتے ہیں مگر قباحت سے خالی نہیں
 یعنی جتنے نزدیک تکرار ہے وہ اسکو ایسا سمجھتے ہیں صاحب حاشیہ کے ذہن میں
 یہ مطلب نہ آیا لہذا یہ حاشیہ لکھا ح مخفی نماذکہ عبارت مصنف علامہ مشتعل بر جشو و طویل
 می نماید چہ قولہ و شاید کہ روی بود و قولہ بوجہی اولیٰ آنکہ روی کنند مفید معنی واحد است
 پس عبارت مستحسن چنین بود کہ بوجہی الف را اولیٰ آن باشد کہ رد ف کنند چہ در صورت
 ہا ضمیر است یعنی روی و بوجہی اولیٰ آنکہ روی کنند چہ صرف اصلی است و ہا ہی ضمیر حکم تکرار
 وصل انشا ید کہ ہا وصل بود از جہت سکون روی ثم کلامہ قتال دوسرا حاشیہ یہ ہے
 ح قولہ قبیح باشد چہ ہا ہی ضمیر بعینہ تکرار است و احتمال دیگر گنجائش ندارد چنانکہ
 در علاوہ و حجاب محتمل بود ثم کلامہ محقق علیہ للرجحہ قبیح فرماتے ہیں یعنی کیسے نزدیک است
 اسکی کے نزدیک نادرست نہاد است مطلق قتال علاوہ الفتح بلندی اور نام ایک مرد کا

اور ایک موضع ہے مدینے میں منتخب سے جی بالکسر عقل اور زیر کی اور بالفتح کنارہ ایک
چیز کا منتخب سے ہم دانا شبابہ میان روی و وصل ہم درین صورت باء حرف افتد
چہ نزان تقدیر کہ الف روف کنند با روی باشد و بران تقدیر کہ الف روی کنند با وصل
باشد و انما شبہہ در میان روی اور وصل کے بھی ان صورتوں میں حرف ہای
صلوۃ و زکوۃ اور حرف ہای علاہ اور حجابہ میں پڑتا ہے اس واسطے کہ اگر الف کو روف
کہیں جس روف با روی ہو اور اگر الف کو روی کہیں حرف با وصل ہو ہم و گفته اند ہا
وصل جزای ضمیر یا تانیث یا وقف تواند وصل متحرک ازین جملہ جزای ضمیر نباشد
و این حکم ہمیشہ بحکم اغلب تواند بود و الا اگر کسی قافیہ اسبابہ و ابوابہ کند و بعد از ان
ناہرہ بیارد کہ از نہایت کشتق باشد ہای اصلی وصل افتادہ باشد و نشاید کہ گویند کہ
با روی ست و با دخیل و الا روا باید داشت کہ اعلامہ مثلاً درین قافیہ افتد
اور عروضیوں نے کہا ہے کہ اے وصل سوا ہاے ضمیر یا اے تانیث یا ہای وقف کی
نہیں ہوتی اور وصل متحرکان سب سے فقط ہای ضمیر ہوتی ہے اور یہ حکم اکثر بحکم اغلب میں
و الا اگر کوئی قافیہ اسبابہ و ابوابہ کا کرے اور بعد اوسکے ناہرہ لائے کہ نہایت سوجا
ہای اصلی بمقام وصل ہو اور بچا ہیے کہ کہیں کہ ہے روی ہے اور بے دخیل ہے
ناہرہ میں و الا اگر ایسا ہو اعلامہ بھی اس قافیہ میں آسکتا ہے کہ اختلاف دخیل کا
جائز ہے پس اس بات سے معلوم ہو کہ وہ حکم عروضیوں کے بحکم غالب ہیں کلیتی
نہیں ہیں سوا سطلے کہ ناہرہ میں بیان ہای اصلی بمقام وصل پڑی ہے نہایت نام آور
اور بزرگ ہونا صراح سے اور مشہور ہونا منتخب سے کذا فی الفیات ہم و بدانکہ ہر حرف
یا حرکت کہ درہمہ قصیدہ کر رشود غیر حروف و حرکات مذکورہ آنرا بقافیہ تعلق نباشد و
از باب لزوم بالایلزم بود کہ از قبیل صنعت ہا و اندامہای سخن باشد و نسبت آن نظم
و نثر یکسان بود و معلوم ہو کہ جو حرف یا حرکت تمام قصیدے میں مکرر ہو سوا
حروف و حرکات مذکورہ کی اوسکو قافیہ سے تعلق نہیں ہے بلکہ قسم لزوم بالایلزم
سے ہے اوسکو صنعت اور ابداع سخن یعنی ندرت سخن سے کہا چاہیے اور نسبت اوسکے

نظم و نثر میں ایک سہ قافیہ سے تعلق نہیں جیسے لازم کرنا حرکت و خیل کا
 در صورت روی متحرک کا ملی اور راحلی میں کسوا سٹے کہ جب روی متحرک ہو تبدیل حرکت
 و خیل میں اختیار ہے اور اگر کوئی لازم کرے صنعت ہے نثر ہو یا نظم **فصل**
 چہما رحم در انواع توانی نزدیک عرب قافیہ چنانکہ گفتیم باعتبار حال روی و نوع
 بود مطلق یا مقید و باعتبار ماقبل روی سے نوع موسس یا مردف یا محسوس
 و باعتبار ما بعد روی سے نوع موصول محرج یا موصول تنہا یا غیر موصول و غیر محرج
 پس بحسب ترکیب ہیچہ شود کہ از ضرب دو در سہ حادث شود اما بعضی ازین مرکبات
 ممکن الوقوع نبود و بعضے مختلف فیہ باشند و انچہ متفق علیہ بودہ نوع باشد
 فصل چوتھی اقسام توانی میں جو نزدیک عرب کے ہیں قافیہ جیسا کہ کہا ہمنو اعتبار
 حال روی کے دو طرح پر ہے مطلق جس میں روی متحرک ہو یا مقید جس میں روی
 ساکن ہو اور باعتبار ماقبل روی کے تین طرح پر ہے موسس جس میں الف
 تاسیس ہو یا مردف بسکون را و تخفیف دال جس میں حرف ردف ہو یعنی حرف علت
 مع حرکت ماقبل موافق یا مجر و جس میں تاسیس ردف کچھ ہو اور باعتبار ما بعد
 روی کے بھی تین طرح پر ہے موصول محرج جس میں وصل اور خروج
 و دونوں ہوں یا موصول تنہا جس میں فقط وصل ہو غیر موصول اور غیر
 محرج جس میں وصل اور خروج کچھ ہو اور احتمال محرج تنہا کا
 ساقط ہے کہ خروج سے وصل نہیں ہوتا پس بحسب ترکیب کے اٹھارہ
 قسمیں ہوتی ہیں کہ ضرب دو سے تین میں پچھتر تین میں ہوتی ہیں
 یعنی مطلق اور مقید کو جب موسس اور مردف اور مجر و میں ضرب
 و تہیچے چھتہ ہوں اور جب چھتہ کو موصول محرج اور موصول تنہا
 اور غیر موصول اور غیر محرج میں ضرب و تہیچے چھ ترک اٹھارہ
 ہوں لیکن بعض ان مرکبات سے ممکن الوقوع نہیں ہیں اور بعضے مختلف فیہ
 ہیں کہ مصنف نے خود انکا بیان لگے کیا ہے اور بتائے کہ متفق علیہ ہیں تو قسمیں ہیں

نقشه اقسام توانی باعتبار اختلاف روی

مطلق ای متحرک	موسس مرد مجرد	موصول مخرج	موصول تنها	غیر موصول غیر مخرج
مطلق ای ساکن	موسس مرد مجرد	موصول مخرج	موصول تنها	غیر موصول غیر مخرج

هم اطلاق موسس موصول مخرج چنانچه درین قافیه که صاحبها و کاتبهاست اهل مطلق
موسس موصول مخرج جیسا که صاحبها و کاتبها بین الف تاسیس اورجا اوربا و اولون
و خیل اورباروی اوربا وصل اورالف آخر خروج سبب هم ب مطلق موسس موصول غیر مخرج
چنانکه صاحبها و کاتبهاست دوم مطلق موسس موصول غیر مخرج جیسا که صاحبها و کاتبها
بین الف تاسیس اورجا اورتا و اولون بین و خیل اورباروی اورالف آخر وصل سبب
هم ب مطلق مرد موصول مخرج چنانکه جمالتها و خیاهاست سوم مطلق مرد موصول
مخرج جیسا که جمالتها و خیاها بین الف اول مرد اورلام روی مطلق اوربا وصل اور
الف ثانی خروج سبب هم ب مطلق مرد موصول غیر مخرج چنانکه جمالات
چهارم مطلق مرد موصول غیر مخرج جیسا که جمالاتها و خیاها بین الف اول مرد اور
لام روی مطلق اورالف دوم اوربا وصل سبب هم ب مطلق مجرد موصول مخرج چنانکه ضربها
و خطبهاست پنجم مطلق مجرد موصول مخرج جیسا که ضربها و خطبها بین باروی مطلق مجرد
اوربا وصل اورالف خروج سبب هم ب مطلق مجرد موصول غیر مخرج چنانکه ضربها و خطبهاست

مطلقا ست ستم مطلق مجرد موصول غیر مخرج جیسا کہ ضرباً اور خطاب میں باروی
مطلق مجرد اور الف وصل ہے اور یہ چھ قسمیں روی مطلق کی ہیں ہم ز مقید موسس چنانکہ
قاضی و حامی ت ہفتم مقید موسس جیسا کہ قاضی اور حامی میں کہ الف تاسیس اور
ضاد اور سیم دونوں میں وخیل اور یار شناة سخانی روی مقید ہے ہم ح مقید مردف
چنانکہ جمال و خیال ت ہشتم مقید مردف جیسا کہ جمال اور خیال میں الف مردف
اور لام روی مقید ہے ہم ط مقید مجرد چنانکہ قمر و خطر و این سے نوع مقیدات ست
ت نہم مقید مجرد جیسا کہ قمر اور خطر میں را روی مقید ہے اور بس اور یہ تین قسمیں
روی مقید کی ہیں ہم د سے نوع مطلق ممکن الوقوع نبود و آن موسس و مردف و مجرد
باشد ہر سے غیر موصول و غیر مخرج از جہت اتناع تحرک حرف آخر از شجرت اور
تین قسمیں روی متحرک کی غیر ممکن ہیں اور وہ موسس اور مردف اور مجرد ہیں تین
غیر موصول اور غیر مخرج یعنی مطلق موسس غیر موصول و غیر مخرج اور مطلق مردف غیر
موصول اور غیر مخرج اور مطلق مجرد غیر موصول اور غیر مخرج کسوا سلعے کہ آخر شعر
ساکن ہوتا ہے اور یہاں روی متحرک بدون وصل اور خروج کے واقع ہوتی ہے
پس وقوع اسکا غیر ممکن ہے ہم و شش نوع مقید واقع نبود و آن موسس و مردف
و مجرد ہر سے یا موصول غیر مخرج یا موصول مخرج اما بنزدیک کسانی کہ وصل و خروج
بعد از روی ساکن جائز ندارد از جہت این علت ت اوچہ قسمیں روی ساکن
واقع نہیں ہوتیں اور وہ موسس اور مردف اور مجرد تینوں موصول غیر مخرج یا موصول
مخرج لیکن نزدیک اون لوگوں کے جو وصل اور خروج بعد روی ساکن کو جائز نہیں کہتے
واسلے اسی علت کے یعنی بسبب عدم جواز وصل و خروج بعد روی ساکن کے ہم
واما نزدیک کسانی کہ جائز دارند ازین شش دونوں ممکن الوقوع بنحو آن مقید مردف
موصول غیر مخرج ہر از جہت تو الی سے حرف ساکن در روی یعنی ردف و ردفی وصل
واما نزدیک اون لوگوں کے کہ فی وصل و خروج کا بعد روی ساکن کے جائز رکھتے ہیں ان
چھ قسموں میں نامکن ہیں اور وہ اول مقید مردف موصول غیر مخرج بسبب برابر اسلے

تین حرف ساکن کے اوس میں اور دو تین حرف ساکن یعنی ردف اور روی اور وصل
 اس واسطے کہ جب روی مقید ہو ہی ساکن ٹھہرے اور ردف خود غبارت حرف ساکن سمجھا
 اور وصل کہ آخر شعر میں ہے لاجمالہ ساکن ہوگا پس وقوع اس صورت کا نام ممکن ہے ہم
 ب مقید مروف موصول مخرج از جہت توالی دو ساکن در غیر مقطع شعر و آن ردف و رو کے
 ہو کہ بروصل متحرک سابق باشندت اور دوسری صورت ناممکن مقید مروف موصول
 مخرج ہے بسبب برابر آنے دو ساکن کے غیر آخر شعر میں اور وہ ردف ساکن اور روی
 ساکن ہے کہ وصل متحرک سے پہلے واقع ہونگے اور دو ساکن سو آخر شعر کے درمیان میں
 نہیں آتے پس یہ صورت بھی ناممکن ٹھہری ہم و چار نوع باقی ممکن بود باین تفصیل
 آ مقید موسس موصول مخرج چنانکہ لم تخاطبہا ولم تراقبہا و کسانیکہ انکارا میں نوع کفند
 تکرار الف و بارز باب لزوم مالا یلزم شعر مذکوروی نند و قافیہ مطلق مجر و موصول
 غیر مخرج و اگر بدل با حرفی از حروف مذکور چنانکہ در قاصیہا و دانیہا مطلق مروف شعر مذکور
 ت اور چار قسمیں باقی ممکن ہیں اس تفصیل سے اول مقید موسس موصول مخرج
 جیسا کہ لم تخاطبہا و لم تراقبہا مخاطبت سے بمعنی باہم خطاب کردن اور اقبست
 بمعنی نگاہداشتن یکدیگر پس ان میں الف تاسیس ہے اور ط اور قاف دونوں میں
 وخیل اور باروی ساکن اور با وصل اور الف آخر مخرج اور جو لوگ انکارا میں نوع
 کرتے ہیں اس میں یہ تادل بیان کرتے ہیں کہ بعد روی ساکن کے وصل اور مخرج
 نہیں ہوتا اس قافیہ میں تکرار الف اور با کی لزوم مالا یلزم ہے اور ہے روی ہے
 اور الف وصل اور قافیہ مطلق مجر و موصول غیر مخرج ہے اور اگر بدل ہو ساتھ
 ایک حرف کے حروف مذکور سے جیسا کہ قاصیہا و دانیہا میں ہے مطلق مروف
 جانتے ہیں یعنی یا ردف ہے اور باروی اور الف آخر وصل اور قاصی یعنی اعلیٰ
 اور دانی بمعنی اونے ہے ہم ب مقید موسس موصول غیر مخرج و درین صورت چون
 روی دو وصل ساکن باشند واصل و کلام عرب ثابت کہ چون دو ساکن توالی آتھا
 کفند ساکن اول از حروف مذکور و دوم حرف مذکور توالی نہ آید بود پس لامع کہ روی

از حرف مد بود و وصل ہای ساکن چنانکہ در قاضیہ و حامیہ و کسانیکہ انکار این نوع کنند
 تکرار الف از باب لزوم مالا یلزم شمرند و یار دوت نهند و باروی وقافیہ مقید مدوت گویند
 دوم مقید موسس موصول غیر مخرج اور اس صورت میں جو روی اور وصل
 و دون ساکن ہونگے اور قاعدہ کلام عرب کا یہ ہے کہ جب دو ساکن برابر اتصال
 کرتے ہیں پہلا ساکن حرف مد سے ہوتا ہے اور دوسرا حرف مد برابر نہیں ہو سکتے ہیں
 لامحالہ روی حرف مد ہوگی اور وصل ہا ساکن جیسا کہ قاضیہ اور حامیہ میں ہے ہر یکوں کا
 و ہا قاضیہ یعنی حکم کنندہ آن اور حامیہ حمایت کنندہ آن الف تاسیس اور ضداد اور
 میم و نون میں و خلیل اور یاء تختانی روی ساکن اور وصل ہے اور جو لوگ منکر
 اس نوع کے ہیں کہتے ہیں کہ بعد روی ساکن کے وصل نہیں آتا پس تکرار الف
 قاضیہ اور حامیہ میں لزوم مالا یلزم اور یار دوت اور باروی ہے اور قافیہ او کو نزدیک
 مقید مدوت ہے ہم و بد انکہ تجویز این دو نوع اقتضای آن کنند کہ تعریف کیے کہ خلیل قافیہ
 کردہ است بران جملہ کہ صدر این فن گفتیم تمامی حروف و حرکات قافیہ را متناول
 نباشد چه و خلیل و تاسیس درس درین دو صورت از ان تعریف خارج باشند اما ان کے
 بنا بر آنست کہ قافیہ مقید را وصل و جسودج نباشد است اور معلوم ہو کہ تجویز اس
 و دون کی یعنی مقید موسس موصول مخرج جیسے لم تخاطبہا اور مقید موسس موصول
 غیر مخرج جیسے قاضیہ اس بات کو چاہتی ہے کہ وہ تعریف قافیہ کی جو خلیل نے
 کی ہے اور صدر کتاب میں بیان ہوئی ہے تمام حروف اور حرکات قافیہ اور اس
 تعریف میں شامل نہ ہوں کہ واسطے کہ قول خلیل یہ ہے کہ ساکن آخر ساکن اول کی
 مع حرکت ماقبل قافیہ ہے پس بیان و خلیل اور تاسیس اور درس یعنی حرکت قبل
 تاسیس ان دونوں صورتوں میں تعریف خلیل سے خارج ہوتی ہیں مثلاً لم تخاطبہا
 میں موافق تعریف خلیل کے با اور ہا اور الف اور حرکت ماقبل با قافیہ ہے
 اور طاسے و خلیل اور الف تاسیس اور حرکت ماقبل اسکی جسکو رس کہتے ہیں
 خارج ہوتی ہے اور کہیں طرح قاضیہ میں یا اور اسکی حرکت ماقبل اور یا داخل قافیہ

و ہا قاضیہ یعنی حکم کنندہ آن اور حامیہ حمایت کنندہ آن الف تاسیس اور ضداد اور میم و نون میں و خلیل اور یاء تختانی روی ساکن اور وصل ہے اور جو لوگ منکر اس نوع کے ہیں کہتے ہیں کہ بعد روی ساکن کے وصل نہیں آتا پس تکرار الف قاضیہ اور حامیہ میں لزوم مالا یلزم اور یار دوت اور باروی ہے اور قافیہ او کو نزدیک مقید مدوت ہے ہم و بد انکہ تجویز این دو نوع اقتضای آن کنند کہ تعریف کیے کہ خلیل قافیہ کردہ است بران جملہ کہ صدر این فن گفتیم تمامی حروف و حرکات قافیہ را متناول نباشد چه و خلیل و تاسیس درس درین دو صورت از ان تعریف خارج باشند اما ان کے بنا بر آنست کہ قافیہ مقید را وصل و جسودج نباشد است اور معلوم ہو کہ تجویز اس و دون کی یعنی مقید موسس موصول مخرج جیسے لم تخاطبہا اور مقید موسس موصول غیر مخرج جیسے قاضیہ اس بات کو چاہتی ہے کہ وہ تعریف قافیہ کی جو خلیل نے کی ہے اور صدر کتاب میں بیان ہوئی ہے تمام حروف اور حرکات قافیہ اور اس تعریف میں شامل نہ ہوں کہ واسطے کہ قول خلیل یہ ہے کہ ساکن آخر ساکن اول کی مع حرکت ماقبل قافیہ ہے پس بیان و خلیل اور تاسیس اور درس یعنی حرکت قبل تاسیس ان دونوں صورتوں میں تعریف خلیل سے خارج ہوتی ہیں مثلاً لم تخاطبہا میں موافق تعریف خلیل کے با اور ہا اور الف اور حرکت ماقبل با قافیہ ہے اور طاسے و خلیل اور الف تاسیس اور حرکت ماقبل اسکی جسکو رس کہتے ہیں خارج ہوتی ہے اور کہیں طرح قاضیہ میں یا اور اسکی حرکت ماقبل اور یا داخل قافیہ

اور الف تاسیس اور او سکی حرکت ماقبل اور ضا و ذیل مخارج مگر وہ تعریف فیصل کی
ابو اسلے ہو کہ قافیہ مقید میں وصل اور خروج نہیں ہوتا یعنی لم تخالطہما میں تم مخارج
تک قافیہ ہو پس با اور ساکن اول الف اور او سکی حرکت ماقبل او طائی و خیل
قافیہ ہوتی رد الف ہو اور قافیہ میں قاضی تک قافیہ ہو پس یا اور ساکن اول الف
اور او سکی حرکت ماقبل اور ضا و ذیل قافیہ باقی رد الف ہو اس صورت میں ہمیں
اور ذیل اور رس داخل تعریف مذکور رہتی ہیں ہم ج مقید مجرد موصول مخرج چنانکہ
لم یطلبہما ولم یجہما و منکران این نوع تکرار بار بار از لزوم مالا یلزم شمرند و باروی نہند و
قافیہ مطلق مجرد موصول غیر مخرج و اگر بدل با یکی از حروف مدبوہ چنانکہ در علما و ذوا
قافیہ مطلق مرفوع موصول شمرند سوم مقید مجرد موصول مخرج جیسا کہ لم یطلبہما
او لم یجہما پس باروی مقید اور او وصل اور الف خروج ہے اور معنی یہ کہ تحت آنرا
و حاجت نشد آنرا اور منکران نوع کی تکرار با کو لزوم مالا یلزم اور با کو روی مطلق اول الف کو
وصل جانتے ہیں اور قافیہ کو مطلق مجرد موصول غیر مخرج کہتے ہیں اور اگر بدل با
حرف مدبوہ جیسا کہ علما با اور ذوا میں یعنی بالای آن برآمد و آواز دوا اور قافیہ کو
مطلق مرفوع موصول جانتے ہیں اور الف اول کو روف اور با کو روی مطلق او
الف کو وصل کہتے ہیں ہم مقید مجرد موصول غیر مخرج و درین صورت ہم روی از
حرف مدبوہ و وصل ہای ساکن چنانکہ گفتہ آمد مشکش صلوۃ و رکوع و منکران این
قافیہ را مقید مرفوع شمرند این است الفواع توانی والحد اعلمت چہارم مقید مجرد
موصول غیر مخرج اور اس صورت میں بھی روی حرف مدبوگی اور وصل ہای ساکن جیسا کہ
قبل ازین کہا گیا مثال او سکی صلوۃ اور رکوع ہے الف روی مقید اور ہای تانیث
وصل ہے اور منکران اس قافیہ کو مقید مرفوع جانتے ہیں اور ہای تانیث کو روی مقید
اور الف کو روف کہتے ہیں یہ ہیں ضمیں قافیون کی نزدیک عرب کے والحد اعلم
مفضل بن نجم درعیوب توانی نیز و یک عرب ہای کہ تعلق بقافیہ دارد یا راجع
باحال حروف و حرکات قافیہ یا راجع نیست و صنعت اول منقسم است باقسام عدد حروف

اما انچہ تعلق بہ تاسیس دارد کیے بیش تواند بود و آن جمع قافیہ موسس و قافیہ
 با موسس باشد در یک بیت و بین عیب بعینہ اقتضای وجود و عدم رس کند و در تاسیس
 و رس غیر این اختلافی دیگر تصور نیست فصل پانچمین عیوب توانی میں جو اہل
 عرب کے نزدیک ہیں وہ عیب کہ قافیہ سے تعلق رکھتے ہیں یا رجوع کرتے ہیں
 طرف حرفوں اور حرکتوں کے یا راجع بحروف و حرکات نہیں ہیں پس جو راجع بحرف
 و حرکات ہیں منقسم ہیں باقسام عدد حروف یعنی جنہی قسمیں اول حرفوں کی ہیں اوتنی
 قسمیں ان عیبوں کی ہیں اما جو عیب تعلق تاسیس سے رکھتا ہے ایک سے زیادہ
 نہیں ہے اور وہ جمع ہونا قافیہ موسس اور ناموسس کا ہے ایک بیت میں جیسو قافیہ
 سالم اور مسلم کا اور یہی عیب بعینہ اقتضای وجود و عدم رس یعنی حرکت ماقبل تاسیس
 کرتا ہے اس واسطے کہ تاسیس منحصر بالف ہے اور ماقبل الف سوائے کے نہیں ہوتا
 پس اگر الف اور حرف سے بدل جائے گا حرکت او کی ماقبل کی بھی بدل جائے گی
 مثلاً سالم میں رس ہے اور مسلم میں رس نہیں ہے اور تاسیس اور رس میں سوا اسکے
 اور اختلاف خیال میں نہیں آتا ہم واما انچہ بدخیل وارد جزا اختلاف شباع نبود و آن
 سہ گونه تواند بود چہ اختلاف بضم و کسر بود یا بضم و فتح بود یا بکسر و فتح و اما وجود و عدم
 وخیل و وجود و عدم شباع راجع بود یا جمع موسس و ناموسس و اما جو عیب
 تعلق وخیل سے رکھتا ہے سوا اختلاف شباع یعنی حرکت وخیل کی نہیں ہے اور وہ
 تین طرح ہوتا ہے یا اختلاف ساتھ ضمے اور کسرے کے جیسے کابل اور کامل میں یا
 اختلاف ساتھ ضمے اور فتح کے جیسے ہاؤر اور دلاور میں یا اختلاف ساتھ کسرے
 اور فتح کے جیسے تا جر اور باور میں اما وجود و عدم وخیل کا اور وجود و عدم شباع
 حرکت وخیل کا راجع ہے ہر طرف جمع موسس اور ناموسس کے اس واسطے کہ وخیل تابع
 تاسیس ہے جہاں تاسیس ہوگا وخیل بھی ہوگا جیسا قافیہ حل کا ساتھ حاصل کے
 کہ ایک قافیہ موسس ہے اور اوس میں وخیل بھی ہے اور ایک ناموسس اور اوس میں
 وخیل بھی نہیں ہے اور یہ قافیہ عرب میں جائز نہیں اور فصحا سے مجہ جائز رکھتے ہیں

دو کے نزدیک قسم دہم جیسے قول اور قبل جو آخرین بیان کی ہے اعتبار سے ساقط ہوگی
 اور نو قسمیں جو باقی ہیں ان میں پہلے تینوں جو قبل اس نوع آخر کی بیان کیں داخل ہوں گی
 جمع حروف اور نامحروف میں یعنی ایک جگہ مدہ اور ایک جگہ غیر مدہ ہم و اصناف عجوب
 متعلق ہر حرف سے نوع اول نہیں بنود و اپنے راجع بود با حذو ہمیں اقسام باشند بعینہ
 چہ اختلافات این حروف اقتضائی اختلافات حذو کند بر عکس است اور قسمیں عجوب متعلق
 ہر حرف کی تین سے زیادہ نہیں ہیں کس واسطے کہ جو پہلے بیان کی یعنی دس میں ایک
 اعتبار سے ساقط ہے اور چہ قسمیں داخل جمع حروف و نامحروف ہیں باقی رہیں تین
 قسمیں اور جو عیب کہ راجع ہے طرف حذو کے یعنی طرف حرکت یا قبل ہر حرف کے یہی
 اقسام ہیں بعینہ کس لیے کہ اختلافات ان حروف کا مقتضی ہے اختلافات حذو کا اور
 بر عکس یعنی اختلافات حذو کا مقتضی اختلافات مذکورہ ہے ہم و اما اپنے راجع بود بارہ
 سے صنف بود کیے اپنے روی و مختلف باشند و ان دونوں بود کی آنکہ دو حرف باشند
 قریبی المخرج و دیگر آنکہ قریب مخرج و دو مختلف نباشد و صنف دوم اپنے سبب اختلاف توجہ
 بود و ان ہم سے گونہ بود چہ اختلافات بالضم و کسر بود یا بضم و فتح یا بفتح و کسر صنف سوم
 اپنے سبب اختلاف مخرج بود و ان سے گونہ بود بر قیاس گذشتہ و اما اختلافات
 بود توجہ و عارضش یا بود مجری و عارضش از اعتبار خارج بود چہ اقتضائی اذات
 تشابہ کنذاصلات و اما جو عیب کہ متعلق روی ہے تین طرح پر ہے اول اختلافات
 او سکی دو قسمیں ہیں قسم پہلی وہ کہ دو حرف ہوں قریب المخرج جیسے میم اور نون ایک جگہ
 میم روی ہو ایک جگہ نون اسکو اکٹھا کہتے ہیں قسم دوسری وہ کہ قریب المخرج نون
 جیسے با اور را یہ بڑا عیب ہے اور اسکو اجازہ کہتے ہیں دوم عیب جو متعلق روی ہے
 سبب اختلافات توجہ یعنی حرکت یا قبل روی کے وہ تین طرح پر ہے اس واسطے کہ
 اختلافات بضم و کسر ہوگا مثل و زور اور خضر یا اختلافات بضم و فتح ہوگا مثل و زور و خمر یا اختلافات
 بفتح و کسر ہوگا مثل و خمر و خضر سوم عیب جو متعلق روی ہے وہ سبب اختلافات مخرج ہے
 یعنی حرکت روی متحرک کے ہوتا ہے بر قیاس گذشتہ یعنی بضم و کسر جیسا قالو اور قالہ میں

یا بنعم اور فتح جیسا قالہ اور قالہ میں بالجمع و کسر جیسا قالہ اور قالہ میں و اما اختلاف
 ساتھ ہوئے اور نہ ہونے تو جہ کے جیسا قمر اور آفرین یا اختلاف ساتھ
 ہونے اور نہ ہونے جہ کے جیسا علمہ اور علمہ میں اعتبار سے خارج ہے یعنی قابل
 اعتنا نہیں اس واسطے کہ اقتضا سے ازالہ تشابہ کرتا ہے مطلقاً یعنی اس میں کیسے طرح کا
 تشابہ نہیں ہے پس قافیہ عیب و ابھی نہو کا ہم و اما پنچ راجع یا وصل بود ہم بہ گونہ
 و ان اختلاف بود و او یا یو و لیت بالف و یا یو و لیت راجع باشد با اختلاف مجری و اما اختلاف
 وصل جمع کی از حروف مد با و اختلاف جمع ہی ساکن و متحرک و اختلاف بود و عدد
 از اعتبار خارج بود چہ مقتضی ازالہ اصل تشابہ باشد و اما جو عیب راجع وصل
 ہوتا ہے وہ بھی تین طرح پر ہوتا ہے اور وہ اختلاف یو او و یا ہے جیسا قالو اور قالو
 یا اختلاف بو او و الف ہے جیسا قالو اور قالو میں یا اختلاف بالف و یا ہے جیسے قالو اور
 قالو میں اور حقیقت میں یہ عیب راجع ہوتا ہے طرف اختلاف مجرے یعنی حرکت روی
 متحرک کی و اما اختلاف وصل کا ساتھ جمع ہونے ایک حرف مد کے ساتھ حرف ہا کے
 جیسا قالو اور قالہ میں اور اختلاف وصل کا جمعیت ہا سے ساکن و متحرک جیسا کہ حملہ و
 حملہ میں اور اختلاف وصل کا بود و عدم جیسا کہ نخل اور حملہ اعتبار سے خارج ہے
 کہ واسطے کہ اصل تشابہ ان میں زائل ہے یعنی اختلاف کے ساتھ کہہ تشابہ چاہیے
 بہان کسی طرح کا تشابہ بھی نہیں ہے پس ماخن فیہ سے خارج ہے ہم و اما اختلاف بخروج ہم
 سے نوع بود چہ یا بجمع و او یا بود یا بجمع و او و الف یا بجمع و او و الف و ہر سہ راجع بود با اختلاف
 نفاذ و حکم اختلاف جنس و جمع وجود و عددش ہم از اعتبار خارج بود و این عیب ہا
 متعلق بود بحروف و حرکات و اما اختلاف متعلق حروف بھی تین طرح پر ہوا ہے اول
 یا بجمع و او یا ہوگا جیسے خطا ہو و کہتا بھی یا بجمع و او و الف جیسے ام یطیبت و لم یطیبت
 یا بجمع یا و الف جیسے مبتا ہی و کہتا ہا اور یہ تینوں راجع ہیں با اختلاف نفاذ یعنی حرکت
 وصل متحرک اور حکم اختلاف جنس و جمع کا بھی جمع وجود و عدم اعتبار سے خارج ہے اور یہ عیب متعلق
 بحروف و حرکات ہم اہم ہا کی کہ بحروف و حرکات متعلق بود یا بجمع یا بجمع یا بجمع یا بجمع

کہ کلمہ کہ بڑا قافیہ مشتمل بود بلفظ و معنی مکرر شود و با سبب آن بود کہ قافیہ را از صیغہ مستعمل تحریر
 کنند تا اشارہ حاصل آید مثلاً ابراہیم با ابراہیم کنند چون قافیہ نعیم و کریم باشد یا لفظ را
 قافیہ کنند کہ معنی را بان اختصاصی نبود مثلاً اگر قافیہ سجود و شہود باشد و ذکر باری تعالی
 در موضع قافیہ افتد از اسمای او تعالی و دود و ایراد کنند و ایراد این اسم را جز رعایت قافیہ
 و جہی نبود و یا لفظی را قافیہ کنند کہ جسز سخنی باشد و جزو دیگر در اول دیگر بیت بود مثلاً
 در شعرے کہ قافیہ کرم و علم باشد لم از لم فاعل قافیہ کنند و فاعل در اول بیت دیگر بیارند
 مثلاً آما وہ عیوب جو حر و حرکات سے تعلق نہیں رکھتے ہیں کئی طرح پرین
 یا وہ عیب بسبب اعادہ قافیہ ہوتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ جو کلمہ کہ مشتمل قافیہ ہے
 لفظ و معنی میں مکرر ہو یعنی لفظ بھی ایک اور معنی بھی ایک جیسے لسان اور لسان و دوزن
 بمعنی زبان پس اگر لفظ بدل جائی جیسے لسان اور زبان قافیہ ہوگا یا معنی بدل جائی
 جیسے لسان ایک جگہ بمعنی زبان اور ایک جگہ بمعنی زبان ترازو قافیہ ہوگا یا وہ عیب
 بسبب اسکے ہوتا ہے کہ قافیہ کو صیغہ مستعمل سے تحریر کرین اس واسطے کہ باہم نہ
 ہو جائی یعنی عنیت دور ہو جائے فی الجملہ تغایر پیدا ہو مثلاً ابراہیم کو ساتھ ابراہیم کے
 قافیہ کرین مطلع میں جب قافیہ نعیم و کریم ہو قصیدے میں پس قافیہ کرنا ایک کلمہ کا
 تحریر نہ پناہیے یا وہ عیب یوں ہوتا ہے کہ ایسی لفظ کو قافیہ کرین کہ معنی کو اس
 لفظ سے خصوصیت نہ ہو جیسے دود و دمعنی دوست اور ایک اسم اسمای باری تعالیٰ ہو بھی
 پس جب قافیہ سجود اور شہود کا ہو اور ذکر باری تعالیٰ موضع قافیہ میں پڑے اسمای باجہا
 و دود و ایراد کرین اور یہ وارڈ کرنا اس کلمہ فاعل رعایت قافیہ ہو اور کوئی وجہ نہ ہو حال
 یہ کہ دود اور قادر اور شکر کلمہ صفت واقع ہوتے ہیں پس رب و دود اور رب قادر کہنا چاہیو
 کہ معنی کو خصوصیت ہو جائے یا عیب قافیہ کا یہ ہے کہ ایسی لفظ کو قافیہ کرین کہ وہ جزو
 ایک سخن کا ہو اور دوسرے جزو اس کا اول بیت ثانی میں ہو مثلاً جس شعر میں قافیہ کرم
 اور علم کا ہو لفظ لم کو قافیہ کرین لم فاعل سے اور فاعل کو اول بیت ثانی میں لائیں ہم
 عیوب قافیہ علی الاجمال نہ صنف باشد انچہ البتہ نشاید کہ ایراد کنند و اگر کسی ایراد کنند

آن شاذ شعر مذکور پہلے ایرادش قبیح بود اما استعمال آن شعر را از روی ضرورت اتفاق افتد حج انچه استعمال آن بسیار باشد اما مستحسن نبود و از عیوب مذکور بعضی را القاب مخصوص باشد بعضی را کثرت او عیوب قافیہ کے مجملاتین قسم پرہین اول وہ کہ یقیناً نچاہیے کہ ایراد کرین اور اگر کوئی ایراد کرے او کو شاذ جانتے ہین دوم وہ کہ ایراد او کو قبیح ہوا استعمال او کو شعر میں از روی ضرورت کے اتفاق پرے سوم وہ کہ استعمال او کو بہت ہو مگر مستحسن نہ ہو یعنی ایک قسم ایسی ہے کہ استعمال او کو عند الضرورت بھی جائز نہیں ہے اور دوسری قسم ایسی ہے کہ عند الضرورت جائز ہے مگر قبیح ہے اور تیسری قسم ایسی ہے کہ بی ضرورت بھی روا ہے مگر قبیح ہے اور عیوب مذکورہ بین بعض کے القاب مخصوص ہین اور بعض کے القاب نہیں ہین ہم و از القاب مشہور کی اقواسہت و آن اختلاف مجری باشد و البتہ روا نبودت اور القاب مشہور سے ایک اقواسہت اور وہ اختلاف مجری یعنی حرکت روی کا ہے جیسے قافو اور قالمہ بضم و کسر اور قالمہ اور قالمہ بضم و فتح اور قالمہ اور قالمہ بفتح و کسر اور یہ مثالین سابق بھی لکھی گئی ہین پس یہ اختلاف البتہ روا نہیں ہے اور اقواسہت بالکسر تمام ہونا زاد کا پس اس قافیہ کا لانا ایسا ہے گو یا زاد شاعر کا تمام ہوا غیاث سے اور منتخب میں یعنی خالی شدن منزل اور محتاج اور درویش گردانیدن اور مخلصہ گردانیدن قافیہا بجز کثرت و در منزل خالی فرو و آمدن و مسافرت کردن و در منزل شدن و خالی شدن شکم از طعام و بسیار مال شدن و بی مال شدن لکھا ہے ہم دوم اختلاف و آن اختلاف حروف روی باشد یعنی اعتبار بقرب مخرج و ہم البتہ روا نبود سوم اجازت و آن اختلاف حروف ہی باشد بشرط آنکہ در مخرج متقارب باشند مانند تا و ط یا سین و صا و و این نوعی است از کفایت اور دوسرا کفایت ہے اور وہ اختلاف حروف روی کا ہے بدون اعتبار بقرب مخرج یعنی اعتبار بقرب مخرج کا اس میں ضرور نہیں ہے قریب المخرج ہون یا نہ ہون اور یہ البتہ روا نہیں ہے اور اکف یا بالکسر کج کرنا طے بن کا تاجو کہہ کہ اوس میں ہو کر جائے اور خم و نیا کمان کو اور ایک نوع عیب قافیہ ہے کہ بعض ابیات میں حرف روی اور ہو اور بعض میں و منتخب سے اور غیاث میں لکھا ہے

کہ اکفا عجب قافیہ ہے کہ روی یا قید مختلف ہو بشرط قرب مخرج جیسے صباح اور سپاہ
 اور بحر اور شہر تیسرا عجب اجازت ہے اور وہ اختلاف حروف روی کا ہے بشرطیکہ
 مخرج میں متقارب ہوں جیسے تا اور طوی اور سین اور صا د اور یہ ایک نوع ہے
 اکفا کی یعنی اکفا عام ہے اور اجازہ خاص اور اجازہ ہزا و جمعہ روا رکھنا اور چوڑ دینا
 اور مستوری دنیا اور ایک قافیہ میں ایک جگہ طوی اور ایک جگہ دال روی لانا
 منتخب سے اور صاحب غیاث نے معنی خرا د میں لکھا ہے کہ ماخذ اس لفظ کا کتب
 معتبرہ لغات عرب میں پایا نگیا اور ملا نور الدین ظہوری نے خوان خلیل میں نہاد اور
 خرا د کا قافیہ کیا ہے ظاہر ا طوی خرا ط کی فارسیوں نے اپنے تصرف سے تاثر سے
 بدل کے بہت قرب مخرج دال سے بدل کی ہے اور صراح میں لکھا ہے کہ باصطلاح
 شخرا می عرب اس غل کو اجازہ کہتے ہیں کہ ایک مصرع میں حرف روی طاء حملہ کو لانا
 اور مصرع دیگر میں دال لانا تم کلامہ ح قولہ این نوعی است از کفا ظاہر این قول صحیح
 چہ در اکفا سب تصریح مصنف علام عدم اعتبار قرب مخرج است و در اجازہ اعتبار
 قرب مخرج پس اندراج و نوعیت کی از مخالفین نسبت دیگری صورت نہ بند و
 مگر آنکہ گویند معنی قولہ بے اعتبار قرب مخرج نیست کہ قرب مخرج دران ضروری نیست

باشد یا نہ و ہذا ہوا موافق لما قالہ ابن الحاجب فی المقصد الجلیل لاکفا اختلاف روی
 فان کین مشہبہ مخرج او یحظ ضموقہ سہلا لیکن صاحب مفتاح و خزینہ میگویند اختلاف
 متقارب المخرج را اکفا گویند رتبا عد المخرج را اجازہ و بسیاری از عروضیان دیگر نیز
 موافق ایشان آورده اند بل معنی اجازہ اسچہ مصنف علام آورده در کتابی و پدہ نشد
 تم کلامہ ظاہر ہے کہ اعتراض اول کو خود کچھ سمجھ کر دفع کیا اور اعتراض ثانی اگر صراح
 اور منتخب بھی دیکھتے نہ کر کے کس واسطے کہ منتخب اور صراح میں لکھا ہے کہ اجازہ لوگو
 کہتے ہیں کہ ایک قافیہ کے روی طوی سے اور ایک قافیہ کی رو سے دال ہو اور دال اور
 طوی سے قویب المخرج میں چنانچہ رسالہ مطلوبہ عنہ سید حسن فارسی میں یہ عبارت لکھی ہے
 کہ مخرج ظ و دال بی لفظہ و تالی قرشت از سہ زبان است فافہم ہم چارم سناد و آن

یہ بھی یاد نہیں کہ خود قبل اسکے بیان توجیہ میں حاشیہ لکھا ہے کہ فرق در توجیہ و تبارک
 اوست کہ توجیہ عبارت است از حرکت با قبل روی ساکن خواہ آن حرف با قبل و خیل باشد
 مثل میم کامل و رائل یا نباشد چنانکہ میم قمر و مز و شباع عبارت است از حرکت و خیل کہ
 مابعد تاسیس بود خواہ روی آن ساکن بود خواہ متحرک پس نسبت عموم من وجہ در میان
 این ہر دو متحقق است تم کلامہ ہم ہجیم ایطاد آن اعادت قافیہ بود و چند انکہ تکرار قافیہ یکدگر
 نزدیکتر بود قبحش زیادت بود و ایراد لفظ مشترک مانند عین بمعنی مختلف ایطانہ بود و مجہیز
 اگر لفظ در اصل یکے بود و بتصرف یا وجہ استعمال مختلف شود اختلافی کہ اقتضای
 اختلاف لفظ یا معنی کند مثلاً رجل الرجل یکی نکرہ و دیگر معرفہ و لم تضرب و لم تضرب یکے
 مخاطبہ مونث و دیگر منایہ او و غلام و غلامی یکی بیای اطلاق و دیگر بیای اضافت
 بانفس خود و امثال این ایطانہ بود و اما بر جل و لر جل و یضرب و تضرب و امثال این
 ایطانہ بود پانچوان عیب قافیہ کا ایطاس ہے اور ایطاس بمعنی پامال کردن و پامال کنانید
 منتخب اور غیاث سے اور اصطلاح اہل عروض میں تکرار قافیہ لفظاً و معنایہ ہے اور جتنی کہ
 تکرار قافیہ یکدگر سے نزدیکتر ہو قصیدہ سے میں قبح او سکا زیادہ ہو گا لکھا ہے کہ
 کہ اقل قصیدہ سات بیشین ہین پس اگر اعادہ قافیہ کا بعد سات بیتوں کے ہو گویا
 اعادہ قصیدہ ثانی میں ہے اور یہ طرح اگر اعادہ فن دیگر میں ہو مثلاً تمہید کے بعد
 مدح شروع کرے اور اعادہ قافیہ کا عمل میں لائے کچھ باک نہیں ہے کہ اقال الشکلی
 اور وارو کرنا لفظ مشترک کا مانند عین کے بمعنی چشم و آفتاب و ذات و چشمہ وغیرہ بمعنی
 مختلف ایطانہ ہیں ہے یہی ہے مذہب جمہور کا مگر خلیل تکرار قافیہ باختلاف معنی بھی
 داخل ایطاس جانتا ہے الا باختلاف اسم و فعل مثل ذہب اسم بمعنی زرہ اور فعل بمعنی
 یہ ایطاس سے اسکے نزدیک خارج اور اس طرح اگر لفظ اصل میں ایک ہو اور بسبب
 تصرف کے یعنی گردان کے یا وجہ استعمال مختلف ہو پس وہ اختلاف کہ تصنیف اختلاف
 لفظ ہو یعنی اوس سے اختلاف لفظ ہو جائے یا تصنیف اختلاف معنی ہو یعنی اوس سے اختلاف معنی ہو جائے مثلاً رجل
 اور الرجل کہ ایک نکرہ ہے یعنی کوئی مرد اور دوسرا معرفہ سے یعنی یہ مرد اور لم تضرب اور

لم تضرب بشباع ایک صیغہ موش حاضر کا اور ایک صیغہ موش غایب کا اور غلام
بشباع اور غلامی ایک بیامی اطلاق اور ایک بیامی اضافت طرف اپنی ذات کے
یعنی غلام میر اور امثال اسکی ایطانیہ میں ہے کسو اسلے کہ الرجل اور رجل میں تغایر معنی
ہو گیا اور لم تضرب اور لم تضرب میں اور غلام اور غلامی میں تغایر نظمی ہو گیا ابا رجل اور
رجل اور یضرب اور تضرب اور امثال اسکی داخل الباطن ح قولیضرب وتضرب
منفی نماز کہ حکم مخالفت الرجل از رجل بسبب شدت اتصال افادہ آن میکند کہ یضرب
وتضرب نیز ایطانیہ شد چہ اتصال یا می یضرب نامی تضرب کتر از اتصال الرجل جسے نماید
واللہ اعلم تم کلامہ قائل کہ الرجل وریضرب اور تضرب میں اتصال الف ولام اور یا اور
تا سے غرض نہیں جیسا کہ صاحب حاشیہ نے گمان کیا ہے غرض یہ ہے کہ الرجل اور
رجل میں صورت معنی کے بدل گئی اور معنی تغایر ہو گئے بخلاف یضرب اور تضرب
کہ صورت معنی کی ایک رہی اور آخر لفظ بھی ایک ہی رہا فقط حضور اور غیبت ہشت
تغایر نہیں ہے ہم ششم تضمین و آن تعلق آخر بیت بود باول دیگر بیت چنانکہ در بیشتر
گفتہ آمد و این تضمین غیر انست کہ در صنعت ہای شعر افقد و آن ایراد شاعر بود در انست
شعر خود بیت مشہور کہ برہان وزن و قافیہ بود از شعر دیگری بر سبیل استشہاد و یا مثل
انست اسچہ واجب نمود ایراد آن از علم قافیہ شعرازی واللہ اعلم چھٹا عیب
قافیہ کا تضمین ہے اور وہ تعلق آخر بیت کا ہے ساتھ اول بیت ثانی کو جیسا کہ
پیشتر کہا گیا مثل لم کے کہ آخر بیت اول میں قافیہ ہو اور لفعیل شروع بیت ثانی لئی
اور یہ تضمین سوا اوس تضمین کے ہے کہ داخل صنائع شعر ہے اوسکی صورت یہ ہو
کہ شاعر اپنی شعر میں شعر مشہور شخص غیر کا ہم وزن اور ہم قافیہ بر سبیل استشہاد یا
ضم کرے یہ ہے جو کہ جبکہ واجب تھا ایراد اوسکا علم قافیہ سے شعرازی میں واللہ اعلم
فصل ششم در حروف و حرکات قوافی بنزدیک پارسی گویان و ذکر ردیف حرف
ہمیس را در شعر پارسی اعتباری نیست و کسانیکہ اعتبار کردہ اند ملاحظہ شعر عرب کردہ اند
و حال ایشان ہانست کہ حال کسانیکہ براوزان خاص بعرب شعر فارسی گفتہ اند و چون

تہا سیس ساقط شود و خیل ہم ساقط شود و از حرکات رس و شباع ساقط شود و متصل
 پچھمی حروف و حرکات توانی میں نزدیک فارسی گو یوں کے اور ذکر ردیف میں حرف
 تہا سیس کو شعر فارسی میں کیس طرح کا اعتبار نہیں ہے اور جن لوگوں نے اعتبار کیا ہے
 ملاحظہ شعر عرب کا کیا ہے یعنی بتقلید عرب کہا ہے اور باب لزوم مالا یزوم سے جانا ہے
 اور حال اون لوگوں کا وہی ہے جیسے اذان عرب میں تقلید اشعر فارسی کہے ہیں اور
 جب تہا سیس ساقط ہوا حرف و خیل ہی ساقط ہوا اور حرکتوں سے رس اور شباع
 دونوں حرکتیں ساقط ہوئیں کہ واسطے کہ رس حرکت ماقبل تہا سیس اور شباع حرکت
 و خیل کا نام ہے ہم درود فارسی ہر حرف کے اتفاق افتد شاید خواہ حرف مد خواہ
 غیر آن و واجب بود کہ در ہمہ قصیدہ کی حرف بود بعینہ و ساکن بود و حرکت ماقبل او یعنی
 حذو و کمرکت بعینہ بود مثال ردوف حرف علت الف در کار و بار و او در در و شور و یا
 در تیر و شیر و حسد فی کہ یو او ماند در گور و شور و حرفی کہ نیا ماند در ویر و زیر و مثال حرف کا
 دیگر را در کرد و مرد سین در دست و کاف و کاف و فکر است اور ردوف فارسی
 میں جو حرف کے اتفاق پڑے نہ لڑا رہے خواہ حرف مد خواہ غیر مد اور واجب ہر
 کہ تمام قصیدے میں ایک حرف پڑے بعینہ اور ساکن ہو اور حرکت ماقبل او سکر
 یعنی حذو و کمرکت بعینہ ہوتی ہے مثال ردوف حرف علت کی جیسے الف کا ر و یا
 میں اور و او دور اور سور میں یعنی سرور اور یا تیر اور شیر میں اور و و او جو دہ سے
 مشابہ ہے جیسا گور اور شور میں بحرکت مجہولہ اور وہ حرف حویا سے مذہ سر مشابہ
 جیسا دیر و زیر میں بحرکت مجہولہ اور مثال اور حرفون کی جو عیسہ مذہ ہیں جیسے را کر و و
 مرد میں اور سین دست و بست میں اور کاف بکر اور فکر میں معلوم کیا جا رہے کہ
 اور عروضیوں نے ردوف فقط حروف مذہ کو قرار دیا ہے اور غیر مذہ کو اس جگہ فقید کہا
 اور فقید کو حصر کیا ہے دس حرفون پر یعنی با و خا و را و ا و سین و شین و غین و فا
 و لون و ما اور مثالین یہ کلمی ہیں ابر و صبر و تخت و نخت و خود و درد و بزم و رزم و دست
 و ست و وث و گشت و مغر و لغز و گشت و سفت و بند و پند و چر و مهر اور حرف ردوف کا

بعینہ ایک حرف ہونا تمام قصید سے میں اور اسکی حرکت ماقبل یعنی خذو کا ایک حرکت ہونا بعینہ بس جو کچھ اسکے خلاف ہے اور جمع ہونا حرکت معروف اور مجهول کا مثلاً دور اور شور میں ان سب کا حال عیوب میں لکھا جاوے گا یہاں تصریح اسکی ضرورت نہیں رکھتی ہم و اما روی باشد کہ کچھ حرف بود و یا شد کہ دو حرف بود اول را مفرد خوانند و دوم را مضاعفت و اما روی کبھی ایک حرف ہوتا ہے اور کبھی دو حرف اول کو روی مفرد کہتے ہیں اور دوم کو روی مضاعفت اور عرضیوں نے اس جگہ ردف کو مکرر کہا ہے ایک کو ردف اصلی اور ایک کو ردف زائد ہم روی مفرد و یا شد کہ حرف مد بود مانند الف در جدا و او یا در ہی و صبی دو اور در اسو و پہلو و شبیہ بیاد و دعویٰ یعنی شبیہ بو اور نیکو وینو و یا شد کہ غیر مد بود مانند ال در کرد و مرد و در اکر و سفر و اور روی مفرد کبھی حرف مد ہوتا ہے جیسا الف جدا اور رو این اور یا بھی اور صبی میں اور و اور اسو اور پہلو میں اور را سو یعنی نیو کہ ہے اور شبیہ یا جیسا دعویٰ اور یعنی تیر اور شبیہ بو اور جیسا نیکو اور مینو میں اور کبھی روی مفرد غیر مد ہوتی ہے مانند حرف دل کے کرد و مرد میں اور مانند حرف را کے کرد اور سفر میں ہم روی مضاعفت از حرف ہا می حدود بود و بشرط ہا می مخصوص اما شہر طہا آن بود کہ قافیہ مردف بود و مردف کی از حروف مد بود و آن دو حرف کہ روی باشد ہر دو در کلمہ اصلی باشند و حرف اول یا دو او ہر دو مجهول الحکۃ بہ شدت اور روی مضاعفت حروف محدود سے ہوتی ہے اور اس میں شریطین ہیں اول یہ کہ قافیہ مردف ہو دوسرے یہ کہ ردف ایک حرف مد سے ہو تیسرے یہ کہ وہ دو حرف روی کے کلمے میں اصلی ہوں چوتھے یہ کہ حرف پہلا یا او و او کا و معنون مجهول الحکۃ ہوں جیسے بخت اور سوخت کہ قافیہ مردف ہے اور و او اور یا از نہیں جہد مد میں اور دونوں حرف روی یعنی خا اور تا کلمے میں حرف اصلی ہیں اور حرف اول و او اور یا کا یعنی با اور سین بخت اور سوخت میں مجهول الحکۃ میں صاحب حاشیہ نے لفظ و او کو دور کر کے یہ عبارت لکھی ہے کہ اول یا ہر دو مجهول الحکۃ باشند اور پہلے اس عبارت کے لکھا ہے از دو حرف روی اور دوسرے یہ حاشیہ لکھا ہے

ح قولہ اول یا ہر دو مجهول الحکرکتہ باشند ظاہر آنست کہ در بیشتر ازین کلمات ممشدہ
 مابعد ہر دو حرف روی مضاعفت ساکن واقع شدہ مثل رست و ساخت و یافت و پشت
 آری در بعضی از کلمات پارس و کار و حرکت حرف اول مختلسہ است اما حرکت مجهولہ ذکر کی
 ازین کلمات بر اول و ثانی حرف روی یافتہ نمی شود معلوم نیست کہ مصنف علامہ از حرکت
 مجهولہ چہ ارادہ ساختہ است تم کلامہ مقابل ایک مرد قابل سے کہ نا آشنای علم طب تھے
 حاشیہ میزان الطب پر لکھا اور تب نو بہ کی جگہ نوبت کے معنی لغت میں دیکھ کر حاشیہ پر
 ثبت کیے کہ نوبت چیز سیست کہ بر در شامان می نوزند الحق کہ بدون فہم معنی کے
 حال تحریر کا ایسا ہی ہوتا ہے اور معلوم ہو کہ بعضے نسخوں میں وہ عبارت ہے جو لکھی گئی
 اور بعض نسخوں میں یہ عبارت ہے کہ و حرف اول با ہر دو مجهول الحکرکتہ باشند
 پس محشی نے باکو جو بای موحده ہے یا بای تثنائی پڑھ کر مطلب کو خراب کیا ہے
 ورنہ معنی یون ہی بنتے ہیں کہ حرف اول ساتھ دونوں حرف روی کے مجهول الحکرکتہ
 مثلاً بخت میں حرف یا کہ خا اور تا سے ملا ہوا ہے اور دوست میں واو کہ سین اور
 تا سے ملا ہوا ہے مجهول الحکرکتہ ہو پس اس صورت میں بھی وہی معنی ہوتے ہیں
 ہم اما حرف ہائی کہ در روی مضاعفت افتد باستقر معلوم شدہ است کہ حرف اول کیے
 ازین ہفت حرف باشند خا و را و سین و شین و فا و نو و و را کہ درین لفظہا مجتمع اندیش
 ثر حرف دوم کیے ازین شش حرف باشند یا و تا و جیم و وال و سین و کان کہ
 درین لفظہا مجتمع اند سکست بجد و وقوع آن در امثال این کلمات است رست نیست
 دوست بیت داشت گوشت یافت گوشت فریفت ساخت بخت وخت کاشت کوشک
 کار و مورد راند بانگ پارس جا با سپ کو فح نیز فک غیر ذکر و دوست و لیکن جو حرف کہ روی
 مضاعفت میں واقع ہوتے ہیں باستقرار و تلاحش معلوم ہوا ہے کہ حرف اول اول
 سات حرفوں سے ہوتا ہے جو مرقوئہ متن میں اور مجموعہ او کا مختفص ثر حرف ہی یعنی
 سخن او کا عمیق اور تہ و تار ہے اور حرف دوسرا ان چہ حرفوں سے ہوتا ہے جو مرقوئہ
 متن میں ہو مجموعہ او کا سکست بجد ہی یعنی خاموش ہوا بکو شش یا جہ مقابل ہزل ہے

کنز اور غیاث سے اور مثالیں انکی جوہر قوۃ متن بین اور حروف ثانی بین جو کاف ہوا
 اوس سے مراد کاف پارسی اور کاف تازی دونوں بین اور شالون میں بیت بمعنی بہت
 با ثانی مجہول امر ہے ایستادن سے یعنی توقف کن بران سے اس واسطے کہ ماقبل مدہ
 حرکت مجہولہ شرط میں داخل ہے اور بخت صیغہ ماضی ہے بختن سے بابا فارسی ہزون
 ریختن بمعنی چیدن بران سے اور کاشک مخفف کاشکے ہے کہ اصل میں کاشش تھا
 ای مخفی کہ کاف بیانی کے آخر میں تھی بسبب کسر کے یا ی تثنائی سے بدل ہوئی
 کاشکے ایک لفظ ٹھہرا جو ہر الحروف اور غیاث سے اور کوشک بسکون ثالث بنامی بند
 اور قصر کو کہتے ہیں بران سے اور کارو بمعنی کزلک ہے کہ عربی بین اوسکو سکین کہتے ہیں
 اور مورد بضم اول و سکون ثانی مجہول و ثالث و دال و بجز نام ایک درخت کا ہو کہ اوسکو
 آس کہتے ہیں پتی اوسکی نہایت سبز اور تر و تازہ ہوتی ہیں اور دواؤں میں استعمال
 کرتے ہیں اور بسبب نہایت سبزی کے زلف محبوب سے نسبت دیتے ہیں اور نہایت
 مہر و نگین آیا ہے بران سے اور پارس بابا ی فارسی نام ایک ولایت کا ہے اور وہ
 چار شہر ہیں شیراز اور سپاہان اور کرمان اور سبزدار اور استعمال میں ایک حرف
 پارس کا زیادہ وزن سے آتا ہے کشف اللغات سے اور بمعنی یوز اور نام پہلو بن سام
 بن نوح علیہ السلام بھی ہے بران سے اور جاماسب بابا فارسی نام حکیم کا کہ فرزند شاپ
 شاہ کا تھا اور جاماسب نامہ اوسکی مصنفات سے ہے کذا فی الکشف اور کوخ کو بران
 اور جہانگیری میں بفتح فاکھا ہے بمعنی نام جماعت کہ کوستان کرمان میں رہتے ہیں
 اور کوخجان کو بران میں بروزن بوستان اور کشف میں باقا، موقوف جماعت مذکور
 اور قفس لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوخ بفتح فاء و سکون فاء و دونوں طرح آیا ہو اور تحصیل
 کہ سکون فاء مخفف کوخجان ہو اور نیزکسح نیز اول ثبانی کشیدہ و برای فاری زیادہ کیا ہے
 کہ ہر درخت پچھو و عربی عشقہ گویند کذا فی البران انا با کاف دیدہ نشد شاید مثل کاشک
 افزودہ باشند تم کلامہ بران میں لفظ نیز بدون کاف ہے اور یہاں مع الکاف اور
 دونوں حرف روی کے اصلی درکار ہیں ایسا قیاس مفید نہیں اور غیر شرح غیر یکسر اول

و یا رجحول و زامی فارسی نموده امر غیر بدین است کہ بمعنی بزائو و چهار دست و پانشتہ نسبت
 مانند طفلان و بزایدت دال چنانکہ مصنف آورده دیدہ نشد شاید در بعضی اسناد دال را
 زائد کرده باشند مثل کاف در کاشک و الداء علم تم کلامہ ظاہر ہے کہ غیر امر و غیر بدین
 مصدر بران مین نگہا ہے اور یہاں غیر و مع الدال آیا ہے اور دونوں حرف روی کے
 اصلی درکار ہیں کیا عجب کہ مثل غیر بدین کے غیر و ن بھی مصدر آیا ہو جیسے گز انیدان اور
 گذاردن و گستریدن اور گستر و غیرہ اور غیر و ماضی اوس سے ہو اور کر و ورس ح کر و
 ہو و رجحول بمعنی نشاط و اندوہ از لغات اضداد است کذا فی النہیات اما حال دال را بر حال
 دال غیر و قیاس باید فرمود تم کلامہ یہ قیاس صاحب حاشیہ کا بکار آمد نہیں کہ بران اور
 کشف مین یہ لفظ بدون دال ہے اور یہاں مع الدال اور دونوں حرف روی کو اصلی کما
 ہیں سو اس کے بران مین کر و ز بر وزن خروس نگہا ہے اور یہاں حرکت تا قبل رفت
 مجہولہ چاہیے شاید کہ کر و زون بھی کوئی مصدر آیا ہو ہم و این دو حرف چون در تقاطع
 شعر افتد آنرا و وزن بجای یک حرف شمرند چنانکہ گفتہ ایم و روی مقید باشند تو جویہ
 و این جنس در تافہ تازی واقع نہ باشد و اما اگر در تقاطع نہ باشد اتصال این دو حرف
 یا بحر نے ساکن ہو یا بحر نے متحرک و اگر بحر نے ساکن ہو چنانکہ در لفظ راستی روی
 بود چہ ہر دو حرف روی را متحرک شمرند و اگر اتصال شان بحر نے متحرک ہو چنانکہ گویم
 راست شو اگر یک حرف دزدیدہ شود تا بر وزن فاعلن شود و روی را یک حرف بیش نہ باشد
 و اگر ہر دو حرف مستوفی در تعلق آزند تا بر وزن متعلقن شود ہر دو حرف روی متحرک باشد
 و روی در نیصورت نے وصل باشد و بر جملہ چون روی دو حرف متحرک باشد متصل باشد
 بوصل اسم مجری آن حرکت لائق تر باشد کہ بوصل پیوستہ بود و حرکت اول را آن اولی کہ
 با سہمی دیگر خوانند و چہنیں چون ہر دو حرف متحرک باشند یا یکی و بوصل متصل نہ باشد اسم مجری
 بران حسہ کہ تہا لائق نہ باشد و این حکمہا کہ گفتہ آمد خاص ست باین لغت است اور یہ
 دو حرف یعنی روی مضاعف کہ دونوں ساکن ہیں جہت آخر شعر میں واقع ہوتے ہیں
 او کہ و وزن مین کما ہی یک حرف شمار کرتے ہیں جیسا کہ کہا ہے اول کتاب مین اور روی

مفید ہوگی نئے توجیہ کے یعنی حقیقت میں مثلاً لفظ راست میں تاروی ساکن ہے اور
 سین اور سکے ماقبل بقیاس تازی متحرک چاہیے تھا اور حرکت اوسکی توجیہ ہوتی اور بیان
 سین دوسرا حرف روی کا واقع ہوا ہے اور ساکن ہے پس گویا روی ساکن ہے
 بدون توجیہ کے اور اس قسم کا قافیہ تازی میں واقع نہیں ہوتا بسبب اسکے کہ دو حرف
 روی دونوں ساکن اور ماقبل اونکے مدہ مدہ بھی ساکن پس وقوع میں حرفون ساکن کا
 آخر شعر تازی میں نہیں ہوتا اور اگر یہ دو حرف آخر شعر میں نہ ہوں حشو میں ہوں اتصال
 ان دونوں حرفون کا یا بحر حرف ساکن ہوگا یا بحر حرف متحرک اگر بحر حرف ساکن ہوگا جیسا کہ
 لفظ راستی میں کہ یا ساکن سے اتصال ہوا اس صورت میں روی مطلق ہوگی یعنی متحرک
 اس واسطے کہ دونوں حرف روی کو متحرک شمار کرتے ہیں اور راستی کو بروزن فاعلن کہتے ہیں
 اور اگر اتصال اونکا بحر حرف متحرک ہو جیسا کہ راست شو اگر اس میں ایک حرف وزیدہ کہجیے
 اور بروزن فاعلن کہیے روی پر ایک حرکت سے زیادہ ہوگی کس واسطے کہ ایک وزیدہ
 ہو گیا ایک حرف جو باقی رہا اوس پر ایک ہی حرکت چاہیے اور اگر دونوں حرف مستوفی
 اور تمام کردہ شرہ یعنی پُر پُر میں تا بروزن مفتعلن ہو دو حرف روی کے متحرک ہونگے
 اور روی اس صورت میں بی وصل ہوگی اس واسطے کہ حرف وصل متحرک نہیں ہوتا اور
 منفصل نہیں ہوتا اور بر جملہ یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ جب روی دو حرف متحرک ہونگے
 اور وصل سے ملین گے جیسے لفظ راستی میں کہ بروزن فاعلن ہے نام مجرے کا اس
 حرکت روی کو زیبا ہے کہ مجرے حرکت روی متحرک کو کہتے ہیں امد بیان روی متحرک
 وصل ساکن سے ملی ہے اور حرکت حرف اول کا بہتر یہ ہے کہ اور نام رکھیں کس واسطے کہ
 حرف روی دو ہیں اور دونوں متحرک ایک کی حرکت کا نام مجرے ہوا دوسری کا نام اور
 چاہیے اور سیطرہ جب دونوں حرف روی متحرک ہوں جیسے راست شو میں بروزن مفتعلن
 یا ایک حرف متحرک ہو دوسرا ساکن جیسے راست شو میں بروزن فاعلن اور وصل سے
 متصل نہو جیسے بیان شو کا شین متحرک اور منفصل ہے وصل نہیں ہو سکتا ہے حرف وصل
 ساکن اور منفصل چاہیے اس صورت میں اہم مجرئی ان حرکتوں پر لائق ہے اس واسطے کہ

جھری نام حرکت روی متحرک کا ہے جو متصل ہوتا ہے وصل سے اور پیمان وصل نہیں
 اور روی متحرک ہے پس یہ احکام کہ کہے گئے خاص میں لغت فارسی میں تازی میں یہ
 صورتیں قافیون کی نہیں ہوتی ہم و اما وصل حرفی زائد باشد کہ بعد از روی آید اگر متصل
 نبود و بعضی گفتم اندر وصل ازین شش حرف باشد تا ویم و شین و یا و وال و یا چنانکہ در نسبت
 و سخم و سخمش و سخی و گوید و گفتمی آید ت و اما وصل ایک حرف زائد ہوتا ہے کلمہ سے
 اور تکرار و سکی واجب ہوتی ہے اور بعد روی کے آتا ہے اور کلمے سے جدا نہیں ہوتا
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ وصل ان چہ حرفوں سے ہوتا ہے تا ویم شین یا و وال یا جیسا کہ
 سخم و سخمش اور سخی اور گوید اور گفتمی میں آتا ہے ہم و این صر و جب نسبت
 چہ پاکہ در خطاب باشد مثلاً گوئی تو درین سخی یا در صفت چنانکہ در لفظ خوش سخی یا
 در نسبت چنانکہ در شہری دیگر باشد و شبیہ بیا کہ در نکرہ آید مثلاً گوئی سخی از سخم یا
 در تقدیر فعل چنانکہ گوئی اگر گفتمی و کاشکی گفتمی و بخواب دیدم کہ گفتمی و این دو حرف باشد
 و یکی گرفته اند ت اور یہ صر چہ حرفوں پر واجب نہیں ہے اس واسطے کہ یا ی خطاب
 جیسا کہ کہے تو کہ تو درین سخی یعنی تو بیج اس بات کی ہے اور یاے کلمہ توصیف جیسا لفظ
 خوش سخی میں یعنی سخن خوش اور یا ی نسبت جیسا کہ شہری میں یعنی شہر کا رہنے والا
 پس یہ یا اور ہے یعنی یاے معروف ہے اور شبیہ بیا یعنی یاے مجہول کہ مکرے میں
 آتی ہے مثلاً کہے تو سخی از سخم یعنی گوئی سخن سخم سے یا تقدیر فعل میں ہوتی ہے یعنی
 جس میں وقوع فعل ثابت نہو جیسا کہ کہے تو اگر گفتمی یعنی اگر کہتا میں و کاشکی گفتمی
 کاشکی کہتا میں و بخواب دیدم کہ گفتمی یعنی خواب میں دیکھا میں کہ کہتا تھا اور ہی اور یہ
 دو حرف ہیں یعنی ایک یا ی معروف اور ایک شبیہ بیا یعنی یا ی مجہول اور عربیوں نے
 ایک ہی یو بی ہی چہ حرفوں میں ح یعنی شبیہ بیا کہ عبارت است از یا ی مجہول کیفیت
 حرف مرکب است از الف و یا و تفصیلش در اول کتاب گذشت ہم و نیز الف نرا چنانکہ
 گوئی پس ازین قبیل است و خارج است از حروف مذکور ت اور الف نرا جیسا کہ کہے تو
 پس یعنی ای پس اسی قبیل سے ہے اور خارج ہے حروف شش گانہ مذکورہ سے

ہم چنانچہ کاف تصغیر چنانکہ کوئی سپرک و در بعضی لغات بدل کاف تصغیر و او بودت اور
 اسطرح کاف تصغیر جیسا کہ کہے تو سپرک یعنی سپر خرو اور بعضے لغت میں بدل کاف تصغیر کی
 و او ہے یعنی سپر و مثال او سکی شہر بر من نظری نمکینی ای سپر و چشم خوش تو کہ آؤین
 با و برو ہم دونوں مصدر چنانکہ در لفظ گفتن و کردن ہم ازین قبیل است و خارج است
 از حروف شش گانہ است اور نون مصدر جیسا کہ لفظ گفتن اور کردن میں ہے اسی قبیل سے
 اور خارج ہے حروف شش گانہ سے ہم و بر جملہ تحقیق درین موضع آنست کہ ہر حرف
 ساکن کہ جاری مجری این حروف باشد کہ بروی مطلق پیوند و تاملکہ بآن تمام شود از قبیل
 وصل بودت اور فی الجملہ تحقیق اس جگہ یہ ہے کہ جو حرف ساکن کہ قائم مقام ان حروف
 کہ روی مطلق سے ملے تو کلمہ بسبب او سکے تمام ہو قبیل وصل سے ہے ہم و دیگر کلمات
 الف اطلاق بر رسم عرب بکار داشتہ اند چنانکہ گویند شود او گوید او از قبیل وصل شمر دہ و
 استعمال آن الف اصلاً خطا است چہ عرب را الف و او و یا از اشباع حرکات او اخر
 کلمات حادث شود و عجم را او اخر کلمات متحرک نباشد پس آنجا حرکتی در افزودن و آن را
 اشباع کردن تا حرفی حادث شود و خروج باشد از لغت است اور معلوم ہو کہ قدمانے
 الف اطلاق کو مثل عرب کے استعمال کیا ہے جیسا کہ کہتے ہیں شود او گوید او از قبیل
 وصل شمار کرتے ہیں اور استعمال الف کا مطلقاً خطا ہے کسوا سطر کہ لغت عرب میں الف
 اور او اور یا اشباع حرکات او اخر کلمات سے پیدا ہوتی ہیں اور زبان عجم میں او اخر
 کلمات متحرک نہیں ہوتے پس زبان عجم میں ایک حرکت کا زیادہ کرنا اور او سکوا اشباع کرنا
 یہاں تک کہ ایک حرف پیدا ہو خروج سے ہے لغت سے یعنی یہ بات زبان عجم سے خارج ہے
 ہم و آماں روج درست تر آنست کہ در پارسی خروج نیست از جهت آنکہ وصل متحرک نیست
 و باین سبب یوسف عروضی کہ در تمیذ قواعد عروض و توانی پارسی مانند خلیل است و توانی
 در ثنائی حروف توانی پارسی خسرو جہاں نیاوردہ است و آخر خروج ٹھیک یہ بات ہے
 کہ پارسی میں خسرو جہاں نہیں ہے اس سبب سے کہ پارسی میں وصل متحرک نہیں ہے
 اور جب وصل متحرک ہو گا مگر حروف مابعد یعنی ردیف ہو جائے گی اور اسی سبب سے یوسف عروضی

کہ تمہید تو اعد عروض و قوافی پارسی میں مانند خلیل کے ہے تازی میں حروف قوافی فارسی
 میں جن سے روج نہیں لایا ہے ہم و بعضی گفتہ اند چون حرف وصل متحرک شود و لب کئی
 دیگر متصل گردد آن ساکن خروج باشد و حرکت وصل نفاذ چنانکہ گوئی زدمش و پسندش
 وال روی است و میم وصل و شین خروج است اور بعضی کہتے ہیں کہ جب حرف وصل
 متحرک ہوتا ہے اور ایک ساکن سے ملتا ہے وہ ساکن خروج ہے اور حرکت وصل کا
 نام نفاذ ہے جیسا کہ کہے تو زدمش و پسندش یعنی مارا سینے او سکوا اور پسند کیا سینے
 او سکوا وال روی ہے اور میم وصل اور شین جن سے روج ہم و باشد کہ خروج بجز حرکت وصل
 با و پیوند چنانکہ گوئی پس ریش و خبر ریش اور کبھی خروج بجز حرکت وصل و مل سے ملتا ہو
 جیسا کہ کہے تو پس ریش اور خبر ریش یعنی ایک پس را و سکا اور ایک خبر او سکی ہم و بعضی حرفی
 دیگر را کہ بجز روج پیوند و ہمیرین قیاس کہ در اتصال خروج بوصل گفتہ اند زائد نام نہادہ اند
 چنانکہ درین قافیہ کہ زوہ انت و بستہ انت دال روی است وائی کہ در حال حرکات
 ہمزہ در تلفظ بدل او است وصل و میم خروج و تا زائد است اور بعضی جب ایک حرف اور
 خروج سے ملتا ہے او سکوا بر قیاس اتصال خروج بوصل زائد کہتے ہیں اور بعضوں نے
 او سکا نام مزید رکھا ہے جیسا کہ اس قافیہ میں زوہ انت و بستہ انت یعنی مارا ہے سینے
 بچکو اور بیا ہے سینے بچکو اس میں دال روی ہے اور وہ ہا کہ حالت تحرک میں ہمزہ تلفظ
 میں بدل اوس ہا کے ہے وصل ہے اور میم خروج ہے اور تا زائد یا مزید ہم و از نیجا لازم آئے کہ
 چون گویند اگر زوہ امیت و بستہ امیت یا حرفی دیگر کہ بیا ماند زیادت شود بلقی دیگر احتیاج
 افتد یا زائد زیادت از یک حرف روا باید داشت و شاید کہ ازین ہم زائد شود و اور اس جگہ
 لازم آیا کہ جب کہیں اگر زوہ امیت و بستہ امیت یعنی اگر مارتا میں بچکو اور اگر لتیا میں بچکو
 یا کوئی حرف اور کہ مشابہ یا کے ہو اور زیادہ ہو کسی اور لقب کی حاجت پڑے اور لقب
 نابہ ہے بمعنی نافہ اور نفرت کنندہ کہ سب حرفوں سے کنار کش ہے پس زوہ امیت
 اور بستہ امیت میں دال روی اور ہا کہ بدل اوس کے حالت تحرک میں ہمزہ تلفظ میں
 آتا ہے وصل اور میم خروج اور یا مزید اور تا نابہ ہے اور مشابہ اس کے یہ مثال ہے

بیعت دل کہ بدست تو سپردستمش بد بارزہ اکنون کہ نبردستمش و وال ردی اورین
 وصل اور تا خروج اوریم فرید اورشین نایرہ ہے یا زائد کہ زیادہ ایک حرف سو رو اورین
 یعنی نایرہ نیکے زائد ثمنے کیے اور شاید کہ اس سے بھی زیادہ ہو مثال اورین کی ہے
 بیعت آن دل کہ بدست تو سپردستمش ای جان بدہ اکنون کہ نبردستمش بعد وال ردی
 اورین وصل اور تا خروج اوریا فرید اوریم اورشین نایرہ ہم واولی آنکہ ہر جہ بعد از روی
 وصل آید جملہ از حساب ردیف شمرند و همچنین حرف وصل را چون متحرک شود از حساب
 ردیف شمرند اور بہتر یہ ہے کہ جو حرف بعد روی اور وصل کے آئین سب کو حساب
 ردیف سے شمار کریں اور سیطرہ حرف وصل کو بھی جب متحرک ہو حساب ردیف سے
 جانیں ح و بنا براین قول لازم می آید کہ درین بیعت آنکہ درودک دیدہ وطن ختمش
 قدر شناخت چو ایشک از نظر انداختمش ویم وشین را ردیف گویند و شاید کہ قایل این
 قول برخلاف جمہور شعرا التزام کنند تم کلامہ خلاف جمہور کیا بلکہ ایک جماعت شعرا کا بھی
 مذہب ہے ہم و ردیف در اصل خاص بود بزبان فارسی و متاخران شعرا می عرب از
 پارسی گویان فر اگر فہ اند و بکاریدارند و این حرفی باشد یا کلماتی کہ بعد از روی موصول
 یا غیر موصول مکرر شود و رہہ توانی و اعتبار روی تکرار الفاظ است و بمعنی اعتباریت
 چہ اگر ردیف در بہ قصیدہ بیک معنی بود یا بمعانی مختلف یا بعضی را معنی باشد بعضی را
 نہ باشد سبب آنکہ بعضی بالفرد اعطی باشد و بعضی جزیی باشد از لفظی زو بود مثلاً
 اگر قافیہ یاد و باد و شاد باشد و ردیف شاہ و وقتی معنی ملک آید و وقتی معنی شاہ و شہ
 و در میانہ یک قافیہ باد شاہ آید و شاہ درین لفظ جزیی از کلمہ است و بالفرد هیچ معنی
 ندارد و وقوع این جملہ در موضع ردیف کیسان باشد بی تفاوتی ت اور ردیف
 اصل میں خاص بزبان فارسی ہے اور متاخران عرب نے فارسی گو کویشو اخذ کی ہے
 اور استعمال کرتے ہیں اور یہ ردیف حروف ہوتی ہیں یا کلمات کہ بعد روی موصولہ
 یا غیر موصولہ کے مکرر آتے ہیں سب توانی میں اور معتبر ردیف ہیں مکرر الفاظ ہے
 معتبر نہیں اس واسطے کہ اگر ردیف تمام قصیدے میں ایک معنی پر ہو یا بمعنی مختلف

بعض کی معنی ہوں بعض کے معنی ہوں بسبب کہ جداگانہ ایک لفظ ہو بعض جزو لفظ ہو اور مثلاً اگر قافیہ
یا دوا دوا و شاد و دوا و لہو شاد و کبھی جنی ملک کبھی معنی شاد و شاد و اور در میان میں ایک قافیہ بادشاہ کا
آئے اور شاد اس لفظ میں جزو کلمہ ہے اور تنہا کچھ معنی نہیں رکھتا ہے وقوع اس کا
موضع ردیف میں یکساں ہے نہ تفاوت پس اگر کہے تو کہ شاد بھی معنی بادشاہ ہے اور
بمعنی ہے کہ ہم کہ شاد بالافراد بمعنی ہے نہ جزو بادشاہ ہم دور ردیف مقدار
اعتباری نیست چہ اگر نامی صریح مشتعل بر قافیہ و ردیف باشد و الود و چنانکہ در کثرت
اعتباری نیست و قلت ہم اعتباری نیست و چون معنی ردیف روشن شد معلوم شد
کہ آنچه بعد از وی وصل آید اگر بحرف باشد و اگر زیادت جملہ از حساب ردیف باشد
ت اور ردیف میں مقدار معتبر نہیں ہے اس واسطے کہ اگر تمام مصرع شامل ردیف قافیہ
روا ہے مثال یہ ہے بیت زر بہر بتان ثار کردم پس بہر بتان ثار کردم اور
جیسا کہ کثرت کا اسمین اعتبار نہیں ہے قلت کا بھی اسمین اعتبار نہیں ہے اور جب معنی
ردیف کے ظاہر ہوئے معلوم ہوا کہ جو کچھ بعد روی اور وصل کے آئے ایک حرف ہو
جیسے لفظ کرد مش میں شین یا زیادہ جملہ حساب ردیف سے ہے ہم اگر گویند ہمیں
بیان لازم آید کہ وصل را ہم اعتباری ہو دوا را ہم از حساب ردیف شمرند گوئیم کہ اگر یہ
حکم وصل در وجوب تکرار بعد از تہید قافیہ حکم ردیف است اما بسبب آنکہ بی حرف وصل
است تمام کلمہ قافیہ و انقطاع شش آنجا کہ وصل متصل ہو صورت نمی بندد و ردیف خلافت
انست چہ کالشی المابین است و وصل را بقافیہ تعلق زیادت لازم است بخلاف ردیف
و بتان سبب اور احکم مفروضہ ادا و واجب پس میان او و ردیف فرق ظاہر باشد اما
در خروج بخلاف انست چہ وقوع خروج بعد از وقوع وصل تواند بود و چون وصل میان او
در وی فاصل گردد کالمابین شود پس حکم ردیف شود اگر کہیں کہ اس بیان سے
لازم آتا ہے کہ وصل کو بھی اعتبار نہیں ہے اور وصل کو بھی حساب ردیف سے گنا چاہو
کہیں گے ہم کہ اگر چہ حکم وصل کا وجوب تکرار میں بعد قافیہ کے حکم ردیف کا ہے لیکن
اس سبب سے کہ تمام ہونا قافیہ کا بی حرف وصل کے اور انقطاع اوس سے قافیہ کا

جہاں کہ وصل سے متصل ہوتا ہے صورت پذیر نہیں ہے اور ردیف بخلاف اسکے ہر
 یعنی تمامی قافیہ ہر ردیف صورت پذیر ہے اس واسطے کہ ردیف مثل شے غیر کے ہے
 اور وصل کو قافیہ سے ایسا تعلق ہے کہ زیادت اسکی لازم ہے بخلاف ردیف کے
 کہ زیادہ ہونا اسکا لازم نہیں ہے لہذا وصل کو واسطے حکم مفرد تجویز کرنا واجب ہے
 یعنی وصل کے واسطے وہ بات ہے جو ردیف کے واسطے نہیں ہے پس درمیان وصل
 اور ردیف کے ایک فرق ظاہر ہے لیکن باب خروج میں بخلاف اسکے حکم ہے
 اس واسطے کہ وقوع خروج کا بعد وقوع وصل کے ہوتا ہے اور جو وصل درمیان خروج
 اور روی کے فاصل ہوتا ہے پس خروج مثل غیر کے ہے روی سے پس حکم خروج کا
 حکم ردیف کا ہے مبانی میں حاصل یہ کہ وصل کو سبب عدم مبانی کے روی سے
 ردیف کہنا مناسب نہیں اور حسن خروج کو سبب مبانی کے روی سے ردیف کہنا مناسب
 ہم و در لغت تازی چون ردیف معتبر نبوده است باعتبار خروج در حال متحرک وصل
 احتیاج افتاده اما در لغت پارسی بسبب اعتبار ردیف از اعتبار وصل متحرک و خروج
 استغنا حاصل است اور لغت تازی میں جو ردیف معتبر نہیں ہے اعتبار خروج کی
 بحالت متحرک وصل احتیاج ہونی کہ بدون خروج تحریک وصل ممکن نہ تھی مگر لغت پارسی میں اعتبار
 اعتبار وصل متحرک اور خروج سے استغنا حاصل ہے یعنی مناسب ہے کہ وصل متحرک
 اور حسن خروج کو پارسی میں داخل ردیف کہیں کہ ردیف پارسی میں معتبر ہے ہم
 و با مہ سخن شویم و گوئیم ازین بحث روشن شد کہ حروف قافیہ در پارسی پنج است
 اردف ب روی مفرد ج حرف اول از روی مضاعف و حروف دوم از روی مضاعف و وصل
 ہم پنج است اذ وہ توجہ مجری و حرکت جمہول کہ حرف اول روی مضاعف
 را بودہ حرکتی کہ حرف دوم روی مضاعف را بود یا روی مفرد را بود و در حال اتصال
 بتحرکی کہ بعد از روی آیدت اور اصل مطلب پر آئین ہم و در کہیں ہم کہ اس بحث سے
 ظاہر ہو کہ حرف قافیہ کے پانچ ہیں اول ردف دوم روی مفرد سوم حرف اول
 روی مضاعف سے چارم حرف دوسر روی مضاعف سے پنجم وصل اور حرکتیں بھی

پانچ ہیں اول جذو یعنی حرکت ماقبل ردف دوم توجیہ یعنی حرکت ماقبل روی ساکن سوم مجری یعنی حرکت روی متحرک چہارم حرکت مجہول کہ روی مضاعف سے جو پہلے حرف ہے اوس پر ہوتی ہے جیسے حرکت بای نجت اور رای نجت پنجم وہ حرکت جو حرف دوم روی مضاعف پر ہوتی ہے یا روی مفرد پر ہوتی ہے در حالت انفصال متحرک کہ بعد روی کے آتا ہے جیسے حرکت تاکی راست شونین جو بر وزن مفتعلن ہے کہ تا متحرک ہے اور شنین وصل کا بھی متحرک اسکو مجری کہنا سچا ہے کہ مجری کہنا اوسکو مناسب ہے جو روی حرف ساکن سے ملکر متحرک ہو اور اسی طرح روی مفرد جیسے در دو جب حرف وصل متحرک سے ملے جیسے در دو مل یہ حرکت بھی مجری سے الگ ہے ہم و پنچا نکہ ہر چہ زیادت از وصل باشد بعد از روی و مکرر شود و آنرا ردیف خوانند ہر چہ زیادت از ردف باشد پیش از روی و مکرر شود از قبیل صنعت یا باشد و آنرا بقافیہ تعلق نباشد است اور بطرح جو کچھ کہ زیادہ وصل سے ہوتا ہے بعد روی کے یعنی بعد وصل کے کہ وصل اور روی جدا نہیں ہو سکتی اور مکرر آتا ہے اوسکو ردیف کہتے ہیں اوسیطرح جو کچھ کہ زیادہ ردف سے ہوتا ہے قبل روی کے یعنی قبل ردف کے کہ ردف اور روی جدا نہیں ہو سکتے اور مکرر آتا ہے وہ بن قبیل صنائع ہے اور اوسکو قافیہ سے کچھ تعلق نہیں ہے ہم و اگر آن کر فظی باشد چنانکہ گویند کرد یاد و کرد شاد چون قافیہ یاد و شاد باشد آن را حاجب خوانند الا آنکہ مکرر حاجب واجب نبود بل از باب لزوم بالایلزم باشد چہ اگر رعایت کنند نوعی اور باشد و اگر نکنند حرجی نباشد است اور اگر وہ مکرر جو زیادہ ردف سے ہوتا ہے ایک فظ ہو جیسا کہ کے نو کرد یاد اور کرد شاد چنانکہ قافیہ یاد اور شاد ہے اوسکو حاجب کہتے ہیں مگر تکرار حاجب کی واجب نہیں ہے بلکہ لزوم بالایلزم سے ہے اگر رعایت اوسکی کریں ایک صنعت ہے اور اگر فکر بن کچھ خرج نہیں ہے معلوم ہو کہ کبھی ایک لفظ حاجب ہوتا ہے جیسا کہ کرد یاد و کرد شاد میں اور کبھی زیادہ جیسے اس بیت میں بیت ہر چند رسد ہر نفس از یار نمی دہد یا رنشد ورنج دل از یار دے

کہ اس میں از اور یار و لفظ حاجب ہیں اور کبھی حاجب در میان دو قافیوں کے ہوتا ہے جیسے اس رباعی میں رباعی ای شاہ زمین بر آسمان داری تخت چست است عدو تا تو کمان داری سخت یہ جملہ سبک آری و گران داری تخت یہ پیری تو بتدبیر و جوان داری سخت یہ اور جو شعر کہ مثل حاجب ہوتا ہے اس کو عجوب کہتے ہیں اور حاجب لغت میں یہ معنی پردہ دار ہے پس یہ حاجب بھی گویا پردہ دار قافیہ ہے کہ قبل اس سے ہے و مکرار ردیف واجب بود مکرر ترجیعہا یا اسجا کہ شاعر بطریق بدعت ردیف بگردانند یا ترک کند و ذکر علت و عذر ایراد کند و ہر بدعت کہ لطیف و مقبول بود نوعی از صنعت باشد مثال تغیر ردیف بطریق بدعت آن ست کہ کمال اصفہانی درین روزگار در قصیدہ بعضی را ردیف می آمد کردہ ست و بعضی را می آید آوردہ ست و مطلع قصیدہ اینست بلیت سپیدہ دم کہ نسیم بہار سے آمد یہ نگاہ کردم و دیدم کہ یار می آمد یہ در موضع تغیر باین نوع گفتہ است بلیت ز بھر قال ز ماضی شدم بہ استقبال یہ کہ این ایام چنین خوشگوار می آید یہ زہی رسیدہ بجای کہ پیش خاطر تو یہ ہمہ نہان سپہ آشکار سے آید یہ و انواع بدعت محصور نہ بود چہ تعلق آن بہ صرف طبع و منوط باشد است اور مکرار ردیف کی واجب ہے مگر ترجیع بندی میں یا جہان کہ شاعر بطریق بدعت کے ردیف کو تبدیل کرے یا ترک کرے اور ذکر علت کا اور عذر کا ایراد کرے اور جو بدعت کہ لطیف اور مقبول ہو ایک نوع کی صنعت ہے مثال تغیر ردیف کی بطریق بدعت کے کمال اصفہانی نے اندیون ایک قصیدہ کہا ہے کہ بعض جبار دلیت می آمد ہے اور بعض جامی آید بتین مرقومہ متن ہیں ادن میں لفظ قال معنی شکون ہے کہ شکون نیک لیا ہے نیز و سہار کا تا آئندہ بہار مجھ کو نصیب ہو اور لفظ ایام بالفتح بمعنی آتش ہے جیسا کہ رشیدی میں لکھا ہے اور سند او سکی ہی بیت لکھی ہے اور فرنگ جہانگیری میں یہ لفظ یکسر ہے اور اقسام بدعت محدود نہیں ہیں اس واسطے کہ تصرف طبائع سے متعلق ہیں ہم فصل ہفتم در انواع قواعدی نزدیک فارسی گویان قافیہ در پارسی مجرور یا معرفت بود معرفت را روی یا مفرد بود یا مضاعف و ہر کی از مجرور و معرفت مفرد و مطلق بود

مطلق مجرد موصول جیسا کہ کہے تو پسری اور خبری را روی مطلق اور یا وصل ہر صواب
غیر موصول چنانکہ گوی پسرن و خبر من است دوم مطلق مجرد غیر موصول جیسا کہ کہے تو
پسرن اور خبر من را روی مطلق اور من ردیف ہے اور اس حرکت کو مجری کہنا زیبا
نہیں کہ روی متحرک ہے بدون وصل کے پس یہ حرکت خاص ہے فارسی میں ہم داما
ج مطلق مردف مفرد موصول چنانکہ گوی مردی و مردی است سوم مطلق مردف مفرد
موصول جیسا کہ کہے تو مردی اور مردی اس میں را مردف اور دال روی مطلق اور یا
وصل ہے ہم وغیر موصول چنانکہ مرد من و مرد من وغیر موصول در ہر دو نوع خبر بار دین
نوازد بود چ قطع شعر متحرک نشاید اما موصول از ہر دو نوع بار دین نوازد بود است
چہارم مطلق مردف مفرد غیر موصول جیسا کہ مرد من اور مرد من اس میں را مردف
اور دال روی مطلق اور من ردیف ہے اور غیر موصول دونوں نوعوں میں یعنی
مجرد اور مردف میں جیسے پسرن اور مرد من مجرد دین ممکن نہیں یعنی ایسا قافیہ
حشو بیت میں واقع ہوتا ہے آخر بیت میں نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ قطع بیت متحرک
سچا ہے پس جب وصل اور ردیف دونوں نہوں روی متحرک آخر شعر میں کیونکر آئے
اما قافیہ موصول دونوں نوعوں میں جیسے پسری اور مردی ساتھ ردیف کے ہو سکتا ہے
یعنی حشو بیت میں آسکتا ہے مثلاً پسری را بردن فعلا تن اور مردی را بردن مفعول
ہوگا روی موصول رہے گی ہم مثال مقیدات اما مقید مجرد موصول چنانکہ گوی دعات
و ثنات و این بار دین نشاید چ وقوع دوساکن در حشو بیت مقید مثال مقید
اما پنجم مقید مجرد موصول جیسا کہ کہے تو دعات اور ثنات یعنی دعاتیری اور ثناتیری کا سین
الف روی مقید اور تا وصل ہے اور یہ ساتھ ردیف کے سچا ہے یعنی حشو بیت میں
وقوع انکا ممکن نہیں ہے اس واسطے کہ وقوع دوساکن کا حشو بیت میں نہیں ہوتا
اور یہاں الف روی اور تا می وصل دونوں ساکن ہیں اور وصل حرف ساکن
ہوتا ہے پس دعات را اگر بار دین کمین بروزن مفاعلن ہو دوساکن باقی نہ ہیں
اور آخر شعر میں دونوں ساکن باقی رہتے ہیں ہم وغیر موصول چنانکہ گوی خب و گذر

ہر دو نوع شاید **ست** ششم مقید مجر و غیر موصول جیسا کہ کہے تو خبر اور گزریہ قافیہ و دولن
 طرح ہو سکتا ہے بار دلیت اور دلیت اگر آخر شعر ہوگا رومی مقید رہے گی اور اگر حشو بیت
 میں ہوگا تب بھی رومی مقید رہے گی مثلاً خبر مراد وزن مفاعیلن ہوگا صاحب حاشیہ نے
 زیر این ہر دو نوع شاید یہ حاشیہ لکھا ہے ح یعنی پنجم و ششم تم کلامہ قتال ہم ترقید
 مرد و مفرد غیر موصول چنانکہ مرد و دو و این ہم بار دلیت نشاید **ست** ہفتم مقید مرد و
 مفرد غیر موصول جیسا کہ فرمود اور دو اس میں را حرف رد و ہے جسکو قید کہتے ہیں
 اور دال رومی مقید ہے یعنی ساکن اور رد دلیت اس میں نہیں آسکتی ہے یعنی حشو میں
 یہ قافیہ نہیں آسکتا اس واسطے کہ رد و اور رومی دو وزن ساکن ہیں اور اجتماع ساکن
 در میان بیت کے نہیں ہوتا مثلاً مرد واجب ہوگا بروزن فاعلن ہوگا رومی مقید نہ ہوگی
 اور آخر بیت میں اجتماع ساکنین ہو سکتا ہے کہ روبروزن فاع ہوگا ہم آماج موصول
 متعذر بود از جہت آنکہ اگر بار دلیت باشد سہ ساکن در حشو بیت افتد و این محال ہے
 و اگر بر دلیت باشد سہ ساکن متوالی در آخر بیت افتد و این از اعتبار خارج ہو
 چہ اعتبار دو ساکن را بیش نیست و اگر واقع باشد برنگونہ ہو کہ کوئی بارش و کارش
ست اما ششم مقید مرد و مفرد موصول متعذر ہے اس سبب سے کہ اگر ساکن
 رد دلیت کے ہو یعنی حشو بیت میں ہو تین ساکن در میان بیت کے پڑیں رد و
 وصل اور یہ محال ہے اور اگر بر دلیت ہو یعنی آخرین ہو تین ساکن متوالی آخر بیت
 میں پڑیں رد و وصل اور اعتبار سے خارج ہے اس واسطے کہ آخر بیت میں دو ساکن
 زیادہ معتبر نہیں ہیں اور اگر واقع ہو تو اس طرح واقع ہو کہ کئے تو بارش اور کارش
 پس قطع میں ایک ساکن تین ساکنوں سے گر جائے گا اور دو ساکن آخر بیت میں متبر
 ہو گئے تینوں ساکن معتبر نہیں ہو گئے ہم و اما مرد و مضاعفت یا ہر دو رومی مفلوط بہ باشد
 و لا محالہ ہر دو مطلق باشند و الا دو نوع زیادت از یک ساکن در حشو و از دو ساکن در آخر
 لازم آید و با یک مطوی باشد و لفظ دیگر یا مطلق ہو یا مقید و این سہ نوع باشد ہر یکی
 یا موصول یا غیر موصول پس حملہ فسخ نوع باشد **ست** و اما مرد و مضاعفت یا دو وزن

حرف روی ادس میں ملفوظ بہ ہون مثلاً راستی بر وزن فاعلن اس صورت میں دونوں
حرف روی لامحالہ مطلق یعنی متحرک ہونگے والا یعنی اگر ملفوظ بہ ہون وقوع ایک
ساکن سے زیادہ کا یعنی دو ساکن خواہ تین ساکن کا حشو بیت میں ہوگا اور وقوع
دو ساکن سے زیادہ کا یعنی تین ساکن کا آخر بیت میں لازم آئیگا ہر چند گنجائش ایک
ساکن کی حشو میں اور دو ساکن کی آخر میں ہے یا ایک حرف پیچیدہ ہوگا اور دوسرا
یا مطلق ہوگا یعنی متحرک یا مقید ہوگا یعنی ساکن اور یہ تین قسمیں ہوں ہیں اول دونوں حرف
روی مطلق دوم ایک پیچیدہ لفظ میں اور دوسرا مطلق تھوم ایک پیچیدہ لفظ میں دو
مقید اور ہر ایک ان تینوں میں یا موصول ہوگا یا غیر موصول پس جبکہ چہ چہ میں تھیں تفصیل اسکی
خانہ میں یہ ہے

مردف مضاعفت ۳۰ نوع

ہر دو روی مطلق		اول مطوی دوم مطلق		اول مطوی دوم مقید	
موصول	غیر موصول	موصول	غیر موصول	موصول	غیر موصول
		ہا متعل	غیر موصول	ہا متعل	غیر موصول

ہم امارد مضاعفت ہر دو روی مطلق موصول چنانکہ گوی راستی و خواستی لیکن
مردف مضاعفت جسمین دونوں روی حرف روی متحرک ہون اور موصول جیسا کہ کہو تو
راستی اور خواستی بر وزن فاعلن الف روف ہے اور سین اور تار روی مضاعفت مطلق
اور یا وصل ہم وغیر موصول چنانکہ گوی راست است و خواست است یا راست بود و خواست بود
بر وزن مفتعلان و این بنیاد گران باشند و لفظ و این نوع جز بار دلین نتواند بود
اور مردف مضاعفت جسمین دونوں حرف روی متحرک ہون غیر موصول جیسا کہ کہو تو
راست است اور خواست است یا راست بود اور خواست بود بر وزن مفتعلان اور یہ نہایت
گران ہے اور ثقیل ہے لفظ میں اور یہ نوع بجز ردیف نہیں ہو سکتی پس مثالوں میں
لفظ است اور لفظ بود ردیف ہے ہم امارد مضاعفت یک روی مطوی و دیگر مطلق
موصول و لفظ قبیح بود و ہا متعل است امارد مضاعفت جسمین ایک حرف روی پیچیدہ

اور دوسرا حرف روی مطلق یعنی متحرک اور موصول ہے لفظ میں نہایت تلخیص ہے
 اور نامستعمل ہے مثلاً راستی بروزن فعلن کہ تلفظ میں بھی اچھی طرح نہیں آسکتا ہم
 وغیرہ موصول در لفظ از گرائی خالی نبود اما بسیار استعمال کنند و بیدلایت تواند بود و مثالش
 چنانکہ گونی راست بود و خواست بود بروزن فاعلان است اور مردف مضاعفت حسین
 ایک حرف روی پیچیدہ اور دوسرا مطلق غیر موصول ہے لفظ میں گرائی اور ثقل است
 خالی نہیں ہے مگر بیت استعمال کرتے ہیں اور بیدلایت نہیں ہو سکتا مثال وکی جیسا کہ
 کہے تو راست بود و خواست بود بروزن فاعلان پس الف ردف ہے اور سین حرف
 اول روی مضاعفت پیچیدہ اور تا حرف ثانی روی مضاعفت متحرک اور بود ردفیت ہے
 ہم الماعرف مضاعفت یک روی مطلق مطوی و دیگر مقید موصول بہستعمل بود از جهت تعذر
 لفظ چسا کہ نہای متوالی با آنکہ از اعتبار ساقط است باطنی بعضی و اظہار بعضی و شوار
 در لفظ آید است اور مردف مضاعفت ایک روی مطلق پیچیدہ اور دوسری مقید موصول
 بہستعمل ہے اس جہت سے کہ تلفظ اوسکا متعذر ہے اس واسطے کہ سواکن متوالی کا تثنی
 دو حرف روی ساکن سوم وصل ساکن با وصفی کہ اعتبار سے ساقط ہیں ساتھ حذف
 بعضی اور اظہار بعضی کے تلفظ میں آنا دشوار ہے اور اگرچہ حرف روی اول مطلق مطوی
 مگر ساتھ حرف دوم مقید کے یہ بھی حکم ساکن میں ہے ہم وغیرہ موصول بدنگونہ بود کہ
 دہست و خواست و بادلایت تواند است اور مردف مضاعفت ایک روی مطلق مطوی و شوار
 مقید یعنی ساکن اس طرح ہے کہ رست اور خواست اور یہ ساتھ ردفیت کے نہیں آسکتی یعنی
 اگر ردفیت آئے گی روی حشو میں متحرک ہو جائے گی مقید نہ رہے گی ہم پس ازین بحث
 معلوم شد کہ ہمہ انواع چارہ است پس اس بحث سے معلوم ہوا کہ سب انواع
 چودہ ہیں یعنی آٹھ قسمیں روی مفرد کی اور چوتھ قسمیں روی مضاعفت کی ہم نہ مستعمل
 و یا زدہ مستعمل تین بہستعمل ہیں ایک نوع ہشتم روی مفرد کی یعنی مردف مفرد
 مقید موصول اور دو روی مضاعفت سے ایک مردف مضاعفت ایک روی پیچیدہ دوسری
 مطلق موصول دوسری مردف مضاعفت ایک روی مطلق مطوی دوسری مقید موصول

اور باقی گیارہ مستعمل ہیں ہم و ازین یازدہ ہفت مفرد و چار مضاعفت **سات** اور ان گیارہ سے سات مفرد ہیں کسوا سطرے کہ جب آٹھ سے ایک نوع ہا مستعمل نکل گئی سات نہ ہیں اور چار مضاعفت ہیں کسوا سطرے کہ جب چھ سے دونوں میں نکل گئیں چار ہیں ہم و از ہفت مفرد و چار مطلق و سہ مقید و از چار مضاعفت دو ہر دوروی مطلق و یک ہر دوروی در حکم یک روی مقید **سات** اور ساتوں مفرد سے چار مطلق ہیں اور تین مقید کسوا سطرے کہ ایک قسم مقید کی ہا مستعمل نکل گئی آٹھ میں سات رہیں اور چاروں مضاعفت سے دو قسمیں وہ ہیں جنہیں دونوں حرف روی مطلق ہیں موصول اور غیر موصول اور ایک وہ ہے جس میں دونوں حرف روی حکم یک روی مطلق میں ہیں اور حقیقت میں اول مطوی ہے اور ایک نوع اسکی سبب عدم استعمال کے نکل گئی اور ایک وہ ہے جس میں دونوں حرف روی حکم یک روی مقید ہیں اور ایک نوع اسکی سبب عدم استعمال کے نکل گئی ہم و از جملہ این یازدہ نوع سے نوع بار و لیت تو اند بود و چار نوع ہیر و لیت تو اند بود و چار نوع شاید کہ بار و لیت بود و شاید کہ ہیر و لیت بود **سات** اور ان سب گیارہ نوعوں سے تین نوعیں سات و لیت کے نہیں ہو سکتیں ایک مقید مجرد موصول دو تیسری مقید مرد و مفرد غیر موصول تیسری مرد و مضاعفت ایک وی مطوی دوم مقید غیر موصول اور چار نوعیں غیر موصول نہیں ہو سکتیں ایک مطلق مجرد غیر موصول دو تیسری مطلق مرد و مفرد غیر موصول تیسری مرد و مضاعفت ہر دوروی مطلق غیر موصول چوتھی مرد و مضاعفت ایک وی مطوی دو سری غیر موصول اور چار نوعیں بار و لیت بھی ہوتی ہیں اور ہیر و لیت بھی ایک مطلق مجرد موصول دو تیسری مطلق مرد و موصول تیسری مقید مجرد غیر موصول چوتھی مرد و مضاعفت ہر دوروی مطلق ہم **فصل ہشتم** در قافیہ اصلی و معمول و ذکر شایگان لفظی کہ در موضع قافیہ افتد اصلی بود یا معمول و اصلی چنان بود کہ بر ہمان صفت کہ در اصل وضع داشتہ باشد استعمال کنند و معمول چنان بود کہ آنرا بہ ترکیبی یا تصریفی شایستہ استعمال گردانند مثلاً رست و پید رست اول اصلی و دوم معمول چہ ترکیب لفظ است لفظ

پیدا شایستہ و موزات قافیہ اول شدہ است فصل آٹھوین قافیہ اصلی
اور معمول کے بیان میں اور ذکر شایگان میں جو لفظ کہ مقام قافیہ میں واقع ہوگا
اصلی ہوتا ہے یا معمول اور اصلی وہ ہے کہ اسکو اصل وضع پر استعمال کریں اور
معمول اسکو کہتے ہیں کہ جبکو کسی ترکیب یا تصریف سے شایستہ استعمال کیا ہو
مثلاً راست اور پیدا است اول اصلی ہے اور دوسرا معمول اسواسطے کہ لفظ است کو
پیدا سے ملا کر منہ اور مقابلہ قافیہ دل کیا ہے یہ مثال ترکیب لفظ کی ساتھ لفظ کے ہے
مثال ثانی یہ بیت سے زلطاف خفی شاہ عادل چہ بہر دم میر و داندست مادل چہ
اور مثال ترکیب لفظ کی ساتھ حرف کے یہ ہے بلیت بافون و عشوہ دماز آن
طننازین چہ دل زدست عالمی بردست فی تنہاز من چہ اور ایک قسم اسکی تصریف
تحلیلی ہے کہ ایک لفظ کو دو ٹکڑے کر کے نصف کو قافیہ اور نصف کو ردیف کرین
جیسے یہ بیتین خواجہ حافظ کی سے شب از مطرب کہ دل خوش باد و می را بہ شنیدم
ناتکہ جانسوز فی راہ عفاک الدمن شر النواہب چہ جزاک الدن فی الدارین خیر اچہ
لفظ مخفی قافیہ اور لفظ را ردیف واقع ہوا ہے ہم و ہمین پاروم و افشار دم اول
اصلی و دوم معمول چہ بسبب آنکہ از لفظ افشارون حکایت نفس در ماضی آورده است
و شایستہ استعمال دین قافیہ شدہ است اور اسطرح پاروم یعنی چرمی آپ
اور افشار دم یعنی افشروم اول اصلی اور دوم معمول ہے اسواسطے کہ تیل لفظ
افشارون سے حکایت نفس صیغہ ماضی میں لایا ہے اور شایستہ استعمال اس قافیہ میں
ہوا ہے ح قولہ پاروم ظاہر از کلام مصنف علامہ آنت کہ این لفظ بفتح دال باشد
بقریہ قافیہ افشار دم لیکن در کتب لغت بنظر اقوم الحروف نیامده آری پاروم بضم دال
یعنی چرمی کہ بر پس زمین آپ اندازند و بران موجود غالب آنت کہ درین معنی مرکب
از پار کہ بمعنی چرم و باغت داودہ ست و دوم باشد تم کلامہ غالب کہ یہ لفظ بفتح دال بھی
استعمال شعرا میں آگیا ہوا و کشف میں چہ اسکا فقط بابا فارسی کہا ہے دال سے
کچھ تعرض نہیں کیا اور در صورتی کہ بضم دال ہو قافیہ عیب وار ہوگا اور اگر موصولہ ہوگا

عیب بھی برطرف ہو جائیگا ہم دور تازی در تازیہ کہ اسم فاعل از نباہست باشد و نابہ کہ ناب
 باشد باہی ضمیر کی اصلی باشد و دیگری معمول است اور تازی میں نابہ اسم فاعل نباہست
 بمعنی ہزرگی اور نابہ ناب سے بمعنی دندان پیشین ساتھ باہی ضمیر کی ایک اصلی ہے
 دوسرا معمول ہم وہر گاہ کہ از قافیہ مرکب ایک جزو مکرر باشد دوسرہ ہواضع تکرار یک معنی
 آید آن قافیہ را شایگان خوانند و مراد از شایگان کثرت نامحدود است چہ گنج شایگان
 گنجی را گویند کہ در وی مال بسیار پیچید باشد مثال قافیہ شایگان الف و نون بمعنی جمع کہ
 در اسپان و مردان باشد یا بمعنی فاعل چنانکہ در روان و نگران و جویان باشد و الف
 جمع کہ در سرا و دستہا باشد و پائی نہ کہہ کہ در آہی و مردی باشد و ال استقبال گویند
 و کند و دہد باشد و استعمال شایگان در قافیہ جائز نباشد و تحقیق چنان اقتضائی کند کہ استعمال
 ایک قافیہ از شایگان روا بود مثلاً در قصیدہ کہ قافیہ اونہان و گران و جہان باشد و ابود
 کہ اسپان ایراد کنند و نشاید کہ الف و نون جمع در قافیہ دیگر ہارند مثلاً گویند خزان چہ الف
 نون در اسپان و خزان یک معنی است پس قافیہ مکرر شدہ باشد و علت فیج شایگان
 تکرار قافیہ است بیک معنی است اور جوہر کہ قافیہ مرکب سے ایک جزو مکرر واقع
 ہوتا ہے اور سب جگہ تکرار ایک معنی پر آتی ہے اوس قافیہ کو شایگان کہتے ہیں
 یعنی ایطامی حلی اور مراد شایگان سے کثرت نامحدود ہے اس واسطے کہ گنج شایگان
 اوس گنج کو کہتے ہیں جس میں مال بہت اور پیچید ہو اور قافیہ شایگان میں بھی تکرار ایک معنی
 بکثرت ہے مثال اسکی جیسے الف اور نون بمعنی جمع اسپان اور مردان میں ہے یا
 بمعنی فاعل جیسے روان اور نگران اور جویان میں ہے اور ہا اور الف جمع کا جیسا
 سرا و دستہا میں ہے اور پائی نہ کہہ جیسے آہی اور مردی میں ہے اور ال استقبال
 جیسے گوید اور کند اور دہر میں ہے اور استعمال شایگان کا قافیہ میں جائز نہیں ہے اور
 تحقیق یہ چاہئی کہ استعمال ایک قافیہ شایگان کا روا ہو مثلاً جس قصیدہ سے میں
 کہ قافیہ نہان اور گران اور جہان ہو روا ہے کہ اسپان لائیں اس واسطے کہ ایک جگہ
 فقط تکرار ایک معنی کی لازم نہیں آتی ہے اور سچا ہے کہ الف اور نون جمع کا اور قافیہ میں بھی

لا میں مثلاً کہیں کہ ان کے جمع خرہ ہے اس واسطے کہ الف اور نون اسپان اور خزان میں
 بیک معنی ہے پس قافیہ مکرر ہوا اور سبب قبیح شایگان کا تکرار قافیہ ہے ایک معنی پر
 اور غیاث میں برمان اور سراج سے لکھا ہے کہ شایگان یعنی فراخ والوں و منوروار
 اور ہر چیز کہ بہتر اور خوب لائق بادشاہ کے ہو اس واسطے کہ اصل اسکی شایگان تھی حرف ہا کو
 ہمزہ مینہ سے بدل کیا اور نام ایک گنج کا ہے گنجما سے خسر و پر ویز سے اور معنی بیکار
 کا برعکس اس واسطے کہ یہ امر بھی محکم کا ہے اور تعلق شاہ اور حاکم سے رکھتا ہے اور
 ایک نوع ہے قافیہ معیوب سے جیسے صیغے اسم فاعل کے گریان اور خندان انکو ساتھ
 زبان اور فغان کے قافیہ کرین یا اون لفظوں کو خمین یا اور نون نسبت ہو جیسے سین
 اور آہنیں ساتھ خمین اور کمین کے یا الف اور نون جمع ہو ساتھ اون لفظوں کے
 خمین یا اور نون ذات کلمہ سے ہو قافیہ کرین جیسو دوستان اور یاران کو ساتھ
 زبان اور کمان کے اور سب طرح صفات اور حادثات اور کائنات اور ایسے قافیہ کو
 فقط ایک جگہ لانا مضائقہ نہیں درست ہے تمام ہوا ترجمہ عبارت کتاب لغت مذکور کا
 ہم اما شعر از شایگان احتراز کردہ اند تا بحدی کہ آن یک قافیہ کہ جائز است ہم نیاوردند
 از سبب شہرت قبحش گر اسجا کہ شعر موقوف بود چہ رویت عیب قافیہ پوشاند و در شعر
 موقوف ہم زیادہ از سبب نیاوردند البتہ اما شاعرون نے شایگان سے احتراز
 کیا ہے یہاں تک کہ ایک جگہ ایک قافیہ لانا جو جائز ہے او سکو بھی نہیں لائی ہیں
 بسبب شہرت قبیح شایگان کے مگر جہاں کہیں کہ شعر موقوف یعنی بار ولین ہو وہاں شایگان
 کا لانا مضائقہ نہیں کہ رویت عیب قافیہ کا چہاٹی ہے اور شعر موقوف میں بھی زیادہ
 ایک جگہ سے نہیں لاتے ہیں البتہ ہم در لغت عربی بالیستی کہ شایگان اعتبار
 کردند یچنانکہ در مومنات و سلمات و نصرت و ضربت و در ضما و امثال آن الا آنکہ
 قدما از ان فاعل بودہ اند و محدثان کہ شعر آراستہ گویند اعتبار کنند از لغت عربی میں
 یعنی قافیہ ہی لغت عربی میں چاہیے تھا کہ شایگان کو اعتبار کرتے جیسا سلمات او
 مومنات اور نصرت اور ضربت میں اور ضما میں مثل جلالہ اور حسابہ کے اور چشل اسکو ہو

مگر قیاس سے آگاہ تھے اور متاخرین کو شعر آریستہ کہتے ہیں اعتبار کرتے ہیں
 اور اپنے کلام میں ایطابحکم نہیں لاتے ہیں **فصل نہم** بعض احکام قوافی میں
 گویاں گاہ ہو کہ از ایراد یک قافیہ درو قافیہ در شعر معلوم نشود کہ قافیہ از کدام نوع است
 چہ شاعر اجمال تصرف باقی بود کہ از نوعی بنوعی دیگر نقل کند مثلاً اگر در قصیدہ در موضع
 قافیہ آزار و باز را ایراد کند شاید کہ بعد از ان گفتار و کردار آرد و تا قافیہ مرفوع باشد و درو
 حرف را بود و مقید بود و بیرون باشد **فصل نوین** بعضی احکام قوافی میں موافق نہ سب
 فارسی گوئیوں کے کبھی ایک قافیہ اور دو قافیہ کے ایراد سے شعر میں معلوم نہیں ہوتا کہ
 قافیہ کس قسم کا ہے اس واسطے کہ شاعر کو قدرت تصرف کی باقی رہتی ہے کہ ایک نوع سے
 طرف دوسرے نوع کے نقل کرے مثلاً اگر قصیدہ میں قافیہ آزار و باز را ایراد کر
 سزاوار ہے کہ بعد اسکے گفتار و کردار لائے کہ قافیہ مرفوع ہو یعنی الف ترف ہو اور را
 روی مقید اور بیرون دلیف ہو ہم و شاید کہ بعد از ان راز را و ساز را گوید تا قافیہ از و باز را
 و ساز بودہ باشد و آخر ہرہ ردیف باشد و شاید کہ قافیہ بود و الاشیا گان بودہ
 و این قافیہ ہم مرفوع بود و روی حرف را بود و مطلق بود و بار دلیف باشد **فصل**
 در سزاوار ہے کہ بعد اسکے راز را و ساز را کہے یعنی راز را و ساز کو لائے تا قافیہ
 از و باز را و ساز را و ساز ہو اور کلمہ آریسب جگہ ردیف اور سچا ہے کہ یہی آری قافیہ ہو ورنہ
 شایگان ہو گا اس واسطے کہ آریسب جگہ ایک معنی پر ہے اور یہ قافیہ بھی مثل قافیہ
 اول کے مرفوع ہے یعنی الف ساز اور باز میں روف ہے اور حرف زار روی ہے
 اور مطلق یعنی روی متحرک ہے اور ساتھ ردیف کے ہے یعنی کلمہ آریسب جگہ ردیف ہے
 ہم و بار دیگر بعد از ان ہم شاید کہ چرا را و گیا را آرد و تا قافیہ او با و را و سا و چرا و گیا
 بودہ باشد و راز را و آخر ہرہ ردیف بود و شاید کہ قافیہ بود و الاشیا گان افتد
 و این قافیہ مجرور بود و روی کہ حرف الف است مقید بود و بار دلیف برین قیاس باید کہ
 در دیگر مواضع است اور پھر بعد اسکے بھی سزاوار ہے کہ چرا را و گیا را و گیا را قافیہ
 لائے چرا را یعنی جای چہریدن اور گیا را مخفف گیا را یعنی جای روئیدن گیا را

تافیه آ اور بار اور را اور سا اور چ را اور گیا ہو اور زار سب جگہ ردیف پڑے اور نچا ہے کہ یہی زار تافیه ہو ورنہ بعض جاشایگان واقع ہوگا یعنی جیسو چ را زار اور گیا زار ہے کہ زار ان میں بیک معنی پڑے گا اور ساز زار و چہ زار میں نہ پڑے گا کہ سازار میں از نکلتا اور چہ زار میں زار اور یہ تافیه آ اور بار اور سا وغیرہ کا مجرد ہوگا یعنی بیرون و تاسیس اور روی کہ حرف الف ہے مقید ہوگا یعنی ساکن اور یہ تافیه ردیف کے ساتھ ہوگا کہ زار ردیف ہے اور یہی قیاس کیا چاہیے اور مواضع میں ہم ویدانکہ ہر چند از ہنہامی گذشتہ معلوم شد کہ چون الفاظ تافیه متحد باشند اختلاف معانی واجب بود تافیه مکرر نباشد اما باید کہ معلوم شد کہ آن اختلاف لازم نباشد کہ از جهت تعدد معانی تنها بود بل شاید کہ از جهت وجود معانی و عدش باشد و در طرف وجود ہنہامی کہ بتعدد معانی معایرت حاصل آید در طرف عدم باختلاف تعلق بمعانی ہم مغایرت حاصل آید و اما اختلاف کہ بسبب وجود معنی و عدش باشد چنان بود کہ در لفظ یکبار بالفرد اوال بود بر معنی یکبار بالفرد اوال نبود بل جزوی باشد از کلمہ کہ آن دال بود مانند لفظ باز کہ بالفرد اوال است بر مرغی و چون جزوی باشد از لفظ باز بر معنی سوق بالفرد اوال نبودت اور معلوم کہ ہر چند ہنہامی گذشتہ سے دریافت ہوا کہ جب الفاظ تافیه متحد اور ایک ہوں اختلاف معانی کا واجب ہے جیسے عین ایک جگہ بمعنی چشم اور ایک جگہ بمعنی آفتاب لیکن یہ بھی معلوم رہے کہ وہ اختلاف لازم نہیں ہے کہ جہت تعدد معانی سے تنها ہو یعنی فقط یہی اختلاف نہیں ہے کہ ایک لفظ کے دو معنی ہوں بلکہ لائق ہے کہ وہ اختلاف جہت وجود و عدم معانی سے ہو یعنی ایک جگہ لفظ بمعنی ہو اور ایک جگہ بمعنی ہو اور جیسے بمعنی ہونے میں درمیان تعدد معانی کے مغایرت حاصل ہو جاتی ہو ویسوی بمعنی ہونے میں بھی بسبب اختلاف تعلق بمعانی کے مغایرت حاصل ہو جاتی ہے یعنی جزو لفظ کہ تافیه ہوتا ہے بسبب تعلق کل لفظ بمعنی کے ہر تعلق میں اختلاف رکھتا ہے مثال اسکی محقق علیہ الرحمہ سے خود لکھی ہے آتا جو اختلاف کہ بسبب وجود معنی اور عدم معنی ہوتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ لفظ میں ایک یا رہتا دلالت کرے معنی پر اور ایک بار

تنہا دلالت نہ کرے معنی پر خود بھی معنی ہو بلکہ ایک جزو ہو سکے سے کہ وہ کلمہ وال ہو معنی پر یا نہ
 مفضل باز کے کہ یہ باز تنہا وال ہے ایک مزع شکاری پر اور جب یہی باز جزو ہو لفظ باز کے معنی
 سوق تنہا وال نہوگا معنی پر پس اس صورت میں باز ایک جگہ بمعنی ہے اور ایک جگہ بمعنی
 ہم و اما اختلاف کہ بسبب تعدد معانی ہو چنانکہ لفظ باز کہ بالفرد وال است بر مرغی و گیار
 وال ہو پر معنی معاودت چنانکہ گویند باز چہین کرد یعنی دیگر باز چہین کردت و اما اختلاف
 کہ بسبب تعدد معانی کے ہوتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ جیسے لفظ باز بالفرد وال ہے
 معانی متعددہ پر ایک بار وال ہے مزع شکاری پر اور ایک بار وال ہے معنی معاودت پر جیسا کہ
 کہتے ہیں کہ باز چہین کرد یعنی دوسری بار ایسا کیا یہاں باز و دونوں جگہ بمعنی ہے بالفرد
 ہم و اما اختلاف کہ بسبب اختلاف تعلق پر بمعانی مختلف در حال عدم دلالت بالفرد
 چہین ہو کہ بازار باشتر اک مثلاً بسوق افتد بر معنی دیگر لفظ باز آرد ہر دو حالت یک حکم
 متوازن ہو دت و اما اختلاف کہ بسبب اختلاف تعلق بمعانی مختلف کے حالت عدم
 دلالت میں بالفرد ہوتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ جیسے باز کہ بازار میں ملا ہوا معنی سوق
 پر ہے اور سیطرہ بمعنی دیگر لفظ بازار یعنی جو اور معنی لفظ بازار کے ہیں اس میں بھی یہی صورت ہے
 چنانچہ غیاث اور بہار عجم میں لکھا ہے کہ بازار یعنی سود و معاملہ اور رونق اور تازگی کی بھی
 آگیا ہے پس دونوں حالتوں میں ایک حکم نہیں ہو سکتا یعنی ایک بازار بازار میں معنی سوق پر
 اور ایک بازار بازار میں معنی رونق ہے اگرچہ دونوں بازار بالفرد معنی نہیں رکھتی مگر بحجت تعلق
 بمعانی کے اختلاف ان میں حاصل ہے ح زمر عبارت بمعنی دیگر لفظ بازار یہ ہے کہ ہی باز بار
 قتال پس صورتیں تین ٹھہریں ایک اختلاف بوجود معنی دوسری اختلاف بعدم معنی
 بالفرد تیسرے اختلاف بوجود معنی بعدم معنی بالفرد ہم و مثال جامع این ہر سہ اختلافات
 اگر لفظ گردون چہار بار ایراد کنند و قافیہ گزراشد و دون ردیف و گرد و موضع بالفرد
 وال ہو دیگر بمعنی حرف شرط و کی معنی چرب و موضع بالفرد وال ہو بدل جزو باشد مجموع کلمہ مجموع کیا وال
 عجلبہ ہو و کیا وال ہو و بظلال کہ اختلافات مذکور حاصل شود و ایراد ہر چار و قافیہ تکرار نہ ہو و اندر علم
 است و در مثال جامع ان تینوں اختلافوں کہ اگر لفظ گردون کا چار بار ایراد کریں اور

تقاضی کر ہو اور دون روایت اور گرد و جگہ تنہا دال ہو معنی پر ایک جگہ یعنی حرف شرط کہ
 مختلف اگر ہے اور ایک جگہ یعنی جُزب یعنی خارش اور دو جگہ تنہا دال ہو معنی پر یکساں
 مجموعہ کلمہ سے ایک مرتبہ دال عجلہ پر معنی ارابہ اور ایک مرتبہ دال فلک پر یہ اختلافات مذکور
 حاصل ہوں یعنی یہ تینوں اختلافات حاصل ہوں ایک یہ کہ گر معنی ششہ ط اور گر معنی خارش
 یہ اختلافات ہو جو د معنی ہو اور دوم گر جو گردون میں ہی معنی ارابہ اور گر جو گردون میں ہے
 معنی فلک یہ اختلافات عدم معنی ہو کہ گردون میں بالقرآن معنی نہیں رکھتا مگر تعلق ہے
 اس کے الفاظ معنی دار سے سوم اختلافات ہو جو دو عدم معنی کہ ان دونوں کے الفاظ
 حاصل ہوتا ہے اور وارو کرنا چاروں کا قافیہ میں متعنی تکرار نہیں ہے والدہ انہم
 جرب و تحقیق و بار و صودہ مرغل خارش کشف اور تخب اور جرب و الجواہر اور صراح سے
 کذا فی الغیاث گردون فلک و ارابہ کہ ہندی گاڑی گویند غیاث سے مجاہد تحقیق آتی
 کہ انرا کا و میکشد منتخب سے ہم حاصل و ہم در عیوب توانی فارسی از انچہ در باب عیوب
 توانی شعر تازی گشتہ آمد عیوب توانی شعر فارسی معلوم توان کرد و بر قیاس گذشتہ اینجا
 عیوب چار قسم باشد مست فصل و سون عیوب توانی فارسی میں جو کچھ کہتے ہیں
 عیوب توانی شعر تازی میں کہا گیا عیوب توانی شعر فارسی بھی انہیں سے معلوم
 کیا چاہیے یعنی وہی عیوب یہاں بھی ہیں اور موافق گذشتہ کے یہاں عیوب کی
 چار قسمیں ہیں ہم قسم اول انچہ تعلق برد و ہشتہ باشد و آن دو نوع بود اول اختلاف
 مذکور و ثلثا مرد و در و اگر قافیہ مطلق بود چنانکہ دستہ و رستہ و پستہ عیب پوشیدہ
 تر باشد قسم اول جو تعلق ردت سے رکنتی ہے اور دو طرح پر ہے اول
 اختلاف صد و کا یعنی حرکت ماقبل ردت کا اور ردت میں قید بھی شامل ہے جیسے کہ
 مرد و در و اور و در و اور و در و یعنی وظیفہ ہے اور اگر قافیہ مطلق ہو یعنی متحرک جیسے کہ دستہ
 اور رستہ اور پستہ ہے ان میں عیب یعنی اختلافات مذکور پوشیدہ تر ہے کمال اسمعیل
 کہتا ہے کہ سوز دلم کی نفس تہمتہ شود از درد دلم راہ نفس بہتہ شود و در و
 از ان آب بھی گردانم تا ہر جہہ بقیشت است آن ششہ شود ہم دوم اختلاف ردت

و اختلاف بحروف متباہد مخرج ظاہر و قبیح بود و بان سبب استعمالش کمتر اتفاق افتد
اما بحروف متقارب چنانکہ در دور و شور و شیر و شیر کہ یکبار دارند و ہم قبیح باشد مگر در لغت کما
ہر دو کلمہ بیک حرف گویند و جمع مروف و غیر مروف بحقیقت را جمع بہین قسم باشد
دوسرا اختلاف حرف روف کا عیب ہے اس میں اختلاف بحروف متباہد مخرج
عیب ظاہر و قبیح تر ہے اور اسی سبب سے استعمال اوسکا کمتر اتفاق پڑتا ہے لیکن
اختلاف بحروف متقارب جیسے کہ دور اور شور اور شیر یعنی اسد اور شیر یعنی لبن میں ہے
استعمال کرتے ہیں مگر یہ بھی قبیح ہے اور دور میں و او مروف اور شور میں و او مجهول
اور شیر یعنی اسد میں یا ی مجهول اور شیر یعنی لبن میں یا ی مروف حقیقت میں
دو حرف ہیں اور قریب المخرج ہیں مگر جن لوگوں کی زبان میں دونوں کلمے بیک
حرف ہیں یعنی و او و یا ی مروفہ اور مجهولہ کو ایک حرف جانتے ہیں اوسکے نزدیک
کچھ عیب نہیں اور جمع ہونا مروفہ اور غیر مروفہ کا بحقیقت را جمع بہین قسم ہے یعنی
اختلاف روف ہے اور عیب ظاہر ہے ہم قسم دوم اپنے تعلق بروی و کشتہ باشد
و ان چار نوع است قسم دوسری عیوب ثوانی فارسی کی و وہی جو تعلق حرف
رومی سے کہتی ہے اوسکی چار نوع ہیں ہم اختلاف توجیہ چنانکہ در اختر و غنصر و شاعر
و اگر را متحرک شود این عیب مرتفع گردد چنانچہ حرکت ماقبل را توجیہ نبود بلکہ از حساب
تافیہ نبود بدانکہ در پارسی میان اختلاف بفتح و ضم و یا بفتح و کسر میان اختلاف بضم
و کسر آن مباہلت نباشد کہ در تازی اسباباں میکنند و ہمہ را یک حکم باشد نوع
اولی اختلاف توجیہ ہے جیسا کہ اختر اور غنصر اور شاعر میں کہ اختر میں حرکت ماقبل
رومی ساکن فتحہ اور غنصر میں ضمہ اور شاعر میں کسر ہے اور اگر حرف را ان تین نہیں
متحرک ہو یہ عیب دور ہو جائے اسواسطے کہ حرکت ماقبل حرف را توجیہ نہ ہے کی بلکہ حساب
تافیہ سے نہوگی اس صورت میں تافیہ فقط رای متحرک شہری حرکت ماقبل اوسکی
داخل تافیہ نہوئی اور معلوم کرو کہ فارسی میں در میان اختلاف بفتح و ضم یا بفتح
و کسر کی اور در میان اختلاف بضم و کسر کے کچھ فرق نہیں ہے جیسا کہ تازی میں اعتبار

کرتے ہیں اور عمود اور حمید کا قافیہ لائے ہیں یہاں پارسی میں سب کا ایک حکم ہے
 ہم بے اختلاف حروف رومی و چنانکہ در وقت گفتیم بحروف متباہر و شنیع تر
 باشد و بحروف متقارب پوشیدہ تر چنانچہ ستو و چار سو و مری و علی و گرگ و ترک
 ست نوع دوسری اختلاف حروف رومی کا عیب ہے اور جیسا کہ میان رومن میں
 کہا ہے کہ بحروف متباہر الخرج اختلاف عیب ظاہر تر اور شنیع تر ہے اور اختلاف
 بحروف متقارب پوشیدہ تر یہاں ہی وہی صورت ہے جیسا ستو بوا و مجھولہ اور
 چار سو بوا و معروفہ اور مری بیا و مجھولہ اور علی بیا و معروفہ اور گرگ بکاف فارسی اور ترک
 بکاف تازی میں کہ انکا عیب بسبب قریب الخرج ہونے کے یکدگر کمتر ہے اختلاف
 متباہر الخرج سے ستو یکسر اول و ثانی بوا و مجھول رسیدہ ظہور کو گنتے ہیں کہ
 تین تار رکھتا ہو اور نہ قلب رکش کو بھی کہتے ہیں کہ اندر س یا آہن ہو اور باہر نفقہ
 یا طلا بران سے اور مری یکسر اول و با و تختانی مجھول بردن ہری یعنی کوشیدن اور
 برابر کر دین سے کسی سے قدر اور مرتبہ اور بزرگی میں یعنی خصوصیت اور یکدل بودن
 بدر کرداری بھی ہے یہ ہے بران سسح چہ در ستو و چار سو حروف رومی مختلف است
 کہ اول با و ثانی سین است و در مری را و در علی لام و در گرگ کاف فارسی و در ترک کاف
 تازی تم کلامہ قتال صرح اختلاف مجری و قبح آن پوشیدہ نماند مگر کہ اختلاف اصل
 باشد بدو حروف متقارب چنانکہ پسری و خطاب و ذخیری و در نکرہ پس کثرت مختلف است
 و شاید کہ بعضی مردم متنبس گردد خاصہ کہ بار و لیت بود ست نوع تیسری اختلاف مجر
 یعنی حرکت رومی کا اور قبح او سکا پوشیدہ نہیں رہتا مگر حقیقت کہ اختلاف وصل ہو
 ساتھ دو حروف متقارب الخرج کے جیسا کہ پسری حالت خطاب میں یعنی پس ہے تو
 اور ذخیری حالت نکرہ میں پس کسرہ حرف را کا مختلف ہے ایک جگہ معروف
 اور ایک جگہ مجھول اور دونوں یا معروف اور یا مجھول قریب الخرج ہیں شاید کہ
 اس صورت میں یہ دونوں حرف بعض مردم پر متنبس ہوں علی الخصوص حقیقت رولیت
 بھی ساتھ ان قافیوں کے ہو ہم و اختلاف حرکت رومی مفرد باروی مضاعف چنانکہ

سہ ہونے لگے و ہر دو ایک جگہ پہنچتے ہیں اور یہاں تک کہ ایک جگہ پہنچتے ہیں

گوئی یا دشاہ و پادشاہ چه در اول کبر است و در دوم مجہولہ است و پنچین چراست
 کز در است و کتر چه اول مجہول است و دوم بضم و اما در حرف اول از روی مضاعف اختلافی
 تصور یافتہ چہ آن حرکت مجہولہ باشد ہمیشہ است نوع چوتھی اختلاف حرکت روی مفرد
 یا روی مضاعف کا مثال اختلاف حرکت روی مفرد کی یہ ہے جیسا کہ تویا شاہ اور شاہ اسد شاہ
 اول یعنی یا و شاہ بین دال یا و کی یکسر ہے اور دوم یعنی پا و شاہ بین ال یا و کی بجز مجہولہ ہر
 یعنی حرکت نامتام اور مثال اختلاف حرکت روی مضاعف کی یہ ہے چہ است کتر اور
 رہت و کتر کو اسطے کہ اول میں یعنی تا و راست اول میں حرکت نامتام ہے اور دوسری
 میں یعنی تا و راست ثانی پر ضمہ و اما حرف اول از روی مضاعف میں جیسو حرکت حرف
 بای بخت اور رای ریخت اس میں تصور اختلاف کا نہیں ہے اسو اسطے کہ یہ حرکت
 ہمیشہ مجہولہ ہوتی ہر قسم سوم اختلاف اصل حاشیہ ہر تالیف میں کفایت قسم تیسری یعنی فارسی کے اختلاف وصل کا ہر
 حال اوسکا بھی اسی طرح ہے جیسا کہ کہا گیا یعنی حال اختلاف وصل کا سابق بیان کیا
 کہ اختلاف اوسکا مقتضی ازالت اصل تشابہ تھا یہی ہم قسم چہام اختلاف ردیف و
 آن در حرکاتی و حرفی تواند بود کہ پوشیدہ ماند و الالبس قبیح باشد مثالش بستہ چون
 در حالت خطاب گویند و بستہ چون نکرہ گویند تا حرف یا و شبیہ یا مختلف باشند و حرکات
 ما قبل پنچین و باقی عیوب ہم برین قیاس باید کرد کہ در عیوب توانی نازی گفتہ آمدت
 قسم چوتھی عیوب توانی فارسی کے اختلاف ردیف کا ہے اور وہ اون حرکتوں میں
 اور اون حرفوں میں ہو سکتا ہو کہ پوشیدہ رہے والا نہایت قبیح ہے مثال اوسکی
 جیسے بستہ حالت خطاب میں اور بستہ حالت نکرہ میں کہ حرف یا اور شبیہ یا
 مختلف ہیں ایسی ردیف عیب دار ہے اور حال حرکات ما قبل کا اسطرح ہو اور باقی
 عیوب توانی پارسی کو عیوب توانی نازی پر قیاس کیا چاہیے ہم و بدانکہ در توانی سمجھا
 و شنوید و خانہ نامی مربع و مسطہ استقصای بسیار گفتند استعمال بعضی عیوب روا دارند
 و در قصاید قافیہ مصرع اول شاید کہ در دیگر ابیات قصیدہ مکرر شود و اما در مصرع دوم
 نشاد است اور معلوم ہو کہ بمعجز اور شنوی اور خانہ نامی مربع اور مسطہ کے قافیہ میں استقصا

در صورتی کہ در قافیہ
 در صورتی کہ در قافیہ
 در صورتی کہ در قافیہ

یعنی تمام درگفتن زیادہ ضرور نہیں اور استعمال بعض عیون کا واسطہ ہے اور قصائد میں قافیہ مصرع اول کا چاہیو کہ اور ابیات میں مکرر لائیں کہ اوسکو رد مطلع کہتے ہیں اور وہ خارج ہے عیب ایطاسے لیکن مصرع دوم میں نیچا سہیہ ورنہ ایطاسوگا استقصا تمام درگدون و بہت چہرے رسیدن منتجب سے ہم و قوافیہ اندک کہ مکرر قافیہ در قطعہ سے و غیر لکھا بعد از ترتیب و در قصائد بعد از چار و دو بیت روا باشد تا بنا بر دو یک ٹیٹان مستعمل نیست و بعضی گفته اند کہ اختلاف تصریف یعنی واثبات مانند کن کن کے مقتضی مکرر قافیہ نباشد و این ہم مستعمل نیست اور قوافی کے کہ اسے کہ مکرر قافیہ کی قطعوں میں اور غزلوں میں بعد از سات بیت کے اور قصیدوں میں بعد از چودہ بیوت کے کہ روا ہے لیکن نزدیک تا آخرین کے مستعمل نہیں ہوا مگر بعض نے بعد میں بیت کے لکھا ہے تا بعضیوں نے کہا ہے کہ اختلاف تصریف کا یعنی واثبات مانند کن کن کے مقتضی مکرر قافیہ نہیں ہے اور یہ بھی مستعمل نہیں ہے ہم این است انچہ خواستیم کہ درین مختصر ایراکینم از علم عروض و قوافی این دو وقت بسیار ایجاز و با بعد التوفیق ہے یہ ہے جو کچھ کہ چاہتے کہ اس مختصر میں ایراد کوں علم عروض و قوافی تازی اور فارسی سے بر سبیل ایجاز و اختصار و بالبعد التوفیق تمام شد

رباعی محقق علیہ الرحمہ

موجود بھی وجود اول باشد	باقی ہمہ مہم و مخیل باشد
ہر چیز جزا و کہ آید اندر نظر است	نقش دو میں چشم احوال باشد



تقریظ ہذا از تجھ افکا جناب فخر شعرائی زبان رشک اہل جہان تارے نظیر
جناب مرحمت الدولہ بہار الملک سید محمد خشتنصر علیخان صاحب بجا و صول جناب
تخلص حکیم ابن جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک جناب منشی سید مظفر علیخان صاحب
بجا و بہادری جناب تخلص بہ اسیر مصنف کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرخروئی قلم اوس شاہنشاہ کی نگارش حمدی ہو کہ جس تاجداران گلشن کو چہرہ حساب سے سرفراز کیا
اور گینبی رزم اوس جہان پناہ کی آرائش شناسی ہو کہ جس تخت نشینان چین کو کشور خرمی و تکفلی بین
دست تصرف و یا ملتومی طغر افغانی لاسکانی بارگاہش بہ نجوم بی نیازیا سپاہش بہ زود
برہام وحدت کوس شاہی بہ مطیع اوست از نہ تابہای بہ بہارستان لطفش بجزان ست بہ
خس آن سبزی نہ آسمان ست آورد و دنا محمد و دنا تم انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ
جب تک مقربان در گاہ صمدیت نے افکی اوستے ترین دربان در کی اجازت پناہی اوست کی بارگاہ
تقدس میں جاؤ گی جرات پناہی جس کہ حضرت اسیر نے ایک شعر استاد پر مصرعوفی زینت دی ہے
نمایطین از دانی کی و محسن حق ہے یہ حق معرفت نوز حق میں بات بہ فصل ہو بہر ہی سوتو ای فخر کا تانا
آتش حیات شمع ہو پروانے کو حیات بہ موسیٰ زبوش رفت بیک پر تو صفات تو عین ذات
مینگری و تبسمی اوصیفات انجم لمعات اوس منبر نشین محفل خدیویم کہ جس اپنے گوش حق نیوش
کلمہ بیخ ملک یا علی زبان اغیار سوسنا آوریم عام بین فقرہ سلونی قبل ان تفقدونی خود زبان
معجز بیان سے کہا ہننام خدا علی مرتضیٰ لہما محمد باقر مجلسی نے خوب کہا کہ علی بندہ امیت متصف بصفاء
خدا رباعی ظہوی سلطان سل کہ جملہ رائج سیرت بہ قانون بقا طفیل او نعمہ درست بہ
در چار حد از شعبگی اوزدہ دم بہ ہر کس زود اوزدہ مقامش خبرست بہ آنا بعد از باب نظر اور اصحاب ہنر
صرافان سستہ بازار معانی کمال عیاران معیار سخندانہ کی کہ جن کو کون نے ماہ و سال جہم کوشل طلال
گھٹایا ہے تب فلک کمال پریشل بدر جلوہ فرمایا ہو شام کو سا منجہ قتاب کو برای مطالعہ شبیہ اگر پٹو
میں تو صبح کو زیر آسمان تفکر سے نکلی ہیں مژدہ ہو کہ کتاب معیار الا شعرا فرخ اوزان توانی مژدہ

مسند شہر اسی روز کا تصنیف جناب تقدس آب عمدہ تحقیق زبدۃ الموقنین حاوی العلوم العظیہ
 و انقلیہ حاوی السبل الشریعہ اسوۃ فضلاء فحام قدوۃ علماء اعلام صاحب القوۃ القدسیہ مالک الملکات
 المملکیہ مستند الحکماء و المتکلمین سلطان العلماء و المجتہدین جمیع العلوم المقول و المنقول استنبط الفہم
 من الاصول مقتدی الفقہار من الافاق المتکلم علی وسادۃ الاجتہاد بالاستحقاق عالم کامل فخر اباجد
 و انازل ماہ فلک علوم کا شمس بین النجوم علامہ عصر وحید و ہر جناب شیخ نصیر الدین محقق طوسی
 طاب ثراہ و جعل اجنتہ مثواری کی کہ ہر حرف او سکا گوہر شاہوار ہے اور ہر نقطہ او سکا درہ معانی و دیگر
 تہی سر و سطور سنگینی نزاکت سے سر بر زمین نہادہ ہیں اور گامای سیراب معانی شاخسار طاعت
 پر دان لوان بوقلمون کشادہ ہیں ہر نقطہ او سکا ایک قفل ناپیدا کلید ہے اور ہر حرف او سکا نہ
 دیدہ و شنیدہ ہر تجسید دریا ہے کہ سر زردون انہار سطور اوس میں روان ہیں اور صد با صد لفظ و ذہن
 معانی و سکنا راس میں نہان ہیں جب سو کہ بانی علم نے اس حکیم کو ایجاد کیا ہے ایسا رسالہ نہ کوئی کہیگا
 نہ کہینے کہا ہے بسبب اس کتاب کے یہ علم صاحب جان ہر شاید کہ آب و مین شریکت آب و مین
 اگر ایک گوہر معنی اسکا دست فہم میں بھرا جہد و جہد آجاری شستہ علوم میں کوئی عقدہ لا حل ایسا کہ حکما
 انکشاف محال ہو پھر نہ پائے میزان عقل میں اتنی تاب نوان ہین کہ وزن مراتب کر سکے اور نہ
 ناطقہ مردم میں اتنی قدرت نہیں کہ در باہمی دم ثنا بھر سکے اکثر صاحب چمنستان تحقیق میں اگر گل
 منشا میں بطور خود ماتہ میں لازمی رنگہای طبع نو بنو دکھا سنے ہیں مگر اصل میں جو دیکھو تو پانچ پتوں
 گرسے ہوئے ہیں رخ راہ راست سے پھرے ہوئے ہیں لبط قابض جان تحقیق ہو اور حل محل دم
 تدقیق ہو کہو کتنا بند کرنا ہے و ظاہر کرنا اور چپا ناہر کہینے اعراض چاکو ہیں اور کہینے جواب نایاب
 دیے ہیں اور کیونکر نہو سبب نایابی نسخہ خدا جانے کیا کا کیا پڑ گیا یہ اور باعث خرابی بلو جو
 اونیو ہی کم پایہ تھے اویکو غنیمت جان کر پڑا نے لگے شاکر و نہر اوستادی جانی لگے کج طبع
 مان گئے تھے طبع کجی او کی پہچان گئے گھر منہ و نصح کی طرح نہ ماتہ آتا تھا غواص فکر ہر مرتبہ
 صدق کی جگہ خدوت پاتا تھا شہر جودت طبع کو اسجا میں عیان کرتا ہوں چہ شکل ہر حرف
 جو غم سے تھے بیان کرتا ہوں بہ سبب عدم نظر صاحب فہم کامل کے حال حروف ثناء تھا
 کثرت ماتم سے زیب بدن انہ سیاہ تھا جو شجرت سے لکھا ہوا تھا اپچرخون میں آپ ڈوبا ہوا تھا

الف نیزہ آہ کی صورت بلند تھا حیرت سے دیکھ کر ہر ہنسا پسند تھانہ سر پر کلاہ مددہ نحیلین نقطہ زیر نامی
 کیا بیان ہو کہ حالت کیا تھی بسبب اسکے کہ نہایت بار غم اور ٹھایا تھا پشت پا لیا طاقت تھی قوت نامیہ
 معدوم تھی لہذا کی صورت تھی صورت راستی کب نظر آتی تھی جتنا نقطہ سنبھالنا تھا وہ اور جی جاتی تھی پیچھے
 تقریر غم نقطہ سنبھالنا تھا اشتیاق عالم میں مانند دل تڑپ رہا تھا پشت وال بھی بار غم سے غم ہو کر بے تاب
 توان تھی سب سے دوحہ بڑھ کر ناتوانی میں مشورہاں تھی ریسے سر ریش نہی نشر و نشر سینہ
 خوش تھی چونکہ فی غم سے لڑائی ہوئی تھی سر زار پر کوئی نقطہ کی لگی تھی اس قدر هجوم الم سے جنون میں
 مبتلا تھا کہ سینے و امن اپنا دانتوں سے پکڑ لیا تھا کہ نشر غم اس قدر تیز ہوا تھا کہ و امن میں
 کے اوس بار ہو گیا تھا اللہ اکبر کیا گرم شیون تھا کہ آب چشم سے صادر و امن تھا چونکہ بکلا
 نند باد غم کا چلا تھا الف کا تنکا چشم طائر میں پڑ گیا تھا عین کو اس قدر زندگی سے نفرت
 تھی جو کوئی لفظ بھی کہ اولٹ کر کہتا تھا عین پر عین عنایت تھی حرف غم سر غم تھا
 مثل الف افسہ اہل غم و الم تھا کاف و فار ملکہ شکل کف ہوئی تھی کف کشادہ لہذا اہل
 بصیرت ہو کر جو چاہی اور اقی کتاب میں پھر ہی تھی چونکہ دستور جہاں ہے کہ ہر جہاں قدر و کثرت
 ظاہری پسند اہل زمان ہے سب قاف چاہتے تھے کہ اگر قدرت پائین اور کتابوں میں کھل کر چلا جائے
 حرف لام و میم الم میں لگتی تھی نیزہ غم سینے پر کھانگنی تھی تون کو پا بند جنون کہوں یا مہی دریای
 خون کہوں و آوارہ جہاں لمجائی تھی صورت وہ کہ کلمہ ناسف و تحسری دکھائی تھی جس کیسے
 آنکھ لڑائی تھی چشم باز ویدہ نقطہ سے خالی پانی تھی یا بڑی خبر سستی و مایوسی دیتی تھی برابر
 اگر زبان لیتی تھی سب حرف صرف ماتم تھے بسبب اسکے کہ کوئی عالی فہم نہ ملتا تھا بتلائی غم و
 الم تھی الغرض دوستان با صدا اور دشمنان صادق الولا خدمت بابرکت جناب اوتاد کل
 صاحب راہی صاحب تنک انوری و صائب گوش مردم جب سو خلق ہوئے ہیں ایسے اشعار اور مضامین
 آبدار نہیں سننے میں زبان فرج و دونوں لبز کو واسطہ ملکہ کلمات کے ملایا ہو گیا تھی صحت الفاظ و مضامین
 کے واسطے معجون مرکب کو بنایا ہو سفیدی سحر جو مشہور ہے بیاض میں السطوریہ و ان بلاغت
 بنیان سو فیضیاب ہی اور سیاہی شب جو زبان زدن و دیکہ در ہے سیاہی سطر پر لوز کلام فصاحت
 تو امان سے باآپ و باپ جو پیشی انوار و دایرہ کی روشنی حردیل ساطع جو کثرت فروغ لفظ ہے

اُملت تجلی انجم بران قاطع ہو شعر بہار یہ انکا اگر برگ خشک خزان دیدہ پر کما جا ہی برگ بر کما سے
 اشجار فصل بہار بلکہ برگ بر سبزی آئی دوسرہ جگہ باطل ہو مگر انکی غزل میں آواز مسلسل سب جگہ لاطال
 مگر انکے قصیدہ ہی مسلسل میں زود گوئی اسد ہے کہ جب تک سنگ سوز شہزادہ کا حکم ایک دفتر ہو جاوے
 اور دم اندر جا کر جب تک ہا ہر آؤ ایک کتاب در لاجوز زیب تصنیف پائی اجمال او کا اگر چاہی ہو مندر
 ایک نظر میں لاؤ اور تفصیل دیکھی اگر اجازت پائی ایک درہم سو آفتاب عالم کتاب چھکاؤ زبان شیریں
 انکی اگر چاہی فراؤ شیریں بین تلمی در میان میں آتی گیتی اشعار پر کبر شفق آسمان ہوئی ہے اور
 روشنی نثار چمک کر صیقل مخجل باد ماہان ہوئی ہے زمین شعر آسمان ہو یہ تلی اور کسین کمان سے
 اشعار صاف اور عام فہم ایسے کہ اگر منظور ہو کہ سنائیں آتے ہوئے زبانہ فقط جنبش لب سو سامعین
 سمجھ جائیں عربی فارسی اردو سب میں تصنیف ہو ہر علم میں ایک نئی صورت کی تالیف ہے تعداد
 کتب مصنفہ و مؤلفہ تقریر دیوان مطبوعہ مطبع ہذا سر عیان ہو گیا حاجت بیان ہے قصہ امیر غریب
 فیضیاب کلام میں شاکر دیسے نیک نام ہیں اشعار یہی ہیں بہ آسمان سخن بہ انہیں سو ہو روشن جہان
 سخن بہ سخن اس قدر ہے سلاست کے ساتھ بہ مبدل ہو گنت طلاقت کے ساتھ بہ بلند اس قدر بیگان
 ہو گئی زمین شعر کی آسمان ہو گئی نہ کمائی ہو دشمن بانی اثر کہ میں تمام و نہ سے تو کلمہ سحر ہستائیں اگر کند عقل کو آج
 بہ بختیر فہمی ہو کچھ علاج یہ کہتی ہیں سب ہستنائی سخن بہ خدائی سخن ہیں خدائی سخن بہ مقابل ہو
 انکا نہ کیونکر ذلیل کہ ہی یہ کتاب او سپہ قاطع دلیل بہ استاد اشال ظہوری و ظہیر جناب ملک اشعار
 تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان صاحب بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسمیر مظلہ العید
 میں آئی اور حروف التجار زبان پر لائے جناب موصوف نرائی بجا انکی منظور کی یہ کتاب شرح معیار
 سے پُر کا مل عجیب و تصنیف فرا کر ٹیکش نزدیک و دور کی اکثر عروضیوں کا امتحان نام کیا
 سہر خچہ کو خام کیا کیا عقل آرا بیان فراہی ہیں خطائیں جو قائم کی گئیں تھیں اوٹھائی ہیں بجان
 ثم سبحان اللہ کتاب کیا ہے قدرت خدا جلہ و نہا ہے بہت سے شخص پر ہر فیضیاب ہوؤ زمرہ مل
 عروض میں انتخاب ہوئے شہرہ اس شرح کا مثل متن جا بجا ہو آجسکو ذرا ہی ذوق تماہل و جان
 مشتاق اسکا ہو اچھا سچ جناب علی ہر و الاکرم منشی والا شان مشہور جہان و جہانیاں صاحب جوہر
 سخاوت قریح لطیف چاربا شریعت و مروت جناب منشی نوح کشور صاحب لازالت بہار دولہ

تو علی مرآۃ لازمتہ والد ہو نطلہ غلیل و عدوہ ذلیل کہ بجا کہ آفاق ہیں تہ علم کی کتاب کے مشتاق ہیں
ایک روز جناب منشی صاحب کے دوستوں نے پرتشرف لائے اور یہ کتاب اون سے لیکر اپنے مکان پر
پر آئے اہل مطبع کو حکم دیا کہ اپنے کادیا مشتاقان علم نہایت احسان کیا تعریف خط و کاغذ و قلم
و سیاہی بیرون از طاقت بشر ہے صحت اسکی اگر پوچھیے کتاب پیش نظر ہے سبعاخی ظہوری
خطش نگذشت سیمینا یعنی ہر نقطہ آن نافہ مشک آگینی ہر برقع برخش ز تار و پود لکھت
سیکشت و گز نہ خط پرستی دینی ہر آسید ہمارا اعلام آور فضل اکرام بصران عجائب جہان سامعان
کلام ناو اہل زمان سے یہ ہے کہ اس کتاب کو بظاہر انصاف دیکھ کر فیضیاب ہوں و روحانی شیر مصنف
میں متوجہ درگاہ رب الارباب ہوں اخلاط کتابت کا تب پر نظر نہیں آوے میں اعتراض نہیں کا
گذ نہیں اندیس باقی ہوس شہر ہنچا ہر زمین سوا آسمان تک ہر بس ملک حکیم بکھان تک ہاشم

قطعات تاریخی

از نتیجہ افکار جناب شاعر عظیم انظیر مرحمت الدولہ بہار الملک سید مخدوم غفر علیہ
بصورت اور صورت جنگ المخلص بجا خلیف اکبر و شاگرد جناب منشی
مظفر علیہ انصاحب اسیر مصنف کتاب

کہ شد بعد میں ان افکار طبع
بگوشت عجب شیخ معیار طبع

طلای است بی شبہ کامل عیار
اگر ال تاریخ خواہی کی

از نتیجہ افکار جناب افضل الدولہ مظفر الملک جناب سید فضل علیہ انصاحب
شوکت جنگ المخلص فیصل خلیف اصغر و شاگرد جناب منشی صاحب مصنف کتاب

و برق یہ منتخب رہدگار خوب چہی
مطالب زہ کامل عیار خوب چہی

عجب شیخ ہی معیار کی صحیح صحیح
خود فی طبع کی تاریخ بون کسی افضل

از نتیجہ افکار شاعر بی بدل صبا فکر عا میر شاہ علیہ انصاحب
مخلص غالی شاگرد حضرت

اولین شرح شرح میزان بود	بعد ازان این کتاب مشد تیار
عقل تاریخ ادب من عیالی	گفت شرح مکرر معیار
از نتیجه افکار جناب منشی سید فضل رسول خان صاحب بهادری صاحب و اسطی شاگرد	حضرت امیر مصنف کتاب فقاہتہ و ارجال پور و غیرہ رئیس قصبہ سندیلہ خیر خواہ سرکار
و اد کیا گئی گئی اسے کتاب	عل ہوئی مشکل سائل سرسب
واسطے تاریخ ادب کی کلک سینی	یون رستم کی شج ہندی مختصر
از جناب میرزا آقا حیدر صاحب افسون تخلص کرد جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر شہر	جوسطر ہے سب حشیم بد ہے
اوستاد نے کیا کتاب لکے	افسون یہ شرح مستند ہے
تاریخ کئی یہ ادب کی سینی	از نتیجه افکار شاعر کیا جناب شیخ رضا حسین صاحب تخلص برضا شاگرد جناب
تدبیر الدولہ منشی مظفر علی صاحب امیر مصنف کتاب	
زرکامل عیار شد مطبوع	انکہ میرزا ان برای اشارت
نکر تاریخ چون رصف کردم	گفت ہا لقب کہ شج معیار ست
قطر تاریخ از فکر شاعر ذوی شعور جناب شیخ ظہور حسین صاحب تخلص بہ ظہور	خلف منشی علیم الد صاحب شاگرد جناب منشی صاحب مصنف کتاب
ہمسیر تیر فلک کلک جناب اسیر	ہست ز پیکان اوسینہ حاسد فگار
کرد جو فکر بلین از سر فضل و کمال	کرد بہر فقرہ اشش سلک ثریا نثار
نسخہ تاریخ طبع خوب رقم زد ظہور	سکہ نو شد روان از زرکامل عیار

خاتمہ الطبع

الحمد للہ والثناء کہ ترجمہ معیار الاشعار اسمی بہ زرکامل عیار مطبع نامی منشی نوک کشور
مین بمقام لکھنؤ جاہ اگست ۱۳۵۷ ع مطابق ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۷ ہجری
طبع ہو کر شائع ہونہ فقط

غلط نام کتابے کامل عیا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۴	بوزون	بوزون	۵۵	۱۱	لن نغای	لن نغای	۵۵	۱۱	لن نغای	لن نغای
۱۵	۱۵	ن	ان	۶۰	۱۳	او وچ چا با	او وچ چا با	۶۰	۱۳	او وچ چا با	او وچ چا با
۷	۱۵	زعم	زعم	۶۱	۲۱	مرامرا	مرامرا	۶۱	۲۱	مرامرا	مرامرا
۷	۱۹	ست	ست	۶۲	۲۳	کسن	کسن	۶۲	۲۳	کسن	کسن
۹	۳	مطلب	مطلب	۶۲	۱۸	اگر	اگر	۶۲	۱۸	اگر	اگر
۱۴	۱۳	رو	رو	۶۹	۱۱	تبا	تبا	۶۹	۱۱	تبا	تبا
۱۷	۸	تکلف	تکلف	۷۰	۵	مشن	مشن	۷۰	۵	مشن	مشن
۲۵	۲۳	فقرت	فقرت	۷۴	۱	ہی یہ	ہی یہ	۷۴	۱	ہی یہ	ہی یہ
۲۱	۶	ناخن زن	ناخن زن	۷۵	۷	باز یادہ	باز یادہ	۷۵	۷	باز یادہ	باز یادہ
۱۵	۱۱	موسیقی	موسیقی	۸۲	۲۲	لو	لو	۸۲	۲۲	لو	لو
۲۴	۳	دوہر	دوہر	۸۴	۵	نہین	نہین	۸۴	۵	نہین	نہین
۸	۸	مستور	مستور	۸۹	۱۴	مفاعیلان	مفاعیلان	۸۹	۱۴	مفاعیلان	مفاعیلان
۲۹	۲۰	گویا	گویا	۹۳	۱۳	اٹھائیں	اٹھائیں	۹۳	۱۳	اٹھائیں	اٹھائیں
۲۷	۲۳	متن	متن	۹۵	۱۵	تازی	تازی	۹۵	۱۵	تازی	تازی
۲۸	۸	مین	مین	۱۰۳	۹	ہین	ہین	۱۰۳	۹	ہین	ہین
۳۱	۷	ہوا	ہوا	۱۰۸	۴	گیا	گیا	۱۰۸	۴	گیا	گیا
۱۵	۱۵	اصلی	اصلی	۱۰۹	۱	مفاعیلان	مفاعیلان	۱۰۹	۱	مفاعیلان	مفاعیلان
۳۴	۲۲	موقت	موقت	۱۱۰	۹	را	را	۱۱۰	۹	را	را
۳۵	۷	ہی	ہی	۱۱۳	۷	ثانی	ثانی	۱۱۳	۷	ثانی	ثانی
۴۳	۲	حرف	حرف	۱۱۴	۹	تجرید	تجرید	۱۱۴	۹	تجرید	تجرید
۲۳	۲۳	سکن	سکن	۱۱۵	۱۱	غروڈا	غروڈا	۱۱۵	۱۱	غروڈا	غروڈا
۲۶	۲	فدا رک	فدا رک	۱۱۶	۱۲	فائق	فائق	۱۱۶	۱۲	فائق	فائق
۸	۸	من	من	۱۱۶	۱	شانی	شانی	۱۱۶	۱	شانی	شانی
۱۸	۱۸	ور	ور	۱۱۷	۲۱	فدا رک	فدا رک	۱۱۷	۲۱	فدا رک	فدا رک
۴۷	۵	خوگ	خوگ	۱۱۹	۹	او بعد عین	او بعد عین	۱۱۹	۹	او بعد عین	او بعد عین
۵۴	۱	جز	جز	۱۲۰	۱۵	گزار نام	گزار نام	۱۲۰	۱۵	گزار نام	گزار نام

صغ	سط	غلط	صحیح	صغ	سط	غلط	صحیح	صغ	سط	غلط	صحیح
۲۸۸	۲۱	جایز	ناجایز	۲۸۸	۲۱	جایز	ناجایز	۲۸۸	۲۱	جایز	ناجایز
۲۵۰	۱۹	بدل	که بدل	۲۵۰	۱۹	بدل	که بدل	۲۵۰	۱۹	بدل	که بدل
۱۸	۱۶	ایضا	ایضا	۱۸	۱۶	ایضا	ایضا	۱۸	۱۶	ایضا	ایضا
۲۰	۲۰۳	نیمس	نیمس	۲۰	۲۰۳	نیمس	نیمس	۲۰	۲۰۳	نیمس	نیمس
۴	۲۰۸	عروض	عروض	۴	۲۰۸	عروض	عروض	۴	۲۰۸	عروض	عروض
۱۶	۲۰۹	همین	همی	۱۶	۲۰۹	همین	همی	۱۶	۲۰۹	همین	همی
۴	۱۵۳	اوس	اوس	۴	۱۵۳	اوس	اوس	۴	۱۵۳	اوس	اوس
۱۲	۲۱۲	موقوفه	موقوفه	۱۲	۲۱۲	موقوفه	موقوفه	۱۲	۲۱۲	موقوفه	موقوفه
۲۱	۸	مفاعیل	مفاعیل	۲۱	۸	مفاعیل	مفاعیل	۲۱	۸	مفاعیل	مفاعیل
۲۲	۲۶۵	مفعول	مفعول	۲۲	۲۶۵	مفعول	مفعول	۲۲	۲۶۵	مفعول	مفعول
۱۳	۲۱۹	واو	واو	۱۳	۲۱۹	واو	واو	۱۳	۲۱۹	واو	واو
۱۴	۲۲۱	مفعول	مفعول	۱۴	۲۲۱	مفعول	مفعول	۱۴	۲۲۱	مفعول	مفعول
۱۸	۲۲۲	گفته اند	گفته اند	۱۸	۲۲۲	گفته اند	گفته اند	۱۸	۲۲۲	گفته اند	گفته اند
۲۳	۲۶۶	هوا	هوا	۲۳	۲۶۶	هوا	هوا	۲۳	۲۶۶	هوا	هوا
۴	۲۶۹	مستم	مستم	۴	۲۶۹	مستم	مستم	۴	۲۶۹	مستم	مستم
۲	۲۲۲	بعضی	بعضی	۲	۲۲۲	بعضی	بعضی	۲	۲۲۲	بعضی	بعضی
۴	۲۶۷	بیضا	بیضا	۴	۲۶۷	بیضا	بیضا	۴	۲۶۷	بیضا	بیضا
۱۸	۲۸۲	یازده	یازده	۱۸	۲۸۲	یازده	یازده	۱۸	۲۸۲	یازده	یازده
۲۱	۲۸۵	تاریخی	تاریخی	۲۱	۲۸۵	تاریخی	تاریخی	۲۱	۲۸۵	تاریخی	تاریخی
۲۱	۲۸۶	که تا برید	که تا برید	۲۱	۲۸۶	که تا برید	که تا برید	۲۱	۲۸۶	که تا برید	که تا برید
۲۱	۲۲۶	فعلن	فعلن	۲۱	۲۲۶	فعلن	فعلن	۲۱	۲۲۶	فعلن	فعلن
۲۳	۲۲۹	فروع	فروع	۲۳	۲۲۹	فروع	فروع	۲۳	۲۲۹	فروع	فروع
۲۳	۲۲۸	مفعول	مفعول	۲۳	۲۲۸	مفعول	مفعول	۲۳	۲۲۸	مفعول	مفعول
۵	۲۳۱	مفعول	مفعول	۵	۲۳۱	مفعول	مفعول	۵	۲۳۱	مفعول	مفعول
۱۰	۲۳۶	بسنجالی	بسنجالی	۱۰	۲۳۶	بسنجالی	بسنجالی	۱۰	۲۳۶	بسنجالی	بسنجالی
۲۱	۲۳۸	سن نفع	سن نفع	۲۱	۲۳۸	سن نفع	سن نفع	۲۱	۲۳۸	سن نفع	سن نفع
۲	۲۹۸	معمر	معمر	۲	۲۹۸	معمر	معمر	۲	۲۹۸	معمر	معمر
۵	۱۲	مستغنی	مستغنی	۵	۱۲	مستغنی	مستغنی	۵	۱۲	مستغنی	مستغنی

Check 1987

در متن کتابت کلامی